أَحكمُ التاريخ

صفحہ ۲۰۸ — [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صفحہ ۲۰۱ — رکن الدولہ دوم [illegible] کا قتل ۱۱۸۹ھ میں ۔

صفحہ ۲۰۳ — ظفر الدولہ بہادر جنگ کا ۱۱۹۲ھ میں انتقال ہوا ۔

صفحہ ۲۰۳ — احتشام جنگ فرزند ظفر الدولہ ۱۱۹۴ھ میں [illegible]
اور صمصام جنگ کا انتقال ہوا ۔ [illegible]

ص ۱۰۸ — ۱۱۹۶ھ میں سارے [illegible] کا مال [illegible] وصول سرکار
کر لیا گیا۔

ص ۱۱۲ — ۱۲۰۹ھ میں کھرڈی کی جنگ ہوئی [illegible] — نظام کی
فوج ایک لاکھ تھی، پہلے فتح ہوئی بعد کو [illegible] کی [illegible]
شکست ہوئی [illegible]
[illegible] کی قید [illegible]

ص ۱۱۳ — عالی جاہ [illegible]
نظام علی خاں [illegible]
۱۲۱۲ھ میں [illegible]
[illegible]
[illegible] کی قید [illegible]

ص ۱۲۱ — فریدوں جاہ کا ۱۲۳۲ [illegible] کا ۱۲۳۳ میں
سلطان جاہ کا ۱۲۳۳ [illegible]

ص ۱۲۴ — محمد [illegible]
[illegible] کا واقعہ — ص ۱۲۵ — پنڈاروں کی لوٹ [illegible]
۱۲۲۹ میں [illegible] کا انتظام — ص ۱۲۸ — [illegible]
مولوی عبدالکریم [illegible]

ص ۱۳۵ — سلطان میاں [illegible]

نذر

بعہد دولت ابد مدت و ارائی بہار آستان کان کیمیائی و رشتہ بان
آ علیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پرنور رستم دوران مظفر الممالک
فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ سلطان ثانی اعلیحضرت میر محبوب علیخان بہادر
بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ و دولتہ و افاض علی رؤس الانام برہ و احسانہ

یہ ناچیز ہدیہ

بگرامی خدمت فیض و رحبت
اعتضاد السلطنۃ ناصر الملۃ معلی القاب عالیجناب ہلال رکاب سکندر جنگ اقبال الدولہ
اقتدار الملک وقار الامرا نواب محمد فضل الدین خان بہادر وزیر اعظم دولت آصفیہ
ادام اللہ اقبالہ و اجلالہ بصد ادب بامید قبولیت

بسرپرستی و کمال پروری مصطفوی
گوہر مرتضوی تبار علامہ نحریر اقلیدس تحریر عالیجناب نواب موتمن جنگ
عماد الملک بہادر ناظم تعلیمات دام اقبالہ پیش کیا جاتا ہے
گر قبول افتد زہے عز و شرف

گذرانیدہ

فدوی خاص محمد حسین عفی عنہ

فہرست خلاصہ مضامین کتاب حکم التاریخ المعروف بہ محبوب السلاطین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

عالیجناب معلی القاب سردفتران سخنوران روزگار مقرب الخاقان اوستاد السلطان ناظم یار جنگ دبیرالدولہ فصیح الملک بلبل ہندوستان جہان اوستاد نواب مرزا خان بہادر داغ دہلوی مدظلہ العالے

حامداً و مصلیاً

آج چند جزو تاریخ **محبوب السلاطین** کے میری نظر سے گذرے -

دریا کو کوزہ مین بند کیا ہے اور کوزہ سے دریا کو نکالا ہے -

ہر جگہہ کا نشان ہی اسمین واقعی ایک جہان ہی دیکھو اسمین کتنے کام کی باتین ہین کیسی نام کی باتین ہین اسکے مطالعہ سے سیاست مدن کا طریقہ پہچان لو

اسکے سمجھنے جو نہین جانتے جان لو۔ نشیب و فراز عالم اس سے ظاہر ہوتا ہے آدمی نیک و بد سے ماہر ہوتا ہی شان اولوالعزمی دل مین پیدا ہوتی ہے چشم غفلت وا ہوتی ہے شجاعت سخاوت ہمت مروت فراست حکمت لیاقت وغیرہ وغیرہ کا عمدہ ذخیرہ ہے اور کتنا ذخیرہ ہے بنی بنائی چیز کا دیکھنا آسان ہے بنانے والے کے دل سے پوچھو کہ قوت دماغی کسقدر صرف ہوئی بصارت کا کیا حال ہوا۔ انصاف شرط ہے کہ مولف نے بڑا کام کیا ہے یہ قابل پرورش وانعام کیا ہے مُلک اور مَلِک دونون کو اس سے فائدہ ہے۔ مملکت وسلطنت کا یہ گویا ایک آئین وقاعدہ ہی **بادشاہون** کے پاس اسکا رہنا ضرور ہے اور ملاحظہ اسکا ضرور در ضرور تر۔ مینے جسقدر اسکو دیکھا ہی اوسکی داد آنکھون سے دیتا ہون اور صد آفرین وتحسین کرتا ہون بعض حک واثبات کے بہت صحیح حال لکھا ہی۔ الٰہی مُلک ومَلِک اسکی قدر کرے اور مولف کو اس محنت شاقہ کا صلہ ملے آمین ثم آمین ۔

تاریخ

مصنف نے جو محنت کی ہی ہم بھی داد دیتے ہین	صدائے آفرین ہی ہر طرف سے شور تحسین ہے
یہ ہی اے داغ اس تاریخکی تاریخکا مصرع	جواب جام خسرو نوع محبوب السلاطین ہے
	۱۳۱۲ھ

بپای گسترانند فرشتہ فرزند بر سپہر

یہ تاریخ جسمیں سلاطین نامور و حکمائے نامی کی حکایات و نصایح نافع عام کی سلاست سے درج ہین مسمی بہ

احکام التاریخ

المعروف

محبوب السلاطین

جسکو مورخ نامور فرزانہ روشن گہر جناب منشی محمد حسین خانصاحب نے تالیف فرمایا

بمطبع نامی روگشن مطابع عزیز دکن طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دیباچہ

نتیجہ فکر روشن شاعر ساحری فن یگانہ روزگار منتخب لیل ونہار رشک خاقانی وغیرت لبید وفرزدق خاقان قلمرو سخن ساسان ہشتم ملک الشعرا ابو القاسم مولانا فضل رب عرشی تاجپوری مدظلہ علی روس الانام شاعر خاص حضور نظام

اگرچہ اعیان روزگار کے حالات سے عربی اور فارسی تاریخین لبریز ہین اور عجمی وتازی زبانین ان نامورون کے واقعات سے مالامال - مگر وہ چیز جسکو زمانہ کی آنکھین آج ڈھونڈ رہی ہین اور موجودہ زمانہ کے جوہری جن موتیون کی تلاش مین ہین اوس گوہر شبچراغ سے یہہ دونون صدف خالی ہین - یا ان موتیون کی اون جوہریون کو

قدر ہی نہ تھی یا دانستہ اُن گران بہا جواہرات کو اپنے مبارک جانشینون کیلئے چھوڑ گئے یہہ کہنا کہ اسلامی مورخین اس کوچہ سے نابلد اور فن تاریخ مین کامل نہ تھے عقل انسانی کا خون کرنا ہے متعصب مورخین کے غلط فہمیون نے اگلے تاریخ نگارون کو مورد الزام بنایا ہے چونکہ دامن سلطنت ہمیشہ عیب پوش اور پردہ دار ہوتا ہے اسلئے اُن کی عہد حکومت مین اون کے عیوب پر نظر نہین پڑتی آیندہ نسلین ہماری نگاہون سے دور ہین معلوم نہین کس لباس اور کس ہیئت مین آنے والی ہین - اور موجودہ تہذیب اور طرز تمدن کا کن ہتیارون سے مقابلہ کرنیوالی ہین -

تاریخ جسکی آنکھون کے سامنے حدوث و قدم اور وجوب و امکان کے سربستہ پردے کھلے ہین عبرت کی نگاہون سے بتلا رہی ہے کہ ہر زمانہ کے مورخ اگلون کے علمی و عملی کارنامے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے آئے ہین اور اعتراضون کے سیلاب سے گذشتہ تہذیب کی عمارتون کو متزلزل کرتے رہے ہین -

صاحب السیف والقلم کی امت کے وہ بزرگ جو اپنے اپنے عہد کے اولوالعزم نامورونکا کارنامہ لکھہ گئے ہین اسی سیف و قلم کو پیش نظر رکھہ لیا ہے زیادہ حصہ فتوحات اور خانہ جنگیون سے لبریز پایگا اور باقی حصہ مین ایسے علمی جلسے نظر آئینگے کہ آپ ہر عہد کے آئمہ ہر عصر کے علما کی خیالی تصویر ایک خیالی لباس مین دیکھہ لینگے مگر اون کی معاشرت اونکی عادات اور اونکی پرایوٹ زندگی کا کہین پتہ نہ لگے گا جو موجودہ تہذیب کی نظر مین دلچسپ اور قابل فخر واقعات ہین اون کے مبارک جانشینون (اہل یوروپ) نے اس بار گران کو اپنے دوش ہمت پر اوٹھالیا اور ہر نامور کی دو ورقی تصویر کھینچکر ملک کے سامنے رکھدی جس سے اوس تصویر کا عیب و ہنر حسن و قبح رفتار و گفتار صورت و سیرت

بلکہ خط و خال تک نظر آنے لگا مگر یہہ اوس حالتمین ہے جب ایک ہی شخص کی تالیف
لکھی جاتی ہے اور اوسکی علمی اور عملی کارنامے اور اوسکے تکلف یا سادہ پن کا خاکہ
کھینچنا مقصود ہوتا ہے مگر وہ مورخین جو سلاطین عالم یا مشاہیر حکما کا مرقعہ تنبیہا
للناظرین پبلک مین پیش کرتے ہین بجز اسکے کہ اُنکی تاریخ ولادت اور سن وفات
لکھکر خاموش ہو رہین کیا کر سکتے ہین - اسی گروہ کے ایک نامور مورخ ہین ہمارے
معزز دوست منشی محمد حسین خانصاحب جنہون نے سلاطین ایشیا اور یورپ کے
متعلق ایک بسیط تاریخ لکھی ہے اور اوسکو پانچ حصون پر تقسیم کیا ہے -

پہلے حصہ مین بادشاہون کی ایسی دلچسپ حکایتین درج کی ہین جس سے اونکی سیرت
اور سوشیل حالات کا مجملاً اندازہ ہو سکتا ہے اور ہر حکایت کی آخر مین اوسی حکایت سے
ایسا معنی خیز اور سود بخش نتیجہ نکالا ہے جو برقی حرارت کیطرح رگ و پے مین دوڑ جاتا ہے -

دوسرے حصہ مین حکمرانی کی تعریف اوسکے صرف کا موقع حاکم کے فرایض اوسکے
مثالین عمدہ پیرایہ مین بیان کے ہین اور اخلاقی حالات کا فوٹو کھینچکر سامنے رکھدیا ہے
جس سے مولف کی قوت نظر اور قدرت استنباط ظاہر ہوتی ہے -

تیسرا حصہ علما اور سلاطین کے قابل قدر نصیحتون سے لبریز ہے جو حقیقتاً لایق
قدر اور قابل عمل ہے

چوتھا حصہ ظلم کے صفات نکوہیدہ اور اوسکے بُرے نتایج سے متعلق ہے
جسکو مولف نے نمعلوم کہان کہان سے قطرہ قطرہ فراہم کیا ہے تب یہہ موجزن
دریا زمین سخن پر بہایا ہے -

پانچوین حصہ مین سلاطین روی زمین کو ایک نقشہ مین اسطرح دکھایا ہی کہ یہہ کب

پیدا ہوے اور کس کس مین ساطت پائی اور کب اس سیمیاکے طلسم کو چھوڑنا پڑا انکے
بے چین طبیعتین جو ہمیشہ اشتغال کے متلاشی اور علمی مطلوب کی جویان رہتی مین
کچھہ نہ کچھہ مشغلہ دل بہلانے کا ڈہونڈ لیتی ہین ہمارے معزز دوست جنہون نے
مدت سے اس سنگستانی اور ریتلی زمین مین قدم رکھا ہے اور تصنیفات کا عظیم بار مردانہ
دوش ہمت پر اوٹھا لیا ہے جب اس تالیف سے فارغ ہوے تو اونکا حسن ظن مع تالیف
اونکو میرے پاس کھینچ لایا تا کہ اس بحر مواج کو خار و خاشاک سے پاک کر کے زہر آگین
موجون کو شفاف اور شیرین لہرون سے جدا کردون اون کے جوش اور مکرمی مولوی
محمد عبد الخالق صاحب کے اصرار نے مجبور کیا کہ حریفانہ اس نظورہ دلفریب پر
نظر ڈالون اور اسکے خال و خط کو نقشہاے رنگارنگ سے رشک نگارخانہ ارژنگ
بناؤن - مگر مجھکو شرمسارانہ کہنا پڑتا ہے کہ مین اوس بھاری سل کو جیسا اور جسطرح
چاہیے اُٹھا نہ سکا اس خیال سے کہ میرا دوش نازک زخمی اور فگار ہو جائیگا بلکہ وہ چشمہ
جو وجدانی سرزمین سے اوبلا تھا ازدحام آلام اور فراوانی افکار کی حدت و تمازت سے
خشک ہو کر رہگیا - اسمین شک نہین کہ مولف نے مفید اور ضروری مضامین سے اس شراب
تند اور رحیق عتیق کو دو آتشہ کر کے عالیجناب ہلال رکاب کیوان خدم برجیس شیم
بیکسون کے والی غریبون کے مولا نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ
اقتدار الملک وقار الامرا بہادر وزیر اعظم سرکار دولت آصفیہ ادام اللہ
اقبالہ و اجلالہ کے قدسی ملاحظہ مین نیازگسترانہ بامید قبولیت پیش کیا ہے جو ہر طرح
قابل قدر اور درخور آفرین ہے اگر کریم دریا دلکی ہمت آبیاری کریگی اور چشمہ کرم کے
کنارون سے مثل ابر نیسان گہر بار ہوگی تو نہ صرف مولف کی چہرہ محنت کا غازہ بنیگی

بلکہ قوم کی جیب و دامن کو گوہر ہائے شہوار سے بھر دے گی۔

الراقم

ابوالقاسم فضل رب عرشی تاجپوری۔

شاعر خاص اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی دام دولتہ

مثنوی

بنام خداوند گردان سپہر	فروزندہ مشعل ماہ و مہر
بیا اے خردمند پاکیزہ رای	چو پاکان ز صورت بمعنی گرای
غم ہر چہ داری فراموش کن	ازین میکدہ ساغری نوش کن
برآور سر دانش از گوشہ ہا	دو صد دانہ برگیر زین خوشہ ہا
براین شمع گرد آی و پروانہ باش	درین میکدہ باش و دیوانہ باش
چو پروانہ میباش با ساز و سوز	ازین شمع قندیل خود برفروز
چہ نازی بکالای پارینہ ہا	ازین خانہ بردار گنجینہ ہا
چگویم کہ چون ساحر نقشبند	پری را درین شیشہ کردست بند
ببینی درین بحر گوہر نثار	صدفہا پر از گوہر شاہوار
چو گوہر کشان زین گہر ریزہا	پی گوش خود درکش آویزہا
الٰہی شود گوش آفاق پُر	ز آویزہ این گرانمایہ دُر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر قسم کی تعریف اُس مالک الملک شہنشاہ بے نیاز کو شایان ہے جس نے انبیاء عظام
کو بیّن معجزات و آیات عطا فرمائے اور اولیاء کرام کو بدیہی کرامات و خرق عادات
مرحمت کئے جن کے فیض عام سے انسان ضعیف البنیان شکوک کے ظلمات سے نکلکر
نور یقین کو پہنچا اور مشعل ایمان اُس کے خانۂ دل مین روشن ہوئی
اور اللہ پاک کا شکر ہے جس نے اپنے عاجز اور فرمان بردار بندون کے
واسطے وہ جنت بنائی کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سُنی اور نافرمان
بندون کیواسطے وہ دوزخ بنائی جس کے ایک دم گرم سے چھ مہینے تک روئے
زمین پر تپش رہتی ہے اور ایک نفس سرد سے چھ مہینے ساری زمین آب افسردہ کا
کام دیتی ہے اللہ پناہ دے اُس سے ہم سب مسلمان بھائیون کو اور درود و سلام کا

تحفہ اُس سردار عالم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر جس نے ہم کو اس دوزخ کی آگ سے بچانیکی ایسی صورة فرمائی جیسے شمع پر پروانہ گرتا ہو اور کوئی بچاوے - اس سے یہہ مراد ہوسکتی ہے کہ ہم سب صرف دنیا کے ناز و نعم دیکھکر اپنے آپ کو قعر ہلاکت مین گراتے ہین اور وہ ہم کو اُس سے اس طرح پر بچاتے ہین جیسے کوئی شمع سے پروانہ کو اور ہزاران ہزار مدح وثنا چارون اصحاب کبار قامع بنیان کفار کو لایق ہے جن حضرات بابرکات نے کمر سعی واخلاص باندھکر جان و دل سے آپکے مدد کی اور آپکے بعد بھی ایسی جانفشانی و عرق ریزی اشاعت اسلام مین کی کہ ستارہ اسلام کو چرخ ہدایت وارشاد پر مثل آفتاب روشن و منور کردیا اور دشمنان خدا و حاسدان ملت بیضا کو ایسا تہ تیغ کیا کہ نام کو بھی کہین نام کفر نہ چھوڑا ان چارون حضرات کو اگر خانہ دین کا چار ستون تسلیم کرین تو حق ہے بلکہ اگر شخص اسلام کا چار عنصر کہین تو بجا ہے

- دین اور بادشاہ یہہ دونون توام ہین دین بنیاد اور بادشاہ اوسکا نگہبان ہے جس چیز کا کوئی نگہبان نہو تو وہ برباد ہوگی اور جو چیز کہ بے بنیاد ہوگی وہ خراب ہوگی بادشاہ زمین پر خداوند عالم کا سایہ اور اُس کی مخلوق پر اُس کا قایم مقام ہوتا ہے اور اسکی طرف سے اسکی حق کی رعایت کیواسطے ایک معتمد ہے کہ جس سے انتظام کامل ہوتا ہے مثلاً امن رکھنا راہ مین پناہ دینا ضعیف کا قوی سے حائل ہونا درمیان خلق اور مظالم کے جاری کرنا سنن کا دور کرنا بدعة و فتن کا آباد کرنا مساجد کا قایم کرنا مدارس کا بنوانا سڑکون کا سزا دینا مجرمون اور راہزنون کا انصاف کرنا مظلومون کا فیصل کرنا خصومات کا حق رسی کرنا حقدارون کی فریاد رسی کرنا فریادیون کی بیاہ دینا یتیمون ولاوارثون کا کفن دفن کرنا غرباؤن کا بچانا رعایا کا دست متغلبین سے

حفاظت کرنا املاک و اوقاف کا قائم کرنا حدود و قصاص کا جاری رکھنا تعزیرات کا اثبات کرنا شعائر اسلام کا نصب کرنا قاضیون اور مفتیون اور اہل احتساب کا قیام کرنا ساتھ واجبات و فرایض وحقوق عباد کے اہتمام کرنا امر معروف ونہی منکرین جمع کرنا سپاہ ولشکر کا واسطے حراست کے دشمن سے مہیا رکھنا سلاح کا حرب وضرب کیلئے قہر کرنا اعدائے دین پر بند وبست رکھنا بیت المال کا روکنا مفسدین کا فساد و فتن سے رعب اور ہیبت رکھنا رعایا پر پس اگر بادشاہ نہوتا تو انتظام نرہتا اور سب خاص عام برابر ہوجاتے بلکہ فتنہ و فساد خوب پھیل جاتا اور اضطراب و شور بہت ہوتا اور لوگ من مانے سرکشی اور مخالفت کرتے یہان تک کہ اصلاح معاش و اصلاح عاقبت سے بالکل بے بہرہ ہوجاتے کیا خوب فرمایا خلیفہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ پاک بسبب سلطان کے ایسی باتون سے روکتا ہے جس سے کلام نہین روک سکتا ہے اور قرآن شریف سے تو وہی لوگ ڈرکر گناہون سے بچتے ہین جو عالم باللہ و عارف بالحق ہین اور سلطان سے سب خوف کرتے ہین اسلئے یہ خوف سلطنت کا اونکو بہت افعال محرم اور اعمال منکر سے باز رکھتا ہے۔ اور ایسا بادشاہ کون ہے کہ کلام اللہ کی آیتون مین فکر کرے اور غور و تامل سے اُنکو دیکھے خداوند عالم نے رسولون کو علامتین دیکر بھیجا ہے اور اُن کے ساتھ کتاب ور ترازو اوتاری کہ لوگ عدل و انصاف پر قائم رہین اور لوہا اوتارا کہ اس مین سختی و منفعت بہت ہے اس سے بہت کام نکلتے ہین اور یہ معنی اسلئے خیال مین گذری کہ کتاب ور ترازو اور تلوار مین کچھ مناسبت ہی نہین نہ ہم شکل ہین نہ ہم جنس پھر انکو اس کلام مین کیون جمع کیا آخر یہی ظاہر ہوا کہ قرآن قانون شریعت اور احکام دین کا دستور العمل ہے جس مین راہ راست کا بیان اور فرایض مجمل کی تفصیل اور ترجیح

وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس ۱۲ منہ

جان کی مصلحت ہے کہ زیادتی اور ستمگاری و سرکشی وخصومت سے باز رکھتا ہے اور جس قانون ملک کو عقلائے سلطنت وارکان دولت اپنی ذہن کی تیزی اور طبیعت کی چالاکی سے بناتے ہین اوس کو سیاست عقلیہ کہتے ہین اور جو قانون قواعد شرعیہ سے لیے جاتے ہین اسکا نام سیاست دینیہ ہوتا ہے۔ پہلے قانون کا نفع دنیا ہی مین حاصل ہے وہ بھی جبتک ٹھیک ٹھیک چلے ورنہ ہمیشہ اس قسم آئین وقانون کی ترمیم ہی ہوتی رہتی ہے یہی ترمیم دلیل ہے نقص قانون کی اور دوسرے قانون کا نفع دنیا و آخرت دونون مین حاصل ہے اس لئے کہ مقصود خلق سے نری دنیا ہی نہین ہے، چونکہ دنیا فانی اور باطل ہے جسکا انجام موت اور فنا ہے اصل مقصود تو اُن سے قائم رہنا اُن کا دین پر ہے یہ قیام صاحب قیام کو سعادت اخروی تک پہنچاتا ہے۔

اصل حکم خلق پر اہل شرع کا ہے جیسے انبیاء خلفاء علماء اولیا ان کی حکمرانی مین مصالح دنیا اور آخرت دونو ہوتے ہین پھر جو امیر اور رئیس بادشاہ والی سلطنت اُن کی چال پر چلے تو وہ حقیقت مین اُن کا نائب ہے یعنی حراست دین اور سیاست دُنیا مین ایسے نائب کو عرف شرع اور اصطلاح اسلام مین خلیفہ اور امام کہتے ہین عہد نبوت کا انتظام تو ظاہر ہی ہے کہ چار دانگ عالم مین فتح ونصرت کا ڈنکا بجایا اپنی حسن تدبیر اور عدل وانصاف سے شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا اور عہد صحابہ وتابعین وتبع تابعین کا بندوبست دیکھو کسطرح سے ہفت اقلیم مین اسلام کو پھیلا دیا اور کسطرح کا امن اہل زمین کو بخشا حاصل یہ ہے کہ کہ پورا پورا تامل کرنے سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ یہی سیاست شرعیہ وتدبیرات نبویہ عافیت دارین اور خیریت کونین کے چشمے ہین جو کچھ ان کے سوا ہے وہی فساد کی جڑ اور فتنہ کا گھر ہے جو عمدہ قوانین سیاست عادلہ آج ملوک روے زمین کے ہین اونکا

ماخذ یہی شریعت اسلام ہے گو اون کی زبان و بیان مین اُسکا اسم اور رسم جدا ہو سکتا ہو اگر یہ جامعیت نہ ہوتی تو دین اسلام کامل نہ ٹھیرتا حالانکہ خداوند عالم نے اپنے کلام کلام پاک مین خبر دے ہے کہ ہم نے اس دین کو کامل کر دیا ہے کمال کے یہی معنی ہوتے ہین کہ اس دین کا پیرو کسی امر جزئی و کلی مین خواہ تعلق اس امر کا دنیا سے ہو یا دین سے کسی غیر اسلام کی عقل اور قانون کا محتاج نہین ہو سکتا ہے فرمان روائی ملک داری حکمرانی سب کا انتظام اسی شرع اسلام سے اور سارے حوادث کا حکم قرآن پاک اور حدیث شریف سے بادلہ خاصہ یا عامہ ہر وقت ہر زمانے مین قیامت تک برآمد ہو سکتے ہین - اور آسمان سے بارش اس لئے ہوتی ہے کہ زمین سے رزق پیدا ہو جسکو بقدر استحقاق ہر ایک تقسیم کرے نہ کوئی تغلب کرے نہ کوئی محروم رہے اس انصاف و برابری کے لئے ایک آلہ کی ضرورت پڑی سو اللہ پاک نے مخلوق کو اس طرف متوجہ کیا کہ ترازو بناوین اور اپنے لین دین مین استعمال کرین کہ آپس مین ظلم نہو نہین تو خسر الدنیا والاخرہ کے مصداق ہونگے اور اسکی دلیل یہ کلام ہے کہ خداوند عالم نے آسمان بلند کیا اور میزان مقرر فرمائی کہ تم تولنے مین زیادتی نکرو بلکہ وزن انصاف سے کرو تا کم نہو اور یہ برابری بے ترازو کے ممکن ہی نہین اسلئے اللہ پاک نے اوس کو مقرر فرمایا اور یہہ معلوم ہوا کہ کلام اللہ مین احکام خداوندی درج ہین اور یہ ترازو انصاف اور برابری کیلئے بنائی گئی ہے اور ان دونون کا اتباع اور اُن کے احکام کا التزام صرف تلوار سے ہے اور ظاہر ہوا کہ سلطان اللہ کا خلیفہ اور اس کا امانت دار ہے اور خلق خدا پر فرمان روائی کے قابل وہی شخص ہوتا ہے جو خاندانی عزت او وجاہت اور حسب و نسب کے علاوہ عدل و انصاف رحم و کرم کا مصدر

ومخزن ہو اور اخلاق الٰہیہ وعلوم شرعیہ کا معدن اسلامی سلطنت توہندوستان
سے نکل گئی اور اب اوس قوم کے ہاتھ ہے جسکو مسلمانون سے نفرت ہے اور
مسلمانون کو اُن سے وحشت رہین چھوٹی چھوٹی ریاستین وہ خود نزع کی حالتین
ہین صرف برائے نام بھوپال رام پور ٹونک جاورہ جوناگڈھ وغیرہ یہہ دوچار
ریاستین ابھی سرزمین ہندمین باقی ہین جہان دوچار دس بیس ہندوستانیون
کی صورتین نظر آجاتے ہین مگر کوئی ایسی ریاست جو وقت پر سلطنت کی ٹکر اوٹھا سکتے
اور مسلمانون کی ساتھ ایک خاص ہمدردی رکھتی ہو اور اہل فضل وکمال اوسکے دامن بیت
مین پرورش پاتے ہون رومی بومی زنگی فرنگی آفاقی قبچاقی غرض ہر قوم اور
ہر فرقہ کے لوگ وہ بھی دوچار دس بیس نہین سیکڑون ہزارون اوسکے خوان کرم
اور مائیدہ احسان پر ہروقت نظر آتے ہون میری نظر مین تمام قلمرو ہندمین اگر کوئی
ایسی ریاست آباد ہے تو وہ دار السلطنت حیدرآباد صانہ اللہ عن الشر والفساد ہے
وہان کا دارائے روشن گہر فرمان روائے برجیس قدر جمال کمال وکمال جمال سرکشون کا سرکوب
جابرونکا خانہ روب امیرونکا امیر وموالی غریبونکا مربی واقا عدل وکرم مین ثالث حاتم
وکسری دولت وشوکت مین ثانی سکندر ودارا حضرت بندگان رفیع المکان ہمایون
منزلت گردون قباب جوزا رکاب سریر آرائے انجمن دولت وکامرانی صدرنشین
بزم جہانداری وجہان بانی ناظم ممالک تمدن وسیاست سالک مسالک نصفت ومعدلت
دارائے کشور فہم وکیاست دانائے کامل غوامض عقل وفراست صدر داور نگاہ امارت
وریاست پیشوائے عسکر ظفر پیکر شجاعت وبسالت مورد محاسن سینہ مرجع معارف رکیہ
حضور پرنور رستم دوران مظفر الممالک فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ

اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و دولتہ و افاض علی رؤس الانام برہٗ و احسانہ ہین اللہ پاک اس امیدگاہ عالم و عالمیان کو اپنی حفظ و امان مین سلامت با کرامت رکھے احباب شاد اور مسرور رہین اور اعدائے دولت مبتلاے حوادث دُہور ۔

رایت دولت بجاہت جاودان منصور باد	تا ابد چشم بد از جاہ و جلالت دور باد
این دعاے بندگان تست ہر صبح و مسا	در پناہ جاہ تو ملک دکن معمور باد

یہہ وہ سلطنت ہے کہ اگلے مصنف بھی اس سلطنت کو دیکھتے تو اپنا سارا علمی کمال اس دار الفضل کے تعریف مین صرف کرتے اور اپنے کلام کو اس ذکر سے زینت اور اپنے قلم کو عزت دیتے ۔

اور تدبیر مملکت کے لئے اللہ پاک نے شعبۂ مخزن معدلت شاخ شجرۂ فاروق الاعظم و العدالت جگر گوشۂ حضرت فرید الحق والدین گنج شکر رح امیر ابن امیر اور کریم ابن کریم مخدوم عالم و عالمیان چشم و چراغ شبستان والا پائگی نو بہار بہارستان گرانمائگی دریادل سحاب آستین سپہر آستان فرشتہ پاسبان برجیس شیم مہر علم کیوان خدم مریخ حشم عالیجناب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا **نواب محمد فضل الدین خان بہادر** مدار المہام سرکار عالی دام اقبالہ کو منتخب کر رکھا تھا جو سند امارت و وزارت پر جلوہ افروز ہین اور اپنے زمانے کے آفتاب اور اندہیرے گھر کے مہتاب ہین اور لڑیون کے موتی بلا انمول جواہر ہین اور نگہبانی خلائق اور حسن تدبیر مین یگانہ روزگار اور سخاوت و دریادلی مین منتخب لیل و نہار ہین جنکی دہلیز فضل و کمال کی اُمیدگاہ ہے اور جنکا آستان فیض نشان اہل دولت و اعیان روزگار

کا بوسہ گاہ ہے -

واجب بر اہل مشرق و مغرب دعای او		باقی مباد دہر کہ نخواہد بقاے او	

سبب تالیف کتاب و تذکرہ مؤلف

امابعد ہیچمدان اور ژولیدہ بیان محمد حسین بن محمد امیر خان ابن محمد جعفر صدیقی غفراللہ ہما و ذنوبہما و ستر عیوبہما فی الدنیا والاخرہ نمک خوار دولت سرکار ریاست نظام عرض پرداز خدمت ناظرین ہے کہ اگرچہ اصحاب سیر اور مورخین زمانہ اگلے پرانے تذکرے جو آثار دولت وسلطنت سے چلے آتے ہین اُن کو اپنے کتابون مین بیان کر چکے ہین جن مین سے یہہ ناچیز محض عمدہ بادشاہون کی حکایات عادلانہ اور خصایل پسندیدہ کو بروجہ استفادہ عام اونہین رسالون سے انتخاب کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہے -

اگلے تاریخین چونکہ اکثر فارسی وعربی زبانون مین تہین اسلیئے اُس کا فائدہ ایک خاص گروہ سے مخصوص تھا اردو قلمرو کے سیاح اُن جواہرات کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتے اور فائدہ نہ اُٹھا سکتے اسلیئے مین اردو زبان مین اُنکو اُٹھا لایا کہ عوام بھی اپنی جیب ودامن بھر لین -

اس تالیف سے بجز اسکے میری اور کوئی غرض نہتھی کہ اگلے حالات دریافت کرنیکے لئیے ایک اگہی کا ذریعہ یاد دلاؤن اور اُن مین تہذیب اخلاق حکمرانی سیاست مدن کی تصویر کھینچکر قوم کے پیش نظر رکھدون تاکہ انسان اُن حالون کو دریافت کر کے عبرت حاصل کرے اور زمانے کے تغیرات وانقلابات پر غور وتامل کر کے اُسکو ایسا تجربہ

حاصل ہو سکے جس سے اُن اوصاف رذیلہ سے بچا رہے جن مین امم سابقہ مبتلا تھی یا جن سے اُنکا استیصال ہوا اور آپ کو ایسے اوصاف حسنہ سے متصف کر سکے جنکی بدولت اگلے لوگون کو صلاح اور رشد حاصل ہوا ۔

مجھکو ناظرین کے کرم اور اخلاق سے اُمید قوی ہے کہ اس رسالہ کو بنظر اصلاح ملاحظہ فرمائینگے کیونکہ کوئی فرد بشر سہو و نسیان سے خالی نہین پس اگر کہین کچھ غلطی و خطا اس سراپا غلط و خطا کی ملاحظہ فرمائین بقلم اصلاح اور بدامن عفو خطا پوش چھپائین وما توفیقی الا باللہ چونکہ اس مین عمدہ نکات اور فوائد اور بادشاہون کے عمدہ اور پسندیدہ خصائل کا تذکرہ ہے اس لیے رسالہ ہذا کا نام تاریخی **احکم التاریخ** المعروف به **محبوب السلاطین** رکھکر پانچ حصون پر منقسم کر کے ختم کیا **پہلا حصہ** بعض بادشاہون کی حکایات و نکات و فوائد اور خصائل پسندیدہ کے بیان مین **دوسرا حصہ** حکمرانی و رعیت کی نگہبانی اور طاقت خود اختیاری کی حفاظت اور خدا ترسی و نیکی و بدی و دولت مندی و جہانداری وغیرہ کے بیان مین **تیسرا حصہ** قدیم زمانہ کے علما کے وعظ و پند و نصائح جو خلفاء بنی اُمیہ اور عباسیہ وغیرہ سلاطین کو کیے اُسکی تشریح مین **چوتھا حصہ** ظلم اور اقسام ظلم کے ذکر مین **پانچوان حصہ** تاریخ جدولیہ شاہان عرب و عجم اور ہند و دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن سے متعلق ہے

حصۂ اول

بعض بادشاہون کی حکایات اور خصائل پسندیدہ کے بیان مین

علی بن شوکانی نے لکھا ہے کہ مراد ملک یعنی بادشاہ سے وہ شخص ہے جو کسی قطر یا شہر

یا جملہ اقطار اور بلاد کا مالک ہو دوسرے بادشاہ سے مدد نہ لے اپنے اختیار سے
اپنے ملک مین عامل مقرر کرے۔ ط

اللہ پاک نے مصالح عالم کے لحاظ سے چند لوگون کو افراد بشر سے بہ صفت فرمان
روائی و جہانداری منتخب کیا کہ افراد منتشرہ بنی نوع انسان کو جو آزادانہ و حاکمانہ زندگی
بسر کرتے تھے ایک آئین خاص کے سلسلہ مین مقید کر کے رکھے جائین کہ اپنے خیالات
نفسانی اور قوت غضبی کو ہر جگہ اور ہر وقت بیقاعدہ کام مین نہ لا سکین اور خلق خدا
پر قانون الہی یا آئین ملکی کے موافق عدل اور انصاف کرین۔ ہشام بن عروہ نے
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم نے کہ بعد میرے تم پر والی ہونگے نیک نیکی کے ساتھ اور بد بدی کے ساتھ
تم اُن کی بات سنو اور اُن کا کہنا مانو اگر موافق حق ہے۔

مورخین نے اپنی کتابون مین سارے دنیا کے ملوک اور رؤسا کا حال لکھا ہے
ہر خاندان کی مدت حکومت کا ذکر کیا ہے جسکے دیکھنے سے یہہ امر بخوبی ثابت ہو سکتا ہے
کہ کوئی ایسی قوم نہین گذری ہے جن مین سلطنت یا ریاست نہ آئی ہو مگر کسی خاندان
مین صدیون رہی اور کہین برسون اور مہینون جب تک سلطنت آئین و قانون کی
پابند رہی عزت دولت اُسکے ساتھ رہی مگر نفسانی خواہشون اور شہوانی ارادون کا
تنعم اور شخصی سلطنت کی حالت مین مغلوب رہنا ایسا ہے مشکل تھا جیسا ایک ایسے قیدی کا
جو زندان خانہ مین بغیر طوق و سلاسل نظر بند ہو اور اوسکا کوئی محافظ نہو غرض سلطنت نے
نفس پرستی اور لذات دنیوی کے طرف مائل کیا تعیش اور سامان راحت نے دولت
لٹانے پر آمادہ کیا جب قابلیت سلطنت رانیکی باقی نرہے قانون الہی کے انتظامی

قدرت نے عنان سلطنت دوسری خاندان کیطرف منتقل کردی سلطنت کے ساتھ عزت دولت جان وآبرو سب کھو بیٹھے ۔

اسکندر رومی بن فیلقوس

یہہ شخص روم کی ولایت کا بادشاہ تھا اور ارسطاطالیس سا حکیم نامور اوسکا وزیر سکندر نے بہتسے بادشاہون کو اپنا باج گذار بنایا ایران وترکستان کو روندتا ہوا ہند پر چڑھ آیا اور اوسکو مسخر کرکے چین کی سرزمین پر جا کودا غرض مشرق سے مغرب تک کل روے زمین کی بیاسی سلطنتون پر اس نے حکمرانی کی چھ لاکھ بیس ہزار سوار ہمیشہ اسکے ہمراہ رکاب رہتے تھے اسکے علاوہ جا بجا فوجین مامور تھین ۔

حکایت

سکندر نے اپنا راز ایک امیر سے کہکر حکم دیا کہ اسکا اظہار کسی کے روبرو نکر نا مدت تک وہ امیر خاموش رہا مگر رہا نگیا ایک اپنے عزیز سے کہڈالا رفتہ رفتہ وہ راز فاش ہوگیا سکندر نے جب اطلاع پائی اُسکو ماخوذ کیا اور بلیناس سے مشورہ لیا کہ ایسے شخص کو جو بادشاہی امانت مین خیانت کرے کیا سزا دینی چاہیے اُس نے جواب یا کہ بادشاہ خود اس مقدمہ مین مجرم ہے جب بادشاہ اپنے راز کو اپنے خزانہ دلین نہ رکھ سکا اور بے ضرورت دوسرے شخص کے حوالہ کر دیا تو دوسرا اوس شاہی راز کو جسکا متحمل بادشاہ نہو سکا کیونکر ہوسکتا ہے ۔ سکندر یہ بات سنکر وزیر کی انصاف پر بہت خوش ہوا اور امیر مجرم کا قصور معاف کر دیا ۔

نکتہ کم حوصلہ انسان کے روبرو اپنے دل کا راز افشا کرنا عیب ہے کیونکہ وہ فی الفور

اسکے افشا پر مستعد ہو جائیگا -

راز دل سفلہ سے مت کہہ بیٹھنا	اور سمجھنا مت اسے مرد امین
کیونکہ تیرے راز کو وہ بے حجاب	دل کے پردہ مین چھپا سکتا نہین

سکندر موسوی ملت کا پابند تھا اور اسی شرع کے موافق ہر ایک کام مین کاربند ہوتا تھا نفس پر حاکم اور شریعت کا محکوم تھا شجاعت اوسکی خانہ زاد تھی اور سخاوت خداداد اسکے عمدہ قولون سے کتابین بھری پڑی ہین اُنہین سے چند قول ہدیہ ناظرین ہین

قول سلطنت کی لذت چار چیزون پر منحصر ہے **ایک** بادشاہ کا دشمن پر غلبہ پانا **دوم** دوستان امانت و دیانت دارون کو اعلیٰ مرتبہ پر پہنچانا **سوم** مظلومون کی دستگیری **چہارم** محتاجون کی خبرگیری -

جس بادشاہ نے یہ چارون باتین نپائین سلطنت کا کوئی مزہ نپایا -

پند اُستاد کا ادب اور اسکے مراتب کا لحاظ والد سے زیادہ چاہیے کیونکہ باپ اسکو آسمان سے زمین پر لاتا ہے اور اُستاد اسکو زمین سے آسمان پر پہونچاتا ہے

نکتہ بہت کہنا اور تھوڑا کرنا مردی مین داخل نہین بلکہ تھوڑا کہنا اور بہت کرنا مردون کا کام ہے -

قول بادشاہ کے زیر فرمان چار قسم کے لوگ ہین **اولاً** اہل شمشیر جن سے فوج اور لشکر اور سپہ سالار وغیرہ مراد ہین **ثانیاً** اہل قلم جن پر آئین و قانون اور درستی دفتر ریاست کا مدار ہے جیسے وزرا و معتمدین سلطنت وغیرہ **ثالثاً** تاجر و بیوپاری **رابعاً** زمیندار و اہل زراعت جن کی مشقت سے خزانہ شاہی ترقی پاتا ہے اور اسی سے عام و خاص خلقت پرورش پاتی ہے پس ان چارون کو چار عنصر کائنات کے

ساتھ نہایت مشابہت ہو سکتی ہے یعنی اہل سیف آگ ہیں دشمنان سلطنت کو آتش تیغ سے جلاتے ہیں اور بادشاہ کو اُن کے حملہ سے بچاتے ہیں - اور اہل قلم ہوا کی مانند ہیں کل سلطنت کا دار و مدار انکی تحریر و تدبیر پر ہے جیسے کہ جاندار کی جان ہوا کی بغیر تلف ہو جاتی ہے اسی طرح سلطنت ان کے بغیر بے جان تصور کی جاتی ہے - پانی کے ساتھ تجارت پیشہ کو تشبیہ دیجاتی ہے کہ ان کے ذریعہ سے ملک رونق پاتا ہے آب و تاب میں آجاتا ہے جس طرف وہ آنکلتے ہیں تجارت سے قالب روح میں جان تازہ آجاتی ہے - زمینداروں کو خاک کے ساتھ تشبیہ دینا مناسب ہے کہ ہمیشہ زمین کے ساتھ اُن کا معاملہ پڑتا ہے اور جو چیز زمین سے پیدا ہوتی ہے اسکے ظاہر ہونیکا ذریعہ وہی زمیندار ہوتے ہیں گویا مدار تمام زمانہ کی زندگی کا اس قسم رابعہ پر ہے

نہیں کچھ خوف دار السلطنت کو	رہیں مضبوط گر یہہ چار ارکان
نخست اہل قلم پھر اہل شمشیر	کہ جن پر ہے مدار کار دوران
ہیں پھر اہل تجارت اور زمیندار	بجسم حکم و دولت صورت جان

حکمت صاحب کرم ہمیشہ مکرم رہتا ہے اگرچہ مفلس ہی کیوں نہو اور ممسک و بخیل ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہے اگرچہ وہ مالدار ہو -

ہے سخی مقبول ذات کبریا	گرچہ وہ مفلس ہے اور نادار ہے
گنج قارون گرچہ رکھتا ہے بخیل	ساری دنیا میں ذلیل اور خوار ہے

نکتہ بادشاہی خزانہ خداے پاک کی ایک امانت ہے جو بادشاہ کی تحویل میں ہے بادشاہ کو چاہئے کہ وہ مال زندوں کے سپرد کرے یعنی اہل استحقاق و ارباب احتیاج اور فوج و لشکر کو دے نہ کہ مردوں کے پاس رکھے یعنی زمین میں دفن کرے ؛

در ملت ارباب سخا جرم صریح است — مجبوس نمودن به نهان خانه درم را

فائدہ بادشاہ ایک بڑا دریا ہے اور امرا چھوٹی نہرین جو اوسی دریا سے نکلی ہون بہرحال اگر دریا کا پانی صاف ہے تو نہرین بھی صاف ہونگی یعنی بادشاہ وقت کے خیالات کی اطاعت امرائے دولت پر فرض ہے اگر بادشاہ عدالت و انصاف کے رہگزر کیطرف چلیگا تو امرا سر کے بل اوس راہ کو طے کرینگے اگر بادشاہ ظلم و جور اور فسق و فجور کی گھاٹیون مین قدم رکھیگا تو اعیان سلطنت فرش راہ بن جائینگے غرض بادشاہ وقت کے خیالات کی درستی عالم کی درستی ہے اور بادشاہ کی صحت سے عالم کی تندرستی ہے

شاہ عادل کو سبھی عامل بھی ہان انصاف مین — صاف دریا ہے اگر نہرین بھی اسکی صاف ہین

سکندر نے جب اس جہان فانیہ کو چھوڑ کر عالم بقا کا رستہ لیا تو غسال نے اوسکے بازوبند سے ایک تعویذ کھولا اس مین تین نصیحتین لکھی ہوئین تھین۔

نصائح اولا یہ کہ دنیا کا ترک کرنا اور اسکی محبت مین گرفتار نہونا باعث سلامتی ہے اور تقدیر پر بھروسا اور قضا و قدر پر تکیہ موجب راحت ہے۔ ثانیاً حسن ظن باعث زیادتی اعتبار و حسن خدمت باعث عزت و وقار ہے بدظنی باعث تکلیف و رنج ہے اور حسن ظنی سبب حصول گنج۔ ثالثاً دنیا مین اگر کوئی گناہ نکرتا عفو کا وصف جو ایک عمدہ جوہر انسانی ہے کبھی ظاہر نہوتا جس طرح کہ عنصر آتش کے مقابل قدرت نے پانی کو پیدا کیا ہے اور پانی اسکی حرارت کو بجھاتا ہے اسی طرح خطا کے مقابل عفو اور عطا ہے پس انسان کو چاہیے کہ عفو کے صفت سے متصف رہے۔

بخشے کب جاتی گنہگارون کے جرم — گر نہوتا یہ ذریعہ عفو کا
حق نے پانی کو بنایا اس لئے — تاکہ فوراً آگ کو دیوے بجھا

منوچہر بن ایرج بن فریدون

یہہ بادشاہ اولوالعزم تاجدارون کی فہرست مین منتخب شمار کیا گیا ہے اسکی سلطنت کے وسط زمانہ مین حضرت شعیب ورحضرت موسی علیہ السلام مبعوث ہوے خندق کہودنا اور نقارہ بجانا اسی بادشاہ نے ایجاد کیا اور بڑی بڑی قانونی کتابین لکھوائین ایک سو بیس سال سلطنت کی۔ اسکا قول ہے **قول** کئی طرح کے حقوق بادشاہ کے رعایا و فوج اور امرا پر ہین۔ **اوّل** بادشاہ کا حق لشکر پر یہہ ہے کہ وہ مطیع ہو اوسکے دشمنون کے ساتھہ لڑے بادشاہی کام کو ناتمام نہ چھوڑدے **دوم** فوج کا حق بادشاہ پر یہ ہے کہ اُن کا مقررہ وظیفہ ماہ بماہ پورا انکو پہنچاے جان بازون و نمک حلالون کی قدردانی کرے جب نوکر ضعیف ہو کر لایق خدمت نرہے تو اوسکو ضایع نکرے جو ملازم سرکاری نوکری مین مارا جاے اُسکے متعلقین کی خبر لیتا رہے **سوم** امراو اور تابعین پر بادشاہ کا حق یہہ ہے کہ اسکے ملک کو جو اون کے تفویض مین ہو آباد رکھین زراعت و عمارت اور آبادی کو ترقی دین درخت بوئین رعایا کو خرم وشاد رکھین وحصول زرمین رعایا کو تکلیف ندین زیادہ طلبی وزیادہ ستانی نکرین **چہارم** تابعین کا حق بادشاہ پر یہہ ہے کہ کہ وہ انکی خدمات پر لحاظ کرے بحسب مراتب ترقی بخشے **پنجم** بادشاہ کا حق رعایا پر یہہ ہے کہ وہ بدل وجان بادشاہ کے حکم مین رہین اسکو اپنا مالک سمجھین راست بازی اور سچائی سے پیش آئین زر تحصیل فصل بہ فصل خزانہ شاہی مین پہنچائین حکم کی تعمیل مین دیر نہ لگائین **ششم** رعیت کا حق بادشاہ پر یہہ ہے کہ عدل کرے مظلوم کی

داد ظالم سے لے انکی فریاد کیلئے اپنے دروازے بند نکرے خراج کے لینے مین زیادتی نکرے ظالم اور جابر عمال کو رعیت پر مسلط نفرمائے ملک کی آبادی اور عمارات کے بنوانے کیلئے رعایا کو خزانہ شاہی سے مدد دے ارضی وسماوی آفتون کی نقصان کا لحاظ کرے تاجرون کے ساتھہ بمہربانی پیش آئے ہر ایک پیشہ ور اہل ہنر صاحب فن اور علما و فضلا کو عزیز رکھے نئے نئے رسوم ایجاد کر کے رعایا کو نہ لوٹے انکی قوت سے زیادہ بوجھہ اونکی سرون پر نہ ڈالے ہر ایک کام بسہولیت بے طرح طرح اور انواع واقسام فریب کے دام حصول زر کیلئے نہ پھیلائے ۔

فوج ولشکر بلکہ عام اور خاص پر — چاہیے ہو شاہ ہر دم مہربان
تا کہ ہو آباد ملک اور خلق شاد — اور رہے آرام مین سارا جہان
سارے نوکر اور رعیت شاہ کی — اسکی تعریفون سے ہون رطب اللسان

نکتہ تین خصلتین بادشاہ کی بادشاہی کو ترقی دیتے ہین اولاً راستی اور وفا وخوش کلامی ثانیاً شجاعت اور سخاوت اور مروت اور فتوت ثالثاً کم خشمی اور تحمل وبردباری اور حلم ۔

زیب دیتے ہین بادشاہی کو — راستی و وفا وخوش خوئی
بردباری وحلم وکم خشمی — اور عطا وسخا وخوش گوئی

بادشاہ کی مزاج مین عقوبت سے زیادہ عفو چاہیے اور غصہ سے زیادہ تحمل ۔

چاہیے شاہنشہ ملک جہان — نیک گوئی و نیک روئی و نیک خو
غلبہ ہو اسکے غضب پر حلم کو — اور عقوبت سے زیادہ عفو ہو

اردشیر بابکان ساسانی

اس بادشاہ کا عہد دوسو برس بعد اسکندر کے ہوا سب سے پہلے اس نے اپنے آپکو شہنشاہی کے خطاب سے مخاطب کیا خاندان ساسانیون مین یہہ پہلا بادشاہ گذرا ہے آئین جہانداری خوب جانتا تھا کتاب **کارنامہ** اور **آداب الجیوش** اسی کے تصنیفات سے ہے حضرت عیسی علیہ السلام اسی کے عہد مین مبعوث ہوے تو اس نے آبائی مذہب چھوڑکر عیسوی مذہب اختیار کر لیا - اسکا قول ہے ؀

قول عادل بادشاہ جب عدل کی طرف توجہ کرتا ہے تو رعایا بھی تقلید اُوسی طرف جُھک پڑتی ہے ؀

ہو اگر دنیا مین عادل بادشاہ	بندہ پرور سایہ گستر مہربان
رہتا ہے ہر وقت ہر دم ہر گھڑی	سرنگون اُسکی اطاعت مین جہان

نکتہ بادشاہ کی بادشاہی کا قیام اجتماع امم پر ہے اور لوگون کی کثرت فراوانی خزانہ پر اور خزانہ کی معموری ملک کی آبادی پر اور آبادی ملک عدل وانصاف پر منحصر ہے

ہو اگر منصف شہ دور زمان	ملک آباد اور رعیت شاد ہے
ہر بشر ہے مست صہبائے نشاط	دام غم سے ہر نفس آزاد ہے

حکایت

ایک روز اسی بادشاہ نے اپنے فرزند کو قیمتی پوشاک پہنے ہوے دیکھا فرمایا کہ جیسے پوشاک تم نے آج پہنی ہے ایسا لباس عوام بھی پہنتے ہین **بادشاہون** کو چاہئے کہ وہ ایسی عمدہ پوشاک پہنین کہ عام لوگون کو نصیب نہو لڑکے نے عرض کیا

کہ وہ کونسا لباس ہے فرمایا کہ بادشاہ روی زمین اپنے پہنے کا لباس ایسا بنالے جسکا تار عدل اور پود سخاوت ہو ظاہر آرائی سے غرض نہو ٭۔

شاہ عادل نیک خوئے و نیک نام	ظاہر آرائی سے کم رکھتا ہے کام
تن پہ ہے اسکے لباس عدل و داد	تاج دولت زینت سر صبح و شام

فائدہ یہہ بادشاہ ہر شماہی دربار عام کیا کرتا تھا جہاں کل رعایا حاضر رہتی تھی دربار کیوقت اگر کوئی استغاثہ کرتا تو بادشاہ اُسی وقت تاج شاہی سر سے اوتار کر تخت شاہی سے اُتر کر عام لوگومین کہڑا ہو جاتا اور وزیر کو حکم دیتا کہ ابھی مستغیث کے حال کی تحقیقات ہو اگر دعوئ مدعی دروغ و بے فروغ نکلتا تو اسکو سخت سزا دیتا کہ دوسرونکو ایسی جرٴت نہ پیدا ہو غرض جب تک مستغیث کا انصاف نہولیتا بادشاہ تخت پر نہ بیٹھتا

ہرمز بن شاہ پور بن اردشیر

یہہ بادشاہ نیکنامی اور رعیت پروری مین ضرب المثل تھا۔ اوسکا قول ہے ٭

قول نیک بادشاہ مین پانچ صفتین ہوتی ہین۔ اولاً ذکا ثانیاً سخا ثالثاً شجاعت رابعاً اہلیت خامساً پُرمزاجی پس جس شخص نے یہہ رتبہ پایا اُسنے حکومت کا مزا اُٹھایا +

بود بارعب گر شاہ نکو خو	ذکی و باسخا و باشجاعت
نباشد دخل در ملکش عدو را	بود آباد گنج و مال و دولت

پند بادشاہ کے ندیمون کو چاہیے کہ اپنے اور آقا کے مراتب کا لحاظ رکھین اور حد اعتدال سے قدم باہر نرکھین عنایات شاہی پر مغرور نہون اور بے ضرورت

زبان کو متحرک نکرین مشورہ کیوقت بادشاہ کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دین اور اگر بر خلاف اسکے کہنا منظور ہو تو اس طرز اور انداز سے کہین کہ بادشاہ کے مزاج پر گران نہ گذرے بادشاہ کے راز کے محافظ رہین خیر خواہی اپنا فرض منصبی سمجھین شاہزادونکا ادب رکھین کبھی خلاف انکے کام نکرین شاہی خدام وحاضر باشون سے نبرمی پیش آئین ؀

بہرام گور بن نیزدجرد بادشاہ

یہہ بادشاہ بڑا نیک نام تھا عدل وسخاوت اسکا کام تھا گور کے شکار سے اسکو کمال رغبت تھی اسی سبب سے بہرام گور خر مشہور ہو گیا - بہادر و دلاور بادشاہون مین یہہ شخص نامور گذرا ہے ؀

حکایت

شہزادگی کے وقت ایک روز عرب کے ملک مین بہرام شکار کھیل رہا تھا ہرن اسکے آگے سے بھاگ کر ایک گانو مین چلا گیا اور قبضہ نام ایک اعرابی کے گھر مین جو بنی طی مین ایک معزز آدمی تھا جا گھسا بہرام بھی اوسکے پیچھے گیا اور اعرابی سے ہرن مانگا اس نے ندیا بہرام نے چاہا کہ ایسی حالتمین شاہی حیثیت سے کام لون اعرابی نے کہا کہ اس ہرن نے میرے گھر مین آکر پناہ لی ہے یہہ مقتضائے مروت نہین کہ مین اسکو اپنے ہاتھون اُسکے دشمن کے حوالہ کرون جب تک کہ تو پہلے مجھکو نہ مار لیگا ہرن نہ پائیگا اور اگر مجھے قتل کریگا تو اسی وقت کل لوگ بنی طی کے جمع ہو کر میرے عیوض تجھکو مار ڈالین گے پس اس سے بہتر ہے کہ ہرن کے عیوض میرا قیمتی گھوڑا

جو میرے دروازے پر بندھا ہے لے اور چلا جا بہرام کو یہہ جوانمردی اعرابی کی نہایت پسند آئی اور واپس چلا آیا - جب بادشاہ ہوا اعرابی کو بُلا کر سرفراز کیا -

فائدہ بہرام کے خیرخواہ ارکان دولت اسکی دوامی سخاوت سے تنگ آگئے تھے ایک دن موقع پاکر باتفاق عرض کیا کہ بقاے سلطنت خزانہ پر موقوف ہے اور شاہی خزانہ ہر وقت خالی رہتا ہے فرمایا کہ اگر مین خزانہ جمع کرتا ہون تو سپاہ اور دانایان روزگار جو میرے پاس جمع ہین پریشان اور متفرق ہو جاتے ہین اور اگر انکے جمع رکھنے کی فکر کرتا ہون تو خزانہ خالی رہتا ہے ان دونون امور سے جو بہتر نظر آئے کیا جاے اُمراء دولت نے عرض کیا کہ خزانہ کا جمع رکھنا سب سے مقدم ہے اگر خزانہ معمور رہیگا تو ضرورت کے وقت نئی فوج اور اہلکار ملازم رکھ سکتے ہین اور ہر طبقے کے منتخب لوگ بھی فراہم ہو سکتے ہین بادشاہ نے یہہ سنکر کہا کہ اس دعوی پر کوئی دلیل قوی لا سکتے ہو اُمرا ایک پیالہ شہد سے بھرا ہوا لے آئے اور بادشاہ کے سامنے رکھدیا اُسی وقت مکھیون کا ہجوم ہوگیا - فرمایا کہ اسکا جواب رات کو دیا جائیگا غرض رات کو سب ارکان دولت بلاے گئے اور وہی شہد کا پیالہ اُنکے روبرو رکھدیا ایک مکھی بھی نہ آئی فرمایا اگر اسوقت مکھیون کے جمع کرنیکی ضرورت ہو تو پھر کیا تجویز ہو بادشاہ کا یہہ جواب سنکر سب اُمرا لاجواب اور خاموش رہگئے +

فکر کار خویش پیش از وقت کن خرج کن بر وقت گنج سیم و زر	فہم کن در ابتدا انجام کار باش بہر اختتام امیدوار

نوشیران عادل بن قباد

داد گرتا جدارون کی انجمن شاہی مین ہمیشہ یہہ بادشاہ صدر نشین رہا ہے +
کسریٰ اسکا خطاب تہا اس نے اپنی مفتوحہ اور مقبوضہ ممالک کو چار حصہ پر تقسیم
کیا تھا **اول** خراسان وسجستان **دوم** عراق وعجم وآذربایجان **سوم**
فارس واہواز **چہارم** عراق عرب وسرحد روم - شہر رومہ اسی نے آباد کیا -
اور مداین کو تختگاہ بنایا ہیاطلہ کے شہرون کو فتح کیا ماوراء النہر مین جاکر خاقان پر
نصرت پائی وبعد صلح واپس آیا دشت قبچاق کے حاکم کو باجگزار بنایا اور قیصر روم کو
زیر کرکے دوستی قائم کی ہند مین ایلچی بہیجکر قنوج کے راجاؤن کو باج گزار کیا
یمن اول ہی لے چکا تھا غرضکہ ماوراء النہر خراسان جرجان آذربایجان فارس
کرمان اور چند علاقہ جات ہندوستان وجزیرہ عمان وعراقین وبحرین ویمامہ وشام
وسرحد روم یہہ سب ممالک اسکے قبضہ اقتدار مین تھے +

اس بادشاہ کی نصیحتین اور طرز عمل کتب تواریخ مین بہت کچھ لکھا ہوا ہے جن مین سے
چند اس مختصر مین ہدیہ ناظرین ہین +

اس بادشاہ کے ہاتھہ مین تین انگشتریان تہین ہر ایک کے نگینے پر ایک ایک نصیحت
کندہ تھی -

اول یہہ کہ صالح آدمی دوست ودشمن کے ساتھہ صلح کرتا ہے کسی کی مخالفت پیش نہین آتا
دوم یہہ کہ بے مشورت کام خراب ہوتا ہی اور بے تدبیر مہمین ابتر ہو جاتی ہین -
سوم یہہ کہ رعایت رعیت کی سب پر مقدم ہے +

بدنیا مرد صالح می کند صلح	بہر نیک وبد وبا یار واغیار
کند ہردم رعایت با رعیت	نسازد در جہان بے مشورت کار

نصائح جوانی پر غرور نکرو خدا کو ایک جانو اوسکو نچھوڑو خود پرستی سے احتراز کرو کہے ہوے کام کو کیا ہوا نسمجھو کی ہوئی عباد تون کو ناکردہ جانو آج کا کام کل پر نچھوڑو مان باپ سے تمسخر نکرو زندگانی دراز کو صرف ایک ہی دم تصور کرو کھو کینہ ور اور کینہ توز آدمی سے ڈرو مست اور دیوانے کے پاس نجاؤ عورتون کی صحبت سے باز آؤ منشی اور شاعر سے دشمنی نرکھو اپنی روٹی غیر کے دسترخوان پر رکھکر نہ کھاؤ تحصیل علم مین کسی وقت شرم نکرو ناخوانده مہمان کسی کے نہنو آزمائے ہوئے کو نہ آزماؤ دولت مندون کے ساتھ عداوت نرکھو سلطان وقت کی اطاعت بتقدیم جانو دشمن کے مرنے پر خوشی نکرو تندرستی وصحت کو بڑی نعمت جانو دوست کی قدر پہچانو دیر کرکے سوؤ جلد اٹھ بیٹھو تھوڑا کھاؤ کم بولو بہت روؤ کم ہنسو مرگ کو سچ زندگی کو جھوٹھ جانو عالم الغیب خدا کو پہچانو +

	پند ہر ناصح شنواے مہربان		تا شوی روشن باوج عزو جاه	
	کن عمل بر گفته اہل عمل		نه قدم اندر سلوک اہل راه	

قول بھاری بوجھ کا اٹھانا اور دور لیجانا آسان امر ہے مگر غیر جنس کی صحبت مین جانا مشکل کیونکہ بوجھ اسکا جسم پر ہے اور بار اسکا روح پر ہے +

	بری ہوتی ہے صحبت غیر جنس	حقیقت مین ہے وہ عذاب الیم	

نکتہ شاہی قلمرو مین اگر کوئی پرانا پل شکستہ ہوجائے اور اسکی سوراخ مین بکری کا پاؤن ٹوٹ جائے تو خداوند عالم کے روبرو اسکا بازپرس بادشاہ سے ہوگا +

	انچہ اندر ملک می یابد ظہور	از نکوئی و بدی وخیر وشر	
	بازپرس او ست پیش ذوالجلال	بیشک از فرمان روا نو داد گر	

قول عقلمند بادشاہ امیرون کی تجویز و مشیرونکی مشورت سے مستغنی ہی جسطرح دانا عورت کو خاوند کی احتیاج خانگی امور مین نہین ہے - نیک گھوڑا تازیانہ نہین کہا سکتا -

نباشد باوزیران احتیاجش	بود لایق اگر شاہ زمانہ
زشوہر ہست مستغنی زن خوب	خورد کے اسپ تازی تازیانہ

نکتہ مرد مفلس بے آبرو ہے اور بے اولاد نابینا بے برادر بیکس ہے اور بن زن بے عیش - جوان چارونین سے کچھہ نہین رکھتا وہ قید تعلقات سے بالکل آزاد ہی

مرد مفلس سر بسر بے آبروست	شخص بے اولاد نابینا بود
بے برادر بیکس است اندر جہان	زن ندارد ہر کہ او تنہا بود
آنکہ او دارد نہ زینان ہیچ چیز	بے غم و بے خوف بی پروا بود

فائدہ دن مخلوق الہی کے حاجت روائی کیلئے مخصوص ہی اور شب خداوند عالم کی عبادت اور شکر نعمت ادا کرنیکے لئے *

صبح سے تا شام جتنا وقت ہے	اُس مین کر لو اپنی ساری کاروبا
شب کو غیر از بندگی کچھہ مت کر	تا کہ ہو راضی جناب کردگار

نکتہ جس فعل نے کسی کی عزت پر حملہ کیا ہو اُس سے احتراز بہتر ہے -:

ہو چکا ہو جس سے بے عزت کوئی	کام وہ کرتا ہے تو کس واسطے
خوار کیون کرتا ہی اپنے آپ کو	ہوتا ہے بے آبرو کس واسطے

نکتہ مصاحب محافظ بادشاہ ہے اور محافظ پر احتیاط واجب ہے :

ڈرتے رہتے ہین ندیم بادشاہ	خوف سے کرتے ہین وہ ہر ایک کام

بیقراری ہے فقط اُنکے نصیب	عیش و آرام اُن پہ رہتا ہے حرام

فائدہ چار چیزوں سے چار شخص ذلت اُٹھاتے ہیں بخل سے بادشاہ رشوت سے حاکم بے شرمی سے عورت ظلم وستم سے عمّال +

مُملکت گردد خراب و خستہ حال	بادشہ باشد اگر مرد بخیل
اہل حکم از ظلم گردد شرمسار	قاضی از رشوت شود خوار و ذلیل
در صفِ مردان زنان بدخصال	می شود آخر خجل بے قال و قیل

حکمت بادشاہ لشکر کے ساتھہ ہے اور لشکر مال کے ساتھہ مال خراج کے ساتھہ خراج ملک کے ساتھہ اور ملک آبادی کے ساتھہ اور ملک کی آبادی عدل کے ساتھہ ہے

مملکت آباد ہے انصاف سے	عدل ہے بیشک مدار انتظام
لشکر آسودہ خزانہ جمع ہے	ہو اگر در پیش کار انتظام

نکتہ قیصر روم نے سُنا کہ نوشیروان کے خزانہ میں روپیہ جمع نہیں رہتا بوقت ضرورت قرض لینے کی نوبت آتی ہے اس لئے اس نے نوشیروان کو لکھا کہ جمع رہنا خزانہ کا سلطنت کا جزو اعظم ہے اور یہہ کمال افسوس کی بات ہے کہ تجھ جیسا بادشاہ عالی وقار رعایا کا قرضدار ہو مناسب یہہ ہے کہ بادشاہ فراہمی خزانہ کیطرف اپنی ہمت مصروف کرے کہ سلطنت کا محافظ خزانہ ہے - نوشیروان نے اسکے جواب میں لکھا کہ بادشاہ کیلئے جمع رکھنا لشکر کا ضروری امر ہے نہ کہ خزانہ کا اور عند الضرورت رعایا سے قرض لینا عیب نہیں اسلئے کہ رعیت بادشاہ کی مددگار ہے اور بادشاہ رعایا کا محافظ +

ہست اموال رعیت مال شاہ	گر بود باہم وفاق و اتفاق
مال یاران است باہم مشترک	گر نباشد درمیان بغض و نفاق

فائدہ ایک شخص نے نوشیروان سے پوچھا کہ عدل کیطرف کس چیز نے تجھے رہبری کی فرمایا کہ ایک روز مین نے دیکھا کہ ایک شخص نے ایک کُتے کے ایسی لکڑی ماری کہ اُسکی ٹانگ ٹوٹ گئی چند ہی قدم چلا تھا کہ ایک سوار کے گھوڑے نے اسکو لات ماری جس سے اُسکی بھی ٹانگ ٹوٹ گئی تھوڑی دور وہ گھوڑا گیا ہی تھا کہ گھوڑیکا پانون زمین مین دھنس گیا گھوڑے نے چاہا کہ زور سے نکالے نکالتے وقت گھوڑے کی ٹانگ کو ایسی ضرب آئی کہ چلنے سے رہ گیا۔ اُسی دنسے مین نے عدالت اختیار کی اور خوب جان لیا کہ ہر ایک عمل کے عوض مین جزا اور سزا ملنے والی ہے اگر مین ظلم کرونگا تو اسکا عوض ضرور پاؤنگا اور عدل کرونگا تو صفت عدالت سے بلند آوازہ ہونگا +

برائی کے بدلے برائی ملیگی	بھلائی سے ہوتی ہے حاصل بھلائی
رہیگا نہ تو اور نہ تیرا زمانہ	رہیگی مگر یہہ بھلائی برائی

حکایت

اذربایجان کے حاکم نے ایک ضعیفہ کی زمین اُسکے بے رضامندی لیکر اپنی حویلی مین شامل کرلی ناچار بڑہیا قیمت لینے پر راضی ہوئی تو قیمت بھی اوسکو دو برس تک نہ ملی اسلئے وہ مدائن نوشیروان بادشاہ کے پاس آئی چھہ مہینے تک اسکو بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونیکا موقع نملا ایکدن شکارگاہ پہونچی اور بادشاہ کو شکار کھیلتے ہوئے پاکر گھوڑے کی باگ تھام لی اور اپنا حال زار بدیدہ اشکبار کہہ سنائی بادشاہ نے ایک خدمتگار خاص خفیہ آذربایجان کو بھیجا اور حکم دیا کہ وہان جاکر اصل حال اس مدعی کے دعوے کا دریافت کرکے

حضور مین سب کم و کاست عرض کرے خادم وہان پہونچا اور بعد تحقیقات واپس آکر عرض کیا کہ دعوی مدعیہ راست و درست ہے بادشاہ نے مدعاعلیہ کو طلب کیا اور اس ظلم کی پاداش مین اوسکی گردن ماری اور حویلی اوسکی بڑھیا کو دی اور خود متنبہ ہو کر اس روز سے اپنا عام دربار کیا اور حکم دیا کہ دربار کے وقت جو دادخواہ آئے فی الفور روبرو پہونچایا جاے بلکہ اپنے خاص محل کی دیوار کے پاس بادشاہ نے ایک بڑی زنجیر لٹکائی اور گھنٹہ اوسمین باندھ کر منادی کروائی کہ رات کیوقت جو مستغیث آئے اُس زنجیر کو ہلائے گھنٹہ کی آواز سُنکر بادشاہ اوسی وقت مستغیث کا فریادرس ہوگا +

نکتہ حاکم کو خدمت دیتے وقت پانچ امر کا لحاظ چاہئے **اولاً** نئے آدمی کو بے امتحان خدمت ندے **ثانیاً** نوکر کرنیکے وقت اُسکا قیافہ دیکھ لے کہ کس حیثیت کا آدمی ہے **ثالثاً** نوجوان ناآزمودہ کار کو بڑے کامون مین دخیل نکرے **رابعاً** شریف اور نیک نفس آدمی کو خدمت دے کیونکہ رذیل سے ضرور خطا ہوتی ہے کبھی وہ خطا سے خطا نہین کرتا اور شریف سے اگر کبھی سہواً خطا بھی ہو جاتی ہے تو وہ آیندہ کیلئے متنبہ ہو جاتا ہے **خامساً** قدیم اہلکار کی حقوق خدمت پر ہر وقت لحاظ رہے +

بار در دربار خود ہرگز مدہ	تا نگردد امتحان دوستدار
نوجوان ناآزمودہ کار را	کُن نہ در کار کلان با اختیار

حکایت

نوشیروان جب اپنا محل بنوا چکا دربار عام کیا اور امیرون سے پوچھا کہ

محل شاہی تم نے دیکھا اس مین اگر کوئی عیب ہے تو بیان کرین سبھون نے بالاتفاق عرض کیا کہ یہہ عالیشان مکان ہر طرح کے عیب سے پاک ہے صرف یہی عیب ہے کہ حرم سرا کی دیوار کے نیچے ایک بوڑھیا کا پرانا گھر ہے وہ بے زیب معلوم ہوتا ہے اور اوس کا دہوان خاص محل مین جاتا ہے اور شاہی دیوارون کو سیاہ کرتا ہے اہل حرم بھی تکلیف پاتے ہین قلعہ کے اندر اسکا باقی رہنا کیا ضرور ہے اسکے عوض مین بڑھیا کو شہر مین مکان دیدیا جائے تو بہتر ہے فرمایا کہ کیا کرون بڑھیا میرا کہا نہین مانتی پہلے مین نے اس سے کہا تھا کہ تو اپنے گھر کی قیمت جسقدر تیرا جی چاہے لے اور کہین اپنے رہنے کیلئے مکان خرید لے اُس نے نہین مانا اور کہا کہ مجھکو اسی مکان سے محبت ہے مین یہان سے نجاؤنگی پھر بھی اسکو سمجھایا کہ تو کھانا نہ پکایا کر شاہی باورچیخانہ سے تجھکو کھانا پہنچا کریگا یہہ بات بھی اوسنے منظور نکی اور کہا کہ مین اپنے ہاتھ کی مزدوری سے کھانا پسند کرتی ہون بڑھیا کے پاس ایک گائے بھی ہے اوسکو محلسرا کے عین دروازہ کے آگے باندھ دیتی ہے اُسکے بول و براز کی بدبو محل مین پھیل جاتی ہے اگر منع کرین تو کہتی ہے کہ یہہ زمین میری ہی گائے کے باندھنے مین میرا اختیار ہے چونکہ زمین بڑھیا کی ملکیت تھی زبردستی کرنا قرین انصاف نہین اسکے سوا حق ہمسائیگی مانع ہے ظلم کر نہین سکتا کہ ظالم کا گھر دوزخ ہے اپنے اوپر تکلیف گوارا کر لیتا ہون مگر غیر کی تکلیف نہین دیکھہ سکتا ۔

ظلم ہے آخر عوض ہے ظلم کا — رنج کا بدلہ ہے آخر کار رنج
ہو اگر فرحت کے تم اُمیدوار — لوگون کو پہونچاؤ مت زنہار رنج

حکایت

نوشیروان کے عہد مین ایک تاجر مہمان نواز مدائن مین تھا لنگر اُس کا ہمیشہ جاری رہتا تھا جسوقت کوئی مہمان مسافر آتا محروم نجاتا اس امتحان کیواسطے نوشیروان بہ تبدیل لباس اسکے گھر گیا اُس نے نہ پہچانا اور حسب عادت بڑی خاطر کی جو کچھ مانگا بلا تامل دیا بوقت رخصت نوشیروان نے اُس سے کہا مین بھی اپنے گھر کا امیر ہون اگر کوئی چیز مرغوب خاطر ہو فرمائیے بلاتوقف ارسال خدمت ہوگی سوداگر نے کہا بہتر اگر تھوڑے انگور بھجوا دیجئے تو نہایت مہربانی ہے بادشاہ نے کہا کہ خود ہی تمھارے خانہ باغ مین طرح طرح کے انگور موجود مین کیون نہین توڑ لیتے کہا میرے باغ کے انگور سب پک کر تیار ہو چکے ہین مگر نوشیران سخت غافل ہے کہ سلطانی عشر لینے والا عامل اس نے اب تک نہین بھیجا اگر سلطانی حصہ لیجاتا تو انگور مہمانون کے کام آتے اب مین اپنے باغ مین کچھ تصرف نہین کر سکتا ڈرتا ہون کہ بادشاہ کی غفلت سے مین بھی خائین نہ بنجاؤن اور رفتہ رفتہ خیانت کی مجھکو بھی عادت پڑجاے۔ بادشاہ یہہ بات سنکر رویا اور کہا کہ وہ غافل بادشاہ اور بے خبر حاکم مین ہی ہون۔ اُس روز سے ہر ایک امر مین غفلت چھوڑدی +

نکتہ عادل بادشاہ کے لئے ستره اوصاف موجب قیام سلطنت ہین +

اوّل ہمیشہ عدل اختیار کرے اور مظلوم کی داد ظالم سے لے دوم عقل کے مشورے سے کام کرے سوم رعایا نواز ہو اور رعیت کی آبادی ملحوظ رکھے چہارم مآل اندیش ہو ہر کام کے آغاز مین انجام سوچ لے پنجم رحیم ہو بندگان

خدا پر رحم کرے **ششم** حلیم ہو حلم اور نرمی سے کام لے **ہفتم** قدردان ہو اہل شمشیر و قلم کو عزیز رکھے **ہشتم** سخی ہو غربا و فقرا کی خبر لے **نہم** بہادر ہوئے جب جنگ کا موقع آپڑے بزور شمشیر دشمن پر فتح یاب ہو۔ **دہم** دلیر ہو سلطنت کے کام مین سستی اور کاہلی نکرے **یازدہم** بے تعصب ہو ایک کی دوستی کی سبب سے دوسرے پر ظلم روا نرکھے **دوازدہم** عابد ہو خدا کی عبادت ہر کام پر مقدم سمجھے **سیزدہم** خودرائے و خود پرست نہو کوئی کام مشیرون کی مشورت بغیر نکرے **چہاردہم** علم دوست ہو علما و فضلا کی توقیر کرے اہل علم و ہنر کو عزیز سمجھے **پانزدہم** مردم شناس ہو دوست دشمن کو پہچانے **شانزدہم** بادل ہو اپنا خزانہ فوج کا حق جانے **ہفدہم** منصف ہو رعایا کے فیصلہ کیطرف بذات خود متوجہ ہو امور سلطنت کارپردازان کے اختیار اور بھروسہ پر نچھوڑے +

شاہ با انصاف ایسا چاہئے	خوش ہو جسکے خلق سے سارا جہان
ہو بہادر عقلمند اور بردبار	حق شناس و مہربان و قدردان

حکایت

ساسانی بادشاہون کے ہان رسم تھی کہ اگر کوئی اُن کے روبرو کوئی اچھی بات یا لطیفہ کہتا اور اُس سے بادشاہ خوش ہوکر آفرین کا کلمہ زبان پر لاتا تو ایک ہزار درم انعام مین اسی وقت ملجاتے۔ کہین ایک روز **نوشیروان** جنگل مین سیر کررہا تھا اتفاقاً ایک زمیندار سو برس کی عمر رسیدہ خرمی کا تخم بو رہا تھا بادشاہ دیکھ کے ہنسا اور کہا کہ اس درخت کے ثمر لانے تک تو زندہ رہ سکیگا

پس تو کس امید پر اپنا وقت رائیگان کرتا ہے زمیندار نے عرض کیا (کشتند خوردیم کاریم خورند) بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور کہا آفرین خازن نے اسی وقت ہزار درم کی تھیلی زمیندار کے حوالہ کی زمیندار نے کہا کہ دیکھیے میرا بویا ہوا تخم پیدا ہونے سے پہلے ہی پھل لایا اور مین نے اسی وقت کھا لیا یہ برکت بادشاہ قدردان کی تشریف آوری سے ظہور مین آئی بادشاہ یہ تقریر سنکر پھر ہنسا اور کہا آفرین خزانہ دار نے دوسری تھیلی بھی اسی دم زمیندار کے حوالہ کی زمیندار نے عرض کیا کہ اور زمینداروں کے درخت ایک سال کے بعد ایک ہی دفعہ پھولتے پھلتے ہین اور میرا تخم کہ ابھی زمین سے باہر بھی نہین نکلا دمبدم پھل دیتا ہے یہ لطیفہ سنکر بادشاہ نے پھر تبسم کیا اور کہا آفرین خزانچی نے تیسری تھیلی بھی زمیندار کے آگے رکھدی زمیندار بادشاہ کی مہربانی کا پھل کھا کر نہال ہوگیا ۔

تجھ سے پہلے بو گئے تھے جتنے لوگ	انکی محنت کا ثمر تجھکو ملا +
سعی کر تو بھی کہ تیری سعی سے	لوگ پائین تا قیامت فائدہ

حکایت

نوشیروان کے عہد مین ایک روز ایک آدمی جنگل مین کہین شکار کو جا نکلا دیکھا تو ایک آدمی کو کسی نے قتل کر کے آلۂ قتل اس کے سینہ پر رکھدیا ہے اس واقعہ کو دیکھکر حیرت زدہ آلۂ قتل اٹھا کے دیکھ ہی رہا تھا کہ اہلکار پولیس آ ہی پہونچے اور اس ناکردہ گناہ کو مقتول کا قاتل جانکر گرفتار کر لیا چند روز بعد ماخوذ کو پھانسی

دینگے لئے چوک مین لائے پھانسی پر چڑھایا چاہتے تھے کہ مجمع سے ایک شخص نکل آیا اور آواز دی کہ اس مقتول کو مین نے قتل کیا ہے قصاص اُسکا مجھپر جاری کرنا چاہیے ملازمان شاہی نے اس ناکردہ گناہ کو چھوڑ دیا اور مجرم اقبالی کو نوشیروان کے روبرو حاضر کیا بادشاہ نے اسکی رہائی فرمائی اور کہا کہ اگرچہ اس نے ایک شخص کو قتل کیا ہے ولیکن دوسرے کی جان بچائی ہے اور اسکے بچانیکے لئے موت کی بلا اپنے سر پر لی ہے ایسے شخص کو پھانسی دینا نچاہیے پہلے یہہ قاتل تھا اب فدائی ہو چکا ہے

نکتہ کسی کی ناراضی اور اپنی بچاؤ کے سبب سے سچ بات کا چھپانا اور جھوٹھ کہنا سراپا منع ہے +

از راہ راست سر مپیچ ای دوست	گر در ان راہ خوف جان باشد
ایمن ست از جہان و اہل جہان	ہر کہ از کذب در امان باشد

حکایت

ایک مخبر نے نوشیروان سے مخبری کی کہ خزانچی نے خزانہ شاہی سے بے اجازت بہت سا روپیہ غربا و فقرا کو دیدیا اور زر خطیر خیرات مین صرف کیا ہے فرمایا کہ جسقدر روپیہ خزانچی نے مسکینون اور محتاجون کو دیا ہے وہ ہمارے ہی خزانہ مین جمع ہے کہین نہین گیا +

دولت و مال کی حفاظت مین	کیون اٹھاتا ہے تو مصیبت و رنج
خرچ کر راہ حق مین دولت و مال	جمع کر عاقبت کے گھر مین گنج

حکایت

نوشیروان اکثر اوقات رات کے وقت دو چار خدام خاص کو ساتھہ لیکر رعایا کی خبر گیری کیلئے پھرا کرتا تھا ایک روز ایک خیر خواہ امیر نے بعد اداب و کورنش عرض کیا کہ بادشاہ کا اس حالت سے شہر مین گشت کرنا اچھا نہین ہے اندیشہ ہے کہ موقع پاکر کوئی دشمن کسی طرح کا صدمہ پہونچاسے فرمایا کہ کچھہ اندیشہ نہین ہے کیونکہ عادل بادشاہ اور منصف حاکم کا حافظ حقیقی پاسبان ہے

شاہ عادل را ز تنہائی چہ غم	زانکہ عدل اوست ہر دم پاسبان
ناصرش باشد خداوند کریم	در جہان ہر روز و ہر شب ہر زمان

حکایت

نوشیروان کے وقت مین ایک شخص بازار مین کہتا پھرتا تھا کہ میری تین باتون کا مول تین ہزار دینار ہے اگر کوئی خریدے تو مین اسکو بتلاؤن نوشیروان کو خبر ہوئی اسکو طلب کیا اور فرمایا کہ ہم نے تیری باتون کو خرید لیا کہو وہ کون باتین ہین وہ بولا کہ اوّل یہہ بات ہے کہ دنیا مین دوست نہین ملتا دوم ناچار دشمن سے بھی ملجانا چاہئے سوم اُنسے ملو جنسے ضرورت ملنا پڑ جائے نوشیروان نے یہہ باتین سنکر حکم دیا کہ تین ہزار دینار اسکو دیدو حکیم نے دینار نہ لئے اور کہا کہ مین اس بات کا امتحان کرتا تھا کہ آیا حکمت کے باتون کا بھی کوئی خریدار دنیا مین باقی رہا ہے یا نہین +

دوست کوئی بھی گر نہو پیدا	کسی دشمن سے دوستی کر لے
کام اپنا چلالے دنیا مین	حاصل آرام زندگی کر لے

حکایت

ایک روز ایک کوتاہ قد داد خواہ نوشیروان کے روبرو آیا اسکو دیکھکر فرمایا کہ کوتاہ قد آدمی شر انگیز و مفتری ہوتا ہے کیا عجب اسکا دعوی بھی سچ نہو جب تحقیقات ہوئی بادشاہ کا قیاس درست نکلا چند روز بعد اور ایک شخص کوتاہ قد پیش آیا بادشاہ پھر وہی حرف سخن زبان پر لایا دادخواہ نے عرض کیا کہ میرے چھوٹے قد کو دیکھکر مجھکو چھوٹا نہ سمجھئے میرا مدعا علیہ مجھسے بھی زیادہ پست قامت ہی بادشاہ ہنسا اور اسکی حق رسی فرمائی ✦

بندہ کوتاہ قد کوتاہ عقل	آفتیں کرتا ہے برپا سیکڑوں
شر اٹھاتا ہے ہزاروں وہ شریر	مجھسے کرتا ہے پیدا سیکڑوں

نکتہ بھوک کے عذاب سے مرنا بہتر ہے کہ سفلو کا کھانا اُنکے احسانکا بار اُٹھانا ✦

اہل ہمت گرسنہ میرد اگر ✦	دست پیش سفلہ کے سازد دراز
زیر بار ہمت دون ہمتان	سرنگون گردد نہ مرد راستباز

نکتہ دنیا مین جسکی زیست بامراد نہین دل اُسکا شاد نہین اسکو زندہ نجانو مردہ پہچانو

زیست کی راحت نہو جسکو نصیب	محض لاحاصل ہے اُسکی زندگی
بہتر ایسی زندگی سے مرگ ہے	خوش نہو جبتک زیست مین انسانکا جی

حکایت

ایک روز ایک مصاحب نوشیروان کی خدمت مین حاضر ہوا اور مبارکباد دیکر کہا کہ آج فلان دشمن اس خاندان کا مرگیا ہے فرمایا کہ آخر مجھکو بھی وہان لیجائینگے

جہان وہ گیا ہے پس کیا موقع خوشی اور مبارک باد کہنے کا ہے بلکہ مقام حسرت وافسوس کا

	اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست		کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست	

تذکرہ جب نوشیروان مرگیا تو اسکی وصیت کے موافق تابوت اسکا تمام شہر مین پھرایا گیا اور تابوت کے آگے منادی ندا کرتا جاتا تھا کہ جس مظلوم وقرض خواہ کا حق اس بادشاہ کے ذمہ ہو اسوقت حاضر ہو کہ حق رسی کی جائے لکھتے ہین کہ کوئی دادخواہ نہ آیا۔ اس بادشاہ عادل کے تابوت کی ساتھ ہزارہا مخلوق تھی اور ہر ایک یہہ سمجہتا تھا کہ آج میرا وارث دنیا سے اُٹھ گیا +

خسرو پرویز بادشاہ

یہہ شخص نامور بادشاہون مین شمار کیا گیا ہے پرویز اسکا خطاب تھا عجب نہین کہ اسکی شیرین کلامی نے اس خطاب کا مستحق کیا ہو۔ اسکے پاس آٹھ خزنے تھے اُنمین سے ایکا نام بادآورد تھا لکھتے ہین کہ قیصر روم نے وہ خزانہ جہاز پر لادکر کسی بحیرہ کو روانہ کیا تھا اتفاقاً دریا مین ہوا کا طوفان آیا ہوا تھا اور طوفان کے زور سے جہاز اس بادشاہ کے علاقہ مین آگیا اسکے عملدارون نے وہ خزانہ لیلیا اور بادشاہ کے پاس بھیجدیا اُس خداداد خزانہ کو دیکھکر بادشاہ بہت خوش ہوا اور اسکا نام گنج بادآورد رکھا +

فائدہ اس بادشاہ کے خزانہ مین بیس ہزار زین مرصع پچاس ہزار قیمتی گھوڑا بارہ ہزار اونٹ خاص شاہی اسباب لادنیکا نوسو ہاتھی خاص سواری کی تھے

دوسو غلام خوشبو کے ڈبے سواری کے ساتھ لئے رہتے تھے تاکہ سواری کیوقت بھی معطر ہوا بادشاہ کے دماغ مین پہونچتی رہے ایک ہزار سقا بادشاہ کی سواری کے آگے آگے پانی چھڑکا کرتا تھا بادشاہ کے گھوڑون کے نعلین بھی سونیکے تھین میخین اُسمین لکڑی کی لگائی جاتی تھین اس غرض سے کہ وہ نعل بہت جلد گر پڑین اور لوگ اُٹھا کر بیجائین فیض پائین اور اسکے عوض مین نئے لگائے جائین

فائدہ اس بادشاہ کے پاس ایک کاسہ تھا ایکمرتبہ اس مین پانی بھر کر اگر تمام اہل دربار پیتے تو وہ خالی نہوتا - بارہ ہزار خوبصورت کنیزین اسکے محلسرائے مین رہتی تھین اور شیرین جیسی عورت جمیلہ جو حسن وخوبی مین دنیا کا روشن ستارہ تھی اسکی منکوحہ تھی - بادشاہ کے خاصہ کے لئے جو بزغالہ ہر روز ذبح کیا جاتا تھا اُسکے پکانے مین دو ہزار دینار روزانہ صرف ہوتا تھا - پہلے بزغالہ زرد رنگ ازرق چشم بھیڑ کے دودھ سے پرورش کیا ہوا ہر روز بہم پہونچایا جاتا ایک تنور چاندی کا بنا کر عود کی لکڑیون سے تپایا جاتا مشک اور زعفران بھی جلایا جاتا پھر بزغالہ ذبح کر کے اور چاندی کے طشت مین رکھکر تنور کے اندر رکھا جاتا جب پک چکتا تو سونے کے طشت مین رکھکر سونے کی چھری سے اُسکے گوشت کے ٹکڑے کئے جاتے اور بہت سا جواہرات قیمتی پسا ہوا اوسپر ڈالا جاتا خوشبودار مصالحہ پُر ذائقہ انواع واقسام کے اُسپر ایزاد کئے جاتے جب بادشاہ کھانے سے فراغت پاتا وہ چاندی کا تنور و طشت طلائی و نقرئی وغیرہ روزانہ مساکین پر تقسیم کر دئے جاتے اور آئندہ کیلئے ہر روز نئے تیار ہوتے غرض کہ یہہ بادشاہ بڑا با تکلف اور کریم تھا +

حکایت

ایک روز کسی مخبر نے ایک امیر کی نسبت مخبری کی کہ وہ بادشاہی مال مین سے بہت روپیہ کھا گیا ہی بادشاہ نے اسکی تحقیقات کیلئے حکم دیا جب جرم ثابت ہو چکا تو امرائے دربار سے اسکی سزا دہی کے لئے مشورہ لیا گیا سب نے اسکے قید کرنیکی راے دی مگر بادشاہ نے برخلاف انکی راے کے اُسکا رتبہ پہلے سے دو چند بڑھا دیا جاگیر و منصب اور زاید کر دیا یہہ حال دیکھکر تمام امراء دربار حیرت مین آئے اور بادشاہ سے اس عنایت و مہربانی کا باعث پوچھا فرمایا کہ تمہاری تجویز اسکے باب مین یہ تھی کہ مین اسکو قید کرون پس احسان و مروت سے زیادہ اور کون قید ہے اسلئے مین نے اُسپر احسان کیا اور ایسی زنجیر مروت کے اُسکے ہاتھہ پاؤن مین ڈالی کہ تا دم زیست وہ کبھی گردن نہ ہلا سکے کیونکہ ظاہری قید اسکے صرف جسم ہی پر ہوتی اور احسان و مروت کے بند اُسکی رُوح اور جان پر ہے *

بند احسان است بند آہنین — کاندران تا زیست انسان است بند
بند بند تش بین کہ در بند و بست — روح محبوس است ہم جان بند

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح

یہہ آٹھوین خلیفہ آل مروانیہ سے تھے انکی عدالت اور خدا پرستی ضرب المثل ہے۔ سلیمان بن عبد الملک کے بعد مسند خلافت پر بیٹھے۔ اونکی خلافت نے دفعۃً حکومت مروانی کا رنگ بدل دیا اور تمام ملک مین عدل و انصاف۔ علم و عمل۔ خیر و برکت کی جان تازہ ڈالدی حضرت علی علیہ السلام پر خطبون مین جو لعن پڑھا جاتا تھا ایک لخت موقوف کر دیا شہزادگان بنو امیہ کے ہاتھون سے جاگیرین چھین لین۔ جہان جہان ظالم عمال تھے یکقلم معزول کر دے سب سے بڑھکر یہہ کہ علوم الہیہ کو وہ رونق دی کہ گھر گھر یہی چرچے پھیل گئے۔ امام زہری کو حکم دیا کہ حدیثون کو یکجا کرین یہہ مجموعہ تیار ہوا تو ممالک اسلامیہ مین اوسکی نقلین بھجوائین مناقب آپکی بیشمار ہین اس مختصر مین اونکی تحریر کی گنجایش نہین مگر تبرکاً و تیمناً مشتے نمونہ از خروارے ہدیہ ناظرین ہین

فائدہ رات کو امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح کو رقت پیدا ہوئی اور بے اختیار رونا

شروع کیا فاطمہ انکی منکوحہ نے دیکھا تو آپکا تمام چہرہ اور ریش مبارک آنسون سے تر تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوے تو آپ کی منکوحہ نے پوچھا مزاج کا کیا حال ہے اور یہ رونا کس لئے ہے فرمایا مین امور امت مرحومہ کا ایک معتمد اور امانت دار ہون مجھے نہایت فکر و اندیشہ ہے کہ میرے قلمرو مین صدہا بندگان خدا ننگے بھوکے خستہ حال و رتباہی کے عالم مین مبتلا ہون گے فردائے قیامت حاکم علی الاطلاق جب مجھسے پوچھیگا کہ ان لوگونکے ساتھ تو نے کیا سلوک کیا تو مین جانتا ہون کہ مجھسے جواب بن پڑیگا اور عذر میرا قبول نہوگا اسلیے مجھکو اپنے نفس پر رحم ہوا اور رقت پیدا ہوئی

پند سونیکے لیے رات کو بستر پر نجاؤ جب تک کہ تمام دن کا حساب نکرلو کہ آج مین نے کون کون عمل نیک اور کون کون بد کیا ہے پس جو عمل بد یاد آئے اسکے کرنے پر پچھتاؤ توبہ کرکے بخشواؤ نیک عمل پر خدا تعالی کا شکر ادا کرو اور دعا مانگو کہ آیندہ بھی وہ تم کو نیکی کی توفیق دے

جس قدر تم روسکو چھپ چھپ کے رو لو راتکو ‌ ‌ ‌ چہرہ سے دلکی سیاہی ہی دھو لو راتکو

فائدہ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح خلافت سے پہلے ہزار درہم کی قیمتی پوشاک پہنتے اور فرماتے تھے کہ کیا عمدہ لباس ہے اگر اس مین خشونت نہوتی اور جب آپ تخت نشین ہوے تو پانچ درہم سے زیادہ قیمت کی پوشاک کبھی نہ پہنی جسکے نسبت فرماتے کہ کیا عمدہ پوشاک ہے اگر اس مین تنعم نہوتا اس پر لوگون نے عرض کیا کہ سبب اختلاف کا ان دونون حالتون مین کیا ہے فرمایا میرا نفس لوامہ آفتکا پرکالہ ہے جو نعمت خدای پاک نے اوسکو دی اوس پر ہل من مزید کا خواہشمند رہتا ہے اور خدا پاک نے ہمیشہ اوسکی خواہش ہل من مزید پوری کی اب تخت نشین ہونیکے بعد بھی وہی خواہش ہل من مزید باقی ہے مگر دنیا مین تو اس خلافت پر ہل من مزید ممکن ہی نہین باقی رہی نعماے عقبی وہ بغیر دنیا چھوڑے ملتی نہین اس لئے آخرت کی خواہش نے دنیا چھوڑا دی ❊

زہد کا رتبہ اگر مطلوب ہے زیب و زینت زا آسی اور ہا آسی ہوا	تین چیزین چھوڑ دے ای نیکنام دال سے دنیا و دولت و السلام

فائدہ باوجود اس قدر امارت اور دولت و حکومت کے امیر المومنین عمر بن عبد العزیز ہمیشہ دیوان تحقیقات و فصل خصومات مین فرش زمین پر اجلاس فرماتے تھے اسپر لوگون نے عرض کیا کہ اگر آپ سطح رونق افروز رہین گے تو ہیبت و سطوت و فر و شوکت سلطنت و خلافت کا باقی نہین رہیگا آپ نے فرمایا کہ مجھے تکلف سلطانی سی کچھ غرض نہین ہے توکل درکار ہے

نکتہ خدا کے متوکل ہوکر خاکستر کے فرش پر بیٹھنا اور فقیر کہلانا اس سے بہتر ہی فرعون کی طرح تکبر و تجمل کے ساتھہ تخت پر بیٹھنا اور احکم الحاکمین پر بہروسہ نرکھنا *

کرو حق پر توکل بندگان حق اگر سمجھو	گہر قطرے کو سمجھو اور خاکستر کو زر سمجھو

حکایت

ایک روز مسلمہ بن عبد الملک عمر بن عبد العزیز رح کی عیادت کو آیا دیکھا تو ان کے کپڑے میلے کچیلے تھے اونہون نے اپنی بہن فاطمہ سے جو امیر المومنین کی منکوحہ تھین کہا کہ آپ کے کپڑے بدل دو اور جو کپڑے پہنے ہین اونکو دُھلوا دو فاطمہ نے کہا اے بھائی مین کیا کرون اون کے پاس اس لباس کے سوا دوسرا کپڑا ہی نہین ہے

نکتہ میلے جسم اور ناپاک بدن پر پاکیزہ لباس پہننا پاک لوگون کے نزدیک منع ہی

اسطرح اپنی پاک روح کو بدی اور بدافعالی کے میل سے ناپاک رکھنا اور جسم کو دھونا عیب ہے +

نجاست سی نہو جب تک کہ دل پاک	عبث ہو اس تن خاکی کا دھونا
بھلا جب تک پلید اپنا ہو باطن	ضرورت کیا بظاہر پاک ہونا

فائدہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رہ نے ایک حکم نافذ کیا کہ بنی امیہ نے لوگون سے براہ ظلم و جبر جو کچھ لیا ہے وہ سب اُن کے مالکون کو مستر د کر دیا جاے اس پر ارکان دولت و اعیان سلطنت نے عرض کیا کہ حضور آپ ایسا حکم صادر فرماتے ہین اور اپنی قوم کے رنج و ملال سے نہین خطر کرتے فرمایا مجھکو احکم الحاکمین کا خوف ہے اور کسی سے ڈرتا نہین +

پند حاکم علی الاطلاق سے جو ڈرتا ہے اُن سے سب خلقت ڈرتی ہے اور جو شہنشاہ جل و علا سے نہین ڈرتا اس سے کوئی بھی خوف نہین کرتا +

لوگ ڈرتے ہین اُن کی سایہ سے	جو کہ اپنے خدا سے ڈرتے ہین
جو نہین ڈرتا اپنے خالق سے	لوگ کب اُس سے خوف کرتے ہین

حکایت

رجا بن حیات روایت کرتے ہین کہ مین ایک رات عمر بن عبدالعزیز کے خدمت شریف مین حاضر تھا اتفاقاً چراغ گل ہونے لگا مین نے چاہا کہ اوٹھکر بتی درست کردون لیکن مجھسے پیشتر خود ہی امیر المومنین نے چراغ درست کر دیا مین نے عرض کیا یا امیر المومنین خادم کے ہوتے مخدوم کو تکلیف اوٹھانیکی کیا ضرورتھی

آپ نے فرمایا کہ میرا کیا گھٹ گیا جب مین اوٹھکر گیا تب بھی عمر ہی تھا اور درست کرکے آیا تب بھی عمر ہی ہون +

نکتہ فخر انسان کا اس مین ہوتا ہے کہ وہ فخر کے لائق ہو اور افتخار نکرے باوجود مہتری کے اپنے آپ کو کمتر جانے دولت اور حکومت کی حالت مین تواضع اور انکساری اپنا پیشہ کرے +

	دوستو فخر اپنا مت ظاہر کرو بندگی پر باندھلو اپنی کمر		گرچہ ہو تم صاحب عز و وقار پاؤ اپنے حق سے تاج افتخار

حکمت اپنے متعلقین اور خدمتگارون کو اپنا اعضا تصور کرنا چاہیے کیونکہ اگر وہ نہون تو ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنا پڑے نوکر کو سخت تکلیف ندینی چاہیے کوئی وقت اُن کے آرام کیلئے بھی مقرر کرنا چاہیے +

	بندۂ از بندگان حق بود دان غنیمت خاطرش خورسند دار		گر ترا در بندگی خدمت گذار تا ترا خوشنود دارد کردگار

نکتہ نوکر کو چاہیے کہ وہ اپنے آقا کی خدمت گذاری و جان نثاری مین ہمیشہ حاضر و سرگرم رہے ہر کام مین دیانت داری و خیر خواہی کو مقدم سمجھے حق نمک پہچانے مالک کو مالک جانے اور اسکے راز کا محافظ رہے +

	ہین گے مستحکم دیانت پر مدام ہے عزیز خلق مرد خیر خواہ		بندگان اہل دین اہل یقین فخر پاتا ہے امانت سے امین

حکمت شجاعت کے متعلق دس چیزین ہین **اوّل** کبر نفس یعنی مفلسی یا تونگری یا مدح یا مذمت کو یکسان جاننا **دوم** تقویت یعنی سخت مصیبت کیوقت نہ گھبرانا

تو ہی دشمن سے نہ ڈرنا **سوم** سکون یعنی ہر حالت مین مستقل رہنا آج کا کام
کل پر نچھوڑنا **چہارم** ضبط مزاجی یعنی جوش مین نہ آجانا غصہ کو ضبط کرنا دشمن پر
غلبہ پاکر درگذر کرنا **پنجم** ثبات یعنی دشمن کی جمعیت دیکھکر پریشان نہونا اور نیک
کام کرنے مین حریص رہنا **ششم** تحمل نیک کام کرنے مین **ہفتم** غیرت اور حمیت
قوم اور اقربا کی پرورش پر مستعد رہنا انکو غیر کا محتاج نہونے دینا اور انکی آبرو کا
محافظ رہنا **ہشتم** تواضع سب کو اپنے ذات سے اچھا جاننا اور سب سے بدارات
پیش آنا **نہم** علو ہمتی اچھے اعمال واخلاق کی طرف راغب رہنا بد عادتون سے
باز رہنا خداوند عالم کی راہ مین زر نثار کرنا کسی کی بھلائی کے لئے اپنے آپکو تکلیف
مین ڈالنا **دہم** رقت لوگون کی پریشانی وغمگینی کی حالت دیکھکر خود پشیمان
ہونا کسی کی بد حالت دیکھہ نسکنا اپنے گناہین یاد کرکے رونا اور غم کرنا +

کبر نفس و تقویت صبر و سکون	ہین یہہ سب مرد بہادر کی نشان
اور تواضع غیرت و حلم و ثبات	ہین اسی کی واسطے اندر جہان
اپنی ہمت اور تحمل سی ہمیش	کام کرتا ہے وہ یکتاے زمان

حکایت

تقریب عید الفطر مین امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح کی بی بی نے آپ سے
شکایت کی کہ یا امیر المومنین آپکے تخت نشینی مین ہمنے کچھ بھی فائدہ نہین اوٹھایا
اور مزہ نپایا دیکھو محلہ کے لوگون نے اپنے لڑکون کے لئے نئی نئی پوشاکین اور
اور عمدہ عمدہ لباس تیار کرایا ہے مگر ہمارے لڑکے وہی پھٹے پرانے پیوند لگی ہوے

کپڑے پہنتے مین مجکو نہایت شرم آتی ہے اس پر آپنے خزانہ دار بیت المال کو شقہ لکھا کہ ہمارا حق خلافت مقررہ ایک مہینہ پیشگی بھیجدو مہتمم بیت المال نے عرض کیا کہ تعمیل حکم مین تو کچھ عذر نہین مگر یا امیر المومنین یہہ کیونکر یقین ہوسکتا ہی کہ آپ ایک مہینہ تک زندہ رہین گے جسکا حق آپ آج چاہتے ہین آپنے فرمایا یہہ سچ ہے اور آپنے اپنی بی بی سے فرمایا کہ ہمارے لڑکون کیواسطے جنت مین پوشاک لطیف تیار ہے یہان نئی پوشاک اور عمدہ لباس کی کچھ احتیاج نہین ہے

فائدہ حضرت سیدنا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت مین حق خلافت ایک لاکھ تیس ہزار درہم سالانہ سے زاید تھا اور عمر بن عبد العزیز کے زمانہ تک مسلسل فتوحات جدیدہ نے اوس حق خلافت کو المضاعف کردیا تھا لیکن عمر بن عبد العزیز نے اپنا کل حق بیت المال سے بجز دو درہم روزانہ کے نہین لیتے تھے بلکہ جس وقت وہ صدر نشین خلافت ہوے اپنا کل ذاتی مال بھی داخل بیت المال کردیا آپ کے فضایل اور کمالات جو مورخین زمانہ نے لکھا ہے اوس سے یہہ امر ثابت ہوسکتا ہے کہ آپ انسان فرشتہ خصلت تھے

نکتہ بادشاہ وہ ہے جو کسی کے آگے دست سوال نہ پھیلائے خدا پرست وہ ہے جو خودی کے دام مین اسیر نہو نیک وہ ہے جو کسی کے ساتھ برائی نکرے

نیک وہ ہی جو نہین کرتا بدی	دوست دشمن نیک بد بند وکا تھا
شاہ کہتے مین اُسے شاہ وگدا	جس نے لینے کو نہین پھیلاے ہاتھ

نکتہ سخی وہ ہے جو اپنا مال کسیکو معاوضہ کی امید پر نہ دے اپنے ملک کو وقف جانے اوروں کے مال کی حفاظت رکھے کسیکے نقصان کا روادار نہو ؎

به بخشد چون بسکینان سخی مال | ندارد در عوض امید احسان
همیشه مال خودرا وقف داند | بمال دیگران باشد نگهبان

حکایت

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز کو معلوم ہوا کہ مسلمہ بن عبد الملک کے باورچیخانہ مین روزانہ ایکہزار درہم صرف ہوتا ہے آپنے ایک روز اُنکو پیغام بھیجا کہ آج کھانا ہمارے ساتھ کھائین اور آپنے اُس روز ہر قسم کا کھانا بتکلف پکوایا منجملہ اور کھانون کے آش مسور کی پیاز و روغن زیتون سے چرب کی ہوئی آپکے خاصہ کی تھی آپنے مسلمہ کو اتنا باتون مین لگایا کہ اُنپر بھوک کا غلبہ زاید ہوگیا اور آپ نے پیشتر ہی سے خدام کو کہہ رکھا تھا کہ جب مین کھانا مانگون تو قبل اسکے کہ اور کھانے لاؤ پہلے وہی مسور کی آش لے آنا پس خدام نے پہلے وہی آش پیش کی مسلمہ کو بھوک تو خوب ہی لگی تھی وہ آش پیٹ بھر کر کھائی کہ اور کھانیکی گنجایش نہ رہی جب تکلف اور پر ذایقہ کھانے چنے گئے تب عمر بن عبد العزیز نے مسلمہ سے کہا کہ ہاتھ کیون کھینچا عمدہ کھانا تو دسترخوان پر اب آیا ہے مسلمہ نے عرض کیا یا امیر المومنین مین خوب کھا چکا ہون اب اور کھانیکی گنجایش نہین ہے عمر بن عبد العزیز نے فرمایا سبحان اللہ تم صرف اس مسور ہی کی آش سے شکم سیر ہوگئے جس مین ایک ہی درہم کی خرچ سے دس آدمی شکم سیر ہوتے ہین پھر ایک ہزار درہم جو تم ہر روز اپنے باورچیخانہ مین بیجا صرف کرتے ہو کتنا بڑا اسراف ہے خداے پاک سے ڈرو کہ قیامت کے دن تمھارا نام مسرفون مین لکھا جائے اگر وہی مال جو اس طرح بیہودہ اور بے موقع

خرچ کرتے ہو وہی ارباب احتیاج پر صرف کرتے اور ننگے بھوکون اور مسکینون کو کھلاتے تو آخرت مین تمھارے کام آتا اور خدا اور رسول تم سے خوش ہوتے مسلمہ نے عرض کیا کہ انشاء اللہ اب ایسا ہی کرونگا +

نکتہ کھانا اسقدر کہ اشتہا رفع ہو جائے اور پانی اتنا پینا کہ تشنگی نہ رہے پوشاک ایسی پہننا کہ بدن برہنہ نہ رہے گھر ایسا بنانا کہ جس مین گزارہ ہو سکے انسان کی حاجت روائی اور ضروری آسایش کے لئے کافی ہے لذیذ کھانے کھانا اور معطر اور سرد شربتون کا پینا قیمتی لباس کا پہننا اور اونچے وبلند محلون کا بنانا سراپا اسراف ہے +

گذارہ کرلو اس دنیا مین بیشک	گذر دن جائین جس سے زندگی کے
تکلف سب جتنے تم کرتے ہو چھوڑو	نہین یہہ کام اچھے آدمی کے

حکمت صرف کرنا تین قسم پر منقسم ہے **اول** خیرات اسمین تین طرح کی رعایت چاہیے اوّل یہ کہ دل کی رضامندی سے دیوے دیگر افسوس نکرے دوسری ایسے کو دے جو بسبب شرم کے کسی سے سوال نکر سکتا ہو تیسرے پوشیدہ دے ریا سے بچے دیگر احسان نہ رکھے دوم خرچ ضروری اسمین بھی تین قسم ہین اوّل اپنے زن فرزند وغیرہ متعلقین کو دینا اور اپنے کھانے پینے پہننے و ذاتی خرچ مین صرف کرنا دوسرے فائدہ کی امید پر کسی امیر دولت مند کی خدمت مین نذر پکڑانا تیسرے دفع ضرر کیلئے صرف کرنا یعنی جب اپنی جان پر آفت آے یا حرمت مین خلل پڑیگا اندیشہ ہو جائے تو خرچ کرنا پس دو قسم اول و دوم مین اپنی توفیق وحثیت پر لحاظ رکھنا ضرور ہے مگر تیسری قسم مین حثیت سے زیادہ بھی خرچ کر دینا

مضائقہ نہین ہے کہ اُسکے خرچ نکرنے مین آبرو کا خوف ہے تیسری قسم تواضع وانعام و مہمانداری و دوست نوازی وغیرہ اس قسم کے اخراجات بھی اچھے ہین مگر حیثیت کا لحاظ اسمین بھی ضروری امر ہے +

مناسب خرچ جو کرتا ہے کریے	اڑا بیجا نہ ہرگز دولت و مال
نکر اسراف یا امساک اس مین	مگر رکھ اعتدال اسمین بہرحال

حکایت

فاطمہ بنت عبدالملک بن مروان منکوحہ عمر بن عبدالعزیز کی ملکیت مین ایک لونڈی تھی جسکے ساتھ آپ کو عشق پیدا ہوگیا تھا آپنے اُسکو اپنی بی بی سے مانگا کہ اسکو ہبہ کردین فاطمہ نے بسبب غیوری اور حسد کے ندی اور جب آپ تخت نشین ہوے تو فاطمہ اوسکو لباس تکلف سے آراستہ پیراستہ کرکے آپکے پاس لائین اور کہا کہ اسکو مین نے بخوشی آپ کو ہبہ کیا آپنے اوس سے جب خلوت کرنا چاہا تو پہلے اُس سے فرمایا کہ کپڑے اوتار ڈال جب اُس نے سارے کپڑے اوتارے خلیفہ نے کہا اے ہہتا کہ تو پہلے کسکی ملکیت مین تھی اور فاطمہ کے پاس کیونکر آئی اوسنے عرض کیا کہ حجاج بن یوسف نے عامل کوفہ کا تمام مال و متاع ضبط کرلیا تھا مین بھی اوسی عامل کی ملکیت مین تھی مجھکو حجاج نے عبدالملک بن مروان کے پاس بھیجدیا اور مین کم عمر تھی عبدالملک نے مجھے اپنی بیٹی فاطمہ کو ہبہ کیا آپنے پوچھا اب وہ عامل کہان ہے اُس نے کہا وہ مرگیا پھر آپنے پوچھا کہ آیا اب اور کوئی اُسکی اولاد مین سے ہے اوس نے کہا ہان فی الحال ایک لڑکا

فرزند وہ بھی مفلس اور برُے حال مین ہے آپنے اوس لونڈی سے مواصلت
نکی اور فرمایا کہ اپنے کپڑے پہن لے اور اوسی وقت عبدالحمید عامل کوفہ کی
نام حکم صادر فرمایا کہ نامبردہ کو بذریعہ برید جلد دارالخلافت مین بھیجدو جب وہ حضور
اعلیٰ مین باریاب ہوچکا تو آپنے اُس سے پوچھا کہ حجاج نے تمھارے باپکا کیا کیا
مال ضبط کیا تھا جو اُس نے تبلایا وہ سب بیت المال سے اوسکو واپس کردیا اور وہ لونڈی
بھی اوسکے سپرد کی اور فرمایا کہ تم کم سن ہو احتیاط کرو اسکے ساتھہ صحبت سے شاید تمھارے
باپکے تصرف مین نہ آئی ہو اُس نے عرض کیا یا امیرالمومنین مین نے یہہ لونڈی بخوشی
آپ کو ہبہ کی مگر آپ نے نامنظور کیا پھر اُس نے عرض کیا کہ اگر امیرالمومنین میری
نذر قبول نہین فرماتے ہین تو اسکو مجھ سے مول لے لین آپنے فرمایا اگر مین خرید
لونگا تو اس آیت کریمہ کے مضمون مین داخل نہونگا - وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ
رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی

نکتہ اپنے نفس کو محکوم رکھنے والا کسی کا محکوم نہین ہوتا ہی بلکہ تمام زمانہ اسکا محکوم ہوتا ہے اور وہ سب پر حاکم

اگر حاکم شوی بر کشور دل	بملک جسم و جان باشی شہنشاہ
کنی بر نفس نافرمان اگر حکم	باقلیم جہان باشی شہنشاہ

پند تنگی و تنگدستی کی حالت مین کسی مفلس محتاج کا حال نہ پوچھو ورنہ اُسکی خبرگیری کرو

نہ پوچھو حال زار تنگدستان	زبان تقریر مین انکی نہ کھلواؤ
دگر پوچھو تو اُس حالت مین پوچھو	کہ کچھ اپنی گرہ سے فیض پہنچاؤ

حکایت

بنی اُمیہ نے مصالح ملکی کے لحاظ سے سب اہل بیت نبوت جایز کر رکھا تھا یہانتک

کہ خطبون مین الفاظ سب و شتم خلیفہ چہارم و آل فاطمہ کے نسبت درج ہو گئے تھے
اور خطیب ممبرون پر اون الفاظ کو بقرات ادا کرتا تھا جب عمر بن عبد العزیز سریر آرائے
خلافت ہوئے تو آپنے اُس بدعت شنیعہ اور طریقہ مذمومہ کو اس خوبی سے خارج کیا
کہ لوگون کی ہمتین پست ہو گئین اور وہ رسم مذموم ہمیشہ کیلئے نیست و نابود ہو گئی تدبیر
یہہ تھی کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک یہودی طبیب کو جو بظاہر دربار رس اور مصاحب
خلیفہ تھا مخفی طور پر کچھ تعلیم کر رکھا تھا ایکدن وہ یہودی دربار عام دار الخلافت
مین جہان تمام خاندان بنو امیہ اور آل مروانی حاضر تھے خلیفہ سے درخواست کی کہ
آپ اپنی صاحبزادی کے ساتھہ میرا نکاح فرما دیجئے کل امراء سلطنت اور خاندان بنی امیہ
یہہ جملہ سنتے ہی دست بقبضہ ہو کر افروختہ ہو گئے عمر بن عبد العزیز نے بنرمی اس سے
فرمایا کہ یہہ امر کیونکر ہو گا کہ مین مسلمان ہون اور تو یہودی ہماری شریعت اس امر کو
جایز نہین رکھتی ہے یہودی نے عرض کیا کہ آپ کے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ
وسلم نے جو اپنی صاحبزادیکا نکاح امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ کے ساتھہ فرمایا ہے عمر بن عبد العزیز نے کہا وہ بہت بڑے عظمائے
ملت محمدی سے تھے یہودی نے عرض کیا پھر ایسے شخص کے نسبت خطبون مین
ایسے الفاظ نا ملایم کیون پڑھے جاتے ہین عمر بن عبد العزیز نے رؤسائے شام
و اہل خاندان بنو امیہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگ اس یہودی کا جواب دو اُن
لوگون سے کوئی جواب بجز سکوت بن نہ پڑا پس اُسی وقت عمر بن عبد العزیز نے
حکم قطعی نافذ فرمایا کہ خطبون سے وہ الفاظ ناسزا بالکل نکال ڈالے جائین اور بجائے

اون الفاظ کے اس آیت شریف کی تلاوت کرین ان اللّٰہ یامر بالعدل والا
حسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی ط
چنانچہ ابتک تلاوت اس آیت شریفہ کی خطبون مین جاری ہے۔

نصیحت بدکلامی سے زبان کو نجس نکرو غیبت سنکر کانون کو پلید نہ بناؤ غیر کی
محبت دلمین رکھکر کافر نہ کہلاؤ +

	خوار ہوگا مرد بدگفتار اگر نیک کو نیکی ملیگی عاقبت		نیک بندون سے بُرا پیش آئیگا اور بُرا آخر بُرائی پائیگا		

تذکرہ مُہر مین عمر بن عبد العزیز کے عمر یؤمن باللّٰہ مخلصاً کندہ تھا۔ اور حاجب
آپکے تین شخص تھے ایک آپ کا غلام جسکا نام حی تھا اور دوم قیس سوم مزاحم
اور دو شخص منشی تھے ایک لیث بن ابی رقیہ دوسرے رجا بن حیات مکندی اور
کوتوال آپکے عہد مین یزید بن قیس سکسکی تھا اور عبد اللّٰہ بن سعد الارملی قاضی تھے
عمر بن عبد العزیز رحہ نے دیر سمعان جو حمص کی زمین ہے وہان پر ۱۰۱ھ ہجری مین
وفات پائی کل اُنتالیس برس ایک مہینے کی عمر مین دو برس پانچ مہینے مسند آرائے
خلافت رہے سبایک الذہب مین آپکو خلیفہ صالح خامس خلفاء راشدین لکھا ہے
اور حضرت سفیان ثوری رحہ نے لکھا ہے کہ خلفاء راشدہ مین پانچ ہین یعنی امیر المؤمنین
حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان غنی اور حضرت سیدنا
علی ابن ابی طالب رضوان اللّٰہ تعالیٰ عنہم اور عمر بن عبد العزیز رضی اللّٰہ عنہ
اخراج کیا ہے اس روایت کو ابوداؤد نے اپنے سنن مین کنیت آپکی ابوحفص تھی
حلوان ایک قریہ ہے مصر مین وہان آپ تولد ہوے جب عبد العزیز بن مروان

آپکے باپ مصر کے حاکم تھے باختلاف روایت سنہ ۶۱ یا سنہ ۶۲ مین اور مان آپکی اُم عاصم حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھین اور نانا اون کے عاصم بن سیدنا عمر بن خطاب رہ تھے اور نانی آپ کی وہ لڑکی تھی جسکو دودھ بیچنے کیوقت انکی مان نے کہا تھا کہ اس مین پانی ملاوے تو اُس نے جواب دیا تھا کہ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دودھ مین پانی ملانیکو عموماً ممانعت فرمائی ہے مان نے کہا کیا اسوقت امیر المومنین یہان کھڑے دیکھتے ہین لڑکی نے جوابدیا کہ قسم ہے خدائے پاک کی یہہ مجھسے ہرگز نہوگا کہ ظاہر مین اونکی تابعداری کرون اور مخفی اونکی نافرمانی چنانچہ اتفاقاً جناب فاروق اعظم رہ بھی کہین عنقریب انکے رونق افروز تھے اُن دونون کی تقریر آپکے گوش حق نیوش مین پڑی اور اُس لڑکی کی فطانت سے متعجب اور خوش ہوکر اپنے فرزند عاصم رہ کے ساتھہ منگنی قرار دیکر نکاح فرما دیا تو اون کے پیٹ سے اُم عاصم یعنی عمر بن عبد العزیز کی مان پیدا ہوئین

نکتہ چار وصفون سے انسان نیک بختون مین شمار ہوتا ہے اولاً منصف مزاجی اور انصاف پرستی **ثانیاً** واقفیت اور باخبری **ثالثاً** کم گوئی اور کم خوری اور کم خوابی **رابعاً** حلم اور تحمل +

درگذر کرتے نہین انصاف سے	بندگان منصف و سینہ صفا
باخبر رہتے ہین سب کے حال سے	مہربان سب پر ہین مردان خدا

ابوجعفر عبد اللہ منصور بن محمد بن علی بن عبد اللہ عباس رضی اللہ عنہ

آل عباس کا دوسرا خلیفہ ہے اس نے سنہ ۱۳۷ ہجری مین خاتم خلافت پائی یہ شخص

بڑا دور اندیش اور شجاع تھا عزم و استقلال آبائی ترکہ تھا علوم شرعیہ خاندانی میراث تھی لہو ولعب سے متنفر رہتا عدل وکرم دونو صفتین خالق نے عطا فرمائی تھین اسی نے پیشتر کتاب کلیلہ دمنہ کا ترجمہ سریانی زبان سے عربی مین کرایا اور قانونی کتابین بھی روم وفارس سے منگوا کر ترجمہ کروائین اسکو مورخین نے منصور دوانقی بھی لکھا ہے ؞

فائدہ دوانیق پچھلے زمانہ کا بہت ہی چھوٹا سکہ تانبے کا اور عرب کے ملکون مین مثل ہندوستانی کوڑیون کے چلتا تھا عوام مین خصوص ہندیون مین بلفظ دوانی مشہور تھا چونکہ منصور عمال سے کوڑی کوڑی کا حساب لیا کرتا تھا اسی سبب سے دوانقی لقب پڑگیا - اور خلیفہ منصور کے یادگار کا ایک بہت بڑا لشان شہر بغداد ہے جسکا وہ بانی ہے پہلے اس مقام پر نوشیروان کا ایک باغ تھا جسکو باغ داد کہتے تھے کثرت استعمال سے بغداد ہوگیا اور دوسری وجہہ تسمیہ مورخین نے یون لکھی ہے کہ بغ ایک بت کا نام تھا جسکو وہان کے مشرکین پرستش کرتے تھے اور داد فارسی مین عطا کو کہتے ہین تو بغداد کے معنی ہوے عطاء بغ - الحاصل وہ مقام پر فضا دجلہ کے کنارے تھا اسلئے منصور کو پسند آیا اسی مقام پر ۱۴۵ھ ہجری مین شہر کی بنا شروع ہوئی پہلے اینٹ بنا کی منصور نے اپنے دست خاص سے رکھی حصار کی بنا نہایت مستحکم اور عریض ڈالی گئی بنیاد کا عرض پچاس گز اور سر دیوار کا عرض بیس گز تھا ۱۴۹ھ ہجری مین حصار کی بنا تمام ہوئی ایک کروڑ دینار اسکی بنا مین صرف ہوا ؞

منصور کی نسبت مورخین نے بہت سی حکایتین لکھی ہین اور وہ ایک منتظم شخص تھا

چنانچہ اسکا قول ہے +

قول بادشاہون کو اپنے رُفقا اور مصاحبین کے جمیع امور خلاف ورزی کا تحمل ہوسکتا ہے مگر تین چیزین ہرگز قابل برداشت نہین **اولاً** شرکت ملک **ثانیاً** افشاء راز **ثالثاً** خیانت حرم مین - اور جس شخص کے مزاج مین مروت زیادہ ہوگی اوسکو صعوبت اور دشواریان بھی بہت پیش آئینگی +

فائدہ ایک روز منصور نے اپنے رفقا اور مصاحبین سے کہا بادشاہ کو چار شخصونکی نہایت ضرورت پڑتی ہے جن کے بغیر انتظام مملکت کسیطرح نہین ہوسکتا جسطرح سے تخت بدون چار پایون کے قائم نہین رہ سکتا **اول** قاضی یعنی حاکم عدالت کہ انفصال مخاصمات وفصل خصومات بغیر مداہنت وارتشاء کے عدل وانصاف سے کرے **دوم** کوتوال کہ ضعیف کو قوی کے ظلم سے بچائے اچھونکا دوست رہے اور بدون کا دشمن **سوم** محصل خراج جو رعایا سے بغیر ظلم وسختی خراج وصول کرے **چہارم** وقایع نگار جو ان تینون کے اعمال کی سچی خبر دین +

فائدہ بصرے کے قاضی نے سید حمیری کی سعایت مین ایک عرضی خلیفہ منصور کی خدمت مین لکھی اوس عرضی کو منصور نے بدین شرح واپس کر دی جعلناک قاضیا لا ساعیا ہمنے تمکو قاضی مقرر کیا ہے کچھ چغلخوری کیواسطے نہین مقرر کیا ہے +

نکتہ لوگون کی شکایت وغماضی کرنا سخت عیب ہے اور برائی کرنے مین جلدی نکرنا چاہئے بلکہ اپنے نفس کو جسقدر رُک سکے اسکے کرنے سے روکنا چاہئے اور ایسی کوشش کرنا چاہئے کہ کسی نہ کسی طرح سے وہ عمل تم سے سرزد نہونے پائے

بند کن لبہای خویش از گفتگو	گر نداری بر زبان تقریر نیک
در سخن گویا مشو چون ابلہان	تا نباشد در دولت تدبیر نیک

حکایت

ایک دن خلیفہ منصور اپنے مصاحبین کے ساتھہ قریب دجلہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا ایک تیر اوسکے سامنے گرا دیکھا تو اوس تیر کے ایک طرف لکھا تھا کہ ایک شخص مظلوم ہمدان کا رہنے والا مجلس مین قید ہے منصور نے فوراً لوگون کو مجبس مین بھیجا کہ شخص ہمدانی کو جلد حاضر کرین لوگ گئے دیکھا کہ مجبس کے ایک حجرہ مین ایک شخص رو بقبلہ بیٹھا ہوا اس آیت کی تکرار کر رہا ہے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ط ترجمہ اور قریب ہے کہ جانینگے وہ لوگ جنہون نے ظلم کیا ہے کہ کس کروٹ وہ پلٹینگے اوہنون نے اوس شخص سے پوچھا کہ تم کہان کے رہنے والے ہو قیدی نے کہا ہمدان میرا وطن ہے پس اسکو خلیفہ منصور کے سامنے لائے منصور نے سرگذشت پوچھی ہمدانی نے عرض کیا کہ مین ایک بزرگ خاندان و اشراف ہمدان سے ہون آپ کے عامل نے جو ہمدان مین مقرر ہوا ہے اُس نے میری ریاست اور کل جائداد جس کا ہزار درہم محاصل تھا غصب کر لی ہے اور اس خوف سے کہ مین دار الخلافت مین فریاد کرونگا مجھکو مجبس مین بھیجدیا اور مجھپر ناحق جرم بغاوت اور خروج کا مقدمہ قائم کیا منصور نے پوچھا تم کتنے عرصہ سے قید ہو اوس نے عرض کیا چار سال سے اس پر خلیفہ نے خارجی طور پر دریافت کر لیا تو ظلم و ستم وہان کے حاکم کا پایا گیا فوراً

اسکی بیڑیان کٹوادین اور فرمایا کہ اے شیخ تمھاری ریاست مع زر چار سالہ خراج تمکو واپس دینے کا حکم دیدیا ہے اسکے سوا ہمنے تمکو ہمدان کا عامل بھی مقرر کیا تم جاکر اُس عامل معزول سے جس نے تمپر ظلم کیا ہے جسطرح چاہو بدلا لیلو اُس مرد مظلوم نے عرض کیا یا امیر المومنین ریاست میری جو مسترد ہوی وہ تو مین نے قبول کی لیکن ہمدان کی حکومت قبول کرنیکی لیاقت نہین رکھتا اور عامل نے جو مجھپر ظلم کیا ہے وہ مین نے معاف کیا تب منصور نے اوسکو خلعت عنایت فرمایا اور اُس حاکم ظالم کو مورد عتاب وخطاب کیا ❊

حکایت

ایک شخص نے منصور پر خروج کیا تھا جب وہ گرفتار ہو کر آیا غصہ کی حالت مین منصور نے گالی دے بیٹھا اوس نے کہا کہ کل تک ہم اور تم تلوار سے اپنی قسمت آزمائی کر رہے تھے تم کو خدا نے مجھپر نصرت دی اور آج مین اس بیکسی اور مظلومی کے حالت مین جب آپ کے سامنے کھڑا ہون تو آپ نے تیغ زبان سے جوہر دکھائے اگر مین بھی اپنی شمشیر زبان کو غلاف سے نکالون تو آپ نادم اور پشیمان ہونگے خلیفہ منصور یہہ بات سنکر بہت پشیمان ہوا اور اُس کا قصور معاف فرمایا مگر ایک برس تک اُس سے ترک ملاقات کی ❊

نکتہ بد آدمی اگر اپنے اختیار کے وقت بدی کر چکا ہو تو نیک کو چاہیے کہ جسوقت وہ اختیار پائے مکافات سے درگذر فرمائے ورنہ فریقین مین کچھہ بھی فرق نرہیگا اور نیک و بد مساوی ہو جائینگے

	مرد باطن گر اپنے وقت پر		کر چکا ہو نیک بندون سے بدی	

نیکون کو لازم ہے وقت تقیا	کچھہ نہ لین بدلہ بغیر از نیکوئی

فائدہ بعض ندمانے خلیفہ منصور سے براہ خیر خواہی عرض کیا کہ یا امیر المومنین ایک دولتمند امیر مرگیا اور اوسکی اولاد نابالغ ہے اگر اوسکی جائداد ضبط اور داخل سرکار کرلی جائیگی تو سلطانی خزانہ کا بہت نفع ہوسکتا ہے منصور نے فرمایا کہ جو شخص خلافت روئے زمین سے جو اللہ پاک کی عطا ہے سیراب نہو تو وہ بھلا یتیمون کے مال سے کب سیر چشم ہوگا۔

پند اپنے خدا سے دائمی تونگری ہمیشہ کی زندگی مانگو اور وہ دولت طلب کرو جسپر زوال نہ آئے +

دائمی دولت کا کر حق سے سوال	بے بہا نعمت خدا سے مانگ لے
جسکے آخر مین نہو ذلت نصیب	اسقدر عزت خدا سے مانگ لے

حکایت

ایک روز خلیفہ منصور کوٹھے پر برآمد تھا ایک بوڑھے فراش کو اپنے کام مین مشغول دیکھا تو منصور نے اسکو بلا کر پوچھا کیا سبب ہے کہ ارباب حکومت اور دولتمندون کی بڑی عمر نہین ہوتی ہے اُس نے عرض کیا یا امیر المومنین حکمران اور اہل فرمان رزق مقسوم اپنا ایک ہی بار حاصل کرلیتے مین اسلئے اُنکی عمر دراز نہین ہوتی اور مفلس لوگون کو تھوڑا تھوڑا بتدریج ملتا ہے اسلئے اُنکا رزق مقسوم پورا ہونے کو اونکی عمر بھی بڑھ جاتی ہے خلیفہ منصور یہہ بات سنکر ہنسا اور تین سو درہم اُسکو انعام دیا ایک ہفتہ کے بعد اُس بوڑھے فراش کی جگھہ

ایک لڑکے کو کام کرتے دیکھا خلیفہ نے اوس لڑکے سے پوچھا وہ بوڑھا کہان ہے اوس نے عرض کیا یا امیر المومنین اوس نے قضا کی اور مین اوسکا بیٹا ہون منصور نے کہا تیرے باپ نے سچ کہا تھا جب وہ اپنا رزق پاچکا تو مرگیا ؛

نکتہ دو باتین عقل کے برخلاف ہین **ایک** مقسوم سے زیادہ رزق پانا + **دوم** اجل کے آنے سے پہلے مرجانا +

	مرگ آتی نہین قبل از اجل		رزق بے مقسوم ملنیکا نہین	
	باتین ہو جاتی ہین پوری برمحل		وقت پر انجام پاجاتی ہین کام	

تذکرہ منصور کی طبیعت تفاول اور تطیر وسعد ونحس کے طرف مایل تھی اور چیند روز قبل از انتقال یہہ دو شعر منصور کی نظر سے گذرے

سنوك وامر الله لا بد واقع		اباجعفر جاءت وفاتك وانقضت
لك اليوم من ضرب المنية مانع		اباجعفر هل كاهن لك ومنجم

خلاصہ مطلب ان شعرون کا یہہ ہے کہ یا ابا جعفر تمہاری وفات آپہونچی اور تمہارے عمر کے سال تمام ہوے اور حکم خدا ے پاک کا خواہ مخواہ واقع ہوگا پس آیا کوئی کاہن یا منجم تمہارے پاس ہے جو آج تمکو موت کے پنجہ سے چھڑا سکے منصور اسکو دیکھکر مغموم اور متاثر ہوا اور انہین دنون بارادہ حج بیت اللہ شریف بغداد سے کوچ کرکے قصر عبدویہ مین اترا ۔ اور صبح کے وقت ایک ستارا ٹوٹا جسکی روشنی مثل آفتاب کے تھی الغرض منصور اپنے فرزند کو بلاکر امور مالی اور ملکی مین وصیت اور نصیحت کرکے کوفہ سے ایک منزل روانہ ہوا ہی تھا کہ بیمار ہوگیا اور بیر میمون خارج از حدود مکہ معظمہ چھٹی ذیحجہ ۱۵۸ھ ہجری مین

بحالت احرام پیٹ کے درد سے انتقال کیا سر برہنہ منھہ کھلا ہوا حجون کے باب شعب مین مدفون ہوا چونسٹھہ برس کی عمر اور بائیس سال سات دن کم سلطنت کی منصور کے مہر کا کندہ (اتق اللہ فانک ترد فتعلم) تھا حاجب اونکا عیسیٰ بن یحیےٰ اور سلیمان بن مخلد اہوازی وزیر تھا۔

ابو عبد اللہ محمد المہدی بن ابو جعفر المنصور محمد بن علی بن عبد اللہ عباس رض

یہہ تیسرا خلیفہ آل عباس علیہ کا ہے اس شخص نے رد مظالم مین بہت کوشش کی اور ظالمون کے ظلم و ستم سے لوگون کو بچایا اسکے ابر کرم نے احتیاج کے دامن کو بھر دیا اور اسکی قدر دانی اور جوہر شناسی سے ہر گروہ و ہر طبقہ کی اہل کمال بغداد مین جمع ہو گئے اور شہر بغداد علم و ہنر کا معدن بن گیا رعایا اسکے عہد خلافت کو عیش اور امن کا گہوارا سمجھتی تھی ملاحدہ اور زنادقہ کا دشمن تھا یہہ اوّل خلیفہ گذرا ہی جس نے ملاحدہ اور زنادقہ کے رد مذہب مین کتابین علمائے اسلام سے لکھوائین +

روضۃ الصفا ناطق ہے کہ مہدی تخت خلافت پر اجلاس کرتے ہی پہلے حکم قیدیون کے رہائی کیلئے باستثنا خونیون کے نافذ کیا +

اور مروج الذہب مین مذکور ہے کہ چھہ لاکھہ درہم اور ایک کروڑ چالیس لاکھہ دینار جو خزانہ دار الخلافت مین جمع تھا عموماً مستحق و غیر مستحق کو تقسیم کر دیا خزانہ دار نے کل کنجیان خلیفہ مہدی کے سامنے رکھدین اور عرض کیا کہ تمام صندوق خالی پڑے ہین یہہ کنجیان اب کس مصرف کی رہین تھوڑے ہی روز گذری تھے

کہ اسقدر کثرت کے ساتھ ملکون سے تحصیل کا روپیہ دار الخلافت مین آیا کہ خزانہ دار
کو اوسکے رکھنے اور اوٹھانے کے سبب سے کئی دن تک فرصت نملی کہ خلیفہ
مہدی کے دربار مین باریاب ہو سکے جب وہ فارغ ہو چکا تو حاضر ہوا۔
خلیفہ نے پوچھا کئی دن سے تم کیون نہین آئے اوس نے غیر حاضری کا
سبب عرض کیا مہدی نے کہا احمق کنجیون کے ہمارے روبرو رکھنے سے
ایما تھی کہ خزانہ خالی ہے عطا کہان سے ہوگی دیکھا دینے والے نے کس
حکمت سے کیونکر اور کتنا دیا +

نکتہ چار چیزون سے چار چیزین حاصل ہوتی ہین **اولاً** خاموشی سے
بے خوفی و ایمنی **ثانیاً** سخاوت سے عزت و سرداری **ثالثاً** عبادت
سے قبول و قرب **رابعاً** شجاعت سے مال و دولت +

چپ سے ہو جاتی ہی حاصل ایمنی		اور سخا سے عزت و فخر و کمال
پاوگے تم بندگی سے قرب حق		اور شجاعت سے مضاعف ملک و مال

فائدہ خلیفہ مہدی نے اطمینان امور مملکت کے بعد ارادہ حج کا کیا اور ایک
بہت بڑا لشکر ہمرکاب لیگیا کئی ہزار آدمیون کو آمد و رفت کے مصارف مرحمت
فرمایا پانسو چہار شتر صرف برف و یخ کے لئے ہمراہ تھے ۔ اگلے خلفا جب حج
کرنیکو جاتے تھے بیت اللہ شریف پر ایک غلاف نیا بنوا کر چڑھواتے تھے
وہ سب جمع ہوتے ہوتے دیوار اور چھت پر بڑا بوجھ ہو گیا تھا مہدی نے وہ کل
غلاف اوتروا کر فقرا اور مسکینون کو تقسیم کرا دیا اور دیوار و سقف کو مشک و زعفران
سے معطر کرا کے دو غلاف زربفت کے ڈال دئے ۔ پھر مدینہ منورہ کی بابت

کو گیا اور ہر ایک سائل کو اپنے جود و کرم سے مالا مال کر کے دار الخلافت بغداد
واپس آیا دو لاکھہ دینار اور تین لاکھہ درہم اس سفر مین خرچ ہوا +
نکتہ سائل کو خوش کرنا چاہیے اور احسان ماننا چاہیے کہ اُس نے تمکو سخاوت
کرنے مین مدد دی اگر سائل نہوتا تو تم سخی نکہلاتے

	ہی یہہ سائل کی مروت سربسر لے گیا وہ راہ حق پر تیرا مال		تیرے سر پر ای سخی حق کو ولی جس سے تو دنیا مین کہلایا سخی	

فائدہ رعایت و سیاست بغیر دوامر کے ناقص ہے اوّل سخاوت ہے
دوم شجاعت بلکہ دین اور دنیا دونون کی اصلاح بغیر ان کے نہین ہوسکتی
اسلئے قانون قدرت جسکو ان صفتون سے متصف پاتا ہے اپنا خلیفہ روی
زمین پر گردانتا ہے - قال اللہ تعالیٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ
انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ ط اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَۃِ
فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا قَلِیْلٌ اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا
وَّیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْٓا اَمْثَالَکُمْ وقال اللہ تعالیٰ لَا یَسْتَوِیْ
مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ
اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا - ان آیتون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جب ایک
قوم موافق حکم خدا کے کام نہین کرتی تو خداوند عالم اوسپر دوسری قوم کو
مسلط کرتا ہے - جب تک اعتدال کے ساتھہ سخاوت اور سیاست اپنے اپنے
محل مین صرف ہوتی ہے بادشاہ اور رعیت دونون اپنے حالت پر قائم رہتی ہین
ملک آباد اور رعیت شاد رہتی ہے رحم و کرم خاصہ بادشاہ عادل کا ہی جس مین

یہہ صفت بدرجہ کمال ہوتی ہے اوسکی سلطنت بھی قوی اور مستحکم ہوتی ہی
جو بادشاہ ظالم یا بخیل ہوتا ہے لشکر نالان رہتا ہے اور ملک تباہ اور ویران
ہو جاتا ہے ملک کی تباہی رعیت کا افلاس سلطنت کی بنیاد متزلزل کرنیوالا ہی

حکایت

مہدی کے وقت مقنع نام ایک مشعبد نے ماوراالنہر مین خدائی کا دعوی کیا بہت سے جاہلون کو اپنا معتقد بنالیا وہ بڑا شعبدہ باز تھا چنانچہ اوس نے ایک طلسم چاہ نخشب مین بنایا تھا کہ کنوے سے ایک مدور اور روشن چیز نکلتی تھی جس سے دو فرسخ مربع تک روشن ہو جاتا تھا جو شعرا کی زبان پر بہ ماہ نخشب مشہور ہے خلیفہ مہدی نے ایک جرار لشکر اوسکی سرکوبی کو بھیجا تو وہ بھاگ کر قلعہ کش مین محصور ہوا مدت تک محاصرہ مین رہا محاصرہ کیوقت بھی وہ سر شام اندھیری راتون مین یک مصنوعی چاند چاہ نخشب سے نکالکر آسمان کے نیچے نمودار کردیتا تھا جسکی روشنی دو دو فرسنگ تک جاتی ایسے ایسے اور بھی شعبدے دکھلا کر اپنی خدائی کا ثبوت دیتا مگر لشکر اسلام اوسکے دم مین نہ آیا اور محاصرہ مین اوسکو سخت تنگ کیا جب اوس نے اپنی رہائی کا کوئی رستہ نہ دیکھا تو پہلے اپنی ہمراہیون کو شراب مین زہر دیکر مار دیا اور اون کی لاشین تیزاب کے خمون مین ڈالکر گلادین اخیر کو خود بھی ایک خم مین بیٹھ کر تیزاب مین گل گیا اس عمل سے اوسکی غرض یہہ تھی کہ مرگ کے بعد بھی اسکے معتقد اعتقاد رکھین کہ ہمارا خدا معہ ہمراہیون کے قلعہ کے اندر سے غائب ہو گیا ہے مگر یہہ فریب اوسکا کھل گیا کیونکہ اوسکی

انجمن ترقی اردو پاکستان
کتب خانہ خاص
اسپتال روڈ، کراچی نمبر ۱

ایک لونڈی نے جو قلعہ کے اندر تھی مقنع کو شراب مین زہر ملاتے ہوئے دیکھ لیا
تھا وہ شراب وس نے نہ پیکر چھپ کے ایک گوشہ قلعہ مین جا بیٹھی تھی جب
وہ مرگیا تو اوس نے قلعہ کا دروازہ کھولدیا اور لشکر اسلام کو اندر بلالیا سب حال
کہہ سنایا مسلمانون نے وہ تیزاب کے خم دیکھے تو کوئی لاشہ موجود نہ پایا صرف اون
لوگون کے بال پانی پر تیرتے ہوے نظر پڑے اور فتنہ اوسکا فرو ہوگیا مگر مدت
تک چند سفید پوشون کا بیج معدوم نہوا اونکا اعتقاد یہہ تھا کہ ابن مقنع آسمان
پر عروج کرگیا ہے ایک وقت معہود مین پھر ظاہر ہوگا۔

نکتہ دعویدار ہونا ایسے دعوے کا جسکا ثبوت بہم نہ پہونچ سکے مدعی کی دروغ
گوئی کی نشانی ہے ❀

گر نباشد پیش تو مدعی ثبوت	دعوے تو دعوے بے آگہی ست
گفتن نار است پیش اہل عدل	عین نادانی وجہل مدعی ست

حکایت

اکدن خلیفہ مہدی تفریح طبع کیلئے جانب انبار رونق بخش تھا ناگاہ اُس کے
پاس ربیع بن یونس ایک کپڑے کا ٹکڑا لیے ہوے آیا جس پر کوئلے سے کچھہ
لکھا ہوا تھا اور اُس پر مہر خلافت بھی تھی جو مٹی سے کوئلے مین ملاکر کیگئی تھی
ربیع نے عرض کیا یا امیرالمومنین یہہ عجیب واقع ہے ایک اعرابی نے مجھسے کہا
کہ مجھے بتاؤ ربیع بن یونس کہان مین جو یہہ کپڑے کا ٹکڑا مین اون کے پاس
لیجاؤن خلیفہ مہدی اوسکو ہاتھہ مین لیکر ہنسا اور کہا کہ یہہ حقیقت مین میرا ہی لکھا ہوا ہے

اور مہر بھی میری کی ہوی ہے مین تم سے اسکا ماجرا بیان کرتا ہون کل مین
کچھ رات باقی رہے شکار گاہ چلا گیا تھا جب صبح ہوئی تو شدت سے پانی برسنے لگا
اور سب خدم و حشم مجھ سے اتفاقاً چھوٹ گیا اور مجھکو بھوکھ پیاس کی شدت ہوئی
چونکہ تمام کپڑے آب باران سے تر ہوگئے تھے اس لئے سردی نے بھی سخت ستایا اوسوقت
مجھے ایک دُعا یاد آگئی جو مین نے اپنے باپ دادا سے سُنی تھی کہ وہ حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے جو شخص شام و پگاہ یہہ دعا پڑہا کریگا جب کسی مصیبت
مین مبتلا ہو تو حرق و غرق و دب کر مرنے سے یا اور کسی بری طرح کی موت سے اوسکو
اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے اور جس مُصیبت مین مبتلا ہو نجات پاتا ہے وہ دعا یہہ ہے

بِسْمِ اللّٰہ و باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ جب مین نے یہہ دُعا شروع
کی تو مجھکو دُور سے ایک روشنی نظر پڑی مین اوسطرف جھپٹا اور دیکھا تو ایک اعرابی
اپنے خیمہ مین آگ جلا رہا ہے مین نے اوس سے کہا کیا ہماری ضیافت کرسکتے ہو
اوس نے کہا ہان کرسکتا ہون مین گھوڑے سے اوتر پڑا اعرابی نے اپنی جورو سے
کہا جو جو رکھے ہین اوسکو پیکر جلد روٹی پکا اور مین نے پانی مانگا تو اوس نے
مجھے دودھ دیا جسمین پانی ملا ہوا تھا مین نے پیا تو ایسا مزا ملا کہ مجھکو عمر بھر کسی
شربت مین وہ ذائقہ نملا تھا۔ اوس نے ایک نہین کپڑے کی چادر دی جسکو مین
اوڑھ کے سویا تو ایسا آرام ملا کہ پھر کبھی سونے مین ایسا آرام نہ پایا اور جب
میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اعرابی بکری ذبح کررہا ہے اور اوسکی جورو چیخ رہی ہے
کہ بڑی افسوس کی بات ہے تو نے ہمکو ہلاک کیا اسی ایک بکری پر تو ہماری زندگی
تھی جسکو تو نے ذبح کر ڈالا بھلا اب اپنی معاش کی کیا فکر کروگے مین نے کہا کچھ تم

تردد نکرو پھر مین نے بکری کا کلیجہ اپنی چھری سے نکالا اور آگ پر رکھدیا جب وہ بھن گیا تو مین نے کھایا اور اعرابی سے کہا تمھارے پاس کاغذ وغیرہ ہے جو مین اوس پر کچھ لکھون اوس نے مجھے یہہ کپڑے کا ٹکڑا دیا تو مین نے کوئلے سے اوسپر یہہ لکھا اور اپنی مہر بھی اوسی کوئلہ سے کردی پھر کہا کہ ربیع کا نام پوچھکر یہہ تحریر اوسکو پہونچاؤ اوسمین لکھا تھا کہ پانچ لاکھ درہم اس اعرابی کو دیدینا خلیفہ مہدی نے کہا مجھکو منظور پچاس ہزار درہم دلوانا تھا مگر غیب سے پانچ لاکھ ہاتھ سے لکھہ گئے اب مین اوس سے کم نہین کرسکتا یہہ رقم اوس کو دیدو اوسی وقت اعرابی کو دیدے گئے اور وہ اعرابی امیر کبیر ہوگیا اوس نے ایک بہت بڑا عمدہ مکان بنایا اور وہ مکان اس نام سے مشہور ہوگیا کہ مکان میزبان امیر المومنین مہدی حجاج اور مسافرین وہان آرام لیا کرتے تھے ۔

تذکرہ سامرہ مین شیخ اکبر محی الدین ابن العربی سے صاحب تاریخ الخلفا نقل کرتے ہین کہ مہدی باللہ ۱۵۸ھ ہجری مین سریر آراے خلافت ہوا اور ۱۶۹ھ ہجری مین قضا کی ستائیس برس کی عمر پائی دس برس ڈیڑھ مہینہ اوس نے نیک نامی سے سلطنت کی اوسکے مہر مین حسبی اللہ کندہ تھا اور حاجب اوس کے ربیع بن یونس اور عبداللہ بن علاثہ و عاقبہ بن زید قاضی تھے اور ابوالجہم وفضل بن ربیع وسلامۃ الابرش منشی تھے ۔ مہدی کے انتقال کے متعلق مختلف روایتین ہین بعض مورخ نے لکھا ہے کہ اوسنے ایک شکار کے تعقب مین گھوڑا ڈالا جو ایک کنڈہر مین چلا گیا تھا اور اوسی کنڈہر مین مہدی بھی گھوڑا لیگیا راستہ اچھا نتھا وہان پر کوئی ایسا صدمہ پہونچا کہ فوراً روح پرواز کرگئی اور بعض مورخ نے لکھا ہے کہ ایک

لونڈی نے زہر دیکر اوسکا کام تمام کیا ؀

نکتہ اولاً شکار بیکاروں کا کام ہے ثانیاً شکار جانے سے پہلے جنگل کی مصیبتون اور تکلیفون کو سوچ لینا چاہیئے نہ کہ صحرا مین جانے کے بعد غور کرنا چاہیے ؀

ہے یہہ بہتر ابتدائے کام مین پہلے صحرا کے مصائب جانچ لو	سوچ لو ہو جسطرح انجام کار شوق سے پھر جاؤ تم بہر شکار

ابی جعفر ہارون الرشید بن محمد المہدی بن ابی جعفر منصور دوانیقی بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رض

یہہ پانچوان خلیفہ بنی عباس کا ہے بڑا فصیح و بلیغ اور عالم و عابد تھا ایام خلافت مین بھی سو رکعت نماز پڑھا کرتا تھا اور اپنے مملوکات خاص سے روزانہ ہزار درہم خیرات کرتا ہمیشہ علماء اور مشائخ کے ساتھ صحبت رکھتا اور ریاکارون کا دشمن تھا اور ہنر گناہون پر اکثر رو یا کرتا اور شاعرون کو انعام کثرت سے دیتا تھا۔

آل عباس مین یہہ خلیفہ نامور گزرا ہے۔ حق تو یہہ ہے کہ اپنے خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ تمام اہل ہنر اسکے کمال پروری سے دار الخلافت بغداد مین کھنچ آئے اور ہر طبقہ کے اہل کمال اسکے دامن دولت مین پرورش پانے لگے ؀

مورخ تاریخ الخلفا نے لکھا ہے کہ ہارون لرشید کی خلافت مین وہ محاسن جمع تھے جو دوسرے خلیفہ کو میسر نہ تھے وزراء اسکے ال برمک سے یحیی اور جعفر تھے کل خلافت کا کام اور سلطنت کا انتظام انہین کے رائے صائب پر چلتا تھا قاضی القضاۃ ابو یوسف تھے اور مروان بن ابی حفصہ سا شاعر ندیم تھا اور مصاحب

عباس بن محمد تھے اور حاجب فیضل بن ربیع اور مغنی ابراہیم موصلی تھا اور زوجہ اونکی زبیدہ خاتون تھین یہہ سب اپنے فنون مین یگانہ روزگار تھے جن کی ذات سے خود فن نے شہرت اور ناموری حاصل کی ؛

سنہ ۱۸۶ ہجری مین ہارون الرشید نے ارادہ بیت اللہ شریف کا کیا امین اور مامون اپنے فرزندون کو بھی ہمراہ لیگیا اس سفر مین دس لاکھ درہم پچاس ہزار دینار صرف ہوا مکہ معظمہ مین پہونچکر اپنے کل ممالک مقبوضہ کے دو حصہ کیا بغداد اور واسط اور بصرہ اور کوفہ اور شامات اور سواد عراق و موصل اور جزیرہ دجلہ و مصر تا باقصاے مغرب امین کے متعلق کیا اور اوس کا دار الخلافت شہر بغداد ٹھہرایا اور کرمانشاہ و نہاوند اور قم و کاشان و اصفہان و فارس و کرمان اور ری و توس و طبرستان اور خراسان و زابل و کابل اور ملک ہندوستان و ماوراء النہر اور ترکستان مامون کو سپرد کرکے اوسکا تخت گاہ شہر مرو مقرر کیا اور وصیت کیا کہ جو دونون مین سے پہلے انتقال کرے اوسکے ممالک مقبوضہ دوسرے کے قبضہ مین آوین اور باہمی جنگ و جدل اور خونریزی سے پرہیز کرین بلکہ دستاویز اسی مضمون کی لکھی گئی اور آل عباس اور بنی ہاشم و عمائدین مکہ معظمہ کی مہرین ہونیکے بعد سقف کعبۃ اللہ مین آویزان کیگئی تاکہ اسکے خلاف کسی زمانہ مین کوئی جرءت نکرسکے ؛

ہارون الرشید کے ایک اور فرزند تھے جسکا نام قاسم تھا جسکی تعلیم اور اتالیق عبد الملک بن صالح ہاشمی کے سپرد تھے جو ایک نامور شخص تھے اونھون نے جب تقسیم ممالک کی خبر سنی تو ہارون الرشید کو لکھا کہ قاسم بھی تمہارے فرزند ہین

اونکو محروم نرکھیگا غرض ہارون الرشید نے اکثر جزیرہ کے ممالک سے جو سرحد
روم سے متصل تھے اون کے نام زد کرکے قاسم کا لقب موتمن قرار دیا اور حرمین
شریفین میں عام لوگون کو انعامات وصلات سے خوش وخرم کیا +

حکایت

فضل بن ربیع روایت کرتے ہین کہ مین ہارون رشید کے ساتھ حج کو گیا تھا
جب کوفہ مین سواری پہونچی تو راستے مین حضرت بہلول رح کھڑے ہوے مجذوبانہ
بڑبک رہے تھے مین نے بہلول سے کہا چپ رہو امیر المومنین کی سواری آرہی
ہے وہ چپ کے ہو رہے جب ہودہ سواری امیر المومنین کا اون کے سامنے
ہوکر نکلا تو حضرت بہلول رح نے کہا یا امیر المومنین ایمن بن بابل نے مجھسے کہا
کہ قدامہ بن عبد اللہ عامر نے اون سے روایت کی ہے کہ مین نے جناب سرور عالم
سلطان دوجہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو منیٰ مین اونٹ پر
سوار دیکھا جسپر پرانا پالان نہ وہ منقش تہا ونہ مذہب زنگین فضل بن ربیع نے
عرض کیا یا امیر المومنین یہہ بہلول ہین ہارون الرشید نے کہا ہان پھر بہلول رح
نے کہا یا امیر المومنین مین کوئی شعر پڑھون ہارون رشید نے کہا فرمائے
آپ نے صرف یہ قطعہ پڑھا +

ھب انک قد ملکت الارض طرا	ودان لک العباد فکان ماذا
الیس غدا مصیرک جوف قبر	ولیس التراب اھل تم ھذا

خلاصہ مطلب اسکا یہہ ہے۔ ہم نے مانا تم روئے زمین کے مالک ہوگئے

اور سارے خدا کے بندے تمھارے تابعدار ہوگئے پھر کل کے روز قبر کے پیٹ مین کیا نہین جانا ہوگا اور مٹی کا ڈھیر منہ پر نہ آئیگا اسکو خوب یاد رکھو پھر یاد رکھو ہارون الرشید نے کہا بہت ہی اچھا شعر سُنایا کچھ اور بھی فرمائے بہلول رح نے کہا یا امیر المومنین جسکو پروردگار عالم مال ور جمال دو نو عطا فرمائے پھر وہ اپنے جمال کے ساتھہ پارسائی کرے اور مال سے لوگون کے ساتھہ مواسات واحسان کرے تو اوسکا نام دیوان ابرار مین لکھا جائیگا۔ ہارون الرشید نے جانا کہ اس کلام مین حُسن طلب ہے فرمایا مین نے حکم دیا ہے کہ تمھارا سب قرض ادا کردیا جائے بہلول نے کہا ایسا حکم نہ دیجئے۔ قرض لیکے ادا نہین ہوسکتا ہے بلکہ اہل استحقاق کے حقوق ادا کیجئے گا اور پہلے آپ اپنے نفس کا قرض ادا کیجئے۔

ہارون الرشید نے کہا مین نے حکم دیا ہے کہ آپ کے واسطے دواماً کچھ مقرر کردیا جائے بہلول رح نے کہا یا امیر المومنین ایسا حکم بھی نفرمائیگا اور آپ کو میرے ساتھہ برائی کرنے سے کیا حاصل ہوگا میرے لئے مقرر کرنا اوسی مقرر کرنے والے پر ہے جس نے آپ کیواسطے مقرر فرمایا ہے آپ کے مقرر کرنیکی مجھے کچھ احتیاج نہین ہے +

پند خدا کا احسان مان تو اسکو اپنا خالق اور رازق جان تو اسکی مخلوق پر احسان کرو جسطرح اس نے تم پر احسان کیا ہے +

خدا نے تجھہ جو احسان کئی ہین	تو اس احسان کا شکرانہ ادا کر
سخاوت سے تو رو ک اپنا کبھی ہاتھہ	خدا کی خلق پر احسان کیا کر

نکتہ دنیا مین ہر ایک چیز فنا ہونے والی ہے مگر اعمال کہ فنا نہین ہوتے ہین اور انسان انکی جزا و سزا ایک دن پانے والا ہے +

جہان فانی ہی اور اہل جہان لیک	رہینگے یہ تیری اعمال باقی
بدی بدکار کی نیکون کی نیکی	رہیگی ہر مہ وہر سال باقی

حکایت

ایک روز ہارون الرشید اطراف رقہ کے شکار کھیلتا تھا ایک زاہد نے سختی سی خلاف داب خلافت کے کلام کیا اور کہا کہ اے ہارون تو خدا سے نہین ڈرتا اسپر ہارون الرشید نے ابراہیم بن عثمان سے فرمایا کہ اسکو دار الخلافت مین ساتھ لے آؤ اور جب مین شہر مین پہونچون تو میرے سامنے لانا جب ہارون الرشید قصر خلافت مین داخل ہوا تو کھانا مانگا اور زاہد کو بھی اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور بعد فراغت طعام زاہد سے کہا مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے اسکا جواب انصافانہ دیجیگا زاہد نے کہا فرمائیے ہارون الرشید نے پوچھا تمھارے نزدیک مین شریر تر اور خبیث تر زیادہ ہون یا فرعون زاہد نے کہا فرعون اسواسطے کہ اوس نے دعوی الوہیت کا کیا اور انا ربکم الاعلی کہا پھر ہارون الرشید نے پوچھا کہ آیا موسی وہارون علیہم السلام آپ سے بہتر تھے یا آپ اون سے بہتر ہین زاہد نے جوابدیا مجھکو اُن برگزیدہ لوگون سے کیا نسبت ہے وہ پیغمبر خدا ہین اور مین ایک ادنی عباد اللہ سے ہون پھر ہارون الرشید نے کہا جسوقت خداوند عالم نے حضرت موسی وہارون علیہم السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تہا تو ارشاد فرمایا فقولا لہ قولا لینا یعنی اوسکے ساتھ ملائمت اور نرمی سے گفتگو کرنا حالانکہ وہ کافر اور گمراہ تہا اور مین تو بقدر طاقت بشری ماموراات پر عمل کرتا ہون

اور منہیات سے بچتا رہتا ہون پس فرمائی کہ آپ نے جو سختی میرے ساتھ برتے اور خلافت کا بھی کچھ ادب نکیا اسکا کیا باعث ہے زاہد نے کہا بیشک مین نے خطا کی اور اب مین اس حرکت بیجا سے استغفار اور توبہ کرتا ہون اور امیدوار ہون کہ اللہ پاک میری توبہ قبول فرمائے آپ بھی میرا قصور معاف فرمائین ہارون رشید نے کہا پروردگار عالم تمھاری امرزش فرمائے اور آٹھ ہزار درہم اون کے واسطے منگائے زاہد نے کہا مین ایک مرد سیاح ہون مجھے اس مال کی احتیاج نہین ہے اتنے مین ہرثمہ بن عین نے کہا اے مرد جاہل خلیفہ کے عطیہ سے انکار کرتا ہے ہارون رشید نے ہرثمہ سے فرمایا کہ تم چپ رہو اور اس معاملہ مین دخل ندو انکا معاملہ میرے ساتھ ہے نہ تمھارے ساتھ بعد اسکے ہارون الرشید نے زاہد سے کہا کہ مین نے تمکو محتاج جانکر نہین دیا بلکہ خلفا کا یہہ دستور ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ انکو صحبت ہوتی ہے صلہ اور انعامات سے اوس کو محروم نہین چھوڑتے پس جسقدر آپکا جی چاہے اسمین سے لیلو زاہد نے ہارون رشید کو دعا خیر دی اور دو ہزار درہم اوس مین سے اوٹھالئے مگر وہ سب روپیہ دار الخلافت کے دربانون پر تقسیم کر کے خالی ہاتھ چل دئے +

پند ما بین گفتگو کے چپ رہنا اور کسی کے بلانے سے کہنا بہتر ہے اس سے کہ بلا اجازت بولو اور بے موقع تقریر کرو اور اہل مجلس تمکو چپ رہنے کیلئے اشارہ کرین

گر ومت بات اور ہرگز نہ بولو	نہ بے موقع زبان پر لاؤ تقریر
اگر بولوگے بیشک بے بلائے	کہان باقی رہیگی عزو توقیر

تذکرہ ہارون الرشید نے مقام رقعہ مین ایک خواب دیکھا کہ مین تخت پر بیٹھا ہون نیچے سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جسکی ہتیلی پر سرخ مٹی ہے اور ایک آواز بھی آئی کہ مٹی

وس جگہہ کی ہے جہان تمہارا مدفن ہوگا مین نے پوچھا میرا مدفن کہان ہوگا اور یہہ مٹی کس ملک کی ہے جواب ملا کہ طوس تمہارا مدفن ہے اور یہہ وہین کی مٹی ہے پھر وہ ہاتھہ غائب ہوگیا اور آواز بھی منقطع ہوگئی چند روز بعد ہارون الرشید دار الخلافت بغداد مین آیا +

یحیی بن اشعث کسی خاص ضرورت کیلئے اپنی جورو کو سمرقند چھوڑکر دار الخلافت بغداد آیا تھا اوسکی غیبت مین رافع بن لیث بن نصر جو ایک مکار اور عیش دوست تھا موقع پاکر یحیی بن اشعث کی جورو جو ایک خوبصورت وحسین اور مالدار عورت تھی اوس سے آشنائی پیدا کرلی اور اوسکو ایسا بہکایا کہ وہ اوسکے فریب مین آگئی اور خواہشمند ہوگئی کہ کسی طرح سے یحیی کے قید نکاح سے چھوٹ جاے اوسکو رافع نے سمجھادیا کہ اور کوئی صورت اس عمدہ تجویز وتدبیر سے ممکن نہین کہ مذہب اسلام سے مرتد ہوجاتو نکاح باطل ہوجائیگا اور بعد اسکے توبہ کرکے پھر مسلمان ہوجانا اس مکار کی عیاری کارگر ہوگئی اور عورت نے مذہب ترسائی اختیار کرلیا اور چند روز بعد پھر دائرہ اسلام مین داخل ہوگئی اور بعد ختم ایام عدت رافع سے نکاح کرلیا +

یحیی بن اشعث نے اس امر کا استغاثہ دار الخلافت مین ہارون الرشید کے حضور مین کیا خلیفہ نے علی بن عیسی حاکم خراسان کے نام فرمان بھیجا کہ رافع بدبخت ناعاقبت اندیش کو گرفتار کرکے اوسکا منہہ کالا کرو اور گدھے پر چڑھاکے شہر مین پھراؤ اور کوڑے مارو علی بن عیسی نے وہ حکم سلیمان بن جنید ازدی کو امیر سمرقند تھا تعمیلاً بھیجدیا امیر نے رافع کو فوراً قید کرکے اوس عورت کو اوس سے جدا کردیا مگر باقی احکام کی تعمیل بلحاظ اوسکے ناموری کے نکی اور حفاظت بھی معمولی تھی وہ

قابو پاکر بھاگ نکلا اور بلخ مین آرہا چند روز مین علی بن عیسیٰ جو وہین تھا اوس کے پاس پیغام بدرخواست معافی قصور پیش کیا علی بن عیسیٰ نے ناعاقبت اندیشی سے اوسکا قصور معاف کردیا اور اوسکو حکم معاودت کا دیا تو پھر وہ سمرقند پہونچا چونکہ اُس عورت کو علانیہ اپنے پاس نہین رکھہ سکتا تھا چند مفسد اور عیارون کو جمع کرکے لڑبھڑ کر سمرقند پر قبضہ کرلیا اور پھر اوس عورت کے ساتھہ علانیہ نکاح کرلیا ؛

علی بن عیسیٰ کو یہہ خبر پہونچی تو ایک جمعیت فوج کی اپنے فرزند کی سپہ سرداری مین روانہ کی رافع اوس جمعیت سے برسر مقابلہ ہوا اور ایک بڑا جنگ طرفین مین واقع ہوا علی بن عیسیٰ کے بیٹے کو شکست ہوئی آخر خود علی بن عیسیٰ آیا رافع سمرقندیون کے مدد سے اوس سے بھی لڑا اور شکست دی جب وہ سمرقند سے ہزیمت پاکر بلخ واپس آرہا تھا وہان کے لوگ بھی اسکی ظلم کیوجہ سے بگڑ گئے اور اوس کے نائب کو مارڈالا اور گھربار لوٹ لیا تین کڑور درہم جو ایک باغ مین چھپا رکھے تھے وہ سب لوٹ لیگئے وہ ہنوز شہر مرو مین تھا کہ وقایع نگار نے کل کیفیت جو سمرقند اور بلخ مین گذری اور علی بن عیسیٰ سے عام رعایا کی نفرت کیوجہہ دارالخلافت مین لکھہ بھیجی اور یہہ بھی لکھا کہ علی بن عیسیٰ فوج اور روپیہ بھی جمع کررہا ہے نرمی کے ساتھہ اوسکو دارالخلافت مین طلب کرلینا چاہیے عجب نہین کہ وہ بھی بغاوت کا جھنڈا کھڑا کرے

ہارون الرشید کے پاس دارالخلافت مین اسکے پہلے اور سیکڑون عرضیان مظلمون کی بھی آپہونچین تھین جن لوگون پر علی بن عیسیٰ نے بڑے بڑے ظلم کیا تھا - خلیفہ ہارون الرشید نے ہرثمہ بن اعین کو ایک جرار لشکر کے ساتھہ خراسان کیطرف روانہ کرکے حکم دیا کہ راہ سے تم علی بن عیسیٰ کو اطلاع کردو کہ مجھکو امیرالمومنین نے تمھارے اعانت اور مدد کیواسطے

بھیجا ہے اور جب قابو مین آجاے اوسکو قید کرلو اور اُسکی کُل مملوکات ضبط کرکے
پابزنجیر اور تشہیر کرو کہ جسکو جو دعویٰ ہو وہ بالمشافہ دعوے کرے اسی طرح سے
اوسکے مظالم رفع دفع کرکے مظلومون کی دادرسی کردی جاے +

ہرثمہ نے امیر المومنین کے حکم موافق اثناء راہ سے علی بن عیسی کو اطلاع دی اور
وہ جب استقبال کیلئے آیا تو ہرثمہ نے اوسکو قید کرلیا اور حکمنامہ معزولی کا سنادیا
اور جامع مسجد شہر مرو مین علی بن عیسی کو پابجولان بٹھواکر اشتہار عام دیا گیا کہ جس
کسی کو علی بن عیسی پر دعوی ہو وہ بالمشافہ دعوی کرے غرض اسی طرح سے جو کوئی
دعویدار ہوتا تھا وہ اپنے حق کو پہنچتا تھا جب اس سے فراغت پایا تو کُل مملوکات
علی بن عیسی کے ہرثمہ نے ضبط کرلیا کل خراسانی ہرثمہ کے حکم کے مطیع ہوگئے و لیکن
ممالک ماوراء النہر کے لوگ رافع بن لیث کے مطیع ہوگئے تھے اور اُن ممالک پر اوسکا
قبض و دخل ہوگیا تھا اسلئے اون لوگون پر ہرثمہ کے احکام کا اثر پورا پورا نہ پڑا ہرثمہ نے
اس امر کی اطلاع ہارون الرشید کو دار الخلافت مین بھیجی +

خلیفہ ہارون الرشید نے یہہ خبر سنتے ہی بذات خود دفع فتنہ و فساد و رفع مظالم کیلئے
خراسان کا ارادہ کیا امین کو دار الخلافت بغداد اور قاسم کو موصل مین قائم مقام
مقرر کرکے روانہ ہوا۔ اُون دنون ہارون الرشید صحیح المزاج نتھا جب کرمانشاہ
پہنچا وہان سے مامون کو روانہ کیا اور فضل بن سہیل کو اوسکا وزیر کرکے حکم دیا
کہ تم شہر مرو مین قیام پذیر رہو اور ہرثمہ بن اعین کو حکم دو کہ وہ رافع کے مفسدی کو
دفع کرے جب ہارون الرشید گرگان مین داخل ہوا تو علی بن عیسی معہ نقد و جنس
اسی کروڑ درہم اور پندرہ سو مہار شتر کے ہارون الرشید کے سامنے پیش کیا گیا خلیفہ نے

وہ کل مال داخل خزانہ شاہی کرلیا اور علی بن عیسی کو پابزنجیر بغداد بھیجدیا اور محمد امین کو حفاظت کیلئے تاکید کی +

ہرثمہ بن اعین دریا جیحون سے رافع بن لیث کے دفع فتنہ کیلئے اوترکر سرحد بخارا تک پہنچا تو رافع نے بشیر بن لیث اپنے بھائی کو ہمراہ فوج دیگر برسر مقابلہ بھیجا ہرثمہ نے اوسکی فوج کو شکست دی اور بشیر بن لیث کو گرفتار کرکے مامون کے پاس پابجولان روانہ کیا مامون نے اوسکو خلیفہ کے پاس روانہ کردیا۔

چونکہ ہارون الرشید کا مزاج گرگانون مین زیادہ بگڑگیا اور مرض کا نکس کار وز ہوگیا تھا اسلئے اطبا کی رائے وتجویز کے موافق تبدل آب وہوا کی غرض سے طوس روانہ ہوچکا تھا وہان بشیر بن لیث حاضر کیا گیا ہارون الرشید نے اوس سے کہا او دشمن خدا تو اور تیرے بھائی نے ظلم اختیار کیا اور بغاوت پر کمر باندھی آخر مجھکو حالت ضعف مین حرکت کرنا پڑی تجھکو اس عذاب سے مارونگا جو صفحہ تاریخ پر ہمیشہ یادگار رہیگا ایک قصاب مامور کیا گیا اور اسکے اعضا کے ٹکڑے کئے گئے جب چودہ ٹکڑے ہوئے تو اوسکی روح قفص عنصری سے پرواز کرگئی +

ہارون الرشید کا مزاج پھر بگڑ گیا اور ایک طبیب جو بادشاہ ہندوستان کے پاس سے آیا تھا جسکے علاج سے پہلے کچھ ہارون الرشید کا مزاج اصلاح پذیر ہوگیا تھا اوسکی رائے اور جبرئیل بختشوع طبیب ہمراہی کی رائے مین اختلاف ہوا جبرئیل طبیب کی رائے بظاہر غلطی پر ثابت ہوئی ہارون الرشید نے اسکے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو اوس نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اگر کل تک صحت نہو تو مجھکو جو سزا چاہین دیجیے باتفاق تقدیر دوسرے ہی روز شب شنبہ سوم جمادی الثانی ۱۹۳ھ ہجری امیر المومنین کا

قضا نے فیصلہ کر دیا +

بینتالیس ۴۵ برس کی عمر پائی تیئیس ۲۳ برس خلافت کی - العظمة والقدرة لله عز وجل نقش خاتم تھا اور فضل بن ربیع کوتوال اور اسمٰعیل بن صبیح منشی اور مسرور و رشاد و حسن خادم اور قیس بن میمون اور محمد بن خالد برمکی حاجب تھا +

نکتہ عورت کی دوستی شیطان کا زینہ ہے جس راستہ سے وہ انسان کے جسم مین آتا ہے اسیطرح حرص و ہوا ہر ایک گناہ کا مادہ ہے جب حرص غالب ہو جاتی ہے تو تمام گناہ اُس سے سرزد ہوتے ہین +

آتا ہے دل مین تیرے جس راہ سے	حُب زن ہے زینہ شیطان کا
کر نہ مائل عورتون پر اپنا جی	مت بنا دل کو مکان شیطان کا

حکمت دشمن جب اپنے فریب و عداوت سے عاجز آجاتا ہے دوست بن جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ عاجزی کے پیرایہ مین دشمنی کرے +

نہین پاتا جو مطلب دشمنی سے	بظاہر دوست بنجاتا ہے دشمن
بدلتا ہے نئی طرز اور نیا ڈھنگ	نئی صورت سی پیش آتا ہے دشمن

پند چھوٹے دشمن اور تھوڑی آگ کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ دشمن چھوٹا بڑا فساد برپا کر سکتا ہے اور تھوڑی آگ گھر بار جلا سکتی ہے +

چھوٹے سے دشمن کو مت جانو حقیر	بلکہ رکھو اُس سے ڈر شام و سحر
آگ جب تھوڑی سی ہو گی مشتعل	ایک دم مین اُس سے جل سکتا ہے گھر

ابو جعفر المنتصر باللہ بن متوکل بن معتصم بن ہارون الرشید

یہہ گیارواں خلیفہ خاندان آل عباس کا ہے ۲۴۷ھ ہجری مین بعد قتل اپنے باپ کے سریر آرا ے خلافت ہوا مرد عاقل اور انصاف پیشہ تھا سادات علویہ اوسکے احسانات کے ممنون تھے یہہ برگزیدہ گروہ بلا روک ٹوک آستان خلافت کا باریاب تھا - اس خلیفہ کا قول ہے **قول** عفو کی لذت سے زیادہ شیرین کوئی چیز عالم مین نہین ہے اور سب سے برا کام قدرت کے بعد انتقام ہے +

نکتہ انتقام لینے سے عفو کرنا بہتر ہے اور غصہ سے رحم عزیز تر + ؏

گنہگار کا عفو کرو گناہ		کرو رحم ہرگز نہ لو انتقام	
بہ خلق خدا مہربانی کرو		کہ حق مہربان تم پہ ہو صبح و شام	

حکایت

ابو علی یحی منجم کے ہمسایہ مین ایک شخص کی جائداد عمدہ تھی جو محل بیع مین تھی اور منجم کو اوسکے خریدنے کی رغبت مگر اوسکی کل قیمت ادا کرنیکی قدرت نرکھتا تھا اسی وجہہ سے رنج والم مین رہتا تھا ہر شخص اوسکے چہرہ حال سے قلبی کیفیت پہچان لیتا ایک روز اوسی حالت تردد مین ابو جعفر المنتصر باللہ کی خدمت مین باریاب ہوا خلیفہ نے سبب تغیر پوچھا تو منجم نے سارا واقعہ عرض کردیا خلیفہ نے پوچھا کہ اوسکی کل قیمت کیا قرارداد ہوئی ہے اور تم کسقدر دے سکتے ہو منجم نے عرض کیا کہ حضور تیس ہزار درہم اوسکی قیمت ہے اور میرے پاس دس ہزار درہم موجود ہین جو دے سکتا ہون خلیفہ یہہ سنکر چپ ہو رہا اور بعد تھوڑی دیر کے دربار سے اوٹھ گیا ولیکن خلیفہ نے برخواست کے آگے مخفی طور پر کچھہ خادم کو لکھکر دیدیا تھا اور منجم اوسی طرح مغموم آستان

خلافت سے دلمین یہہ کہتا ہوا رخصت ہوا کہ افسوس کیا خلیفہ چاہتا تھا تو میری حاجت روائی نہوتی مگر میری تقدیر نے یاوری نکی اور منجم جب گھر پہنچا تو اوسکے وکیل نے کہا کہ خلیفہ کا ایک خادم بیس ہزار درہم تمہارے نام دیکر مجھسے رسید لے گیا ہے منجم یہہ روح افزا خبر سنکر خوش ہوگیا اور فرط خوشی سے چہرہ دمکنے لگا ✣

نکتہ سخی وہ ہے جو چھپکر سخاوت کرے جسکو کچھ دیوے پھر اوسپر احسان نرکھے دیکر خوش ہو ✣

سخی لوین مین بیشک سخی ہے وہی	جو لوگون سے چھپکر سخاوت کرے
کرے صرف جب مال خورسند ہو	جسے دیوے اوسپر نہ احسان دھرے

حکایت

ابو عثمان سعید بن محمد بن الصغیر کو خلیفہ ابو جعفر المنتصر باللہ نے بعض مہات ملکی کے لحاظ سے مصر بھیجا تھا وہان اوسکو ایک پری پیکر لونڈی کے ساتھہ محبت ہوگی اور وہ محل بیع مین تھی لیکن اوسکا مالک گران فروش تھا ابو عثمان اوسکا متحمل نہوسکا اور کسی تدبیر سے کام نہ نکلا اور آتش شوق اندر ہی اندر اپنا کام کررہا تھا اسی عرصہ مین اوس کام سے بھی فراغت حاصل کرلیا جس مہم پر خلیفہ نے اوسکو بھیجا تھا ناچار دارالخلافت بغداد واپس آیا اور اوس مہم کے سرانجام مین جو تدبیر اسکو کرنی پڑی تھین مفصل گوش گذار کیا خلیفہ نے پسند فرمایا اور پوچھا کہ تمہاری کیا حاجت ہے ابو عثمان نے وہی اپنا قصۂ عشق عرض کیا خلیفہ نے یہہ سنکر منہہ پھیر لیا اور کچھہ جواب ندیا اور اوس قصہ کو حکایتاً خلیفہ نے اپنے مصاحبین سے کہہ دیا جب ابو عثمان آستان

دار الخلافت مین باریاب ہوا مصاحبین اوسکو چھیڑتے اور تنگ کرنے اور اوسکا عشق دونا بڑھتا جاتا تھا ایک دن ابو عثمان علیان شوق مین حاضر دربار ہوا تو پردے سے ایک عورت کے گانیکی آواز آئی جسکو ابو عثمان نے پہچان لیا کہ یہہ آواز اوسی معشوقہ دلارام کی ہے آواز سنکر بے اختیار ہوگیا اگر خلافت کا ادب مانع نہوتا تو حالت بے خودی مین بے تابانہ اوس عورت سے لپٹ جاتا بمجبوری اوس حالت اضطراری کو روکنا پڑا خلیفہ نے یہہ حالت دیکھکر پوچھا اے سعید تمھارا مزاج کیسا ہے عرض کیا حضور کی بدولت آثار اچھے نظر آتے ہین پھر خلیفہ نے کہا اس گانے والی سے آپ ہم بھی کچھ فرمایش کر سکتے ہو جو وہ گائے ابو عثمان نے اوسی راگ کی فرمایش کی جو پسند خاطر تھے جب اوس نے گانا شروع کیا اسکی حالت متغیر ہونے لگی خلیفہ نے پوچھا یہہ آواز تم پہچانتے ہو ابو عثمان نے عرض کیا یا امیر المومنین جب تک وہ آواز مین نے سنی تھی امید وصال منقطع نہوئی تھی اب چونکہ حرم خلافت مین داخل ہوچکی ہے اسلئے اپنی امیدون کو شہید پاتا ہون خلیفہ نے کہا اے سعید اسکو مین نے صرف تمھارے ہی لئے خرید کرکے منگایا ہے اور جسوقت سے وہ آئی ہے ایک بار کے سوا اوسکی صورت مین نے نہین دیکھی بعد اس گفتگو کے خلیفہ نے پھر وہ لونڈی کو زیور ولباس سے آراستہ کرکے ابو عثمان کے گھر بھجوادیا۔

پند عورت کی صحبت کیطرف مائل ہونا مردون کا کام نہین کیونکہ عورتون کی صحبت خیالات کو تباہ کرتی ہے اگر قانون ضرورت مجبور کرے تو اُس عورت سے ہم صحبت ہونا چاہئے جسمین گیارہ صفتین پائی جاوین اول حسین ہو دوم باوفا سوم غمخوار چہارم شریفہ پنجم عفیفہ ششم فرمان بردار ہفتم خیر خواہ ہشتم بردبار نہم خندہ پیشانی

دہم کار گذار یازدہم جوان اور اگر اسکے برخلاف ہو تو مجرد ہی رہنا بہتر ہے۔

خانہ دولت بہت آن خانہ	چون بود خانہ دار نیکو کار	
مرد را ہست باعث فرحت	زن خوش خوش لقا خوش دیدار	
ور بود بد از و پناہ خدا	وقنا ربنا عذاب النار	

تذکرہ یہہ خلیفہ صرف چھہ مہینے دو دن باختلاف روایت مسند نشین خلافت رہا آخر سنہ ۲۴۸ہجری مین انتقال کر گیا اسکی وفات کے نسبت مختلف روایتین ہین سبایک اللہ ہب مین مرض الموت سے قضا کرنا لکھا ہے اور سامرہ مین ذات الجنب سے اور یافعی نے مراۃ الجنان مین لکھا ہے کہ منتصر کو سرسام ہو گیا تھا چونکہ امرائے ترک کو خلیفہ کیطرف سے خوف پیدا ہو گیا تھا اونھون نے طیبہ بن طیفور کو ساتھہ ہزار درہم دئے اور حجام نے زہر آلود نشتر سے فصد لی اوسی زہر سے وفات ہوئی چھبیس برس کی عمر پائی۔
یوتی الحذر من مانہ یا آنا من ال محمد اللہ والی محمد نقش خاتم تھا۔
وصیف اور مرزبان وغیرہ حاجب ور جعفر ہاشمی قاضی القضاۃ تھے۔

ابی اسحاق محمد المہدی باللہ بن واثق باللہ خلیفہ نہم بن معتصم باللہ خلیفہ ہشتم بن ہارون رشید

یہہ چودھوان خلیفہ آل عباس کا ہے جسکی کنیت ابو عبداللہ تھی اور سامرہ مین ابو جعفر لکھا ہے سنہ ۲۵۵ ہجری مین سریر آرائے خلافت ہوا۔ یہہ خلیفہ نہایت حلیم اور بردبار اور نیک مزاج تھا زہد و اتقا کا بدرجہ کمال پابند اور صائم الدہر تھا عدالت وانصاف گویا اسکی سرشت تھی ہر جمعہ کو جامع مسجد مین نماز پڑھا کرتا تھا۔

فائدہ یہہ خلیفہ شریعت بیضا کا پابند تھا تصویرین دار الخلافت سے نکلوا کر پہنکوا دین اور طلائی و نقرئی ظروف مسکوک کروا ڈالے شاہی باورچیخانہ مین جو روزانہ دس ہزار درہم کا صرفہ ہوتا تھا موقوف کر کے صرف سو درہم روزانہ مقرر کیا اور جتنے درندو گزند جانور کٹہیرون مین بند تھے اُن سب کو مروا ڈالا اور جن جانورون سے ضرر کا خوف نہ تھا صرف خلافت کے آرایش اور سلطنت کے زیبایش سمجھے جاتے تھے اُن سب کو چھوڑوا دیا اور مطربون اور رامشگرون کا بازار اسکے عہد خلافت مین سرد ہو گیا غرضکہ شریعت حقہ نے جن چیزون کو حرام کیا ہے وہ سب موقوف کر دیا شراب خواری کی سخت ممانعت فرمائی ؛

حکمت شراب مفسد قوائی دماغیہ ہے اور مولد تشنج و رعشہ باعتبار منفعت کے مضرت زیادہ ہے اسلیئے اُم الخبایث سے احتراز بہتر ہے +

چاہیے ہو دوستو گر اپنی خیر	دیکھنا ہرگز نہین پینا شراب
اہل دین جتنے ہین اونکے واسطے	دشمن ایمان ہے خانہ خراب
آب شر ہے فی الحقیقت اسکا نام	اس سے کیا حاصل ہے خیر و رنج و عذاب

فائدہ اس خلیفہ نے ایک محل گنبد دار بنوایا تھا جسکے چارون طرف چار دروازہ تھے اُسکا نام قبۃ المظالم رکھا تھا اور اس محل مین خلیفہ بذات خود رد مظالم اور فصل خصومات کیلئے اجلاس کیا کرتا تھا +

نکتہ منصف بادشاہ عدالت دوست وہ ہے جو جاہل اور کاہل نہو کسی سے تعصب نرکھے مستغیث اسکے روبرو جاسے اپنا حال بے روک ٹوک کہہ سنائے اور نیک رعیت وہ ہے جو اپنے بادشاہ کی خیر خواہ ہو خراج بلا جبر و کراہت ادا کرے ضرورت کیوقت

جان ومال سے حاضر ہو بادشاہ کو اپنا مالک جانے جسطرح کہ وفادار عورت شوہر کو اپنا خاوند تصور کرتی ہے +

	سایہ گستر رحم دل بندہ نواز صاحب صدق وصفا عجز دنیا		شاہ بیشک بندہ پرور چاہیے اور رعیت چاہیے خدمت گذا

نکتہ آفتاب عدل پہلے سینہ مین طلوع ہوتا ہے پھر اوسکا نور گھر والون اور خاص لوگون پر پڑتا ہے پھر اوسکی روشنی رعیت کو پہونچتی ہے +

فائدہ بعد وفات خلیفہ محمد مہدی باللہ کے حجرہ سے ایک صندوق نکلا لوگون کو گمان ہوا کہ اسمین گران بہا جواہرات ہونگے جب کھولا گیا تو ایک موٹا جھوٹا کمل کا کپڑا اور ایک طوق آہنی برآمد ہوا دریافت سے معلوم ہوا کہ خلیفہ رات کو کچھ تھوڑی دیر سوتا تھا پھر اوٹھکر وہ طوق گلے مین ڈالکر اور کمل کا لباس پہنکر صبح تک عبادت حق مین مشغول رہا کرتا اور بارگاہ احدیت مین بہ تضرع تمام آہ ونالہ کرتا تھا +

پند خدا کے روبرو اچھے کام کام آئینگے خوش روئی وخوش گوئی وخوش لباسی پر لحاظ نہوگا +

	روز حشر ونشر ای نیکو شعار خوبی وخوش خلعتی روز شمار		کام آئینگے ترے اعمال نیک کچھ نہ دیگی کام تیرے جسم کی

تذکرہ چونکہ اس زمانے مین ترکون کا غلو اور اونکا فتنہ وآشوب حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا جو خلیفہ اونکا مخالف ہوا اوسکا قیام متعذر تھا اور امراء دولت کو بھی جرأت مخالفت کی نہوسکتی تھی عام وخاص اس خلیفہ کی دینداری اور محرمات مین روک ٹوک کرنے سے تنگ آگئی تھی آزاد طبیعت لوگ قیودات شرعیہ کے طلسم مین پھنسا

کب گوارا کر سکتے تھے تاہم خلیفہ مہدی باللہ اپنے تھوڑے زمانہ ایام خلافت مین
جہان تک ممکن ہوسکا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتا رہا آخر یہہ ہوا کہ ترک خلیفہ کے
دشمن جان ہوگئے سیف وسنان کے استعمال کی نوبت آئی جو سردار خلیفہ کے معین
اور انصار تھے قتل ہوگئے اور خیر بیگ ایک ترکی نے خلیفہ مہدی باللہ کو بھی رجب ۲۵۶
ہجری مین آب شمشیر سے غسل میت دیا تیرہ دن کم ایک برس خلیفہ رہا +۔

المہتدی باللہ یتق نقش خاتم تھا اور صالح بن داود حاجب تھا۔

ابوالقاسم عبداللہ المقتدی بامراللہ بن محمد عباسی

یہہ ستائیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۴۶۷ہجری مین تخت خلافت پر بیٹھا
اسکے عہد خلافت مین بہت سے نیک امور اور آثار خیر ممالک مین ظاہر ہوے صنعت
وحرفت ترقی کے آسمان کا ستارہ بنکر چمکی +

فائدہ اس خلیفہ نے عموماً بزم سماع وسرود موقوف کردیا اور فاحشہ عورتون
کو ایک لخت دارالخلافت سے نکلوادیا اور حکم عام دیدیا کہ مرد ہون یا عورت کوئی
بے حیائی سے برہنہ نہانے نہ پائین۔ اور کبوتر خانے سب برباد کردئے گئے
اور ملاحون کے نام حکم جاری کیا کہ ایک کشتی مین مرد اور عورت مشترک نہ سوار ہوا
کرین +

نکتہ سعادتمند وہ انسان ہے جسکی آنکھون مین شرم وحیا ہو طبیعت مین حلم
اور کلام مین شیرینی ہو +

سعادتمند وہ انسان ہی بیشک		کہ جسکی آنکھ مین شرم وحیا ہو	

طبیعت مین ہو جسکے حاصل		بزرگون کی طرح صدق وصفا ہو	

نکتہ حیا اسکو کہتے ہین کہ گناہ یا بے گناہی کی حالت مین انسان اپنے بزرگ یا حاکم سے خوف رکھے +

باحیا باشد ہمیشہ عذر خواہ		گرچہ باشد بے گناہ یا باگناہ	

حکایت

اس خلیفہ کی نسبت ملکشاہ سلجوقی سلطان خراسان کی لڑکی سے قرار داد ہوئی اور سنہ ہجری مین ملکشاہ نے بہمراہی نظام الملک وزیر اور امرا سلجوقی وسامان خدم وحشم عروس کو خراسان سے دار الخلافت روانہ کیا مورخین نے لکھا ہے کہ ایک سو تیس مہار شتر تھے جن پر دیبائے رومی کی جھولین پڑی تھین اون اونٹون پر چاندی سونے اور سامان قیمتی لدے ہوے تھے اور عماریان دولہن اور سہیلیان اتنی تھین جنکو چوہتر مہار شتر کھینچے تھے اور اون کے گلون مین سونے کے گھنٹے اور قلابے ونفیس مرصع نگار اور کارچوبی جھولین پڑی ہوی تھین اور چھ اونٹون پر بارہ صندوق چاندی کے تھے اور ہر صندوق جواہر گران بہا سے لبریز تھا اور تین سو تیس گھوڑے عربی ترکی گران بہا مرصع زیورات سے جن پر تمام قیمتی جواہر مثل الماس ونیلم وغیرہ نصب تھے اور زین ہائے مرصع زرین سے آراستہ تھے نقد وجنس اسی پر قیاس کر لینا چاہیے جب امرا سلجوقی معہ خدم وحشم بغداد کے قریب آپہونچے دار الخلافت کے سارے چھوٹے بڑے سوار وپیادہ معہ سامان جلوسی استقبال کیواسطے نکلے اور خلیفہ نے اپنے وزیر کو شاہی شان وشوکت

عروس کی مان کے پاس بھیجا اور یہہ پیغام کہلا بھیجا کہ ان اللہ یامرکم ان تودو
الامانت الی اھلھا یعنی بہ تحقیق اللہ تعالی حکم فرماتا ہے تمہیں امانتون کو پہنچادو
اسکے مالک کے پاس ۔ عروس کی مان نے کہلا بھیجا بالسمع والطاعۃ یعنے
بسروچشم امانت ادا کی جائیگی ۔ الغرض رات کو دولہن ایک جواہر خیز محافہ پر سوار ہوئی
اور اوسکے ہمراہ تین سو جواہر پوش کنیزان ماہ پارہ تھین اور دو ہزار سوار جلو مین خواجہ
سرا گرداگرد ہجوم کئے ہوئے داخل شہر ہوئے اوس رات نے کثرت چراغون سے
روز روشن بلکہ مہر نیم روز سے مقابلہ کا دعوی کیا تھا اور اوسکا دعوی حق بجانب
تھا ۔ دوسرے دن خلیفہ کے طرف سے طعام ولیمہ کی تیاری ہوی جس مین چالیس
ہزار من شکر صرف ہوئی اسی پر اور سامان دعوت قیاس کرلینا چاہیے بعد اسکے عام
دربار ہوا جس مین کل ارکان دولت و امرائے سلجوقی کو ہر ایک کے موافق رتبہ خلعتین
اور انعامات سے سرفراز ہوے +

چند روز بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ عروس و خلیفہ مین شکر رنجی ہوگئی جسکا نتیجہ یہہ ہوا
کہ عروس اپنے باپ کی خدمت مین روانہ ہوگئی اور اصفہان پہونچکر آغوش قبر مین پاؤن
پھیلا کر سورہی +

پند عورت کی دوستی جاہل کی محبت پر بھروسا کرنا چاہیے کیونکہ صندل کا درخت
اگرچہ سرد مزاج ہے مگر تیز ہوا چلنے اور شاخون کے باہم ٹکرانے سے فوراً جل اُٹھتا ہے
اور تمام جنگل جلا دیتا ہے اور اُسکی سعلون کی لپک سے درخت جلکر خاکستر ہو جاتے ہین

محض بے اصل است حلم جاہلان	الفت جاہل ندارد اعتبار
نہ زن قہر خدائے اکبر است	ہوش دار ای مرد دانا ہوش دار

نکتہ غیور اور دولتمند عورت کے ساتھہ نکاح کرنا ذلت کا سامنا ہے کیونکہ وہ
متابعت کا بار نہین اُٹھا سکیگی اطاعت مین نہین آئیگی بلکہ وہ چاہیگی کہ شوہر سے
جدا ہوکر ہمرتبہ کے ساتھہ بسر کرے ؛

ماردیگی تجھکو اپنے زہر سے	گر ہوئی زلف دوتا سے دوستی
سانپ بہتر ہے کہ تیرا دوست ہو	پر نہووے بے وفا سے دوستی

تذکرہ خلیفہ مقتدی بامر اللہ کے وفات کے متعلق مورخین کے مختلف روایتین
ہین - سبایک الذہب مین انتالیس برس کی عمر مین مرگ مفاجات سے ۴۸۷ھ ہجری
مین قضا کرنا لکھا ہے - اور مراۃ الجنان مین بھی یہی سنہ اور مرگ مفاجات سے انتقال
کرنا درج ہے اور بعض مورخ نے ایک لونڈی کے زہر دینے سے مرجانا لکھا ہے
اور بعض سنے لکھا ہے کہ ایک رات خلیفہ سنے کھانا کھایا اوسوقت بجز قہرمانہ اور شمس النہار
کے اور کوئی نتہا ہاتھہ منہہ دھوکے بیٹھا اور شمس النہار سے پوچھا یہہ سب لوگ کون
ہین جو بے اجازت چلے آتے ہین شمس النہار نے ادھر اُدھر دیکھا کوئی نہ تھا اور
خلیفہ صرف اسقدر کہکر چپ ہو رہا ہاتھہ پاؤن سرد اور بے قابو ہوگئے اور روح نے
مفارقت کی انیس برس پانچ مہینے تخت نشین خلافت رہا اور چھبیس برس آٹھہ مہینے
سات دن کی عمر پائی وہ جوان صالح تھا ؛

ابو لعباس احمد المستظہر باللہ بن مقتدی بامر اللہ ؛

یہہ خلیفہ بعد انتقال خلیفہ مقتدی بامر اللہ پدر خود سولہ برس کی عمر مین تخت خلافت پر
متمکن ہوا اور ۵۱۲ھ ہجری مین انتقال کیا پچیس برس سلطنت کی بیالیس سال کی عمر

پائی بڑا خوش نویس و شاعر اور صاحب فضیلت وکریم الاخلاق تھا اسکے عہد خلافت مین رعایا رفاہ اور فلاح مین رہی چغل خور اور شریر و بدگویونکا بازار سرد ہوگیا - یہہ خلیفہ نیک کامون مین بہت جلدی کرتا تھا - اسکا قول ہے -

قول آجکا کام کل پر نڈالو اور کوشش کروکہ جو اچھا کام تم سے آج ہی سرزد ہو جائے بہتر ہے پس ایسی جلدی وپیروی نیک کام کے کرنے مین چاہئے اور بد کام مین جسقدر توقف ہو مناسب ہے +

آجکے بس آج ہی کر لو جو ہو وین کار ہا	کام گر چھوڑو گے کل پر آجکا پچتاؤ گے

نکتہ بدنفس آدمی لوگون کی بدیون کا افشا اور نیکیون کا اخفا کرتا ہے جیسے کہ مکھی ہمیشہ زخمی عضو پر بیٹھتی ہے اچھے عضو سے اسکو سروکار نہین ہوتا +

نہ بیند دیدہ بدبین بجز عیب	سخن چین جز سخن ہرگز نہ چیند
ہمیشہ چون مگس جائیکہ مردار	لئیم الطبع بیند می نشیند

نکتہ عقلمند کی پہچان کم گوئی اور خاموشی ہے اور نادان کی شناخت یادہ گوئی اور چرب زبانی وزبان درازی ہے -

حکایت

خلیفہ مستظہر باللہ کے عہد مین بحکم ربانی وگردش آسمانی ساتون ستارے سرطان مین جمع ہوگئے تھے جسطرح حضرت نوح علیہ السلام کے وقت ہوے تھے اور طوفان نمودار ہوا تھا مستظہر باللہ یہہ سنکر ابن عیسی منجم سے اسکی کیفیت پوچھی منجم نے عرض کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے مین سبعہ سیارہ کا اجتماع

اور قران برج حوت مین ہوا تھا اس سال اُسی برج مین چھہ سیارے جمع ہوی مین مگر زحل اوس سے خارج ہے اگر زحل بھی اسمین ہوتا تو طوفان عالمگیر واقع ہوتا ہے مگر میری رائے یہہ ہے کہ کسی جگہہ اس عالم مین جہان ہر طرف کے لوگ بکثرت جمع ہون گے شاید ایک سیل عظیم آوے اور مجمع کثیر کے ہلاکت کا باعث ہو اور لوگ کم بچین اتفاقات سے اس سال کے حجاج جو قریب دو لاکھہ آدمی حج سے فراغت حاصل کر کے ایک خشک ندی پر اُترے تھے جسمین برسون سے پانی نہین آیا تھا دفعتاً ایک سیل عظیم نے چارون طرف سے گھیر لیا لوگون کو بھاگنے کا موقع نہلا اس مجمع سے بہت تھوڑے لوگ جو اونچے درختون اور بلند مقامون پر چڑھگئے تھے بچے اور سب ہلاک ہو گئے خلیفہ مستظہر باللہ نے ابن عیسی منجم کا وہ حکم سنکر اس خیال سے کہ مبادا دجلے کا سیل بغداد کو تباہ کرے جن مقامون سے شہر مین سیل آنیکا احتمال تھا اوس جگہہ بہت مستحکم بند بندہوا دیا اور جب یہہ حادثہ حجاج پر واقع ہوا خلیفہ نے ابن عیسی منجم کو بنظر اسکے استخراج صحیح حکم کے خلعت فاخرہ اور انعام کثیرہ سے سرفراز کیا۔

جو ہین بندگان ستارہ شناس	بفضل و ہنر مردم دور بین
ہمیشہ بفرش زمین بیٹھکر	وہ کہدیتے ہین حال عرش برین

یوسف بن یاسفین سلطان مغرب ابو یعقوب بربری

یہہ شخص سنہ ہجری مین اپنے زمانہ کا اکبر الملوک گزرا ہے بڑا شجاع و مدبر تھا عدالت اور سخاوت سے موصوف کچھہ اوپر تیس برس اس نے ممالک مغربیہ مین سلطنت کی اور اپنی آخر عمر مین وکلا عراق مین بھیجے اور خلیفہ مستظہر باللہ عباسی سے عہد اپنی حکومت کا

طلب کیا خلیفہ نے خلعت فاخرہ اور نشان جواہور عطاے سلطنت پر دلالت کرتے مین روانہ کرکے اوس کی سلطنت تحت دار الخلافت عباسیہ کے داخل کر لیا اس بادشاہ کے خصائل مین مورخین لکھتے ہین کہ اہل علم اور دیندار لوگون کی اسکو بہت صحبت رہتی تھی بڑے بڑے کبائر بھی اسکے عفو کے سامنے حسنات سے بدل جاتے تھے +

حکایت

ایک روز یوسف بن یاسفین بہ تبدیل لباس پھر رہا تھا ایک مقام پر گذر ہوا وہان تین شخص بیٹھے ہوے اپنے خیالی آرزوئین باہم بیان کر رہے تھے **ایک** شخص نے کہا کاش ہزار دینار مجکو ملے کہ تجارت کی تمنا قبر مین نہ لیجاتا **دوسرے** شخص نے کہا مجھکو مدت سے امارت کی آرزو ہے **تیسرے** نے کہا مجھکو سلطان عہد کی ملکہ ملجاتی تو کیا مزہ سے دن راتین بسر ہوتین - یہہ سنکر یوسف بن یاسفین چلاگیا اور اُن تینون شخصون کو اپنے روبرو طلب کیا **اول** کو ہزار دینار اوسکے آرزو کے موافق عطا کرکے کہا جا تجارت کر **دوسرے** کو اُسکی خواہش کے موافق کسی شہر کی حکومت دی **تیسرے** سے کہا اے مرد جاہل تونے ایسی خواہش کی جو تجھے نصیب ہی نہین ہوسکتی یہہ کہکر اوسکو اپنی ملکہ کے پاس بھیجدیا ملکہ نے اوسکو ایک خیمہ مین نظر بند رکھا اور تین دن تک اوسکو خیمہ مین نظر بند رکھکر ایک ہی قسم کا کھانا کھلایا پھر اوسکو ملکہ نے بلوا کر پوچھا تونے کھانا کھایا کیسا تھا اوس نے عرض کیا ایک ہی قسم کا ذائقہ تھا ملکہ نے کہا او جاہل بیوقوف سب عورتون سے

ایک ہی لذت حاصل ہوتی ہے تو تے کیون ایسی آرزو اور بے ہودہ خیال کیا جو تجھکو نصیب ہی نہو سکے پھر اوسکو کچھہ نقد و جنس دیکر رخصت کردیا +

نکتہ انسان کو چاہئے کہ جاہل بے عقل کو ایسی نرمی و خوبی کے ساتھہ سمجھائے جس سے وہ مطلب سمجھہ جائے اور تسلی پائے جیسے طبیب معالجہ سے پہلے اپنی خوش گوئی سے بیمار کو شفا کا امیدوار کردیتا ہے +

یا د دراز وقت کلام و وعظ و پند	ہوم شو با جاہلان بے عقل
نرم کن اول زمین ہنگام کشت	تا بر آید گل ازان ناکارہ گل

نکتہ نادان کو زبردستی سے سمجھانا اُسپر تشدد پہونچانا منع ہے جب تک کہ اسکا نفس سرکش بد اخلاقی و جہل کے پنجہ سے رہائی نپائے سیدھی راہ پر نہ آئے۔

کفر کب جاتا ہے اس کافر کتنی ہی ہوتو	نفس یہ کافر نہ مر جب تلک مردا نہو

ابو المظفر یوسف المستنجد باللہ عباسی

یہہ تیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۵۵۵ہجری مین تخت خلافت پر بیٹھا اور ۵۶۶ مین بیمار ہوکر مر گیا گیارہ سال اس نے بالاستقلال سلطنت کی مرد حلیم و سلیم تھا رفاہ خلق و فلاح رعایا کا خواہشمند اور سرکش و فتنہ انگیز کا دشمن تھا۔ اسکا قول ہے۔

قول سعایت اور نمامی سے بڑھکر عالم مین کوئی بدتر گناہ نہین کہ اسکا اثر خلایق کیطرف متعدی ہوتا ہے +

نکتہ چغلوری اور جھوٹھ سے ہزار طرح کی بدی پیدا ہوتی ہے اسی طرح شراب سے

صدہا طرح کی شرارت +

سارے فساد جھوٹھ سے ہوتے ہیں آشکار		شر ہوتی ہیں زمانہ کی پیدا شراب سے
بچا رہیگا جھوٹھ سے جو پایگا نجات		بچ جائیگا وہی جو بچیگا شراب سے

فائدہ اس خلیفہ نے غمازوں اور چغلخوروں کا عمدہ انتظام کیا جس سے خلق اللہ کو امن حاصل ہوا - ایک شخص کو اسی جرم مین گرفتار کرکے قید کردیا اوسکے کسی دوست نے خلیفہ سے درخواست کی کہ عوض اسکے دس ہزار روپیہ جرمانہ داخل کرتا ہون اگر رہائی فرمائی جاے خلیفہ نے فرمایا پہلے تم ایک ایسا شخص جو اوس سے زیادہ بدنفس ہو کہین سے پیدا کرو کہ اوسکو قید کرکے اوسکے شر سے خلق اللہ کو نجات دلاؤن اور اسکے صلہ مین دس ہزار روپیہ تم کو عطا کرون +

نکتہ بدون کے ساتھہ نیکی کرنا بدکام مین انکو یاری دینا نیکون کے ساتھہ بدی کرنا ہے

کاربد مین گر مدد کرتے ہو تم		خوب بد سمجھو کہ بد کرتے ہو تم

حکایت

ایک روز رات کیوقت مستنجد باللہ نے ایک خواص کو بلوا کر فرمایا کہ اسوقت ایک سنار کے کام کرنیکی آواز آرہی ہے جو چھت کے نیچے کام کررہا ہے خلیفہ نے فراست سے دریافت کرلیا تھا کہ اسوقت وہ قلب روپیہ بنا رہا ہے جس جگہ یہہ آواز آتی ہو وہان کچھہ لوگ تعین کردئے جائین جب دروازہ کھلے سنار کو مع سامان صناعت حاضر کریں چونکہ خلیفہ کا تفرس ٹھیک تھا اُس آدمی کو مع اُن روپیون کے جو اُس نے بنایا تھا خلیفہ کے روبرو لائے خلیفہ نے جب اوسکا امتحان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ روپے

جو اوس نے بنائے تھے قلب نہ تھے بلکہ بعینہ ویسے ہی روپیہ تھے جیسے دارالضرب مین بنتے تھے سنار نے عرض کیا کہ حضور مین غلطی کے سبب سے یہہ جرات کی مگر نفع اوسی قدر ہوتا ہے جسقدر دارالضرب مین مزدوری کرنے سے حاصل ہوتا ہے خلیفہ کو اُس پر رحم آیا اور حکم صادر کیا کہ جو کام وہ مخفی اپنے مکان مین کرتا تھا وہی کام دارالضرب سرکاری مین علانیہ کیا کرے اور کچھ اُس سے محصول وغیرہ نہ لیا جائے

حکمت انسان وہ ہے کہ دولتمندی مین تواضع قدرت کیوقت عفو جوانی مین عبادت غصہ مین متحمل ہو

سر جھکاتا ہے تواضع مین مدام	ہے جو دولتمند مرد سرفراز
وقت قوت اسکو ہے ناتوانی	حلم غصہ مین جوانی مین نماز

ابو محمد الحسن المستضئ بامر اللہ بن مستنجد بامر اللہ

مرۃ الجنان اور سبایک الذہب مین اس خلیفہ کا نام مستضئ بامر اللہ لکھا ہے اور مسامرہ مین المستضئ باللہ اور روضۃ الصفا مین المستضئ بنور اللہ ہے۔

یہہ تینتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۵۳۶ ہجری مین پیدا ہوا اور بعد انتقال اپنے باپ کے تخت خلافت پر متمکن ہوا اور ۵۷۵ ہجری مین انتقال کیا نو برس آٹھ مہینے خلافت کی مرد دیندار تھا۔

فائدہ اس خلیفہ نے تخت پر بیٹھتے ہی تحصیل مکوس یعنی محاصل خلاف شرع ایک لخت موقوف کر دیا اسکے عہد مین بدعات رفض ایک دم موقوف ہوگئے اور تخت بغداد مین موصوف تھا کثرت سے روپیہ بنی ہاشم کو دیا اور مدرسون پر صرف کیا۔ اس خلیفہ

نظر مین روپیہ کی کچھہ وقعت نتھی اور ابن جوزی کو حکم دیا کہ مجلس وعظ قائم کرین جب مجلس وعظ قائم ہوئی تو خلیفہ خود مجلس وعظ مین جاکر بیٹھا کرتا تھا اور صحبت مین نیکون کے رہا کرتا مرد دین دار عادل وشجیع تھا +

حکمت دل کی سلامتی نیک صحبت پر منحصر ہے جسم کی راحت تجرید مین روح کی تسلی عبادت مین +

نرکھہ صحبت بغیر از صحبت نیک	کہ ہی نیکون کی صحبت نیک انجام
عبادت کر کہ ہو حاصل تسلی	اکیلا ہو اگر چاہے ہی آرام

حکایت

اس خلیفہ کے عہد مین قطب الدین قیماز امیر الامرا بڑا ظالم وستمگر تھا جسکو چاہتا پکڑکے قتل کرڈالتا تھا اُس نے خلیفہ کو مسلوب الاختیار کر دیا تھا ایک وزامیرالامرا نے ظہیر الدین خازن کی گرفتاری کا حکم دیا وہ جان بچاکر دار الخلافت مین خلیفہ کے پاس چلاگیا قیماز نے اوسکا گھر لوٹ لیا اور اسمین آگ لگا دی اور غصہ مین آکر دار الخلافت کے محاصرہ کا حکم دیا خلیفہ یہہ حال سنکر لب بام برآمد ہوا دیکھا تو امیر الامرا کی فوج کا ہجوم قلعہ کے چارون طرف ہے اور شہر کے تماشائی اوباش بھی کھڑی مین خلیفہ نے ان لوگون سے فرمایا کہ تم سب اسی دم جاکر امیر الامرا کو قید کر لاؤ اور اسکے مال مین سے جو پاؤ لوٹ لو یہہ حکم پاتے ہی عام وخاص دوڑ پڑی جاتے ہی امیر الامرا کا گھر مسمار کرڈالا اور سب اوسکی ظلم کی کمائی دست برد کر لئے ہجوم عام کے روبرو اوسکی کوئی تدبیر پیش رس نہوئی آخر جان بچاکر بھاگ نکلا اور چاہا کہ

موصل اپنے وطن کو پہنچ جاے چونکہ پاپیادہ اور تنہا تھا ناواقفیت سے
جنگل بے آب مین جا پڑا انجام کار اوسی دشت بے آب مین اوسکی
لاش بے گور و کفن طعمہ زاغ و زغن ہوئی ۔

حکمت ظالم کو دشمن کے ہاتھ سے ہلاک کرانا عین مصلحت ہے
یعنی اگر دشمن نے ظالم کو مارا تو ظالم مرا اسکے اندیشہ سے رہائی
ملی اور اگر دشمن مارا گیا تو بھی آیندہ اسکے شر سے خلاصی پائی ۔

موذی کو مار و عدو کے ہاتھ سے	آئین جب یہہ دو نون موذی برو
مخلصی پاؤ گے بیشک ایک سے	موذی مرجائیگا آخر یا عدو

نکتہ چار چیزون کو بقا کم ہوتی ہے اولاً ظالم کے ظلم کو
ثانیاً مومن کے غضب اور غصہ کو ثالثاً عورت کے پیار اور محبت کو
رابعاً ناجنس اور ناداں کے التفات و صحبت کو ۔

وار دنیا مین کبھی رہتا نہین	ظالمو کا ظلم بیشک برقرار
غیر کی صحبت نہین ہے دیرپا	اور نہ عورت کی محبت اور پیار
ایک دم پھر مین ہوا ہو جاتا ہے	دل پہ مومن کے اگر آئے غبار

فائدہ یافعی نے مرآۃ الجنان مین ۵۹ھ کی تاریخ مین لکھا ہے کہ اسی سال مصر مین سلطان صلاح الدین عبید بن

۹۷

دبکل گرنے سے جانین تلف ہوئین اہل مدینہ در پے تلاش موجب ظہور آفت کے ہوے آخر گھبرا کے مخبری سے نقب زن گرفتار آ کے اور قتل ہوے خدا کو

کا خطبہ موقوف کرکے مستضی بامراللہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جو دوسو نو برس سے موقوف تھا خلیفہ مستضی بامراللہ نے دو بڑے بہاری خلعتین صلاح الدین سلطان مصر اور نور الدین سلطان شام کو جو خلیفہ کے طرف سے نائب تھے بھیجین مگر سلطان نورالدین کیواسطے سنجلا اور اشیاد کے دو تلوارین آبدار بھی تھین جس سے اشارہ تھا کہ ممالک شام اور مصر تمہارے تحت حکومت ہے۔ سلطان نور الدین اور سلطان صلاح الدین کے درمیان امارت مصر پر نوبت یہان تک پہونچی کہ طرفین سے بہادرون کی تلوارین میانون سے باہر نکل آئین۔ صلاح الدین کے باپ نجم الدین ایوب نے بیٹے کو روکا اور مصالحت پر مجبور کیا بالاخر طرفین مین صلح ہوگئی۔

نکتہ صلح کے ذریعہ سے انسان ایسے مقام پر پہونچ سکتا ہر کہ ظلم اور سختی سے نہین پہونچتا۔

	صلح ہے اصلاح کار دوجہان		صلح ہے جس پر ہر دنیا کا مدار	
	ظلم اور سختی بہت بد کام ہین		جن سے ہے بدنام ظالم نابکار	

نکتہ ہر کام کی ابتدا مین اسکے انجام کو سونچنا چاہیے ہرامر کی ابتدا مین انتہا کا خیال رکھنا چاہیے +

	ہر کسی کو ابتداے کار مین		کچھہ نہین معلوم حال انجام کا	
	پر سنور جاتا ہے کام اس کا اگر		ابتدا مین ہو خیال انجام کا	

حکمت اپنے ہم جنس بھائیون سے دوستی رکھنا خدا کے دوستون کا حق دوست خداپرست انکا نام ہے +

	صلح کل دارد بہر یک صلح کل		خلق ورزد با ہمہ خلق جہان	

بابدان نیکی کند ہنگام کار		دوستی ظاہر کند بادشمنان	

پند لوگون سے دوستی یا دشمنی خدا کے واسطے رکھنا چاہیے نہ کہ ذاتی تعلق اور باہمی معاملات مین ٭

دوستان حق کی بدروئی دریا ہر یک ساتھ		دشمنی بہر خدا بہر خدا ہے دوستی	

ابو العباس احمد ناصر الدین اللہ بن المستضی باللہ عباسی

چونتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے تئیس سال کی عمر مین سنہ ۵۷۵ ہجری مین تخت نشین ہوا یہہ شخص بڑا دیندار متشرع اور باخیر تھا۔ شراب کا کھچوانا اور پینا اور بیچنا اور ناچ رنگ گانا بجانا یکقلم بند کر دیا۔ شریعت محمدی کی ترویج اور احکام الہیہ کی پابندی اور علوم شریعت کی ترقی مین صرف ہمت کی ظالمون کا دشمن اور عادلون کا دوست تھا۔ دار الخلافت بغداد مین کئی جگہہ دار الضیافتین بنوائین اور ایک عمارت رباط خلاطیہ جانب غربی بغداد مین تیار کرائی جسکے اتمام پر دعوت عام کی اوس جشن مین پندرہ ہزار بکرے اور تیس ہزار مرغ ذبح کئے گئے اور نظامیہ مدرسہ مین ایک بہت بڑا کتب خانہ رکھوایا گیا۔ ہند و مصر۔ وغیرہ کے سلاطین اور حکام پر اوسکا رعب چھا گیا تھا۔ چھیالیس برس نہایت نیک نامی و خوش انتظامی کے ساتھ سلطنت کی اونہتر سال کی عمر پائی آخر سنہ ۶۲۲ ہجری مین انتقال کیا ٭

فائدہ یہہ خلیفہ اپنے رعایا اور امیرون وارکان دولت کے جزئیات کی خبر رکھتا تھا اسی کام کیلئے مخفی نگارون کو مامور فرمایا اور جاسوس معتبر اور اخبار رسان ہر ہر مقام اور ہر جگہہ پر تمامی قلمرو و ممالک مین مخفی مقرر کئے تھے کہ وہ رعایا اور حاکمونکے

حالات نیک و بد سے سچ سچ خبر دیا کرتے تھے اور خود بھی راتون کو دار الخلافت بغداد کے ہر محلہ اور کوچون مین گشت لگاتا تھا +

وہی پاتا ہی لذت سلطنت کی	جو عادل ہو وہی اہل دل شہنشاہ
ہون جسکے قہر سے مقہور دشمن	رہین مغلوب سب دولت کے بدخواہ
عزیزون سے گلے ملے ہر وقت عزت	رہین خوشدل ہوا خواہان درگاہ
خبرگیری ہو مظلومون کی ہر دم	جو ہو محتاج پائے دولت و جاہ

حکایت

سنہ ۶۱۴ہجری مین سلطان محمد قطب الدین بن سلطان تکش خوارزمی نے دار الخلافت بغداد پر فوج کشی کی اوسکا ارادہ ہوا کہ عباسیون کو خلافت سے بیدخل کرکے حکومت کا تاج سید علاو الملک ترمذی علوی اپنے مرشد کے سر پر دھرے یہہ خبر خلیفہ ناصر الدین کو معلوم ہوی خلیفہ نے اس عزیمت بد کے باز آنیکے لئے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کو برسم رسالت روانہ کیا شیخ نے پہونچکر طریقہ سنت الاسلام کے موافق سلطان کو سلام کیا اوس نے براہ تکبر جواب سلام دیا اور نہ بیٹھنے کے لئے اجازت دی شیخ نے کھڑے ہی کھڑے ایک خطبہ عربی زبان مین پڑھا جسمین فضائل آل عباس اور بالتخصیص صفات حمیدہ خلیفہ ناصر الدین اللہ کے اور ایک حدیث ممانعت ایذا رسانی آل عباس کی نقل کی سلطان نے نہ سنی اور تین لاکھہ پیادہ اور تین لاکھہ سوار ہمراہ لیکر دار الخلافت بغداد کو روانہ ہوا جب اسکی فوج عقبہ ملوان تک پہونچی بتائید اقبال ناصر الدین اللہ فصل خریف کے ابتدار موسم مین اسقدر بے موسم

برف کی بارش ہوئی کہ لشکر کے ہزارون آدمی بیکار ہو گئے راستے بند ہوئے سلطان نے راستہ بدلنا چاہا مگر وہان بھی خبر پہونچی کہ چنگیز خان تاتاری ایک بھاری لشکر کے ساتھہ سلطانی علاقہ مین داخل ہو گیا ہے اسلئے یہہ براہ نیشاپور بخارا پہونچا اور جوجی خان چنگیز خان کے بیٹے کے ساتھہ لڑکر شکست کھائی جنگ سے اول اسکے ہمراہ چار لاکھہ فوج تھی مگر اس نے اپنے کم بختی سے وہ فوج بخارا و عراق و خوارزم کی حفاظت کو بھیجدی پہر شکست کھاکر یہہ نخشب کو چلا گیا اور اپنی والدہ ترکان خاتون و عیال و اطفال کو معہ خزانہ و جواہر مازندران مین بھیجکر قلعہ قارون مین رہنے کا حکم دیا نخشب کے قریب چنگیزی فوج گئی تو یہہ عراق بہاگ گیا وہان سے گیلان پہونچا اور خبر پائی کہ قلعہ مارون مغلون نے لیا ہے اور اہل و عیال و طفلان خورد سال معہ نقد و جنس مغلون کے قبضہ مین آ گئے یہہ سنکر سلطان کو غشی آ گئی اور بیہوشی مین مرگیا خیمہ و اسباب شاہی اوس کے فوج نے لوٹ لیا سلطان کو کفن تک نملا +۔

پند بے نفس اور صُلح کل انسان سے مناظرہ منع ہے اور جواب دینا بے پوچھے جہل و نادانی ہے ۔

سرنگون ہو جو کہ اپنے سامنے	دوستواس سے اکڑنا منع ہے
ناروا ہے دوستون سے دشمنی	صلح کے خواہان سے لڑنا منع ہے

حکمت تین کام کرنیکے وقت انسان کو تامل و توقف درکار ہے **اولاً** جب کسی کے ساتھہ بدی یا گناہ کرنے پر مستعد ہو **ثانیاً** جب معترض کے سوال کا جواب دینے لگے **ثالثاً** اسوقت جب کسی غیر نامحرم آدمی کے روبرو اپنے دل کے راز

کہنے کا ارادہ ہوجاے +

نفس بد آرد ترا گر بر بدی	در توقف کن دمے چند انتظار
فکر کن ہنگام آغاز عمل	تا نگردی منفعل انجام کار
راز خود بر غیر خود افشا مکن	تا نگردی منفعل انجام کار

ابو نصر محمد ظاہر باللہ بن ناصر الدین اللہ

یہہ پینتیسواں[۳۵] خلیفہ خاندان عباسیہ کا ۶۲۲ہجری مین تخت نشین ہوا اس نے محاصل خلاف شرع معاف کردیا اور جو لوگ بنظر مطالبہ دیوان خلافت مین قید تھے اونکو آزاد کیا اور دس ہزار اشرفیان دار القضا مین بھیجکر قاضی کو حکم دیا کہ جو لوگ بعلت مطالبہ قرض ماخوذ ہین اون کے مدعیون کو دیکر ماخوذین کو چھوڑ دین - اس نے کل نو مہینے پندرہ دن سلطنت کی آخر ۶۲۳ہجری مین دنیا و اہل دنیا کو چھوڑا مرد دانشمند اور رعایا پرور تہا اس کا قول ہے +

قول بندگان خدا کی عیب جوئی کرنا بدترین عیب ہے +

حکمت کمینہ آدمی کی چار علامتین ہین **اولاً** اپنے عیب سے چشم پوشی کر کے غیر کے عیبون کو دیکھتا ہے **ثانیاً** بخل سے بھرا ہوا ہوتا ہے **ثالثاً** بدخلقی کرتا ہے **رابعاً** خدا کی عبادت مین کاہل وسست رہتا ہے +

فی الحقیقت ہے کمینہ آدمی	بے ادب بد سیرت و بے آبرو
کاہل و بدخوی و بدخلق و بخیل	دوستون کا عیب جوئی و عیب گو

پند انسان کو چاہیے کہ اخلاق آلہی سے مہذب ہو اگر کسی کے عیب پر نگاہ پڑجائے

اوسکا پردہ پوش بنے نہ پردہ در تاکہ مقبول خالق و عزیز خلایق ہو -

خدا کرتا ہے سب کی پردہ پوشی	اُسی کا نام ہے ستار و غفار
اگر تو بھی کسی کا عیب دیکھے	چھپا مت لا زبان پر اسکو زنہار

نصیحت اپنی اور غیر کی عیب ظاہر کرنیوالی سے ڈرو کیونکہ جب وہ تیرے پردہ دری کرتا ہے تو اپنی وغیر کی لت سے وہ کب چوکتا ہے

اپنی لت کا نہو جسکو خیال	ایسی بے غیرت سے بیشک خوف کر	بند جالاک دریے باک سے	خوف کر اے بندہ پرور خوف کر

پند جو شخص تیرے روبرو کسی کا عیب زبان پر لائیگا یا چغلی کھائیگا تیرا عیب بھی اور کسی کے پاس پہونچائیگا +

بد زبان جو آگے تیرے روبرو	عیب لوگون کے زبان پر لائیگا
رکھہ یقین بیشک کہ وہ تیری بھی عیب	کان مین ہر ایک کے پہونچائیگا

ابو جعفر منصور المستنصر باللہ عباسی

یہہ چھتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۶۲۳ھ مین بعد انتقال اپنے باپ کے خلافت کے تخت پر متمکن ہوا سولہ برس دو مہینے سات دن مسند آراے حکومت رہا آخر ۶۴۰ھ ہجری مین اس خلیفہ نے دنیا اور اہل دنیا کو رخصت کیا - عدالت پیشہ و رعایا پرور تھا - اہل علم و دیانت دارون کی صحبت غنیمت جانتا - اسلام کی تقویت اور تائید کیطرف زیادہ مائل تھا - جمعہ کے دن خلیفہ کے نام جب خطبہ پڑھا گیا روپیہ اور اشرفیون کے تھیلیان حاجتمندون پر ایثار کی گئین - شعرا نے قصاید پڑھے اور خلعت و جائزہ سے سرفراز ہوے - عیدین کے دن علما اور مشایخ اور مسجد کے اماموں کو انعامات و صدقات سے مالا مال کردیا دار الخلافت بغداد کے محلون مین

دارالضیافت مقرر کیا وہان ہر قسم کے کھانے مہیا رہتے تھے جو حاجتمندون اور واردین وصادرین کے لئے وقف تھے - اسکے وقت علم نے کمال ترقی پائی نظامیہ مدرسہ کے علاوہ ایک اور مدرسہ سلطانی تعمیر کرایا جسمین ایک بڑا کتب خانہ رکھا - حنفی وشافعی ومالکی وحنبلی معلمین اور علماے معقول ومنقول درس کیلئے مواجب کثیرہ پر مقرر کئے گئے اور ایک دار القرأت بنایا گیا اچھے اچھے قاری تعلیم قرارت کیلئے مامور کئے گئے طلباء وعلماء کے لئے کھانا شاہی مطبخ سے بٹا تا تھا اور ایک دارالشفا جاری کیا گیا جہان بیمارون کو دوا اور غذا ملتی تھی - اس خلیفہ کے عہد خلافت مین عراق عرب رشک بہشت آسمانی تھا +

حکایت

ایک بار عید کے دن یہہ خلیفہ صبح کے وقت لب بام برآمد تھا دیکھا کہ لوگون کے گھرون کی دیوارون پر دھوئے ہوئے کپڑے سوکھ رہے ہین وزیر سے اسکا سبب پوچھا وزیر نے عرض کیا کہ آج عید کا دن ہے لوگون نے عیدگاہ جانیکے لئے کپڑے دھو کر سوکھنے کے لئے ڈالے مین جب سوکھ جائین گے پہن کر عیدگاہ جائین گے یہہ سنکر خلیفہ نے جانا کہ میری رعایا ایسی مفلس ونادار ہو گئی ہے کہ دھوبی سے کپڑے دھلانیکی بھی وسعت نہین رکھتی انکی خبرگیری ضرور ہے پس یہہ تجویز کی کہ بیشمار سونیکی گولیان بنوائین اور حکم دیا کہ جب ہم رات کے وقت لب بام آیا کرین غلام یہہ گولیان غلیلون مین رکھکر چھینکا کرین کہ وہ گولیان لوگون کے گھرون مین جا پڑین اور وہ اون سے آسودہ حال ہون +

حکمت جیسے کہ سائل سخی کی سخاوت کا محتاج ہے اس سے زیادہ سخی کی سخاوت سائل کے حاضر ہونیکی محتاج ہے پس اگر سائل صابر و شاکر ہے تو سخی کی سخاوت خود اسکی تلاش مین مصروف ہوگی اور جس جگہہ و مقام مین وہ ہوگا ڈھونڈھکر حصہ پہونچائیگی کیونکہ کریم کا صبر و توقف اسکا نقص ہے اور مفلس محتاج و نادار کا صبر و استقلال اُسکا کمال

رزق مت ڈھونڈھو کہ وہ رزاق کریم	جس جگہ ہوگے وہان پہونچائیگا
تم سی زیادہ تیسہ خود عاشق ہی رزق	تم کو خود وہ ڈھونڈھنے کو آئیگا

ابو احمد عبد اللہ المستعصم باللہ عباسی

یہہ آخری خلیفہ خاندان عباسیکا ہی ۶۰۵ھ ہجری مین پیدا ہوا اور ۶۴۰ھ ہجری مین تخت خلافت پر متمکن ہوا سولہ سال اس نے سلطنت کی ۶۵۶ھ ہجری مین ہلاکو خان نے اسکو شہید کیا - یہہ خلیفہ بڑا دولتمند اور صاحب سطوت و حکومت تھا اسکے وقت خلافت نے یہہ زینت پائی تھی کہ کبھی ظہور مین نہ آئی تھی سلاطین شرق و غرب و شاہان عجم و عرب اسکے باج گذار اور فرمان بردار ہوگئے تھے - مورخین نے لکھاہے کہ جب سواری اس خلیفہ کی عیدگاہ یا جامع مسجد اور بعض مقامات متبرک کو جاتی تھی تو لوگ سر راہ نشست گاہین کرایہ لیکر بامید زیارت بیٹھتے تھے ایک مرتبہ حساب کیا گیا تھا تیس ہزار دینار جو اس زمانہ کی اشرفی تھی مالک مکانون کو کرایہ ملا تھا ایک لاکھ چوبیس ہزار سوار خلیفہ کے رکاب مین رہا کرتے تھے -

۶۴۲ھ ہجری مین موید الدین علقمی منصب وزارت سے سرفراز ہوا چونکہ یہہ متعصب شیعہ تھا

اسلیئے خلیفہ کے فرزند محمد ابو بکر کو اسکے ساتھ مذہباً عداوت ہو گئی اور باہمی نزاع سے یہان تک طول کھینچا کہ وزیر نمک حرامی پر آمادہ ہو گیا اور اپنے تعصب بیجا سے اتنی بڑی سلطنت کو ہلاکو کے ہاتھ سے تباہ کرادیا اس نے چاہا تھا کہ بجاے آل عباس کوئی علوی نسب خلیفہ مقرر ہو کہ مذہب باطل یعنی رفض کو عروج ہو مگر اوس تاتاری وحشی نے نہ آل علی کو خاتم خلافت دی اور نہ اوس کافر نعمت علقمی کو اوسکے اعانت کا صلہ دیا بلکہ اس کفران نعمت و منافقانہ چال کی پاداش مین آب شمشیر سے اوسکی پیاس بجھائی اسی کا ایک دوست نصیر الدین طوسی شیعی مذہب تھا کہتے ہین کہ یہہ طوسی خنثی تھا اور سید مجد الدین محمد بن حسن طاؤسی شیعی اور بدر الدین یوسف شیعی نے جو بڑے امیر تھے اوہون نے وزیر سے ملکر دار الخلافت بغداد کو برباد کرایا +

چنانچہ شیخ سعدی رح نے زوال ملک خلیفہ مستعصم باللہ مین جو مرثیہ نظم فرمایا ہے ہدیتاً ذیل مین حوالہ قلم ہے +

فی مرثیہ المستعصم

آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمین | بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین
ای محمد گر قیامت می بر آری سر ز خاک | سر بر آور وین قیامت در میان خلق بین
نازنینان حرم را خون خلق نازنین | ز آستان بگذشت و ما را خون دل از آستین
زینهار از دور گیتی انقلاب روزگار | در خیال کس نگشتی کانچنان گردد چنین
دیده بردار ای که دیدی شوکت بیت الحرام | قیصران روم سر بر خاک و خاقان بر زمین

خسروِ صاحبقران غوث زمان بوبکر سعد	آنکہ اخلاقش پسندیدست واوصافش گزین
مصلحت بود اختیار رای روشن بین او	زیردستان را سخن گفتن نشاید جز چنین
لاجرم در بحر و برش و اعیان دولت اند	کئی ہزاران آفرین برحالش از جان آفرین
روزگارت باسعادت باد و سعدی مدح گوی	رائیت منصور و بخت باد و اقبالت قرین

فائدہ برا فتنہ جس سے ملک مین تباہی اور قوم مین افلاس آجاتا ہے وہ فتنہ مذہب کا ہوتا ہے جب کوئی قوم تعصب اختیار کر لیتی ہے آفت اور بلا اوس قوم کی عاشق ہو جاتی ہے انواع واقسام کے فتنہ اوٹھہ کھڑے ہوتے ہین جس نے کتب تواریخ کی سیر کی ہے وہ سمجھہ سکتا ہو کہ جس سلطنت مین مختلف مذاہب اور مختلف خیالون کے لوگ عامل اور حاکم ہوئے ہین وہ سلطنت ایک نہ ایک دن مٹ کر رہی +

نکتہ تین چیزین تین شخصون کو مضرت رسان ہین **اولاً** امرا، دولت اور ارکان سلطنت کا فساد **ثانیاً** علما کی طمع **ثالثاً** فقرا کی ریاکاری +

ملک مین گر ہو کہین پیدا فساد	پہونچیگا اس سے ضرر حکام کو
فاضل طامع فقیر بار ریا	کرتے مین بدنام اپنی نام کو

نکتہ پچیس آدمیون سے نفرت کرنا ضرور ہے **اول** ناشاکر **دوم** بدعہد **سوم** مفتری **چہارم** دروغ گو **پنجم** منافق **ششم** خائن **ہفتم** غابن **ہشتم** غاصب **نہم** فاسق و فاجر **دہم** شرابی **یازدہم** قمارباز **دوازدہم** چور **سیزدہم** فتنہ انگیز **چہاردہم** نمک حرام **پانزدہم** فریبی **شانزدہم** ہیوفا **ہفدہم** دغاباز **ہژدہم** شہوت پرست **نوزدہم** بے علم وجناہل

بستم عالم بے عمل لبست وبکم بے حیا و بے شرم لبست و دوم
زود رنج لبست وسوم پر غصہ کینہ توز لبست وچہارم بخیل لبست وپنجم
حاسد -

نکوئی بایدت گر در زمانہ سرا پا کن گریز از صحبت بد		تو در بزم نکوکاران قدم نہ نہ بر دوش خود بار الم نہ	

حکمت دشمن تین طرح کے ہوتے ہین اولاً خالص دشمن ثانیاً منافق ثالثاً
حاسد - خالص دشمن جانکا دشمن بظاہر و باطن ہوتا ہے منافق بظاہر دوست
و بباطن دشمن حاسد صرف جاہ و مال و عزت کا دشمن ہوتا ہے -

دشمنون سی چھوڑ دو بیشک دوستی دوست جتنے ہین تیرے اہل نفاق آنے مت دینا کبھی حاسد کو پاس		دیکھ مت چہرہ کسی بد خواہ کا دام مین انکے نہونا مبتلا ورنہ غم کھائیگا اور پچھتائیگا	

سلطان محمود غزنوی

یہہ سلطان اولوالعزم بادشاہون مین گذرا ہے اسکے وقت غزنی کی سلطنت نے
کمال رونق پائی مملکت وسعت مین آئی جس مہم پر یہہ لشکر لیکر گیا فتح و نصرت
استقبال کو آئی قانون آلہی کا پابند اور آئین محمدی کا مطیع فقراء کی خدمت
مین بخلوص و عقیدت حاضر ہوتا تھا شیخ الشیوخ ابوالحسن خرقانی نے اپنا خرقہ
مرحمت فرمایا تھا جنگ سومنات مین جب اسکی امید نے یاس کا چہرہ دکھایا تھا
اسی خرقہ کے توسل سے اعداء دین پر فتح نمایان حاصل کی شریعت بیضا کی

حمایت اور توحید کی اشاعت اسکا اصلی مقصود تہا ابو العباس قادر باللہ بن
اسحاق خلیفہ عباسیہ نے اسکو خلعت سلطانی بہیجا اور سیف الدین یمین الدولہ خطاب
بخشا اِس سلطان غازی کے مفصل حالات مبسوط کتابون مین مندرج ہین۔
فائدہ سلطان محمود اوّل سیستان کے ملک پر قابض ہوا اور وہان کے پادشاہ
کو مغلوب کیا دوم راجہ بہٹیر کو جسکا قلعہ بہیکانیر کے شمال اور ملتان کے جنوب
مین تہا مغلوب کیا سوم لڑائی اسکی راجہ جیپال والی لاہور کے ساتہہ بمقام پشاور
ہوئی راجہ شکست کہاکر مقید ہوا چہارم پشاور کے فتح کے بعد اِس نے ہند کو فتح
کرنے کے ارادہ پر قدم بڑہایا اور قلعہ ٹہنڈا تک جاکر اوسکو فتح کیا مال و دولت بہت
سا لیا اور راجہ جیپال کو بہت سا نذرانہ لیکر قید سے مخلصی دی اور تاج بخشی کی مگر
راجہ لاہور مین جاکر غیرت کے مارے آگ مین خود بخود جلکر مرگیا انگپال اپنے بیٹے کو جانشین
کرگیا پنجم بڑی بہاری لڑائی سلطان محمود کی ایلک خان والی ماورالنہر کے ساتہہ
ہوئی اسکا مجملاً حال یہہ ہے کہ پہلے اِن دونو پادشاہون مین کمال اتحاد تہا اور ایلک خان
کی لڑکی محمود کے نکاح مین تہی مگر جن دنون مین کہ محمود ہندوستان گیا ایلک خان نے
بیوفائی کرکے خراسان پر قبضہ کرلیا یہہ خبر پاکر سلطان محمود بلغار خراسان پہنچا اور
ایلک خان کی فوج اور عاملون کو نکالدیا پہر ایلک خان بذات خود لشکر لیکر آیا اور جنگ
مین شکست پاکر بہاگا آخر پکڑا گیا اور بہت سا خراج دینے کے بعد رہا ہوا
ششم حملہ سلطان محمود کا ملتان پر ہوا اور ابو الفتح ملحد کو سیدہا کیا گذشتہ سالونکا خراج
اوس سے لیا ہفتم اِس سفر مین مقابلہ سلطان محمود کا راجہ انگپال پسر راجہ جیپال سے
ہوا وہ شکست کہاکر لاہور سے کشمیر کو بہاگ گیا ہشتم ۳۹۹ھ سنہ ہجری مین سلطان محمود نے پہر ہندوستان

کو کوچ کیا انگپال راجہ لاہور بمخالفت پیش آیا اور راجہ اجین وکالنجر ودہلی اور اجمیر وغیرہ سے اوس نے مدد طلب کیا اور سب نے بلا تامل اپنی اپنی فوجین بہیجدین اور قوم کہکر و کوہستانی ہندو بھی انگپال کے مدد کو آپہونچے اور تمام جمعیت چار لاکھ سے زیادہ تہی اور کئی ہزار ہاتھی اور منجنیق اون کے ہمراہ تھے سلطان محمود کے ہمراہ صرف بارہ ہزار سوار جرار تھے سلطان محمود نے پہلے چار ہزار سوار کو ہندوؤن پر حملہ کرنیکا حکم دیا جب وہ حملہ آور ہوے تو قوم کہکر وکوہستانی چستی کے ساتھہ اون کے مقابل ہوے کہ سلطانی سوار نصف سے زیادہ کام آئے سلطان محمود نے اور سوار انکی مدد کو بھیجے اونپر استدر ہنود جمع ہوکر آئے کہ وہ ان کے ہجوم مین نظر نہین آتے تھے یہ حال دیکھکر سلطان نے کل فوج کو آگے بڑہنیکا حکم دیا جب لڑائی خوب گرم ہوئی دفعتاً ایک تیر بحکم تقدیر انگپال کے ہاتہی کے پیشانی پر ایسا لگا کہ ہاتہی کے مغز تک پہنچا ہاتی تیر کہا کر چیختا ہوا الٹا بھاگا لشکر ہنود نے جب راجہ کو بھاگتے ہوے دیکھا سب کے سب بھاگ نکلے سلطان محمود نے تعاقب کیا تمام خزانہ اور بہت سا مال نصیب غازیان ہوا اس فتح کے بعد سلطان محمود قلعہ بھیم کوٹ یعنے کانگرہ گیا وہان بھی نصرت وظفر نے اسکا ساتھہ دیا پھر جوالا دیوی کے مندر کا رخ کیا پوجاریون نے فی الفور مندر کے دروازے کہول دئے سلطان محمود اوسمین داخل ہوکر مندر کے بڑے خزانہ پر متصرف ہوا ساٹھہ لاکھہ دینار طلائی نقد سات سو من سونے وچاندی کی اینٹین دو سو من سونا خالص دو ہزار من چاندی بیس من جواہر اور مونگا ہیرا۔ لال موتی نیلم زمرد۔ سبزہ۔ فیروزہ وغیرہ۔ جو بھیم سین کے وقت کا اوسمین تھا یہ مال لیکر محمود نے غزنی کا راستہ لیا۔ ۴۰۰ھ سنہ ہجری مین محمود پھر ملتان تک آیا اور ابوالفتح حاکم ملتان کو

قید کرکے لیگیا دہم سنہ ۴۰۱ھ مین سلطان محمود نے کوہ غور پر چڑھائی کی اور فتح پاکر محمد سوری اور حسن اوسکے بیٹے کو قید کرلایا یازدہم سلطان محمود غرجستان پر چڑہائی کی اور قوم ساڑ بر فتح پاکر ابو نصر حاکم کو پکڑ لایا دوازدہم سنہ ۴۰۲ھ مین محمود پھر ہند کو آیا اور شہر تہانیسر مین صدہا بت خانے گرادئے ہزارہا اسیر ہوے بہت سا مال ملا سیزدہم مہم فتح خوارزم ہے پہلے وہان کا حاکم ابو علی بن ماموں سلطان محمود کا بہنوئی تہا جب وہ مرگیا اوسکا بھائی ماموں بن ماموں بن مامون حاکم ہوا اوس نے الحکم سلطان کے خوارزم مین خطبہ وسکہ سلطان کے نام کا جاری کیا اسپر اسکے درباری امرا اوسکی برخلاف ہوگئے اور اسکو قتل کرڈالا یہہ خبر پاکر سلطان محمود نے خوارزم کا رخ لیا اور بنا تسکین سپہ سالار کو شکست دیکر محبوس و مقتول کیا چہاردہم حملہ سلطان محمود کا قنوج پر ہوا اس سفر مین سلطان نے سنہ ۴۰۹ھ کے آغاز مین ایک لاکھ بیس ہزار سوار ساتھ لیکر پہلے پشاور پہونچا پھر پہاڑی راستے سے کشمیر آیا راجہ نے اطاعت منظور کرلی اور سلطان کے ہمراہ رہبر کردے سلطان بڑی بڑی مشکل گذار پہاڑون سے گذر کر ایک بلند پہاڑ پر جا پہنچا وہان مستحکم قلعہ بنا ہوا تہا وہان کے راجہ نے سلطان کی ہدایت سے اسلام قبول کرلیا اور بت پرستی سے توبہ کی پہر وہان سے گذر کر سلطان قلعہ سند کہ یا سنتو کہہ پر پہنچا راجہ وہان کا کلچند نام تہا وہ بمقابلہ پیش آیا اور سخت لڑائی ہوئی پچاس ہزار ہندو مارے گئے اور راجہ نے بھی خودکشی کرلی اوس مقام پر ایک بڑا بتخانہ تہا دو بت اوسمین سونیکے تھے ایک بت کے آنکھون مین دو یاقوت گران بہا قیمتی پچاس پچاس ہزار دینار سرخ کے تھے دوسرے بت کے ایک آنکھ مین یاقوت ازرق چارسو مثقال وزن کا تہا اور سونا دونون بتون کا آٹھ ہزار آٹھ سو مثقال چارسو بت اوسمین چاندی کے تھے سلطان نے وہ تمام دولت

لشکر اسلام پر تقسیم کر دی اور بت خانہ گرا دیا وہان سے نکل کر سوم شعبان سنہ ۴۰۹ ہجری
کو سلطان قنوج مین یکایک جا پہنچا جاتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا اور دریاے گنگ کے
کنارے سات قلعے سنگین بنے ہوے تھے وہ ساتون سات روز مین فتح ہوے
پھر شہر مفتوح ہوا راجہ نے اطاعت منظور کر لی اور جان و مال سے امان پائی۔
اوسکا شہر معہ خزانہ پھر اوسیکے حوالہ ہوا وہان سے سلطان قلعہ چنڈپال کیطرف گیا
اور اوسکو فتح کیا پھر متھرا کا رُخ لیا وہان پہنچکر بت خانے مسمار کیے اور دولت و مال
سے مالا مال ہو کر دار السلطنت غزنی پہونچا اور ایک عالیشان مسجد بنوائی ۱۵ پندرہوان
حملہ سلطان کا پھر ہند پر ۱۳ مین راجہ انند کالنجر کے حاکم کی سرکوبی کے لئے ہوا
کیونکہ اس راجہ نے باتفاق اور راجاؤن کے راجہ قنوج پر بعلت اطاعت سلطانی یورش
کی تھی اوس نے سلطان کو اطلاع دی تھی مگر جب سلطان ہند مین آیا تو سنا کہ راجہ
قنوج قتل ہو چکا ہے اسلیے سلطان نے غضبناک ہو کر راجہ کالنجر کے شہر کو گھیر لیا اوسکے
ملک کو تاراج کر دیا اور بسبب کسی امر ضروری کے ناتمام چھوڑ کر دار السلطنت غزنین کو
چلا گیا۔ ۱۶ سولہوان حملہ سلطان کا راجہ جیپال ثانی پسر اننگپال فرزند جیپال والی
لاہور پر ہوا اس جرم مین کہ اوس نے قنوج کے مہم مین راجہ کالنجر کی مدد کی تھی سلطان نے
لاہور پہنچکر شہر کو مفتوح کیا رعایا کو لوٹ لیا حویلیان مسمار کین راجہ جیپال کالنجر
بھاگ گیا اوس روز سے کل علاقہ پنجاب کا تھانیسر تک غزنین کی قلمرو مین شمار ہوا سلطانی
ناظم لاہور مین مقرر ہوا ۱۷ سترہوان حملہ سلطان کا سومنات پر ہوا یہہ ایک بہت بڑا
عالیشان مندر ہندوؤن کا حد جزیرہ نما گجرات مین ایک ٹیلہ پر تھا ہر چاندرات ہنود
وہان ایک لاکھ سے زیادہ جمع ہوتے تھے برسوین دن پچاس لاکھ آدمی تک

اجتماع ہوجاتا تھا خزانہ نقد سونا چاندی جوہرات وہان اسقدر تھا کہ کسی بادشاہ
کے خزانہ مین نہوگا دو ہزار برہمن پوجاری اور دو ہزار گانون اوسکے مصارف
کے لئے راجاؤن کیطرف سے وقف تھے بڑے بت کے سرپر دو سو من وزنی
سونے کی زنجیر جڑاو لٹکتی تھی جسکے ساتھ ایک سو من سونیکا گھنٹہ تھا تین سو
حجام اور تین سو گوئیے اور پانسو باکرہ عورتین ناچنے گانے والیان تھین مندر کا
مکان بڑا سنگین لاکھون روپیہ کی تیاری کا بنا ہوا تھا کروڑون روپیہ کا جواہرات
بُت خانہ کی دیوارون مین نصب تھا سلطان محمود براہ ملتان سومنات گیارہ
مین بڑے بڑے شہر فتح کئے صدہا بت خانہ گراتا ہوا وہان پہونچا بڑی گھمسان
کی لڑائی ہوئی ادہر ہنود سومنات کی پرتما سے لپٹ لپٹکر زار زار روتے اور دعا
مانگتے تھے ادہر لشکر اسلام مین اللہ اکبر کی تکبیر بلند تھی - آخرش سلطان محمود
مع فوج کے فتح کا نقارہ بجاتا ہوا قلعہ مین داخل ہوا اور دروازہ پر نشان محمودی
لہرانے لگا تمام بت توڑ دئے گئے جب بڑے بت کی نوبت آئی پوجاریون نے
کہا کہ سلطان اسکے ہم وزن جواہرات لے لے مگر اسکو بدستور رہنے دین سلطان نے
ایک نہ مانی اور اپنے ہاتھ سے گرز مار کر توڑ ڈالا جب وہ پھوٹا تو اوسکے پیٹ سے
اسقدر جواہرات نکلا جو اوسکے ہم وزن سے کئی وزن زیادہ تھا بڑا بت سفید
پتھر کا بنا ہوا تھا پانچ گز لمبا تھا دو گز زمین مین اور تین گز باہر نمودار تھا - دو
ٹکڑے اوسکے ایک مکہ معظمہ اور دوسرا مدینہ منورہ پا انداز کرنیکے لئے بھیجا اور
دو دار السلطنت غزنین کو بھجوادیا کہ ایک جامع مسجد اور دوسرا دیوان عام کے
دروازے پر ڈالدین بیس لاکھ درہم طلائی سکوک بیشمار سونا غیر مسکوک اور چھہ طلائی ستون

ط تاریخ فرشتہ کا مصنف لکھتا ہے [illegible]

بت خانہ کے جن مین الماس ویاقوت وزمرد کے نگینے جڑے ہوے کئی سو مہار شتر چاندی کا لدا ہوا فتح نصیب غازیان ہوا ۔

حق پرستی گر تجھے مطلوب ہے رشتۂ الفت خدا اپنے سے جوڑ	ہو مسلمان بت پرستی چھوڑ دی توڑ دے بیشک بتون کو توڑ دی

پند خالق سے ڈرنے کا نتیجہ رحمت ہے مخلوق سے خوف کرنیکا انجام زحمت ہے ۔

بتون کی نہ جور وجفا سے ڈرو بتون سے ہے ڈر تمکو کس بات کا	نہ کفار زور آزما سے ڈرو خدا کے ہو بندے خدا سے ڈرو

نکتہ انسانون مین بدترین وہ انسان ہے جو خدا کے بغیر بتون کو پوجے اور اونسے محبت رکھے ۔

یہہ ممکن ہے کہ ہو حاصل عزیزو	محبت بت پرستی مین خدا کی

حکمت حق کی ذات صفات مین دوئی کو دخل نہین ہے کیونکہ وہ ایک ہے اور ایک کی وحدت مین دوئی نہین سماتی ہے پس بتون کی پرستش سے باز آؤ ۔

ایک بن جاؤ دوئی کو چھوڑ دو وہ خدا جب ایک ثابت ہو چکا	رشتہ یک رنگی سے اپنا جوڑ دو اور جتنے رکھتے ہو بت توڑ دو

حکایت

سلطان محمود کے عہد مین ایک شخص نے ہزار دینار کی تھیلی سربمہر امانتاً قاضی کے سپرد کر کے سفر کو چلا گیا جب واپس آیا تو تھیلی واپس لی اور اسکو کھولکر دیکھا تو بجاے دینار سرخ تانبے کے دینار پائے قاضی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ

تیری سر بہر تھیلی تیری حوالہ کر دی ہے مجھے کیا معلوم کہ اسکے اندر کیا تہا ناچار قاضی سے نا امید ہو کر مدعی سلطان محمود کے پاس گیا اور سارا قصہ عرض کیا بادشاہ نے سمجھا کہ بے ایمان قاضی نے تھیلی چیر کر اسکے دینار سرخ نکال لئے ہین اور پہر تانبے کے دینار بہر کر تھیلی کسی استاد رفوگر سے سلائی ہے جسکا رفو بادی النظر مین معلوم نہین ہو سکتا یہہ امر سوچکر مدعی کو حکم دیا کہ تین روز کے بعد حاضر ہونا اور خود یہہ تجویز کی کہ اسی رات کو اپنے خوابگاہ کا فرش ایک طرف سے پہاڑ ڈالا اور خود علی الصباح سوار ہو کر شکار گاہ چلا گیا بادشاہ کے جانیکے بعد فراش نے جب فرش شاہی پہٹا ہوا دیکھا تو بہت گھبرایا اور جانا کہ اب سیاست سلطانی سے نجات ملنا محال ہے آخر رفوگر کی تلاش مین نکلا اتفاقاً اوسی اُستاد رفوگر سے جس نے وہ دینار والی تھیلی قاضی کے کہنے سے رفو کی تھی شاہی مسند کو بھی رفو کرایا اور بادشاہ کے آنے سے پیشتر وہ مسند بچھادی رات کو جب بادشاہ شکار گاہ سے واپس آیا مسند کو درست پایا فی الفور فراش کو بلایا اور حال دریافت کیا فراش نے سب کیفیت بے کم وکاست بیان کر دی پھر رفوگر کی طلبی ہوئی اور وہ اصل تھیلی دکھا کر حال پوچھا اس نے عرض کی کہ ہان اسی سال مین نے یہہ تھیلی بحکم قاضی رفو کی تھی اوس وقت اسمین تانبے کے دینار بھرے ہوے تھے یہہ حال تحقیق کر کے بادشاہ نے قاضی کو بلوایا اور سخت مواخذہ کے بعد ہزار دینار سرخ قاضی سے مدعی کو دلوادیا اور قاضی سے پچاس ہزار جرمانہ لیکر قضاعت سے معزول کر دیا۔

قاضی و ملا و مفتی و فقیہہ	ہین یہہ چارون چار ارکان جہان
انسے گر ہو جاے سرزد کار بد	الامان ہے الامان ہے الامان

حکایت

سنا کے حاکم نے ایک سوداگر کا مال ناحق لے لیا وہ سلطان محمود کی خدمت مین آیا اور دادخواہ ہوا سلطان نے اپنا مہری پروانہ سوداگر کے استرداد مال کیلئے حاکم کے نام روانہ کیا مگر حاکم نے اوسکا مال مستردنکیا سوداگر بحالت یاس واپس آیا اور اپنا حال بیان کیا اوسوقت سلطان محمود کسی خیال مین مستغرق تھا سوداگر کا حال سنتے ہی چین بر جبین ہو گیا اور کہا کہ اگر وہ تیرا مال نہین دیتا تو مین کیا کرون سوداگر نے عرض کیا کہ اگر بادشاہ کچھ نہین کرسکتا تو مجھ سے کیا ہوسکتا ہی فرمایا کہ سر پر خاک ڈال اس نے عرض کیا کہ جب بادشاہ کا حکم نوکر نمانے تو دادخواہ سر پر خاک ڈالنے کے سوا اور کیا کرسکتا ہی سلطان محمود اس تقریر سے سخت متاثر ہوا اور فرمایا کہ مجھ سے غلطی ہوئی معاف کرو مجھکو چاہیئے کہ اپنے سر پر خاک ڈالون یہہ کہکر اوسی وقت مدعی علیہ کی ماخوذی کا حکم دیا جب وہ گرفتار ہوکر آیا تو وہی پروانہ جسکی تعمیل اُسنے نہین کی تھی اسکے گلے مین ڈالا اور گدھے پر سوار کرکے شہر مین تشہیر کرایا اور بعد اس رسوائی کے قتل کیا اور سوداگر کی حق رسی فرمائی ۔

جو بندہ ہو مالک کا خدمت گذار	اطاعت مین حاضر سدا چاہیے
نمانے جو محکوم حاکم کا حکم	اُسے فی الحقیقت سزا چاہیے

پند انسان کو چاہیے کہ جب تک کلی لیاقت پیدا نکرے بادشاہ کی خدمت کا طلبگار نہو جب خدمت پائے اُسکے انجام مین بدل وجان مصروف ہو جاے مالک کے راز کا محافظ ہو اسکی مہربانی پر مغرور نہو جسقدر بادشاہ اُسکی عزت بڑھائے

یہہ بعجز و نیاز پیش آئے اسکے غصہ سے ڈرے رنجیدگی کا خوف کرے ✦

مہربانی جسقدر مالک کی ہو	چاہیئو نوکر کرے عجز و نیاز	نکرے اُسکی عنایت پر غرور	گرچہ بنجاے امیر سرفراز

حکایت

ایک روز ایک غریب سلطان محمود کے پاس دادخواہ آیا کہ ایک ترکی ملازم بادشاہی میری حسین بی بی پر عاشق ہوگیا ہے دوسرے تیسرے رات کو میرے گھر آتا ہے اور میری منکوحہ سے ہم صحبت ہوتا ہے اور مجھکو بولنے نہین دیتا بلکہ کہتا ہے کہ اگر تو راز فاش کریگا تو جان سے مار ڈالونگا مین اپنی جانکی خوف سے ابتک خاموش رہا آج ہجوم غم نے اپ کی خدمت مین حاضر کیا بادشاہ یہہ سنکر غضبناک ہوگیا اور فرمایا کہ جسوقت وہ آئے اوسی وقت کوتوال کے آدمی کو جو تیرے گھر کے پاس خفیہ مامور ہوگا خبر کردینا اور سلطان محمود نے اسی وقت کوتوال کو بلاکر مستغیث کے گھر کا نشان بتلادیا اور حکم دیا کہ جسوقت کسی مستغیث کے طرف سے اطلاع پہونچی کہ ملزم اسکے گھر موجود ہے تو اُسی وقت بعد ماخوذی مجرم مجھکو اطلاع دینا چوتھی رات کو پھر وہ ترک حسب العادت آیا اور اپنے کام مین مشغول ہوا مستغیث نے خفیہ پولس کو خبر دی اوس نے کوتوال کو اطلاع دی کوتوال اوسیوقت مستغیث کے گھر پہنچا اور ترک کو گرفتار کرکے موقع ہی پر زیر حراست رکھا اور بادشاہ سی جاکر سارا واقعہ عرض کیا بادشاہ کوتوال کے ساتھہ مستغیث کے گھر پہونچا اور بعد دریافت فرمایا کہ چراغ گل کردو جب روشنی جاتی رہی بادشاہ نے مجرم کو آب تیغ سی سیراب کیا جب چراغ روشن کیا گیا مستغیث سے کھانا طلب کیا اُس نے جو کی سوکھی روٹی

دسترخوان پیش کیا بادشاہ نے بخواہش تمام کھایا پھر مقتول کا چہرہ دیکھکر دوگانہ شکریہ ادا کیا مستغیث نے دست بستہ چراغ خاموش کرانے اور کھانا کھانے و دوگانہ پڑھنے کا سبب دریافت کیا فرمایا آج چوتھا روز ہے کہ تونے اپنا حال مجھسے کہا تھا اوسوقت مین نے قسم کھائی تھی کہ جب تک مین تیرا انصاف نکرونگا کھانا نہ کھاؤنگا آج مین سخت بھوکھا تھا اس لئے بعد قتل مجرم کے پہلے کھانا کھایا اور چراغ گل کرنے مین حکمت یہہ تھی کہ شاید کوئی میرا عزیز ہو اور مین اسے دیکھکر انصاف نکر سکون کھانے سے فارغ ہونیکے بعد جب مین نے اوسکا چہرہ دیکھا تو غیر شخص کو پایا اسلیئے دوگانہ شکر بارگاہ احدیت مین ادا کیا +

نہین ظالم کو غیر از ظلم حاصل	اٹھاتا ہے ستم آخر ستمگار
جفا جو کو جفا ملتا ہے ثمرہ	سدا آزار پاتا ہے دل آزار

نکتہ شہوت کا بندہ نفس کا تابعدار خدا کے حضور مین ذلیل و خوار ہی بلکہ اوس سے تمام خدائی بیزار ہے +

جو ہووے حرص کا پابند بندہ	وہ بندہ ہے کہان بندہ خدا کا
جہان مین اسکی ہی صورت سے بیزار	ہر اک خرد و کلان بندہ خدا کا

حکایت

ایک روز ایک عورت کوہ بلوچ سے جو ممالک رے کے علاقہ مین ہے سلطان محمود کے پاس دادخواہ آئی کہ میرا اور میرے خاندان کا تمام مال اور اسباب لوٹ لیگئے اور راہ آمد و رفت کی بھی بند کردی ہے سلطان محمود نے پوچھا کہ کوہ بلوچ کہان

واقع ہے اُس ستغیثہ نے عرض کی کہ بادشاہ کو چاہیے کہ اسقدر ملک اپنے قبضہ مین رکھے جسکی خبرگیری کرسکے اور اگر ایسا ہو کہ بادشاہ اپنے قلمرو کے ملکون کے نام سے بھی واقف نہو تو اوسکی رعایا کا کیا حال ہوگا سلطان نے یہہ جملہ سنکر فرمایا کہ تو سچ کہتی ہے اسی وقت ایک قافلہ تیار کیا اور بیشمار سیب اونٹون پر لدوا کر اُنکی ہمراہ کیا اور چند شیشے زہر ہلاہل کے دے اور فرمایا کہ تم کوہ بلوچ کیطرف جاؤ اور جب موقع پر پہونچو سیبون کو زہر آلود کردو اور بار اوتار کر اونٹون کو جنگل مین چھوڑدو اور تم سب کمین گاہ مین چھپ ہو جب قطع الطریق آئین اور تمھارا مال لوٹنے لگین تو اُن کے فراہم نہونا یہہ حکم سنکر وہ قافلہ عورت کے ساتھہ ہولیا اور دور روز اول موقع پر پہونچنے سے کل سیبون کو زہر آلود کردیا اور موقع پر پہونچکر بار اُتار دئے اور خود چھپ رہے رات کیوقت رہزن آئے قافلہ کا مال لیا اور سیب پر ذایقہ کھانے شروع کئے تھوڑی ہی دیر کے بعد زہر کی تاثیر ہوئی اور سب کے سب ہلاک ہوگئے بادشاہ نے رہزنون کے مال ومتاع کی ضبطی کرکے سارا مال بڑھیا کو دیدیا جس سے بڑھیا مالا مال اور دولت سے نہال ہوگئی ٭

مرد با انصاف ہی انصاف دوست کانپتے ہین چلا سکے رعب سے	شاہ عادل ہی خبرگیر جہان راہ پر آتی ہے قوم رہزنان

عبرت ۴۲۱ھ ہجری مین (۶۳) سال کی عمر (۳۲) برس کی سلطنت کے بعد سلطان محمود کا پیمانہ عمر لبریز ہوا بیماری بڑھتی گئی جب سلطان محمود کو اپنی زندگی کی امید نرہی فرمایا کہ تمام جواہرخانے اور دولت کے خزانے دربار مین با آئین شائستہ ترتیب دو چونکہ ان خزانون کے لئے ایک مکان مین گنجایش نتھی بیرون شہر ایک وسیع میدان

مین خیمے کھڑے ہو گئے اور اون خیام مین کشمیری پشمینے سقرلات اطلس فرنگی دیباے رومی مخمل کاشانی قالین ایرانی بطرز شایستہ سجائے گئے اور کروڑون لاکھون روپیہ کے توڑے اور اشرفیون کی تھیلیان اور بلور کی ڈبیون مین لعل بدخشان جواہر آبدار و گوہر شاہوار و تاج مرصع اور سونے چاندی کی کرسیان اور جڑاؤ تخت اسکے علاوہ ہزارون نوادرات روزگار و گران بہا عجائبات سے وہ میدان آسمان ہشتم کا مقابلہ کررہا تھا - وہ محمود جسکی ران کے نیچے عمر بھر اقبال کا گھوڑا بجلی کی طرح چمکتا رہا ایک پالکی مین تصویر بے جان کی طرح لیٹا ہوا آیا اور تکیون کے سہارے سے تخت زرنگار پر بیٹھا اور وہ اُمرا دولت و ارکان سلطنت کہ خون ریزون کی مصیبتون مین جان و تن سے ہر معرکہ مین شریک رہے سر جھکائے ہوے کھڑے تھے اور سب پر ایک یاس و حسرت کا عالم چھایا ہوا تھا - سلطان محمود نے پہلے اہل دربار کو بنظر یاس دیکھا پھر جواہرات پر نظر ڈالی اسکے بعد فیلان ہندی و اشتران بغدادی و اسپان عراقی کے ملاحظہ کی نوبت آئی جو زرکار جھولون و مرصع نگار زیورون سے خدائی قدرت کے نمونے تھے بعض مورخ لکھتے ہین کہ بار بار سلطان محمود حسرت آلود نگاہ سے ان چیزون کو دیکھتا تھا اور آنکھ بند کرلیتا تھا اسی حالت مین اوسکی روح پاک نے اس پیکر عنصری سے مفارقت کی ✦

نکتہ طالب دنیا کو اول تحصیل مال کی تدبیر و فکر مین کاہش جان و تن ہوتی ہے پھر اوسکی حفاظت و پاسبانی کی پھر آخری وقت اسکی چھوڑ جانیکا غم اپنے ساتھ لیجاتا ہے ✦

ابتدا سے انتہا تک ہے مدام		طالب دنیا گرفتار بلا	

زندہ ہے جب تک ہی اسکی فکر ہے	دل مین لیجاتا ہی یہ خار بلا

فائدہ عاقبت اندیش دنیا کا طالب نہین ہوتا کیونکہ یہ بڑی ہی مکار اور دغا شعار ہے طالبین کے نظر مین اسکی زینت ایسی ہے جیسے عروس کہ سب کی نگاہین اُسی پر پڑتی ہین قلوب اوس کے شیفتہ ہین اور جانین اوسکی فریفتہ اس مین جو چیز ہے اوس کو ایک نہ ایک دن فنا ہوتا ہے موت اسکے تعاقب مین ہے اور حکم قضا اوسکے دنبال مین - نشہ پندار سے بیدار ہو اور بیہوشی سے ہوشیار پیشتر اس سے کہ لوگ کہین کہ فلان شخص بیمار ہے اور مرض سخت مین گرفتار کچھ دوا بتاؤ یا حکیم کو بلاؤ اور پھر طبیب تمھارے لئے آئین اور امید شفا نہ پائین پھر یہ مشہور ہو کہ فلان شخص نے وصیت کی اور اپنے مال کو یون تقسیم کیا اور جسکے پاس سے لینا تھا اُس سے لیا پھر کہین کہ لو صاحب انکی زبان بند ہوگئی نہ بھائیون سے بولتے ہین نہ ہمسایون کو پہچانتے ہین و نہ لب کھولتے ہین اور اوسوقت تمہاری پیشانی عرق سے تر ہو اور سینہ آہ سے مضطر اور گمان موت کا صدق کی کرسی پر جلوہ گر معلوم ہو اور سب خویش و بیگانہ مبتلائے گریہ و زاری ہون کوئی کہے ارے یہ تیرا فلان برادر اور یہ تیرا لخت جگر ہے ولیکن تم کچھ جواب نہ دے سکو زبان پر مہر خاموشی ہو پھر تم پر قضا نازل ہوا اور قالب سے روح نکلکر عالم بالا کو روانہ ہو - اسوقت تمام برادری جمع ہو کفن سیا جاے اور غسل دیکر تم کو پہنایا جائے عیادت والے گھر بیٹھ رہین اور حاسد خوب شد کہین تمہارے گھر والون کو تمہارا مال مد نظر ہو اور تم پر جوابدہی اعمال لازم ہو +

چنانچہ اس مضمون کو جو شیخ مصلح الدین سعدی رح نے نظم فرمایا ہی ہدیتًا حوالہ قلم ہے

فی التنبیه

روزیکه زیر خاک تن ما نهان شود / وآنها که کرده ایم یکا یک عیان شود
یارب بفضل خویش به بخشای بنده را / آندم که عازم سفر آنجهان شود
بیچاره آدمی که اگر خود هزار سال / مهلت بیابد از اجل و کامران شود
ق
هم عاقبت چو نوبت رفتن بدو رسد / با صد هزار حسرت ازان جا روان شود
فریاد ازان زمان که تن نازنین ما / بر بستر هوا فتد و ناتوان شود
اصحاب را چو واقعهٔ ما خبر کنند / هردم کسی برسم عیادت روان شود
وآنکس که مشفق ست و دلش مهربان ماست / در جستن دوا بهر این و آن شود
وانگه که چشم بر رخ ما افگند طبیب / در حال ما چو فکر کند بدگمان شود
گوید فلان شراب طلب کن که سود گشت / مارا بدان امید بسی در زیان شود
شاید که یک دو روز دگر ماند عمر ما / وآن یک دو روز بر سر سود و زیان شود
یاران و دوستان همه در فکر عافیت / کاحوال بر چگونه و حال از چه سان شود
تا آنزمان که چهره بگردد ز حال خویش / وآن رنگ ارغوانی ما زعفران شود
وان رنج در وجود بنوعی اثر کند / کز لاغری بسان یکی ریسمان شود
در ورطهٔ هلاک فتد کشتی وجود / نیز از عمل بماند و بی بادبان شود
آمد شد ملائکه در وقت قبض روح / چون بنگریم دیدهٔ ما خون فشان شود
باید که در چشیدن آن جام زهرناک / شیرینی شهادت ما در زبان شود
یارب بدو بخش که مارا در آن زمان / قول زبان موافق صدق جنان شود

ایمان ما ز غارت شیطان نگاهدار	تا از عذاب و چشم تو در امان شود
فی الجمله روح و جسم ز هم منفرق شوند	مرغ از قفس برآید و در آشیان شود
جان ار بود پلید شود در زمین فرو	ور پاک باشد او زبر آسمان شود
آوازه در سرای بیفتد که خواجه مرد	وز بم و زیر خانه پر آه و فغان شود
از یکطرف غلام بگرید بهای بهای	وز یکطرف کنیز بزاری کنان شود
در یتیم گوهر یکدانه راز اشک	جزع دو دیده پر ز عقیق یمان شود
تابوت و پنبه و کفن آرند و مرده شو	اوراد و ذکر آن زگران تا گران شود
آرند نعش تا بلب گور و هر که هست	بعد از نماز باز سر خان و مان شود
هر کس رود بمصلحت خویش و جسم ما	محبوس و مستمند دران خاکدان شود
پس منکر و نکیر بپرسند حال ما	وین جمله حکمها ز پی امتحان شود
گر کرده ایم خیر و نماز و خلاف نفس	آن خاکدان تیره بما گلستان شود
ور جرم و معصیت بود و فسق کار ما	آتش در و فتد بلحد هم دخان شود
یکهفته یا دو هفته کم و بیش صبح و شام	با گریه دوست همدم و همداستان شود
حلوا سه صحن شب جمعه چند بار	بهر ریا بخانهٔ هر گو رخان شود
وان همسر عزیز که از وعده دست داشت	خواهد که باز بسته عقد فلان شود
میراث گیر کم خرد آید بجستجوی	بس گفتگوی بر سر باغ و دکان شود
نامی ز ما بماند و اجزای ما تمام	در زیر خاک با غم و حسرت نهان شود
وانگه که چند سال برین حال بگذرد	آن نام نیز گم شود و بی نشان شود
وآن صورت لطیف شود جمله زیر خاک	وآن جسم زورمند کفی استخوان شود

از خاک گور خانه ها خشتها زند ‏ وآن خاک وخشت دستکش گل گران شود
دوران روزگار با بگذرد بسی ‏ گاهی شود بهار و دگر گه خزان شود
تا روز رستخیز که اصناف خلق را ‏ تنها ز بهر عرض قرین روان شود
حکم خدای عز وجل کائنات را ‏ در فصل هر فصله بکلی روان شود
از گفتن و شنیدن داد گروهای بد ‏ در موقف محاسبه یک یک عیان شود
میزان عدل نصب کنند از برای خلق ‏ یکسر سبک برآید و یکسر گران شود
هر کس نگه کند به بد و نیک خویشتن ‏ آنجا یکی غمگین و یکی شادمان شود
بندند باز بر سر دوزخ پل صراط ‏ هر کس از و گذشت مقیم جنان شود
و آنکس که از صراط بلرزید پای او ‏ در خواری و عذاب ابد جاودان شود
اشرار را حرارت دوزخ کنند قبول ‏ و احرار را عنایت حق سایبان شود
پس روی همچو ماه ز خجلت شود سیاه ‏ پس قد همچو تیر ز هیبت کمان شود
پس شخص بینوا که درا از علو قدر ‏ عشرت سرای جنت اعلی مکان شود
پس پیر مستمند که در گلشن مراد ‏ بوی بهشت بشنود و نوجوان شود
مسکین اسیر نفس و هوا کاندران مقام ‏ با صد هزار غصه قرین هوان شود
برگی که از برای مطیعان کند خدای ‏ عاصی چگونه بر سر آن برگ خوان شود
خرم دلی که در حرم آباد امن و عیش ‏ حق را بخوان لطف و کرم میهمان شود
این کار دولتست نداند کسی یقین ‏ سعدی یقین بجنت خلدت چسان شود

سلطان محمد عثمان خان ارطغرل غازی

یہ پہلا شخص ہے جس نے سلطنت عثمانیہ کی بنا ڈالی ۶۹۹ھ ہجری مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور پہلے قرہ حصار کو فتح کرکے اپنا دارالسلطنت بنایا - بڑا الوالعزم اور صاحب ہمت بادشاہ تھا اسکی عدالت اور رعایا پروری مشہور ہے - مورخین نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے ایک حبہ اپنے پاس جمع نرکھا جس قدر مال غنیمت آتا تھا تقسیم کردیتا تھا چنانچہ انتقال کے بعد بجز زرہ اور کمربند تلوار کے اور کوئی چیز نقد وجنس کی قسم سے اس بادشاہ نامور کے پاس سے نہین نکلی -

سلطان محمد عثمان خان نے بزور قوت بازو سلطنت عثمانیہ کی بنا قائم کی قرہ حصار کو مفتوح کرکے حاکم برصہ سے مقابلہ کیا اور اوسکے اکثر ملکون کو فتح کرلیا اسلام کی عام دعوت دی بعض عیسائی فرمانروا نے اسلام قبول کیا بعضون نے جزیہ دینا گوارا کیا بعض جنگ مین گرفتار ہوے -

قلعہ برصہ جب قبض وتصرف مین آیا تو علاوہ مال واسباب کے تیس ہزار اشرفیان نقد غنیمت مین آئین - ستائیس سال کمال استقلال اور دینداری کے ساتھ سلطنت کی اونہتر برس کی عمر پائی آخر دہم رمضان ۷۲۶ھ ہجری مین دنیا واہل دنیا کو چھوڑا اس بانی سلطنت وحامی دین نے اپنے فرزند کو چند نصیحتین کین تھین جو ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین -

نصائح دنیا کی دولت مستعار سے غافل نہونا - ملک مین جور وتعدی جاری نرکھنا - عدل وانصاف سے شیوہ سلاطین عادل ہے - اشاعت اسلام ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ بہ تدبیر ہو یا بشمشیر - علما کی عزت فقرا کا ادب کرنا ہے جس سے ملنا بکشادہ پیشانی ملنا - عطا وکرم اپنا آئین رکھنا - جس بادشاہ مین کہ

عدل وکرم نہین وہ بادشا نہین - جو مرنے سے ڈرتے ہین وہ خالق سے غافل ہین
ہم کو اللہ پاک نے شرف اسلام عنایت فرمایا اور فتح ونصرت دی جہان تک ممکن ہو شرارت سے
پرہیز اور ترویج اسلام مین کوشش کرنی چاہئے کسی وقت مالک حقیقی کو نہ بھولنا
اور اوسکی راہ مین جان ومال سے حاضر رہنا -

پند دُنیا کا مال تم اپنا نجانو بلکہ یہہ تصور کرو کہ یہہ کسیقدر زمانہ کے واسطے
عاریتاً ہمارے سپرد ہے ہم سے پہلے بھی یہہ مال کسی اور مالک کا مال کہلاتا اب ہمارے
پاس ہے ہمارے بعد کسی اور کا ہوگا +

اہل دل دنیا پہ مائل اپنا جی کرتے نہین
روبرو آئے تو جاتے ہین وہ بھاگ اُس مال سے
یار ہرجائی ہے اس سے دوستی کرتے نہین
سامنے ہو تو نظر اس پر کبھی کرتے نہین

نکتہ خدا کا خوف انسان کے دلکا چراغ ہے اگر یہہ نہو تو انسان گویا ظلمت
مین اسیر ہے +

کرو خوف اور رہو خائف ہمیشہ
چراغ سینہ ہو جائیگا روشن
عذاب قبر اور روز جزا سے
ڈروگے تم اگر اپنے خدا سے

حکمت ظلم باعث زوال مملکت ہے اور عورت کی محبت سبب ذلت بدون کی
صحبت بدنام کرتی ہے اور نیکون کی صحبت نامور +

بازنان اُلفت مکن اے مرد حق
از سر جور وستم پرہیز کن
با بدان اے نیکخو صحبت مدار
تا بماند محکم ز دولت پائیدار

حکمت شجاعت یہہ ہے کہ قوت غضب روح انسانی کی مطیع ہو کر اسکو خوف
وخطر کے مقام پر ایسا قائم رکھے کہ کسی طرح اضطراب ظاہر نہو اور عفت یہہ ہے

کہ قوت شہوت نفس ناطقہ کی مطیع ہوکر اسکی رائے کے مطابق عمل کرے اپنی
خودروی کو اسمین دخل نہ دے اور اچھے چلن اور نیک عادتین ظاہر ہون عدالت یہ ہے
کہ سب قوتین متفق ہوکر نفس ناطقہ کی فرمان برداری کرین اور ہر ایک اپنی حد اعتدال
سے تجاوز نکرے اور عادل ہر ایک قوت کی علیحدہ علیحدہ کشمکش سے محفوظ
رہکر عدل وانصاف پر قائم رہے۔

قوتین جتنی ہین تیری جسم مین
انکو ہرگز بڑھنے اور گھٹنے نہ دے

اے نفس اے مرد دانا کام لے
سبکے اک افسر برابر کام لے

سلطان علاء الدین خلجی بادشاہ ہندوستان

یہہ بادشاہ داماد اور برادرزادہ سلطان جلال الدین فیروزشاہ خلجی کا ہے بعد
قتل جلال الدین کے سنہ ۶۹۵ ہجری مین تخت نشین ہوا شجاعت مین نامور اور ہمت
واولوالعزمی مین ضرب المثل تھا چار لاکھہ بچھتر ہزار سوار اوسکے ہمرکاب رہتے تھے۔
جب یہہ تخت نشین ہوا تو خزانون کے منہہ کھولدئے اور داد ودہش کے ساتھ
عیش وعشرت کی محفلین گرم کین ÷

فائدہ بادشاہ کے عیش وعشرت کی وجہہ سے بہت برا اثر امور سلطنت مین
پڑنے لگا اور ہر چار طرف فتنہ وفساد نے رود کھلایا ایک روز بادشاہ نے اعیان
دولت کو جمع کرکے بے انتظامی کا حال پوچھا وزیر آداب بجالایا اور عرض کی کہ بادشاہ
کی عیش وعشرت وشراب خواری اور امراء دولت کی آپس مین شادی اور فوج کی
زیادتی تنخواہ اور غلہ کا یکسان نرخ نہونے سے یہہ سارا فساد برپا ہورہا ہے بادشاہ

یہ سنکر متنبہ ہوا اور اُسی روز سے شرابخواری چھوڑ دی اور حکم دیا کہ کوئی امیر شراب نہ پیئے چنانچہ صولت افغانی مین مذکور ہے کہ سب نے شراب کے بہرے ہوئے خُم پہنک دئے جس سے ایک نالہ جاری ہوگیا اور حکم دیا گیا کہ بدون اطلاع بادشاہ کے اُمرا آپس مین شادی نکرنے پائین اور نرخ غلہ کا بادشاہ نے اپنی مرض پر رکھا مورخین لکھتے ہین اِس بادشاہ کے عہد مین امن و ارزانی ایسی ہوئی کہ ہندوستان مین کسی بادشاہ کو نصیب نہوئی تھی صاحب اقبال ایسا تھا کہ گجرات پر لشکرکشی کی اور فتح پاکر سومنات کا بُت دہلی مین لایا اور زمین مین دابدیا اور تاتاری لشکر کو شکست دیا راجہ رتھمبور کو گرفتار کرکے قتل کیا اور راجہ رتن سین والی چتور مقتول ہوا ملک تلنگانہ اور دکھن سمندر کے کنارے تک سمت بندر راشیل تک فتح کیا کرناٹک کو مفتوح کرکے بڑے بڑے بت خانہ گرائے بیشمار سونیکی مورتین غارت مین لین پنجاب کے ملک کا اُسنے ایسا انتظام کیا کہ اُسکی زندگی تک پھر لشکر تاتاری و مغلون نے اُس طرف کا رخ نکیا ۔ بادشاہی شان و شکوکت کو بہت بڑھایا ہاتی پرعماری پہلے اُس نے رکھی اور سکندر ثانی اپنا خطاب مقرر کیا اور علما فضلا خداپرست شاعر حکیم غرض ہرفن کے ایسے صاحب کمال موجود تھے کہ جنکا نظیر آجتک نظر نہین آتا چنانچہ اکثر علما کی کتابین اور حضرت سُلطان المشایخ نظام الدین محبوب آلہی رح کے نصائح اور حضرت امیر خسرو کی کتابین ابتک موجود ہین ✤ -

نکتہ تین چیزین انسان کے ہلاک ہونیکا باعث ہین **اولاً** گنہ کرنا توبہ کے حوصلہ پر **ثانیاً** تائب ہونا زندگی کے بھروسے پر **ثالثاً** بخشش کی امید پہ اپنے بڑے جرم کو ناچیز جاننا

گرچہ فضل ایزدی ہے فضل عام	ہر کوئی ہے فضل کا امیدوار
پر تو اُس کے فضل کے امید پر	ہو کے وحشی مت گنہ کر بار بار

بلکہ سرزد تجھ سے جب ہوے خطا	توبہ کر فوراً بخوف کردگار
توبہ کو کلہہ پر نہ رکھنا منحصر	زیست کا دم بھر نکرنا اعتبار

حکمت بادشاہ وہ ہے کہ نفسانی شہوتون سے پرہیز رکھے راستی شعار ہو علما فضلا سے مشورت لے قیدیون کی دلجوی سوداگرون اور عامہ رعایا کی خبرگیری اور پاسبانی رکھے رعایا و امرائے دولت کو گستاخ ہونیکا موقع ندے جنگ کا سامان خزانہ مین فراہم رکھے دشمن کے ارادہ سے باخبر رہے اپنے درباری امیر و وزیر سے ارکان دولت خیرخواہان ریاست اور اولاد سے بہ محبت پیش آئے فوج کی پرورش عدل و انصاف کیطرف توجہ مسافرون و غریبون کی خدمت مین حاضر رہے عیش و لذت ناجایز مین منہمک نہو اور اپنے عیش و آرام کو امور مملکت پر مقدم نرکھے

شاہ آن باشد کہ باشد راستباز	راستی را در جہان دارد شعار
اہل علم و اہل فضل و عقل را	دایم اندر قرب خود بخشد وقار
پاسبانی خلق باشد روز و شب	حافظ اہل جہان لیل و نہار
باخبر ماند ز عزم دشمنان	پنجہ اش پر زور و بازو استوار

نکتہ چھہ چیزین مملکت کو نقصان پونچاتے ہین **اول** نرخ غلہ برابر نہونا اور گرانی قحط کا پڑنا **دوم** کمی خزانہ **سوم** بادشاہ کی شرابخواری و غفلت و بے خبری **چہارم** دشمنونکی کثرت **پنجم** اہل ایمان کی قلت **ششم** رعایا کی ناراضی اور عالمون کا ظلم

کس طرح قایم رہے وہ سلطنت	جبکہ سلطان بیخبر ہو کام سے
جسکے دشمن ہون بہت اور کم ہون دوست	بیٹھہ سکتا ہے وہ کب آرام سے

تذکرہ سنہ وفات تیس ۳۰ سال سلطان علاءالدین خلجی نے کمال استقلال کے ساتھہ سلطنت کی کل صوبجات ہندوستان مین اسکے عہد مین عمدہ انتظام رہا آخر

۸۱۵ہجری مین کافور نامی ایک امیر نے زہر دیا جس نے اُسکا فیصلہ کر دیا ہو۔

سلطان سکندر لودہی

یہہ بادشاہ بعد انتقال سلطان بہلول کے تخت سلطنت پر متمکن ہوا شہر آگرہ اسی کا بنا کیا ہوا یادگار ہے یہہ بادشاہ ہر روز دربار کیا کرتا تھا اور بذات خود داد رسی مستغیثین کی کرتا قوی وضعیف کو یکسان رکھتا ہر کام مین انصاف کرتا تھا خلایق پر مہربان تھا ہمیشہ سخن حق کی رعایت کرتا حق گو وحق پسند تھا ہر گز بھوائے نفس عمل نکرتا علما فضلا اسکے مشیر تھے سخاوت مین مشہور گزرا ہے اسکے عہد مین تمام ہندوستان مین مسجدین آباد تھین۔ عورتون کو زیارت قبور سے منع فرمایا اور سالار مسعود غازی کا نشان جو ہر سال پھرا یج لیجاتے تھے اسکی ممانعت کی احکام شریعت کو رونق اور علم کو ترقی دی احکام شرع کی پوری پوری پابندی کی۔ بت پرستی کا بازار سرد کیا اٹھائیس سال بہ کمال استقلال سلطنت کی آخر ۹۲۳ہجری مین انتقال کر گیا

حکایت

سلطان سکندر لودہی کے عہد مین دو بھائی گوالیار کے رہنے والے بحالت پریشان بھرائی دشکر چلے گئے تھے کہین اُنکو لوٹ مین یاقوت رمانی اور کچھہ سامان ملا اُنمین سے ایک نے کہا کہ بھائی بس یہین سے واپس چلو مدعا حاصل ہو گیا دوسرے نے کہا بھائی صاحب جب خدا تعالی نے پہلے ہی مرتبہ اتنا مال دیا ہے تو بار ثانی کیا عجب ہے کہ اس سے بھی زیادہ دولت نصیب ہو اسپر ایک بھائی نے کہا کہ مین تو جاتا ہون آپ کو اختیار ہے جب چھوٹے بھائی نے گھر کی راہ لی تو بڑے بھائی نے اپنے حصہ کا مال اُسکو دیکر کہا کہ یہہ تم میری زوجہ کو دیدینا جب چھوٹا بھائی گھر آیا بھائی کا مال اُس کے بی بی کو حسب وصیت دیدیا مگر یاقوت نہین دیا تھوڑے دن بعد جب بڑا بھائی اپنے گھر آیا جو دسے مال مرسلہ مانگا عورت نے سب سامان اُس کے

سامنے لاکر رکھدیا شوہر نے یاقوت نہ پایا پوچھا یاقوت کہان ہے عورت نے کہا مین کیا جانون
نہ یاقوت مجھکو تمہارے بھائی نے دیا نہ مین نے کبھی دیکھا جو کچھہ اُس نے دیا تھا وہ تمہارے
سامنے ہے بھائی سے دریافت کیا تو اُس نے بیان کیا کہ اُسی اسباب کے ساتھہ یاقوت بھی
دیچکا ہون کیا عجب کہ اُس نے چھپا رکھا ہو ذرا تنبیہ و تہدید کروگے تو بتلاویگی اُس نے
جب اپنے جورو کو خوب مارا تو اُس بیچاری نے مار کے خوف سے ایک شب کی مہلت
چاہی اور علی الصباح وزیر کی خدمت مین حاضر ہوئی اور سارا قصہ مفصل بیان کیا وزیر نے
اُس کے خاوند اور دیور کو بالمشافہ بلوایا اور پوچھا تو دیور نے کہا مین نے یاقوت اِس عورت
کو دیا ہے اور دو برہمن کو رشوت دے دلا کر ادائی شہادت مین پیش کیا وزیر نے اُس کے
خاوند سے کہا کہ جا اپنی عورت سے یاقوت طلب کر جب عورت نے یہہ حال دیکھا -
سلطان کی خدمت مین دادخواہ ہوئی سلطان نے سب کو مع گواہون کے روبرو طلب
کیا اور ہر ایک کو دوسرے کی نظر سے جدا رکھا اور ہر ایک کو موم دیا کہ اسکی صورت
بنائین ان دو بھائیون نے تو اسکی شکل بنائی مگر مصنوعی گواہون نے برعکس ایک دوسرے کے
بنائے جب عورت کو تاکید کیگئی تو اُس نے عرض کیا کہ جو چیز نہین دیکھی ہے اسکی صورت
کیونکر بناؤن - بادشاہ نے وزیر کو مخاطب کیا اور گواہون کو سخت تہدید کرکے کہا کہ
سچ سچ کہو ورنہ جان سے مارے جاؤگے ہیبت سلطانی سے اصل حال جھوٹی گواہی دینے کا
عرض کردیا بادشاہ نے اُس کے بھائی کو روبرو طلب کرکے پوچھا تو وہ معترف بہ قصور
ہوا اور پارچہ لعل بھائی کی خدمت مین پیش کیا عورت بادشاہ عادل کے انصاف سے
اپنی شوہر کی نظر مین اول سے زیادہ عزیز ہوئی اور اس کا دیور معرض سیاست مین
آیا اور اپنے عمل بد کی سزا پائی -

بود حاکم بملک عدل بیشک	گروبے خوف نیکوکار باشند
بعدل و داد انصافش ہمیشہ	تہ تیغ ستم بدکار باشند

نکتہ جو انسان عقل کو امیر مشورت کو وزیر تدبیر کو مصاحب مآل اندیشی کو امین حکم کو سپہ سالار خدا ترسی کو یار تحمل کو خزانہ بردباری کو لشکر بنائیگا وہ جسم کی سلطنت مین اختیار حاصل کرسکتا ہے۔

عقل کو فرمان روائے جسم و جان	دانش و تدبیر دانا و وزیر
گھر مین تو گنج تحمل جمع کر	تا بملک جسم بن جائے امیر

فائدہ جب انسان کی آنکھون مین حرص و طمع جلوہ گر ہوتی ہے تو سوا حرص کے اسکو کچھ دکھائی نہین دیتا بلکہ اسکے دل کی آنکھ بھی نیکی و نیکوکارون کے دیکھنے سے بند ہوجاتی ہین۔

صاف ہوجاتا ہے بے بس آدمی	ڈالتی ہے حرص جب انسان پہ زور
دل پہ چھا جاتا ہے اندھیرا اسقدر	چشم بینا جس سے ہوجاتی ہے کور

حکمت حرص و ہوا ایک ایسا درخت ہے جسکی جڑ انسان کے دل مین جگہ پکڑی ہوئی ہے پس آدمی کو چاہیے کہ عبادت و ریاضت کے زور سے اسکو ہلائے کہ وہ جڑ سست ہوجائے آیندہ بڑھنے نہ پائے۔

تیرے دل مین رکھتا ہی مضبوط بیخ	یہ دنیا کی حرص و طمع کا نہال
نہ بڑھنے دے اسکو اگر مرد ہے	نکل گر سکے اسکو جڑ سے نکال

نکتہ ایماندار انسان چار چیزون سے چار چیزون کو پاک رکھتا ہی اولاً دل کو حسد سے ثانیاً جھوٹ اور غیبت سے زبان کو ثالثاً شکم کو لقمۂ حرام سے رابعاً اعمال کو ریا سے پس جس مین یہہ باتین نہین وہ انسان نہین۔

اولاً دل کو حسد سے پاک رکھ	بعد ازان دہو کذب وغیبت سے زبان
غیر کا حق اپنے ہاتون پر نہ لے	پیٹ مت بھر کہ کے مال بندگان
کر عمل دنیا مین بے روئی و ریا	تا تجھے حاصل ہو فخر وعز وشان

شہاب الدین شاہجہان

جب نورالدین جہانگیر بن جلال الدین اکبر بادشاہ نے جہان کی دار وگیر سے نجات پائی شاہجہان تخت نشین ہوا۔ اس بادشاہ کی نیک نیتی اور عدالت نے شورہ زار ہند کو غیرت نگارخانہ چین بنا دیا تھا جس عظمت اور جلالت کے ساتھ اس نے سلطنت کی خاندان تموریہ مین کسی کو کم نصیب ہوئی۔

عہد اکبری کے خلاف شرع قوانین اور عیش دوست جہانگیر کے خلاف عقل آئین اس حامی شریعت نے سب موقوف کر دے ملک کا انتظام نہایت خوبی اور بے تعصبی کے ساتھ کیا اس بادشاہ نے بروز جلوس چار کڑور اسی لاکھ روپیہ نقد اور چار لاکھ بیگہ زمین اور چار سو موضع شکریہ مین وقف کر دیا۔

اسی بادشاہ نے دار السلطنت دہلی مین جامع مسجد اور ایک نیا قلعہ بنوایا تھا ۱۰۴۹ہجری مین اسکی بنیاد رکھی گئی اور ۱۰۵۸ہجری کو کڑور روپیہ کی لاگت مین تیار ہوا سنگ سرخ پر سنگ مرمر کی پچی کاری اس دلفریب صنعت سے صناعین نے کی تھی کہ عقل حیرت زدہ رہجاتی ہے دلکشا نہرین خوشنما بساتین سے اس بادشاہ کا نام ابتک زندہ ہے۔

غرض کہ جشن کا سامان شروع ہوا دیوان عام کے روبرو دو شامیانہ کہ جسکا نام

دل بادل تھا اور دیوان خاص کے میدان مین سہامنڈل خیمہ استادہ ہوا یہ خیمہ
سات برس کے عرصہ مین تیار ہوئے تھے ہزار دن گز کشمیری اور گجراتی مخمل
جسپر زرکار عمدہ نفیس کام بنا ہوا تھا ان خیمہ مین خرچ ہوئے تھے دونون خیمے
سونے اور چاندی کے ستون پر استادہ تھے ان خیمون کے سامنے خوش نما
شامیانے اطلسی و زربافی سنہری روپہری چوبون پر تلنے گئے دیوان عالی جسطرح
طلائی چھت کی میناکاری سے گوناگون ویسے ہی ایرانی قالین اور بنارسی کمخوابون سے
بوقلمون تھا۔ صدر سے لیکر پاانداز تک در و دیوار تک مخمل زرباف بادلہ کمخواب پردہ ہائے
فرنگی۔ دیبائے رومی اطلس چینی سے نگارخانہ چین کر دیا تھا صدر مین تخت طاوسی
بچھایا تھا جسکی تیاری مین چار کروڑ روپیہ صرف ہوئے تھے۔ بارہ مرصع ستونون پر
جڑاؤ میناکاری کی چھت رکھی ہوئی تھی چھت سے پایہ تک زر احمر اور جواہر آبدار
کی لمعانیت اور فرو درخشش سے فلک ثوابت کا عالم نظر آرہا تھا۔ چبوترہ پر یہ عالم
تھا گویا سنگ ستارہ کا نگینہ ہے کہ انگوٹھی پر دہرا ہے۔ اسکی روکار کی محراب پر
ایک درخت طلائی رکھا تھا۔ جس نے زمرد والماس سے سرسبز اور لعل یاقوت گلرنگ
کیا تھا ادہر اودہر اسکے دو موٗر رنگارنگ جواہرات سے مرصع منقارون مین موتیون
کی تسبیح لیئے اسطرح کھڑے تھے گویا اب ناچنے والے ہین چار چتر زرنگار ایسے تھے
جسمین موتیونکی جھالرین اپنی قدرتی آب و تاب سے آنکھون کو خیرہ کر رہے
تھے۔ آگے ایک شامیانہ تھا جواہرات اور موتیون سے دریائے نور کی طرح
لھرا رہا تھا جو ایک لاکھہ روپیہ کی لاگت مین تیار ہوا تھا۔ سونے روپے
کی چوبون پر استادہ تھا گرد اس کے کرسیان و چوکیان قرینہ بقرینہ سجے ہوئے

تھین تخت کے گرد پاس ادب کیلئے کئی گئی گز تنگ حاشیہ چھوڑ کر چاندی کا کٹہرا ایسا خوشنما
لگا تھا کہ جس کی میناکار جالیان مرغ نظر کو شکار کرتی تھین۔ المختصر دربار آراستہ ہوا
مگر اقبال کا رعب داب دیکھکر قدرت خدا یاد آتی تھی چنانچہ کٹہرے کے باہر اول ہین دیسا
شاہزادگان والا تبار کی نشست تھی اُن کے بعد راجگان اطراف و اعیان دولت
وارکین سلطنت اپنے اپنے عہدے پر کھڑے تھے مگر تمام فرمابردارونکی آنکھین زمین
پر اور گوش دل اپنے فرمان روا کے حکم پر لگے تھے ہر ایک در مین دو دو خاص بردار
مخمل کی غلافدار بندوقین کھندون پر بادلہ کی جھنڈیان ہاتھون مین لئے بت بنے کھڑے تھے
باہر کے دالان مین اور عہدہ دار منصبدار منتظر حکم حاضر تھے آگے کے درون مین تین تین
حبشی غولان صحرائی کیطرح زربفتی وردیان پہنے ہتیارون مین ادبچی بنے گرز ہائی فولادی
کندھون پر دہرے بادلیکی بیرقین ہاتھون مین لئے استادہ تھے تیسرے درجہ مین اہلکار
اور ہر کارخانہ کے کاردار منشی و متصدی موجود تھے اور درون مین سپاہی ننگی تلوارین
علم کئے قد آدم چاندی کے کٹہرےسے لگے خاموش استادہ تھے باہر تیس تینتیس گز کا فاصلہ
دیکر پھر چاندی کے کٹہرے قایم تھے اور اُس کے برابر بہادر سپاہی خاص
بادشاہی جن مین داہنے پر ترک بائین پر افغان سامنے راجپوت اپنی اپنی وردیان
پہنے سُنہری روپہری بیرقین ہاتھون مین لئے جمے تھے یہان سے دروازہ تک سوارون
کے پرے فوجی آئین کے موافق باقاعدہ دوش بدوش کھڑے تھے۔ جو درباری
آتا پہرے پہرے پر اپنے نام و نشان سے آگاہ کرتا اور آگے جاتا تہا کہ ہوش و
حواس کے قدم تھرتھراتے تھے جب دربار مین پہنچتا نقیب آواز دیتا کہ آداب
بجالاؤ جہان پناہ بادشاہ سلامت عالم پناہ بادشاہ سلامت۔ تو دل سینون

دل جاتا تھا غرض اول شاہزادون کی نذرین گزرنی شروع ہوئین ہر ایک کو خلعت اور ترقی منصب کے احکام سُنائے گئے سعد اللہ خان وزیراعظم کو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا ۔۔

عبرت دربار مین یہہ شان و شوکت آشکار تھی کہ دفعتہً بادشاہ آبدیدہ ہوا اور دونون ہاتھہ فاتحہ کیلئے اوٹھائی ساتھہ ھی سب اہل دربار نے ہاتھہ اوٹھائے مگر پاس ادب سے کوئی اشخص جرأت سوال کی نہ کر سکا - فاتحہ کے بعد خود بادشاہ نے فرمایا کہ اے بندگان با اخلاص جو خیال اور خطرہ اسوقت میرے دل مین گزرا ہے اُسکا اظہار مین تم پر بھی واجب سمجھتا ہون وہ یہہ ہے کہ فرعون نے ایک آبنوس اور ہاتی دانت کے تخت پر بیٹھکر خدائی کا دعوی کیا تھا تم گواہ اور آگاہ رہو کہ جس نخوت اور تکبر سے اُس نے وہ دعوے کیا تھا مین اُس سے لاکھہ مرتبہ عجز و نیاز کے ساتھہ عبودیت آلہی کا اقرار کرتا ہون یہہ کہکر اوٹھا اور دو رکعت نفل پڑھکر شکریہ نعمت آلہی بجالایا اور دیر تک پیشانی زمین نیاز پر ملتا رہا وقت کی تاثیر سے دربار مین سناٹے کا عالم ہو گیا - سب کے دل آب ہو گئے اور سینون کے ولولون نے دم گرم سے اوس ایوان مین ایک گونج پیدا کی بادشاہ سجدے سے اٹھکر دوبارہ مسند پر بیٹھا شاعرون نے قصائد تہنیت پڑھے کسی باکمال نے گیت سُنائی - کوئی اشرفیون مین تُلا کسی کا منہہ موتیون سے بہر گیا اتنے مین خدامان خاص - جواہر کا خوان ہاتھون مین لئے ہوے آئے جن کے جواہر نگار خوان پوشون مین موتیون کی جہالر لٹکتی تھی - میر دربار نے اشارہ کیا اشارہ کے ساتھہ ھی سونے روپے کے پہول اور جواہرات کا مینہہ برسنے لگا غرض کہ نو دن تک انعام و اکرام کا بازار گرم رہا ۔۔

نکتہ شریف جب دولت پاتا ہے عاجزی مین آتا ہے جیسا کہ درخت ثمردار جسوقت پہل لاتا ہے

جھک پڑتا ہی۔ اور رذیل جب دولت پاتا ہے متکبر ہوجاتا ہی غرور سے اپنے آپ مین پھولا نہین سماتا

چون بدولت رسد شریف ونجیب	بسوی اصل خویش برگردد
بہ نکوخوئی و رضاجوئی	سرخرو ہمچو روئے زر گردد
سفلہ حاصل کند چو دولت ومال	باعث ظلم و شور و شر گردد
راست گفت ست سرور سعدی	سگ چو تر شد پلید تر گردد

تذکرہ اکتیس برس کی سلطنت کے بعد شاہجہان کے اقبال کا آفتاب ڈھلنا شروع ہوا شاہجہان کی ایک بی بی ممتاز محل نہایت نیک نیت و نیک طبیعت تھی وہ حاملہ ہوئی جب ولادت کا وقت قریب آیا تو اندرون محل کاردان دائیان اور باہر حکماے حاذق جمع تھے دفعتہً پیٹ مین سے بچے کی رونیکی آواز آئی سب سنکر حیران و ہراسان ہوگئے بیگم نے بادشاہ کو بلایا اور کہا کہ اب میرا وقت آخری آپہنچا ہے مین دو وصیتین کرتی ہون سن لیجئے وہ یہہ ہین کہ بعد میرے اور شادی نکرنا تاکہ سوتیلے بھائیون مین بگاڑ ہو اور جانین تلف ہوجائین دوسرے یہہ کہ میری قبر پر ایسی عمارت بنوانا کہ عالم مین یادگار رہے۔ تھوڑی دیر بعد لڑکی تولد ہوئی اور بیگم کا انتقال ہوا بادشاہ کو بڑا غم ہوا اور دل و دماغ پر ایسا صدمہ پہنچا کہ چند روز مین بال سفید ہوگئے عمارت جو بیگم کے مزار پر بنوائی وہ حقیقت مین سرزمین ہند پر اپنا ثانی نہین رکھتی چنانچہ تاج گنج کا روضہ شہر آگرہ مین مشہور و معروف ہے۔

آخر عمر مین بادشاہ خود بادشاہی کرتا تھا اور چارون بیٹے ملک گیری اور ملکداری کرتے تھے۔ مراد اور شجاع تو نرے شاہزادے ہی تھے اور داراشکوہ جو سب مین بڑا تھا شہزادہ پن سے فقیری اور تصوف مین ڈوبا ہوا تھا اورنگ زیب برخلاف ان

سب کے ایسا متین شخص تھا کہ پابندی شرع کے لحاظ سے ملکی جوڑ توڑ دن کے سوا دوسرا
خیال نہ رکھتا تھا جا بجا پرچہ نویس معین تھے اور ہر بات کی پیش بندی برسوں پہلے
سے کرتا تھا۔ ایک دفعہ بادشاہ ایسا بیمار ہوا کہ کل کاروبار دارا کے ہاتھ آ گئے
چونکہ یہہ نازپروردہ اور سلطنت کے کاروبار مین ناتجربہ کار تھا باپ چراغ سحری
اور تخت کو زیر قدم پا کر بھائیون کے نام ایسے احکام جاری کئے کہ انہین پڑھکر
اور باپ کو بیمار سنکر گھبرا اٹھے۔ ساتھہ ہی انکے وکیلون کو نظربند کرلیا اور دربار
کی خبرون کے بند کرنیکے لئے اُدہر کے سوداگرون اور بنجارون تک کو بھی روک
دیا یہہ حال دیکھکر تینون بھائی اپنے اپنے علاقون سے چلے۔ مراد اور شجاع نے
کھلم کھلا سلطنت کے نشانون پر پھریرے چڑھا دئے مگر اورنگ زیب نے
یہان بھی اپنی متانت خرچ کی در پردہ تو پورے سامان کرلئے اور ظاہر مین مراد
چھوٹا بھائی جو گجرات دکن مین اُسکے قریب تھا اُسے نہایت دردمندی کے
ساتھہ خط لکھا جسکا خلاصہ مطلب یہہ تھا کہ مجھے سلطنت کی ہوس نہین چونکہ دارا شکوہ
کا عقیدہ خلاف شرع ہونیکے علاوہ تم جیسے چھوٹے بھائی پر کہ قابل سلطنت ہو نا
حق جبر کرتا ہے مین برادر عزیز کی حق تلفی ناجائز سمجھکر اعانت فرض سمجھتا ہون۔
چھوٹا بھائی نہ سمجھا کہ شفقت کے پردے مین دغا ہے صاف دل سے آیا اور
جان و جگر سے رفیق ہو کر دار الخلافت آگرہ کو روانہ ہوا یہان بادشاہ کو شفا ہوگئی
دیکھا تو عالم تہ و بالا ہے۔ اُسی وقت کاروبار سلطنت سنبھال بیٹون کے نام فرمان
جاری کیا مگر ادہر تو انھین یقین نہ آیا اُدہر دارا شکوہ جو اس عرصہ مین ایک دفعہ
شجاع کو شکست بھی دیچکا تھا مقابلہ کو تیار ہو گیا باپ بڈھا تجربہ کار تھا وہ اس

نازپروردہ کی حقیقت کو بھی جانتا تھا اور اورنگ زیب کو بھی خوب پہچانتا تھا
اسلئے مقابلہ کو منع کیا اور کہا کہ دونون ہمارے چھوٹے بھائی ہین ہم صفائی کر دینگے
داراشکوہ نے نمانا اور ان دونون بھائیون سے بھی جا اڑا چونکہ میدان جنگ کا
مشتاق نہ تھا اسلئے شکست فاش کھائی اور پنجاب اپنے علاقہ مین بھاگ گیا تھا
آخر گرفتار ہو کر آیا فتحیاب نشان اقبال اڑاتے آگرہ مین داخل ہوے۔ مگر مراد
اس مہم مین ایسی جانبازی سے لڑا کہ شجاعت کا چھرا زخمون سے گلرنگ ہو گیا۔ عالمگیر
نے باپ کو عرضی لکھی اور چونکہ آپ ابتک بظاہر سلطنت کا دعویدار نہ تھا اسلئے بھائیون
کی بے اعتدالی کا افسوس بھی ظاہر کیا باپ نے ایک تلوار بھیجی اور نہایت محبت پدری
سے لکھا کہ فتح مبارک ہو مگر مجھے آکر منہہ تو دکھاؤ اس نے عذر کیا اور بیٹے کو بھیجا آپ
باہر رہا مگر یہین بیٹھے بیٹھے ایسا پیچ مارا کہ بوڑھا باپ نہ سمجھا سُنا تو دفعتہً یہی سُنا
کہ تمام دروازون اور چوکی پہرون پر عالمگیری سپاہی مسلط ہین غرض باپ کو قید
اور آگرہ کو مسخر کرلیا۔ اوسی قید مین شاہجہان نے ۱۰۷۶ھ مین بیمار ہو کر مرگیا بتیس۳۲
برس سلطنت کی چہتر سال کی عمر پائی ؎ ۔

ہیچ دنیا کار دنیا ہیچ ہے	مت اوٹھاؤ بار دنیا ہیچ ہے
خار بن جاینگے آخر اسکے پھول	گلرخو گلزار دنیا ہیچ ہے

حکمت — تین شخص اپنے اپنے موقع پر پہچانے جاتے ہین حلیم غضب کے وقت
شجاع مقابلہ کیوقت بھائی دوست حاجت کے وقت ۔؎۔

مرد میدان را بمیدان آزما	دوست را کن وقت حاجت امتحان
امتحان حلم کن وقت غضب	تا شوی واقف ز اسرار نہان

نکتہ لاخیر فی کثرۃ الروسا یعنے بہت سے حکام مین خیر نہین ہوتی اور نہ اتفاق ہوتا

ایک وہ حاکم ہے جسکے حکم مین
سرنگون رہتے ہین حکام زمان

کارفرما اسمین گر ہوتے بہت
رہتے کب قائم زمین و آسمان

نواب آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ مغفرت مآب رئیس دکن

یہہ بانی خاندان آصفیہ ہین جنہون نے اپنے حسن تدبیر اور رائے صائب سے ممالک دکن مین سلطنت آصفیہ کی بنا ڈالی بہت بڑے تجربہ کار اور اولوالعزم فرمانروا تھے ہمت سخاوت بہادری رعایا پروری اونکی مشہور ہے - تین لاکھ روپیہ سالانہ علاوہ انعامات شاہی بطریق یومیہ اور ماہانہ اہل احتیاج کے نام اپنے دستخط خاص سے جاری فرمایا تھا اور اسکے سوا دوسرے تیسرے دن اہل استحقاق و ارباب احتیاج کو تیس چالیس ہزار روپیہ خیرات دیجاتی تھے اور ہر سال زر خطیر مکہ معظمہ کو ارسال ہوا کرتا تھا - اِس رئیس نامور نے اپنے عہد حکومت مین بذات خود کسی شخص کے قتل کے لئے حکم نہین دیا اگر کوئی قابل قصاص ہوتا تھا تو حاکم شرع کو حکم دیا جاتا کہ شرع شریف کے مسئلہ کے موافق عمل کیا جاے باوجود مشاغل امور ریاست کے علمی ذوق و فضل بہت تھا ہمیشہ فقرا اور شعراء و علماء سے صحبت رہا کرتی تھی خود بھی صاحب دیوان تھے چند اشعار اونکے طبعزاد ہدیہ ناظرین ہین - ؎

تا شہید خنجر مژگان یارم کردہ اند
سرمہ در چشم قیامت از غبارم کردہ اند

ولہ

افسوس کہ در طبع بتان نیست گوارا
ای باغ وفا آب ہوائی کہ تو داری

ولہ

	آصفِ خستہ را نہال کنید	در خیابان باغ نظّارہ	

ولہ

	این قدر ہست کہ آہو نگہان رم نکنند	از خصائم نبود مطلب دیگر بخیال	

اس رئیس نامور نے اپنے وفات کے قبل نواب ناصر جنگ کو چند نصیحتیں فرمائیں تھیں منجملہ اون کے ذیل مین چند نقل کئے جاتے مین :-

نصایح جو شخص قابل قتل ہو اوسکو قاضی کے سپرد کرنا ۔ اور بادشاہت کے کام اپنے ذات سے والبستہ رکھنا ۔ اور بعد ادائے فرایض اور واجبات ہمیشہ معظمات امور کیطرف متوجہ رہنا ۔ ادنی آدمی کو عمدہ کام پر اور عمدہ شخص کو ادنی کام پر مقرر نکرنا ۔ اپنے چھوٹے بھائیون کو فرزندون کے برابر پرورش کرنا ۔ زناردار ان دکھن مثل مردمان بیجاپور و مدراس اور کشمیر لایق اعتبار نہیں ان لوگون کا کبھی اور کسی زمانہ مین اعتبار نکرنا ۔ او رحتی الامکان جنگ نہونیکی کوشش عمل مین لانا اور جنگ و جدال مین سبقت نکرنا ۔ رو بقبلہ جنگ نکرنا جو سامان موجود ہے اوسکی بہت احتیاط کرنا ۔ یقین جانو کہ بنائے دولت بزرگان دین کی دعا پر مستحکم ہے مین تمامی امور سے پہلے عزت فقرا اور مسکینون کی زیادہ کرتا تھا اور اون سے ہمیشہ مدد لیا کرتا تھا ۔ تمکو بھی لازم ہے کہ اس فرقہ کا ضرور خیال اور لحاظ رکھنا ۔ ریاست دکھن جو چھ صوبجات سے عبارت ہے پہلے ہر ایک صوبہ جات دکن مین ایک ایک بادشاہ تھا اب کل ملک مالک الملک نے مجھے عطا فرمایا مین نے حتی المقدور نگہبانی خلق خدا مین کوشش کی اب تم کو بھی لازم ہے کہ ہر خاندان کی خبر رکھنا ہر ایک کو نوبت بہ نوبت خدمات پر مامور کرنا ہندو ہو یا مسلمان جلد جلد تغیر و تبدل کرتے رہنا بلکہ ہر دوسرے برس بدلی کرتے رہنا کہ دوسرے لوگ محروم نرہین اور انتظام

مین فرق نہوا یہا ہی حق جانکر لوگون کی حق تلفی نکرنا ہر شخص کے حقوق کا لحاظ رکھنا اہل حق کو اسکے حق جائز سے محروم نکرنا ۔ ہے ۔

پند مستحق کے حق ادا کرنے مین اُسکے سوال کا انتظار نکرنا چاہیے بلکہ بے سوال اسکو اُسکا حق پہونچانا چاہیے ۔ ۔

مستحق کا حق ادا فوراً کرو	جس قدر ہو اسکو دیدو بے سوال

نکتہ دشمن کی طرف سے جب تک دشمنی پہلے ظاہر نہو لے اپنی طرف سے اسکا آغاز منع ہے ۔

جب تلک کے بس اپنا چل سکے ہو اگر دشمن سے اسکی ابتدا	دشمنی سے صاف نفرت چاہیے اُس سے پہر جنگ و خصومت چاہیے

تذکرہ سنہ وفات سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین احمد خان ابدالی والی کابل نے جہان آباد پر حملہ کیا اور اسکی آمد کی خبر مشہور ہوئی تو آصف جاہ بھی اورنگ آباد سے چلے اور برہان پور تک گئے وہان معلوم ہوا کہ بادشاہ دہلی کو فتح نصیب ہو گئی اور احمد خان ابدالی نے شکست کہا کر کابل کا رستہ لیا اسی اثنا مین آصف جاہ کا مزاج ناساز ہو گیا اور بوجہ بیماری اورنگ آباد جانیکا ارادہ ہوا لیکن بیماری زیادہ ہونے سے توقف کیا ۔

آخر اوسی بیماری مین چوتہی جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین عصر کے وقت انتقال کیا جنازہ اوٹھانے کے وقت خیمہ گاہون مین گریہ و بکا اور خلق مین ایک شور عظیم برپا تھا اُمراء عظام جنازہ دوش بدوش میدان مین لائے اور بعد نماز جنازہ روضہ مین جو قریب قلعہ دولت آباد واقع اورنگ آباد ہے لیگئے اور پائین مزار گوہر بار

مولانا برہان الدین غریب جو خلیفہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین محبوب آلہی رح کے ہین دفن کیا (۷۹) برس کی عمر پائی (۲۹) سال ریاست کی۔

نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان

یہہ ساتوین رئیس خاندان آصفیہ کے ہین سنہ ۱۲۷۳ ہجری چوبیس رمضان کو بعد وفات نواب ناصر الدولہ غفرانمآب تخت حکومت پر متمکن ہوے اونکی عالی ہمتی او ربذل وعطا آجتک ضرب المثل ہے۔

فنون سپاہگیری مین طاق اور نشان اندازی مین بھی شہرہ آفاق تھے فقرا کے ساتھ اونکو ایک خاص تعلق اور ارادت خالصہ تھی ہزارون غریب مسافر انکے خوان کرم سے مالا مال ہوگئے سیکڑون گدائی کوچہ گرد تونگر اور مالدار ہوگئے شاہی جواہرخانہ مصنوعی اور ریا کار فقیرون پر ایثار کیا گیا اور صدہا غریب جاگیرون سے سرفراز ہوے حجاج کے لئے حجاز وقف فرمایا۔ ہر عشرہ محرم مین تین لاکھہ روپیہ خیرات کیا جاتا اور ہر دوازدہم شریف وگیارہوین مین بریانی کی دیگین شاہی باورچی خانہ سے مسجدون اور درگاہون مین بھجوائے جاتین چنانچہ اتبک وہی قاعدہ جاری ہے اور رفاہ عام کے لئے شہر مین ایک بہت بڑا دار الشفا تعمیر کرایا جہان مریضون کو کھانا دیا جاتا ہے اور اونکی راحت اور آسایش کا پورا سامان کیا گیا ہے اور کل اضلاع وتعلقات مین دواخانجات اور اشاعت علم کے لئے عموماً مدارس قایم فرمائے اور خاص شہر مین بھی مدرسہ دار العلوم و مدرسہ اعزہ و دیگر مدارس کھولے گئے عالم طبیب حافظ قران نوکر رکھے گئے غرضکہ شہر حیدرآباد دار العلم بن گیا۔

اس رئیس نامور نے تخت نشینی کے بعد پانچ ہزار جوانان علی غول کے نئے اور تین سو

حافظ قران شریف اور کپتیر آدمی بخاری شریف اور مشکواۃ شریف و حصن حصین کے پڑہنے والے اور گیارہ جماعتین مولود خوانون کی بھی مامور فرمائے اور خود بدولت بھی بعد از نماز فجر مجلس ختم قران شریف مین شریک رہتے - ؀

اور منادی کروائی کہ کوئی آدمی شہر مین سیندھی شراب کی خرید و فروخت نکرے اور کل دوکانین سیندھی و شراب کی شہر بدر کروادین - ؀

نکتہ سیندھی شراب وغیرہ مسکرات کے استعمال سے انسان کو بڑے بڑے نقصان لاحق ہوتے ہین اور اسکی عادت پذیر ہوجانے سے ذلت اور خواری حاصل ہوتی ہے ہمیشہ کے لئے مریض ہوجاتا ہے کثرت استعمال کیف سے دماغی قوت مین ضعف آجاتا ہے اور سہو و نسیان پیدا ہوتا ہے - ؀

حقیقت مین شراب انسان کو وحشی	بنادیتی ہے سیندھی پوست افیون
بدن کا زور و قوت حسن و خوبی	گنوادیتی ہے بنگ اور پوست افیون

نکتہ عقلمند وہ انسان ہے جو لوگون کے علم سے اپنا علم بڑھائے اور دن کی تعلیم سے تعلیم پائے غیر کو گنہگار اور مصیبت مین گرفتار دیکھکر خود گناہ سے بچے

نکردہ کام تو جس سے گنہگار	گرفتار غم و رنج و بلا ہے ؀
بدون کو دیکھکر بیشک بدی چھوڑ	بھلا ہے تیرے حق مین یہ بھلا ہے

فائدہ نواب افضل الدولہ کے عہد مین بائیسوین محرم سنہ ۱۲۸۳ ہجری مین راجہ شنبو پرشاد نے بت پرستی و کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام مین داخل ہوکر مولوی شجاع الدین مصنف کشف الخلاصہ رسالہ فقہ اردو کے سلسلہ ارادت مندون مین شریک ہوا جسکا نام غلام رسول رکھا گیا - ؀

وہی دل ہے عزیز و کام کا دل نہو مائل بتون کی بندگی کا	جو ہو دل دادہ اپنے دلربا پر بھروسہ ہو فقط اسکو خدا پر

حکمت سارے اعضا پانچون حواس انسان کی زندگی تک اسکے یار ہین ہر ایک کام مین مددگار رہین بس آدمی کو چاہیے کہ مرنے سے پہلے عقل کے ساتھہ اپنے خالق کو پہچانے دل کے یقین سے حق کو حق جانے بتون کی پوجا پاٹ سے باز آئے آنکھون سے خدا کی صنعت کو دیکھے زبان سے اُسکا ذکر کرے کانون سے اُسکے کلام کو سُنے سر کر عبادت حق مین جھکائے بدی کے راستے سے قدم اُٹھائے سوال کا ہاتھہ بتون کے روبرو نہ پھیلائے اگر اپنے کام سے غافل ہوگا سخت پچھتائیگا وقت گذر جائیگا تو پھر ہاتھہ نہ آئیگا عقل کی رسائی آنکھون کی بینائی زایل ہوجائیگی زبان بندش مین آئیگی کان سننے سے عاری اور قدم چلنے سے بھاری ہونگے جسم بیجان اور تن ناتوان ہوگا۔ ع۔

آج آنکھین دیکھتی گویا زبان سُنتے ہین کان مرگ آئیگی تو قبل از مرگ سب رہ جائینگے	عقل برجا پانون چلتے ہین کہلے دو ہاتھہ ہین ساتھہ چلنے کے نہین جو آج تیرے ساتھہ ہین

فایده نواب افضل الدولہ کی آغاز تخت نشینی کا وہ زمانہ تھا جسمین اکثر ممالک ہندوستان مین غدر برپا تھا چنانچہ شہر حیدرآباد مین علاؤ الدین اور طرہ باز خان چند اوباشان شہر کے ساتھہ حملہ کرنے کے لئے نکلے ہر چند اُن لوگون کو اول فہمایش کیگئی باز نہ آئے تو انکے ڈرانیکے لئے سن کے گولے چلائے گئے جب وہ اور آگے بڑھے تو آتشخانہ انگریزی سے توپون کی شلک ہوئی جس مین چھوٹی چھوٹی گولیان بھرے ہوئے تھین آخر وہ سب لوگ بھاگ گئے طرہ باز خان زندہ گرفتار

ہوا جس نے اوسی زمانہ مین قید حیات سے نجات پائی اور علاؤ الدین
بعد گرفتاری دریاے شور بہیجا گیا۔ ☆

جمع ہوتے ہین جس جگہہ نادان	تازہ برپا فساد ہوتا ہے
عقلمندون کو دستو منظور	ہر گھڑی عدل وداد ہوتا ہے

نکتہ انسانون مین بدتر وہ انسان ہے جو اپنی طبیعت پر اختیار نہ رکھتا ہو
بدی اور غضب وغصہ کے وقت اپنے ارادہ کو نہ روک سکے بے اختیار ہو کر لڑنے
و مرنے پر مستعد ہو جائے۔ ☆

اٹھائے کس لئے صدمے ہم اپنے دل کے ہاتھون سے	عزیزو اختیار اپنا اگر ہوتا طبیعت پر

تذکرہ سنہ وفات اوائل ماہ ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ ہجری مین نواب افضل الدولہ
کا مزاج ناساز ہوا انجار اور عارضہ فتق مین مبتلا ہوے حکیم شفائی خان اور حکیم
نادر علی معالج تھے آخر مین حکیم محمد اشرف اور حکیم محمد فیض اللہ خان اور حکیم مولوی
ابراہیم بھی شریک معالجہ ہو گئے تھے لیکن کچھہ فائدہ نہوا ملک الموت کی
قہرمانی فرمان نے اس بادشاہ نامور کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا۔
تیرہوین ماہ ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ ہجری بروز جمعہ رہگرائے عالم آخرت ہوئے
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بیالیس ۴۲ برس کی عمر پائی بارہ سال ایک مہینہ بیس روز
فرمان روائی کی مختار الملک وزیر اور راجہ نرندر پرشاد پیشکار تھے نیک نامی
اور بذل وعطا کے ساتھ سلطنت ران رہے تاریخ وفات کسی نے یون لکھی ہے
ع افضل الدولہ شد ہلاک جہان۔ ☆
پند اپنے زندگی کے دن ایسے زندہ دلی کے ساتھہ بسر کرنا چاہئے کہ

مرنیکے بعد بھی نام زندہ رہے اور اگر ایسا نہین ہے تو اس زندگی مین بھی اپنے آپ کو زندہ نجاننا چاہیئے۔ ؎

زندہ دل ہین بجتنے مردان خدا	رہتے ہین زندہ دلی سے اپنا کام
خوش ہے ساری خلق انکے خلق سے	زندہ بعد از مرگ بھی ہے انکا نام

نکتہ تونگر وہ نہین کہلاتا ہے کہ بہت سا مال اور بیشمار دولت رکھتا ہو بلکہ اصل دولتمند وہ ہے جسکی سخاوت کے نقد سے محتاجون اور ناداروں کی جیب پُر ہون لوگون کی حاجت براری کو وہ اپنی حاجت روائی سے مقدم سمجھے۔ ؎

کہو مت اسکو دولتمند بیشک	کہ مال و ملک و دولت عام رکھے
وہی ہے مرد جو بذل و سخا مین	ہمیشہ اپنا روشن نام رکھے

مین اس حصہ کو حسان الہند ملک الشعرا ابو القاسم مولانا فضل رب صاحب عرشی تاجپوری شاعر خاص اعلیحضرت اقدس قدرقدرت خلد اللہ ملکہ کے ایک مسمط پر ختم کرتا ہون جس مین مولانا نے بہاریہ تمہید کے بعد اعلیحضرت کے ستایش مین ایک پاکیزہ اور قدیم شاعری کا فوٹو خیالی قلم سے کہینچکر ناظرین کے سامنے رکھدیا ہے۔

مسمط

ریختہ خامہ اعجاز ہنگامہ نقاب خفینہ خاقانی و انوری صراف خزینہ معنی گستری حسان الہند ملک الشعرا ابو القاسم مولانا محمد فضل رب صاحب عرشی تاجپوری شاعر خاص اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی دام دولتہ و حشمتہ۔

بازبرخ برکشید ابر کبودی نقاب	کالبد خاک را نزل رسید از سحاب	لالہ احمر اسنو دختہ لعل خوشاب	طبلہ عنبر کشاد بار بد امان خاب
	ابر سیہ برکشید خنجر برق از قراب		

موکب اردی بهشت کوکبهٔ خسروان	سبزه ده گلهای نغز از طرف بوستان	سبزه و بستان نخورد اسپرغم ارغوان	نارون و شنبلید یاسمن و اقحوان
	بیرق زرین نمود خیری مشکین طناب		
لاله ز ژاله گرفت خم شراب عتیق	ژاله بلاله فشاند خرده لعل و عقیق	خرگه سیاره شد تل زر و خش شقیق	سبزه بنشتر گشاد گرنه رگ باسلیق
	از چه در و بام و دشت گشت چو لعل مذاب		
سبزه چو بیژن ستاد اسپرم آمد چو طوس	لاله چو رستم نشست گل چو یل اشکبوس	غنچه چو پیران فروخت منقل آذرجوس	سرو چو اسفندیار کوفت بهر گوشه کوس
	نیزه شه چین گرفت افسر افراسیاب		
ابر جواهر فروش بازرگان برگشاد	گوهر غلطان نهاد ابر بدامان باد	باد باردی بهشت ابنه سلطان بداد	تا جرا اردی بهشت حقه گوهر نهاد
	تا که برد ارمغان پیش امیر رقاب		
آصف کری علی جلال جعفر یحیی نوال	موسی یوسف جمال شیث مسیحا خصال	خضر سکندر مثال احمد حیدر شمال	خالد احنف کمال حاتم سحبان مقال
	ماحی کفر و ضلال حامی خیر و صواب		
ای ز تو افسر طلب سرّ سلیمان دین	ای ز تو زنهار خواه رایت خاقان چین	خسته تیر تو گشت شهپر روح الامین	بسته خام تو هست پیکر برین
	ترکش تیر تو گشت مغفر افراسیاب		
مولد نجم زحل بخت تو نجم دول	قهر تو با اجل لطف تو نور جبل	روی تو صبح ازل رای تو حسن عمل	مهر تو تشریف خلق خشم تو مرگ امل
	قصر تو کیوان محل جاه تو گردون جناب		

رفته ز ذلت ولوع شسته نگاهت وسیع	کنده شکوهت قلوع جو قهر تو بیت بقاع	گشته ز عدلت طلوع مهر امن انقلاع	خم شده بهر رکوع دهر و سپهر خضوع
	تا بخضوع و خشوع بوسه دهد بر رکاب		
گر پی نخچیر صید روبه بیابان نهی	قالب غولان دشت بر سر شیران نهی	چشمه نیز شود در گه چو به قطران نهی	گاه کرم بر زمین حاصل عمان نهی
	خیمه نه چرخ را عزم تو برد طناب		
یک رسن محشر است خاتم تو از گیرودار	یک شجر اخضر است رمح تو از آب و نار	زان رسن محشری حلق پلنگان فشار	زین شجر اخضری گردن شیران بخار
	تا که بشوید بخون عارض خود آفتاب		
جاه تو کرسی نهاد بر زبر آسمان	گشت بنخچیرگاه تو بهشت فلک پاسبان	زیر تو اسفندیار هفت فلک هفتخوان	قدر تو کاوس کی عزم تو تخت روان
	ملک جهان آشیان حکم رفیعت عقاب		
گر ز سر خاکیان جمع تو منفک شود	صورت و رواج جهان نظم جهان فک شود	گر تو روی از میان نفس کن حک شود	گر بکف آری کمان چرخ مشبک شود
	جام چو بر کف نهی ابر ببارد شراب		
ای تو بنصرت قرین چرخ پدید و زمین	غازه ز جاهت گرفت عارض میدان دین	از تو نگردد دوان ترشده گردون زمین	شد ز تو سنجاب پوش مشبه دامان زمین
	از کرمت مشکبیز شد چمن و تیره خاب		
تیغ طغان وکن شاه ترخان توئی	خسرو کاوس فر رستم دوران توئی	تخت سلیمان بگیر کآصف کیهان توئی	بر سر شیران گذر که شیر ایران توئی
	بر سر گیتی بتاب زانکه توئی آفتاب		

خصم ترا روز کین تیغ برشته بهشت	رمح ز خون حسود گل به برشته بهشت	نجم اسد بیجان عمل تو کشته بهشت	چنبه اسرار را فکر تو رشته بهشت
	تیغ تو از خون خصم کرد بهامون خضاب		
روی شفق را شها هیبت تو زرد کرد	نام ترا آسمان دارو هر درد کرد	آتش کین ابد بر سطوت تو سرد کرد	سم سمندت بر زم خصم تبا گرد کرد
	کرد ز عون کلنگ شانه ز چنگ عقاب		
تو هیبت آسمان نصرت و فر بار گیر	حکم ترا چرخ پیر بسته چو حرز بگیر	خیز و بمیدان شتاب تیغ و سپر هم بگیر	همچو تهمتن بدو گرز و گردان تیر
	دجله آتش ببار بر سر شیران غاب		
خاتم جاه تراست فر سکندر نگین	قصر جلال تراست قدر سلیمان نگین	همچو سکندر بگیر بر رو سقلاب و چین	همچو سلیمان کشا حصر سپهر برین
	چند نشینی بکش تیغ جلال از قراب		
خسرو سکندر توی ابلق دوران بگیر	آئینه دین بساز چشمه حیوان بگیر	شاه نشان قیصری از خاقان بگیر	خیز و ز شیر فلک کار چو شیران بگیر
	از سر پیکان شکن حلقه درع سحاب		
عیش ابد را چو جم جامه عبدی بدوز	خیز و چو صبح ازل رخ ز صبحی فروز	بال عقابی گشا کرکس غم را بتوز	آصف دوران توئی اهرمن دین بسوز
	ملک سلیمان بگیر ز اهل طغیان و خراب		
تو که بزرگی ز عرش قدر تو محکم اساس	بود ترا در ازل چشمه کوثر بکاس	تو که غلام تو بود ترک ذنب خان پاس	تنگ که دریا معبری گنج هر خود شناس
	قدر شیبانی بتیغ بر سر گیتی بتاب		

در پس عمّال ملک هیچ نهان نگذار	تا که شعار ظلوم بر تو شود آشکار	خیز چو هارون رشید گرد و بسیر دیار	همچو گدایان بشب کو بکو شبهای تار
	تا تو ببینی که چیست حال جهان خراب		
مادر فرزند کش ما شبگه خاکیان	از کرم مادری هیچ ندارد نشان	دولت دارا گرفت افسر نوشیروان	سینه جمشید خورد خنجر سیر اروان
	کوشک کسری شکست گنبد افراسیاب		
ور تن شاهی فروش دامن همت فشان	گام چو مردان بنه نام چو مردان گذار	هرچه بیاری بیار هرچه بیاری بیار	هرچه ببازی بباز هرچه بکاری بکار
	زانکه ندارد بقا کار جهان خراب		
ایکه به بخت بلند خسرو تاج و گهی	داد خدایت ترا در صف صدر آگهی	شکر خدای جهان کن که تو شاهنشهی	تا بتو نازل شود آیه ظل اللهی
	ملک نصاب ترا شکر کند بحساب		
تو که بجاه و حشم خسرو دارا وری	آمده ام سوی تو تا هنرم بنگری	بود چو من شاعری فرخی و عنصری	خسروم اکنون بدهر کسب کند جوهری
	ملک سخن را منم داور مالک رقاب		
عرشی آشفته را در صف حق جا مبین	تشنه لب چه بیاد آب را تشنین	بخت بدش مرتضی چرخ ما ده در کمین	دست تو بر کبود فلک فرق بر بود زمین
	لطف کن ای شهریار خسرو مالک رقاب		
تا که بود در چمن مشعله نوبهار	تا که بود بر زمین قبه گوهر نگار	باد به تخت شهی از مه و هشت و چار	دست ترا زیر پا سطوت اسفندیار
اختتام حصه اول	پای ترا زیر دست صولت افراسیاب		مطبوعه مطبع عزیز دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ دوم

حکمرانی رعیت کی نگہبانی حفاظت جمیع خلیقاتی خداترسی نیکی بدی کے ذکر مین

حکمرانی اور رعیت کی نگہبانی بہت ہی بڑا اور بزرگ کام کہلاتا ہی اگر بطریق عدل اور انصاف ہو تو اوسمین کچھہ کلام نہین کہ زمین پر پاک پروردگار عالم کی خلافت ہے اور اگر عدل و کرم و شفقت سے خالی ہو تو معاملہ برعکس ہو جاتا ہے کیونکہ والی ملک کے ظلم و ستم سے زیادہ فساد کے دفع مین اثر نہین ہو سکتا ہی اور علم و عمل فرمانروائی کی اصل ہے علم کچھہ دین ہی کے لیے بکار آمد نہین بلکہ سلیقہ فرمانروائی طریقہ ملک داری آئین سیاست و ریاست رانی کا جزو اعظم ہی اور سلطنت

وحکومت کیلئے سب سے زیادہ لیاقت درکار ہے۔
اگرچہ اہل علم نے حکومت کا علم بہت ہی بڑا لکھا ہے تاہم حاکم کو جان لینا چاہیے
کہ اس کو احکم الحاکمین نے اس جہان مین کس لیے بھیجا ہے اور اسکی قرارگاہ
کہان ہوسکتی ہے یہہ دنیا اسکی منزل گاہ ہے کچھ قرارگاہ نہین ہوسکتی ہے
کیونکہ وہ یہان پر مسافرانہ وارد ہے رحم مادر اسکی منزل کی ابتدا ہے اور قبر اسکی
منزل کی انتہا۔ اور وطن اسکے سوا ہوتا ہے۔ جو برس اور مہینا اور دن اسکی عمر
سے گذرتا ہے وہ ایک منزل کی مانند ہوتا ہے جسکے باعث وہ اپنی قرارگاہ سے نزدیک تر ہوجاتا ہے
پس جو شخص پل پر گذرے اور پل ہی کی عمارت مین اوقات گذارے اور اپنی منزل گاہ
کو بھول جائے تو عقلمندی اور دانائی سے دور ہوتا ہے بلکہ دانشمند وہی شخص کہلاتا ہے
جو منزل دنیا مین زاد راہ آخرت کے سوا اور کچھہ طلب نہ کرے اور دنیا مین اسیقدر
قناعت کرے جسکی ضرورت رکھتا ہے اگر حاجت سے زیادہ ہوگا تو وہ زہر قاتل
ہوتا ہے اور موت کے وقت وہ چاہیگا کہ میری تمامی خزانون خاک ہی بھری ہوتی سونا چاندی
کچھ بھی نہوتا تو وہ جسقدر زیادہ جمع کریگا اسمین سے بقدر کفایت اوسے نصیب ہوگا
باقی سب حسرت و اندوہ کا تخم ہوگا اور موت کے وقت اوس پر جان کنی
دشوار ہوگی اور یہہ حسرت اس صورت مین ہوگی کہ مال حلال ہو اگر مال حرام
ہوگا تو آخرت کا عذاب اس حسرت سے کہین زیادہ ہوگا اور ہلا ہیچ اتحاد دنیوی
خواہشون سے صبر کرنا ممکن ہی نہین مگر آدمی کا ایمان اگر اس بات پر ٹھیک ہو کہ
دنیا کی چندروزہ لذت جو سراپا کدورت ہے اسکی وجہہ سے لذت آخرت جو سلطنت
لازوال ہے اور کسی کدورت کو اسمین دخل نہین وہ فوت ہوجائیگی تو چندروزہ صبر کرنا

بہت ہی آسان ہوگا اسکی مثال یون سمجھی جاسکتی ہے کہ اگر ایک عاشق صادق سے
کہا جائے کہ اگر آجکی رات تو اپنی معشوق پاس جانا چاہیگا تو پھر اوسکو ہرگز نہین دیکھنے
پائیگا اور اگر آجکی رات صبر کریگا تو بے رقیب اور بغیر کسی مخل صحبت کے ہزار راتون
کے لیئے لوگ اس معشوق کو تیرے سپرد کردینگے تو اوسکا عشق اگرچہ حد سے زیادہ
ہو مگر بلا تامل ہزار شب وصل کی امید پر ایک رات صبر کرنا کیا اوسے آسان نہوگا۔
اور دنیا کی مدت آخرت کی مدت کا ہزاروان حصہ بھی نہین ہوسکتا ہے بلکہ اس سے
کچھ بھی نسبت ہی نہین رکھتی اور ابد کی درازی ہرگز آدمی کے وہم وخیال ہی مین
نہین آسکتی ولو فرضاً اگر ساتوان آسمان اور زمین کو رائی کے دانون سے بھر دیوین
اور ہر ہزار برس کے بعد ایک چڑیا اسمین سے ایک دانہ چگے اور کھا جائے تو وہ سب
رائی کے دانہ ختم ہوجائینگے لیکن ابد مین سے کچھ بھی کمی نہوگی مثلاً کسی آدمی کی عمر
سو برس کی ہو اور شرقاً وغرباً تمام ملک روئے زمین پر قابض اور متصرف ہوجائے
تب بھی آخرت کی ہمیشہ قایم رہنے والی سلطنت کے سامنے ہیچ اور بے قدر ہوسکتی
ہے پھر جس کسی کو دنیا مین سے تہوڑا ہی حصہ کسی ملک کا ملجائے اور وہ بھی صاف نہو
تو خواہ حاکم ہو یا محکوم سب کو اس امر کا لحاظ درکار ہوسکتا ہے کہ ہمیشہ اپنی جی جان سے
ایسی باتین کیا کرین اور دل وجان پر اس مضمون کو تازہ کرلیا کرین تاکہ چند روزہ
خواہشون سے صبر کرنا اور رعیت پر مہربانی اور بندگان حضرت خدائے مطلق کو
اچھی طرح رکھنا اور شہنشاہ جل وعلا کی خلافت بجالانا اوس پر آسان ہوجائے۔
پس جب انسان نے یہہ بات جان لی تو فرمانروائی مین اسطرح مشغول ہو جیسا کہ حکم الحاکمین
کا حکم ہے کہ اس طور پر جسکی صلاح اہل دنیا دین چونکہ عدل وانصاف کے ساتھہ حکمرانی

کرنے سے زیادہ کوئی عبادت حق سبحانہ تعالی کے نزدیک افضل اور بزرگ نہین اسلیئے کہ بادشاہ عادل کیواسطے ساٹھہ صدیق ستعد کے عبادت کا عمل فرشتے آسمان پرلیجاتے ہین جس سے خداوند عالم اس بادشاہ کو اپنا مقرب اور بڑا دوست سمجھتا ہے اور ظالم بادشاہ اللہ پاک کا معذب اور دشمن کہلاتا ہے جتنے رعایا کے روزانہ نیک اعمال ہوتے ہین ہرروز عادل بادشاہ کے بھی اوتنے ہی نیک عمل فرشتے آسمان پرلیجاتے ہین اور اوس بادشاہ کی نماز ستر ہزار نماز وںکے برابر ہوتی ہے ❖

جب ایسی حالت ہے تو اس سے زیادہ اور کیا انسان کو حاصل ہوسکتا ہے احکم الحاکمین جس کسی کو منصب حکومت وسلطنت رانیکا عطا فرمائے تو مالک سلطنت جسکی ایک ساعت دوسرے کی تمام عمر کے برابر ہوتی ہے اگر شکر نعمت وحق خدمت نہ بجالائے اور اپنے حقیقی مالک سے منحرف ہوکر ظلم اور خواہشات نفسانی مین مشغول ہوجائے تو وہ دانا انسان نہین کہلاتا ہے چونکہ حکومت نہایت خطرناک چیز ہے خلایق کی حکومت کا کفیل ہونا کچھہ آسان امر نہین جو والی سلطنت اپنا حق اداکر نیکی اور خداترسی کی توفیق پاسکتا ہے وہی ایسی سعادت حاصل کرسکتا ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت ہی نہین ❖

خداترسی

یہہ وہ صفت ہے جس کے ذریعہ سے انسان اپنی ذات کو ہمہ صفت موصوف بناسکتا ہے اور اس بزرگ خصلت کی وہ عمدہ تاثیر ہے جسکی برکت سے تمام دنیا کی برائیوں سے انسان اپنا دامن چھڑاسکتا ہے حقیقت مین جو انسان خدائے پاک پروردگار عالم کی بزرگی اور

قدرت کو کسی وقت اپنے دل سے فراموش نہین کرسکتا وہی شخص خدا ترسی کے معنی
بھی خوب سمجھتا ہی کہ کون کون اچھی باتین اس ذریعے سے حاصل ہو سکتی ہین او کون
کون برائیان اسکی برکت سے حرف غلط کی طرح صفحہ دنیا سے حک ہو سکتی ہین
یہہ بات غور کرنے سے دریافت ہو سکتی ہے کہ ایک ایسا شخص جسکی مزاج مین
لاابالی اور بے سروپا خیالات بہرے ہوے ہین وہ کسی موقع پر اور خصوص ایک غور
طلب مقدمہ کے وقت اپنی حالت ایسے درجہ پر قایم نہین کرسکتا کہ وہ کچھہ دیر بھی
رائے پر قایم رہ سکے یا اپنی مفید رائے کے نتیجے سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرے
جس سے اسکی قدرت مدرکہ ترقی کے منزل کو طے کرسکے ٭

پس ایسے پست حوصلہ شخصون کو خدا ترسی کے طرف کبھی خیال ہی نہین ہوتا اور
نہ وہ سوچتے ہین کہ ہمارا مآل کیا ہونے والا ہے وہی لوگ جو کسی کام کا آغاز و
انجام نہین خیال کرتے بادۂ کبر و نخوت سے یہان تک مست ہو جاتے ہین
کہ اونکی نظرو نمین کسی شخص کی قوت اور عظمت نہین جچتی بلکہ وہ اسی اپنے خیالی زعم
پر بڑے بڑون کی کچھہ حقیقت نہین سمجھتے ٭

پس ایسا شخص جو اپنے ذاتی غرور کے سبب سے ایک بزرگ آدمی کو تحقیر کی نگاہ
سے دیکھتا ہے تو فرمائیے وہ اپنے سے چہوٹے اور کم رتبہ آدمیون کی کیا قدر
کریگا اور اونکو اپنے مقابلہ مین ایک چیونٹی سے بھی کم سمجھے گا ٭

یہہ بات کچھہ ایسی نہین کہ خاص و عام نہ جانتے ہون اور نہ اس مقام پر اس امر
کی ضرورت ہے کہ تمثیلاً کوئی روایت بیان کیجائے جس سے ثابت ہو کہ اوس
شخص نے جو ہر طرح سے زبردست تھا ایک کسی کمزور کو تنگ کیا کیونکہ

اس مزاج کے تو ہزار ہا آدمی نکلین گے جو اپنے سے چھوٹے لوگون کی کچھ حقیقت ہی نہین سمجھتے اور اون کو بات بات پر تنگ کرنا گویا اپنی قوت کی نمایش اور امتحان کا موقع سمجھتے ہین پس وہی لوگ ہین جو ذرا خوف پاک پروردگار عالم نہین کرتے اور خدا ترسی کے معنے سے واقفیت رکھتے ہین اور نہ اس راز پر غور کرتے ہین کہ ہمارے سرکشی کا نتیجہ کیا ہونیوالا ہے اور جن کم زورون اور غریبون اور بیکسون کو ہم اپنا زور دیکھاتے ہین تو کیا اون کے رنجیدہ اور توٹے ہوئے دل کسی ایسے حاکم سے اون کے ظلم اور جور و سختی کی فریاد نکرین گے جو کل زبردست اور زیردستون کا مالک ہے اور جس کو تمامی زمانے کا اختیار حاصل ہے اور کیا اون بیچارون کی دُعائین اور التجائین قبول نہون گے جکے ذریعہ سے وہ آیندہ بحفاظت تمام رہ سکین اور اون کے ستانے والے لوگ اپنی کفیر کردار کو نہ پہونچین گے ؟

بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن		اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

گو وہ لوگ جو خدا ترسی سے غفلت کرتے ہین اپنے خیالات و تدبیرات پر پورا بہروسا کر لیتے ہین اور سمجھتے ہین کہ یہ ایک یقینی امر ہے کہ جس سے کبھی کم زور پر حملہ کیا جائیگا وہ ضرور ہی مغلوب ہو جائیگا مگر یہ تجربہ سے اکثر ثابت ہوا ہے کہ وہ اپنے جوش غضبی مین یہان تک بدحواس ہو جاتے ہین کہ اونکا اکثر نا واقف ہین کے گرا دینے کا باعث ہو جاتا ہی اور اس امر کا موقع ہی نہین آنے پاتا کہ فریق ثانی جو نہایت کم زور تھا اوس زبردست سے کوئی صدمہ اوٹھائے -

اور اگر بالفرض ایک زبردست شخص ایک کمزور کو نہایت تنگ ہی کرے تو ممکن ہے کہ انتظام دنیاوی کے موافق حاکم وقت اوسکی فریاد کو پہونچکر ضرور اہل جرم کو سزائے سخت دے اور اگر کسی وجہہ سے وہ زبردست شخص اپنے افعال بد کی سزا نہ پاسکے اور حاکم وقت کی نظروں سے بچکر گناہ کرے تو اس امر پر کب بہروسا ہو سکتا ہی کہ وہ شخص اپنے جرم سے حاکم علی الاطلاق کی دار العدالت مین سزایاب نہو سکے پس عقلمند انسان وہی ہو سکتا ہی کہ خدا ترسی کی عادت ڈالے اور کسی اپنے کمزور مجبور ہمجنس پر جبر روا نرکھے اور ہمیشہ نیک نامی سے اس چند روزہ زندگانی پر دنیا مین گذر کرے بدی اور بد افعالی سے بچے ؛

نیکی اور بدی

نیکی کا لفظ عام طور پر ایک ایسا لفظ ہے جسمین ہر قسم کی نیکیان شامل ہو سکتی ہین اور جسکی عام فہم مطلب و معنے ہر طبقہ کا انسان جان سکتا ہی ؛ اسیطرح نیکی کا متضاد لفظ بدی بھی ایسا ہی مشہور ہے کہ اوسکی تشریح کی ضرورت ہی نہین معلوم ہوتی ؛

نیکی و بدی کے نتایج ہر انسان کے ذہن نشین تو باسانی اور بلا غور و فکر ہو سکتی ہین لیکن تاہم بعض اوقات بہترے لوگ ان دونون خصایل مشہور کے نتایج سے سہواً یا عمداً ایسے غافل ہو جاتے ہین کہ وہ اکثر بدی کے طرف جہک پڑتے ہین اور نیکی کے ہر دل عزیز اور فایدہ بخش راہ کو چھوڑ دیتے ہین ؛

یہہ بات اِس مقام پر غور طلب ہے کہ آیا کیا ہر شخص کے ساتھہ نیکی ہی کا برتاؤ واجب ہو سکتا ہے یا اتفاقاً بدی کا بھی عمل کسی کے حق مین داخل انصاف ہو سکتا ہے ؛

نیکی سے مراد یہہ ہے کہ کسی شخص کے ساتھہ بھلائی کرنا اور اوسے اپنی قول یا قوت یا دسترس کے ذریعہ سے فائدہ پہونچانا - اور بدی سے مراد ہے کہ کسی شخص کی برائی چاہنا اور اوسکے ساتھہ ایسا سلوک کرنا جسکے ذریعہ سے اوس کا نقصان ہو ؛

اور کسی شریر و فتنہ انگیز بدنفس شخص یا مجرم کے پاداش افعال کا بندوبست کیا جائے تو وہ فعل داخل بدی بانیوجہہ خیال نہین کیا جا سکتا ہی کہ ملزم کا تدارک بھی اوسی کے آئندہ بہبودی کے لئے مفید اور نیز مخلوق الہی کو ایک شریر بدنفس شخص کے آئندہ حملون سے محفوظ رکہنے کی ایک عمدہ تدبیر ہے - پس عقلا کی نزدیک اس قسم کا انتظام داخل بدی نہین کیا جا سکتا ہے بلکہ بخیال حفاظت نقصان و ضرر عامۂ خلایق کسی شریر و مفسد کی سزا دہی کی تدبیر ہی داخل امور نیکی ہے ظالم کو ظلم مین مدد دینا یا اون کے فعل کو اچہا کہنا بھی ظلم ہو سکتا ہے اور اونپر بجور و جفا پیش آنا عین صواب ہے ؛

مدد دینا بدون کو کار بد مین	برا ہے فی الحقیقت یہہ برا ہے
بھلائی ہے برا کرنا بدون سے	ستمگر پر ستم کرنا بھلا ہے

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو ضرر پہونچا کر اپنا یا کسی اپنے دوست یا چند اشخاص کا فائدہ حاصل کرنا داخل امور احسن سمجھے تو یہہ امر بھی بالکل داخل بدی کیا جا سکتا ہے

بدی کو دنیا مین جسقدر وسعت حاصل ہے دوسری چیز کو ممکن نہین انسان ہر شخص کے ساتھہ بدی کے پیرایہ مین ہر قسم کی بدسلوکیان اور ناجایز برتاو کرسکتا ہے

بدی ہر ایک سے کرتا ہے بدکار	بہری ہے اسکی طینت مین برائی

بدی کرنیکے واسطے نیکی کی طرح کوئی وقت معین نہین ہوسکتا - ہر وقت ہر محل و موقع پر انسان کے دل پر سخت صدمہ پہونچانے اور کلیجہ کو تڑپانیکے واسطے آمادہ پائی گی - آدمی کی نیکی خواہ کیسی ہی مستند ثابت ہو چکی ہو ذرا ہی غفلت مین بدی کے پہندے مین پہنس کر اپنا رنگ جمانیکے لئے کوئی کار نمایان نہین کرسکتی -

بدی کیواسطے کوئی خاص صفت کا آدمی درکار نہین اور نہ یہ کسی کی دست گرفتہ ہے بلکہ ہر شخص جسکا شیشۂ دل خوف پروردگار عالم اور اندیشہ روز جزا و پاسۂ ننگ و ناموس و خدشۂ انسانیت اور خطرۂ جان و مال کے مضبوط اور وزنی پتھر کی ٹہیس سے چور چور ہوتا ہو اسے بدی اپنا ترقی خواہ بنا لیتی ہے - ہر زمانہ اور ہر قرن مین بدیکی عملداری مین رہنے والون کی مردم شماری کا نمبر نیکی کی دنیا مین رہنے والون کی تعداد سے المضاعف پایا گیا ہے اور انکی قوتین ایسے زور پکڑے رہین کہ آئین خسروانی ان کے زور گھٹانے والے کوششون کو وسعت دینے مین بھی ناکامیابی کے ساتھہ اپنے ضعف پر تاسف پائی گئی -

تاریخی دنیا مین بھی بمقابلہ نیکی - بدی کا دورہ ہمیشہ رہا اور یہی وجہہ ہے کہ ہر ولایت و ہر ملک مین کسی خاص خاندان یا کسی بادشاہ کے گھرانے مین ہمائے حکومت اپنی برکتون کو ایک مدت تک قایم نہ رکھہ سکا جن عہدون مین زوال مملکت و انتزاع سلطنت کی دہائی پہرے ہے وہ بدی کے کارنامون کی تاریخ لکھے ہے

جانیکا زمانہ ہین ؛

قطب الدین مبارک شاہ خاندان خلجی کا خراب کن پادشاہ معز الدین کیقباد
خاندان التمش کا آخری جہان پناہ اورنگ زیب سلطنت مغلیہ کے عہد شباب
کا آخری کہملاہ اگر بدی کو اپنی عملداری سے خارج کرتا تو ممکن تہا کہ ان خاندانون
کی تباہی کیواسطے قہر الٰہی کچہہ بھی ہاتہہ پانون مارتا سیاسات شرعیہ و تدبیرات
نبویہ اصلاح امور دینیہ و دنیویہ صرف بدی کے انسداد کیواسطے جلوۂ ظہور دکھا
رہے ہین - اور اگر نیکیون کا عام طور پر رواج ہوتا تو اُن کے مولفین و
مصنفین کو کوئی پہلو ادن کے عالم شہود مین لانیکے واسطے نہ مل سکتا ؛
نیکی جو توشۂ آخرت کے نام سے مشہور ہے بدی کیطرح ہرجائی نہین اور نہ
اسکو ناقص العقل اور بد باطن اشخاص سے برائے نام انس ہے یہ صرف
انہین کے نامۂ اعمال درست کرنے کے واسطے اپنی اوقات عزیز صرف کیا کرتی
ہے جو سزائے روز جزا کے خوف سے تہر تہر کانپتے ہین اور رضائے الٰہی
کو گل باتون پر مقدم جانکر بدی کیطرف ہولے سے بھی نظر نہین اٹھاتے ؛
نیکی کرنے والون کو بدی کرنے والون کے طرح دفعتۃً اظہار لیاقت کا موقع
نہین ملتا بلکہ انہین نہایت جد و جہد اور سعی و کوشش سے نیکی کے اوصاف
دکھانیکی ساعت سعید لبناش کرتی ہے جس شخص مین نیکی کا خاصہ موجود
ہے اوسکی رگ رگ کو بہہ صفت موصوف ہونے کا دعوےٰ ہوتا ہی اور اوسکی
نس نس مین نیکی سے بھرے ہوئے خون کا جوش موجین مارتا نظر آتا ہے ۔
اوصاف دینی اور دنیاوی مین اگر ایک صفت کے ساتھہ بدی کا لگاؤ ہوا تو

سارے افعال حسنہ اور خیر صواب اپنی جاگی خبر سنانے لگتے ہین - نیکیون کے عادی اپنے اوصاف کو صرف اپنی خیرخواہون دوستون واعزہ کے ساتھ مسلوک ہونیکی جرات نہین دیتے بلکہ اپنے دشمنون اور رقیبونکو بھی ہر دل عزیز صفت سے فیضیاب کرنے کے ساعی رہتے ہین ؛

جو انسانو نہین ہین انسان نکونام		برون سے بھی وہ کرتے ہین بھلائی	

اگر صرف شاہی تاریخ پر کفایت کیجائے اور خیالات حالات اہل زمانہ کی جستجو مین پہنچنے سے باز رکھے جائین تب بھی مطلب ہذا کو بہت کچھہ طوالت کے ہاتھہ نیکیون کے اثبات مین مدد مل سکتی ہے ؛

جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام لاکھون کروڑون بندگان خدا کے مشکل کشا اور ولی نعمت تھے بعہد شمر و یزید پلید اپنی امامت و اشاعت اسلام کا ڈنکا بجاتے تھے اور اوسی زمانہ مین یہہ دونون حاکم ظالم زبردست خلقت خدا کے بالا دست حکمران تھے مگر نیکی کے خصایل نے اون کی توقیر بڑہانے اور بدی نے اون ظالمون کی وقعت گھٹانے مین جو کام کیا وہ صفحۂ روزگار پر عوام کی عبرت کیواسطے بہت کچھہ کار نمایان کر سکتا ہے ؛

جسطرح راون اور کنس کی جفائین - نمرود مردود کے ظلم اور فرعون کا ستم چنگیز خان و ہلاکو کی خونریزیان نادر کی دل آزاری بدی کی یادگار ہوکر اونکی خاک کو انگشت نما بنا رہی ہے ؛

اسی طرح امیر المومنین خلیفۂ رسول اللہ حضرت - ابابکر الصدیق رضہ کا صدق اور امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رض کی عدالت گستری اور امیر المومنین حضرت

عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شرم وبخشش اور امیرالمومنین سیدنا اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب رضے اللہ تعالی عنہ کا علم وعدل کا سراپا کہجکر ہمارے لئے راہ نجات کا خضر بہم پہونچاتی ہین -

بدی اور نیکی کے لفظ بعض موقع پر اپنے اصلی معنے سے بہی انحراف کرجاتے ہین اور بے موقع استعمال ہوکر اپنے مطلب کو خلاف موقع ثابت کرتے ہین ؎

بدی جسکا پہلے ذکر ہوچکا ہے عام طور سے ذلیل سمجہی جاتی ہے اور واقعی اس سے بڑہکر دنیا مین کوئی بری چیز ہی نہین مگر عقلمندان سلف ودانایان (دانشوران) خلف نے بعض موقع کی بدی کو بھی بمنزلہ نیکی تصور کرلیا ہے مثلا کوئی ظالم بندگان خداوند عالم کا جانی دشمن وخونخوار عدو ہے اور اوسکی ذات سے صدہا قسم کے نقصان متصور ہین تو یہہ ضرور نہین کہ اوس پر رحم کیاجائے اوسکا تدارک نہو ؎

اگر اوسکے ساتہہ خوفناک اور ضرر رسان بدی کی چال چلی جائے تو وہ بمنزلہ نیکی تصور کی جائیگی بلکہ اوس سے بہتر ہے یہی حال اوس نیکی کا بہی ہوسکتا ہے جو بعض وقت بدی سے بھی دوچار ہاتھ بڑہ جاسکتی ہے اور نیک آدمی کو بدون کی جماعت مین شامل کردیتی ہے مثلا کوئی شخص کسی دوسرے کا دشمن جانی ہے تو اوس پر رحم کہا کر بخیال نیکی اوسکی مدد کرنا صدہا قسم کے ضرر پیدا کرتا ہے - ایسی نیکی گویا اوسکی

سواے اسی قسم کی اور نیکیون کو عقلا نے بالکل ناجایز قرار دیا ہے اور اس شعر مین اپنے کل خیالات کا خلاصہ منضبط کیا ہے۔

	نکوئی با بدان کردن چنان ست	سعدی	کہ بد کردن بجائے نیک مردان	

بدی کے ہاتھ سے جو فعل سرزد ہوتا ہے اوسکی شہرت کو کوئی چار دیواری روک نہین سکتی لحظہ بھر مین اوسکی خبر اس سرعت سے زمانہ بھر مین پہونچ جاتی ہے کہ دوسرے ذریعہ سے ممکن نہین - نیکی کا آوازہ بدی کے خلاف بہت آہستہ روی سے سیر دنیا کرتا ہے اور اسکے راستون مین سیکڑون قسم کے رہزن اسکے قطع منازل مین ہارج ہوتے ہین - وہ نیک لوگ جو صرف درستی عاقبت کی غرض سے خوے نیکی کے جوہر دکھاتے ہین وہ پیٹ کے ہلکے نہین ہوتے اگر کسی کے ساتھ نیکی کرتے ہین تو (نیکی کن بدریا انداز) پر عمل کر کے کسی کو کانو کان خبر نہین ہونے دیتے مگر انکے خلاف بدی کرنے والون کے پیٹ مین پانی نہین پچتا اور ریا اپنی بدیون ہی کو فخریہ بیان کرکے فرعون بیسامان بنتے ہین حالانکہ فرعون اور قارون کے پاس بے شبہہ ان سے زیادہ دولت وحکومت تہی پہر جو کچہہ انجام اونکا ہوا ظاہر ہے کہ ایک دریاے نیل مین غرقاب ہو کر جہنم مین جا پڑا اور دوسرا زمین مین دہنس کر تحت الثرے پہونچا۔

	علم دادند بادرین وبہ قارون زر سیم		شد یکے فوق سماک ودگری تحت سمک	

جہان تک اہل تجربہ سے ظاہر ہوا ہے کہا جاتا ہے کہ ضروریات زندگی رفع کرنے کے واسطے انسان کو جسقدر نیکی کی مدد درکار ہے اُس قدر اور کسی چیز کی حاجت نہین اور اگر اس صفت کے حاصل کرنے سے محرومی ہے تو زندگی کا لطف صرف

خاک ہی نہین بلکہ زندگی کے دن پورے کرنا ایک آفت جان ہے٭
مبارک ہین وہی لوگ جو نیکی کو اپنی زندگی کا جزو اعظم خیال کرتے ہین اور بدی کے سایہ کو اپنے زمانۂ حیات پر تا دم زیست پڑنے ہی نہین دیتے اور خودی کے دام مین گرفتار نہین رہتے۔

خودی

دنیا کی بُرائیون اور زمانہ کی خرابیون کے پیدا کرنے مین جس نے سب سے زیادہ حصہ لیا ہے وہ خودی ہے خودی اگرچہ ظاہرا چھوٹا سا لفظ ہے مگر اوسکی اثر کی درازی کل افعال قبیحہ کی وسیع دنیا کو گھیر لینے کے لئے پورے طور سے کفایت کرنے کا ملکہ رکھتی ہے دنیا کے جسقدر خراب افعال ہین اونمین اس خودی کا ایک بڑا بھاری جزو شامل دیکھا گیا اگر خودی کو انسانی طبیعتون پر موثر ہونے مقناطیسی قوت حاصل ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ انسان کے ہاتھون سے وہ فعل سرزد ہوتے جو لغات مین اپنے معنے کو دل پسند الفاظ کے حروف مین لکھے جانے سے باز رکھے رہے ہین اور جن کا نام مہذب زبانون پر بھی نفرت کے ساتھ اتا ہے جو لوگ آجتک کسی خراب فعل کے سبب سے اپنے نام کو بدنامی کے ساتھ لیجانے کے درپے ہوئے ہین اون کی خو بو پر خودی ہی کا زیادہ اثر پڑا کیا ہے انسان تو انسان ہی ہے فرشتہ تک اس خودی کی وجہ سے راندۂ درگاہ آلہی ہو چکے ہین اور دنیا تو دنیا عدم مین بھی اونکو عزت کی جگہہ ملنے نہین پائی٭

خودی کو بدی کا جزو اعظم ثابت کرنے اور کل افعال قبیحہ کا مرجع وماوا سمجھنے کیواسطے آدمی کو عالی دماغی کی مطلق ضرورت نہین آدمی چاہیے جس عقل کا ہو اور جسقدر قوت ادراک اوسکے دماغ مین بہر گئی ہو بخوبی سمجھہ سکتا ہی کہ اگر خودی کا لگاؤ نہوتا تو اشرف مخلوق احکام خداوند عالم آئین مذہب قوانین عادلانہ نصایح ہادیان دین کو بہلاکر ثواب کی راہون سے عذاب کے راستون پرنجاتے اور اپنی عقل وفہم کی آنکہون پر پٹی باندہ کر جہالت کے پہاڑون کی چوٹی پر نہ دوڑتے ہر شخص خوب جانتا ہی کہ چوری گناہ اور اوسکے واسطے احکام خدا و رسول اور قوانین خسروانی مین بڑی سے بڑی سزائین ہین ولیکن چوری کرنے والے ایک نہین مانتے اور اپنے ہی کئے جاتے ہین اسکا سبب اور کچہہ نہین صرف خودی ہے۔
اگرچہ اس موقع پر یہہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ چوری کرنے مین خودی کی اشتراک کی کونسی بات ہے مگر یہہ اعتراض صحیح نہین ہوسکتا ہے کیونکہ اس سے کوئی انکار نہین کرسکتا کہ چور چوری کو برا نہ سمجھتے ہون اور قوانین سرکاری کے داب و رعب کے قائل نہون مال چراتے وقت صاحب خانہ کی قوت سے افشائے راز ہونے پر سزا بہگتنے کا خوف دلمین نہو ولیکن اونمین خودی کا وہ زبردست مادہ ہے کہ اونکی نظرونمین یہہ سب اندیشہ اور وسوسہ عارضی و فرضی معلوم ہوتی ہین اور سمجھتے ہین کہ اونکی چالاکی کل مصائب سے بچا کر انہین کامیاب و بامراد کردیگی یہہ خودی ہی کی جرئت تہی کہ وہ کسی کے گہر موسنے اور احکام پاک پروردگار عالم سے نہ ڈرنے قانون شاہی کا خوف نہ کرنے پر مستعد ہوے اور چوری سے نفع اور نقصان اوٹہاکر شتہ ہ چور کہلائے ؛

یہی مثال ہر قسم کے افعال پر اپنا اثر پہیلانے پر حاوی ہو سکتی ہے اور سمع خراشی
ناظرین کرنے کا ہر پہلو دکھا رہی ہے جس نگاہ کو تواریخ اور واقعات گذشتہ
کی سیر کرنیکا موقع ملا ہے اوس نے خودیکی باثر نتایج کو بخوبی سمجھا ہے؛
اگر خودی نہوتی تو ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ نکرنے اور
پاک پروردگار عالم کا حکم نمانمنے سے آج لاحول کا مستحق اور لعن وطعن کا
سزاوار ہی ہوتا بلکہ فرشتوںمین افضل گنا جاتا۔ اگر راون مین خودیکا جوش
نہوتا ممکن نتہا کہ اسکے ہاتھ سے وہ افعال سرزد ہوتے جنکے سبب سے
اوسکا سارا خاندان تباہ اور وہ ملعون خلق اللہ ہوا اسی طرح کنس جسکی ظلم و
بدعتون کے قصے مشہور ہین۔ اسی خودی کیوجہ سے ایک آن مین جان سے مارا
گیا۔ اور ایسا ہی فرعون جسکے عروج کے افسانہ طشت از بام ہین اسی خودی
کے بدولت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد نبوت مین دریائے نیل کی نذر
ہوا یہی خودی جسکی وجہہ سے مغز نمرود خوراک پشہ ناچیز ہو کر حکومت کہو بیٹھا
اور یہی خودی تہی جسکی سبب سے یزید ایسا بادشاہ تخت حکومت کہو کر زندگی
سے ہاتہ دہو بیٹہا اسیطرح کے ہزارون واقعات ہین جو خودی کے نتایج
مین درج پاوینگے اور جو انسان کی عبرت کیواسطے وہ کام کر رہے ہین جو انہین
کا حصہ سمجھے گئے ہین۔ اگر انسان کی طبیعت خودی کا اثر قبول کرنے سے متنفر
رہے تو ممکن نہین کہ اوسکی خوارق بدی کیطرف ہولے سے ہی اٹہا سکین
یا دنیا مین برائیون کے نام کا کوئی حرف بھی نظر آسکے؛
عام افعال قبیحہ کے ذکر مین اونکے الفاظ تضاد کو عمدہ ہی پایا گیا ہے؛

مثلاً بدی کی ضد نیکی بے عقلی کی ضد عقل "بے انصافی" کی ضد - انصاف علیٰ ہذا - ولیکن
خودی کی بات دنیا سے نرالی ہے اسکا لفظ تضاد اِس مصرع کی مصداق ہو سکتا ہے

	نادان جو ہو منقلب تو نادان ہی رہے	

خودی کے لفظ تضاد پر جو غور کرلیا جائے تو "بے عقلی" "بے امنی" بے ایمانی وغیرہ
کی طرح لفظ بے کو خودی کے ساتھہ شامل کردیا جائے تو خودی کی بدقسمتی سے لفظ
بیخودی نکلا جسکے معانی یہی افعال قبیحہ کے معنے مین شامل پائے گئے پس اس موقع
پر ہر شخص خیال کرسکتا ہے کہ جس چیز کے دونون پہلو خراب اور روپشت
بزنام دہیون سے بدنام ہون اوسکے نتایج کیسے خراب ہونگے اگر کوئی پوچھے
تو کہا جا سکتا ہے کہ اگر طبیعتون سے صرف خودی کا اثر جاتا رہے تو اہل دنیا
عذابون سے پاک وصاف ہو کر فرشتون سے افضل ہو جائین اور دنیا
کارخانہ افعال قبیحہ نہ رہے -
اور نیک ہین وہی لوگ جو اپنی قوت اختیار کو خوش لیاقتی کے ساتھہ حفاظت کرتے ہین

طاقت خود اختیاری کی حفاظت خوش لیاقتی پر موقوف ہے

قوت ہے اختیار کی گر اختیار مین	نام خزان کا خوف نہو ہر بہار مین

جس شخص کو دولت خود اختیاری کا جایزہ عطا کیا جاتا ہے اوسکو بڑی ہوشیاری
مستقل مزاجی وراستبازی سے اوسکی حفاظت کرنا پڑتی ہے - اگر وہ اس
دولت عظمیٰ کو بیجا نمایش مین صرف کردیگا - یا بخیل بنکر اوس دولت کو گنج قارون
تصور کریگا - یا فضول خرچی کو ہوا خواہی مین اوسکی تباہی ومعدومی کا باعث ہوجائیگا -

تو سمجھہ لینا چاہیے کہ وہی دولت خود اختیاری دوسریکے قبضۂ اقتدار مین اگر دیگی بے اختیار بنا دیگی اور اوسکی بدنظمی و بدلیاقتی کا نشان روئے زمین پر گاڑیگی جسطرح طاقت خود اختیاریکا حاصل کرنا ایک مشکل کام ہے اوسیطرح اس طاقت خود اختیاری کے عمل مین لانیکی لیاقت حاصل کرنیمین بھی بڑی محنت و تکلیف برداشت کرنا پڑتی ہے ؎

حکومت کا ملنا ہی مشکل اگر ہے	مگر کام بھی اوسکا دشوارتر ہے

اب یہہ امر ظاہر ہوسکتا ہے کہ جب ایک اوسط درجے کا کام بغیر محنت کثیر و وقت کثیر اچھی طرح انجام نہین ہوسکتا تو ہر ایک مشکل کام کی سپردگی (جسکی عائد ذمہ داری بحیثیت ایک خود اختیار شخص کے متعلق ہو) کہانتک لیاقت ذاتی و قوت انتظامیہ کی محتاج نہین -

کام بے محنت کے ہوتا ہی نہین	ہے کنوان اندھا جو سوتا ہی نہین

جن دانایان روزگار نے زمانیکے نشیب و فراز پر غور کلی فرمایا ہے اور جنکا بیش بہا وقت انجام کاروبار اہم مین صرف ہوا ہے وہ اس امر کو خوب سمجھہ سکتے ہونگے کہ قوت انتظامیہ کو کن کن وسایل سے وسعت و پختگی حاصل ہوسکتی ہے -

جس نے کچھہ وقت اوٹھائی اوسنے کچھہ پایا مزہ	وقت کے بیکار جانے سے نہ ہاتھہ آیا مزہ

انسان کو لازم ہے کہ اپنے اختیار کو حد مقررہ سے گھٹنے بڑھنے نہ دے کیونکہ یہ سب سے پہلا اصول طاقت خود اختیاری کے برقرار رکھنے کا عقلا کے نزدیک دریافت ہوچکا ہے ؎

جو شخص اپنی حدِ اختیار سے قدم باہر نہین بڑہا سکتا ہے وہی ہمیشہ دشمنون کی در رہزنون کی خوفناک اور دل شکن کرتوتون کے نتیجون سے محفوظ رہ سکتا ہی

اپنی حد پر ہے جو قایم اوسکا قایم ہے وقار
شاخ جو حد سے بڑہے اوسپر تبر گرتا ہی وار

مگر جو شخص طاقت خود اختیاری کو بیجا طور پر استعمال یا عمل لانا اپنے حوصلہ مندی کی دلیل سمجہتا ہے اوسکے دشمنونکی تعداد روز بروز بڑہتی جاتی ہے اور وہی لوگ اوس شخص با اختیار کو بے اختیار بنانے کیلئے تہہ دل سے آمادہ ہو جاتے ہین اور آخر کو ایک روز اپنی ارادے مین کامیاب ہی ہو جاتے ہین۔

ہو جو تعداد دشمنان کثیر
ایک بیچارہ کیا کرے تدبیر

دیکہو جس طرح طاقت خود اختیاری کی دولت انسان کو امیر اور نامور بنا دیتی ہے اسی طرح وہی دولت اگر بیجا طور سے صرف کیجائے تو اوسی شخص کو محتاج انام و ذلیل عوام ثابت کر دیتی ہے۔ اکثرون کا قول ہے کہ افسری کا کام نہایت ہی آسان ہی کیونکہ بہت سے مددگار ہر وقت دست بستہ سامنے کہڑے رہتے ہین اور اونکی اطاعت و بندگی افسری کے برقرار رکہنے کی ایک اچہی اور مستحکم سبیل ہی۔ مگر عقلا کے نزدیک افسری کا کام نہایت دشوار ثابت ہو چکا ہی اور کہا گیا ہے کہ یہہ وہ کام ہے جو بڑے لایق ہی لوگونسے اچہی طرح انجام پذیر ہو سکتا

نہین بازیچہ طفلان حکومت کا سبق پڑہنا
مگر قانون شریعت کا ہی دل سے ہر ورق پڑہنا

اگرچہ افسر کی مدد کے لئے اوسکے ماتحتین کی جماعت اوسکی حکومت کی ایک پہولی پہلی شاخ معلوم ہوتی ہے مگر خیال کر لیا جا سکتا ہے کہ درخت ہی مضبوط کہڑا ہے

جسکی جڑ مضبوط ہوتی ہے یعنے **افسر لایق** منصف مزاج متحمل - عادی محنت ہوسکتا ہے وہی اپنے ماتحتین کو بھی لایق اور محنتی بنا سکتا ہے -

شانِ آفاق ہے حاکم کا وقار ٭ تابع حکم ہین فرمان بردار

افسر کو ہر روز مختلف قسم کے خیالات سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور ہمیشہ ہر ایک کی طبیعت کے موافق تقسیم خدمات کی فکر دامنگیر حال ہوتی ہے اور نیز اوسکو سب سے بڑی فکر یہہ رہا کرتی ہے کہ مین جسکی طرف سے جس کام کے انجام دہی کے لئے ذمہ دار بنایا گیا ہون اوس کو کسی نہ کسی طرح ضرور رضامند و خوشنود رکھون تاکہ وہ طاقت خود اختیاری کسی بدانتظامی و نالیاقتی کیوجہ سے میرے قبضہ سے نکلنے نہ پائے اختیار کے قانون کا پڑھ لینا ہی اصول افسری کے لئے زیادہ مفید نہین ہوسکتا ہے بلکہ اوسکو ہر وقت ہر آن یاد رکہنا اور اون پر عمل آور ہونا زیادہ تر واجبات سے ہوتا ہے - اکثر دیکہا سنا گیا ہے کہ مختلف قسم کی مشکلات سے بعض افسرون کو سابقہ پڑ گیا ہے - اور ایسی پیچیدگیان پیش آئی ہین جنکا سمجہنا ایک معمولی لیاقت کے آدمی کے امکان سے باہر تہا - مگر اونمین سے جن لوگون مین تحمل اور غور و فکر کا مادہ زیادہ موجود تہا وہ اپنی طاقت انتظامیہ کی مدد سے مشکلات پیش شدہ کے حل کرنیمین گوئی سبقت لے گئے بلکہ جس انتظام سے ہمیشہ کیلئے آئندہ پیچیدگیون سے بھی محفوظ ہوگئے

تحمل غور کا دیتا ہے موقع ٭ صفائی کا دکہا دیتا ہے موقع

غرضکہ ایک افسر کا دماغ مختلف قسم کی فکرونکا ذخیرہ بنا رہتا ہے اور اوسکو ہر وقت مختلف طبایع کے خیالات پر غور کرنا پڑتا ہے اور خاصکر اِس بات کی ایک

ایک فکر کرنا پڑتی کہ جو ذمہ داری میرے سپرد کی گئی ہے اوس مین کسی قسم کی خرابی تو عاید نہین ہو سکتی ہے ۔ یا اوس اختیار کی وجہ سے جسکے ذریعہ سے مجھے مختلف طبقون کے لوگون سے کام لینا ہے عام نارضامندی کا باعث تو نہین ہے ۔

اے فروغ دل سی پوچھو کیا تمہارا کام ہے	فکر کیا ہی پیش کیا کیا کار صبح و شام ہے

اختیار وہ صفت ہی جو انسان کو مختلف خیالات کی جماعت کا حاکم بنا دیتی ہے اور اوس اختیاری کا نقشہ دکہا دیتی ہی چنانچہ بادشاہ وقت کی یہی کیفیت ہو سکتی کہ وہ بڑی ذمہ داری کا کام حاکم دین و دنیا کے حکم سی کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے اور ہر طبقہ و ملت کے لوگ اوسکے قانون کے تابع بنا دئے جاتے ہین ۔

اب غور کرنا چاہیے کہ افسری ۔ سرداری ۔ جہانداری ان سب کا نمونہ کسقدر طاقت خود اختیاری سے کام لینے کی ضرورت پڑا کرتی ہی ۔ یہہ کام کیسا نازک اور مشکل امر ہے ایسے کامون کے انجام دہی کے لئے ایک اعلی درجہ کی متحمل و مستقل طبیعت درکار ہوتی ہی چونکہ طاقت انتظامیہ کی عملی کارروائی دیکہانے کیلئے سب سے پہلی ضرورت تحمل و مستقل مزاجی کی موجودگی ہی ۔ اگر یہی صفتین انسان مین نہون گے تو ایک ایسے مشکل اور دقیق کام کی سپردگی طاقت خود اختیاری کو خاک مین ملانے والی اور خدمات مفوضہ کو بدنامی کی آمیزش سی بدنام کرنے والی ضرور مشہور ہو جائیگی ۔

عام طور پر بے اختیار لوگ فریاد کیا کرتے ہین کہ بے اختیاری و فرمان برداری کا کام نہایت تکلیف دہ ہی ۔ اسمین سوائے مصیبت اور بے بسی کے کسی قسم کی آزادی و آسودہ حالی نہین ہر وقت حاکم کی مزاج شناسی کی فکر رہا کرتی ہے ۔ ہر دم خوف

عتاب سمجھے کو پاش پاش رکھتا ہی ۔ مگر ان مین سے جو لوگ مال اندیش اور دولت
خود اختیاری کے متلاشی ہوتے ہین وہی لوگ فرمان برداری کا کام (جو بدبے اختیاری
مین داخل کیا گیا ہی) اس خوبی و خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہین کہ آخرش وہی حسن
خدمات کے صلہ مین افسر بنادیے جاتے ہین ۔ اس مثال اور عملدرآمد سے
بخوبی ثابت ہو سکتا ہی کہ ایک بے اختیار شخص اپنی بے اختیاری کی بخوبی داد
دلسکتا ہے اور نظر انصاف سے ہمیشہ اوسکے حقوق کی حفاظت اپنے اوپر فرض
سمجھتا ہے ۔ تجربہ ایک ایسی چیز ہے جو مختلف پیرایون مین انسان کی مدد کیلئے
ہر وقت تیار رہتا ہے ۔ مگر تجربہ سے انسان اوسوقت تک مستفید نہین ہو سکتا
جب تک خود اوسکو مختلف اقسام کے کامون اور انتظامون و منتظمون سے سابقہ
نہ پڑا ہو ۔ کسی کام کا صرف اصول ہی دریافت کر لینا اور پھرا اوسکو ایک ایجادی
خیالی تجربہ سمجھہ لینا دانشمندی کا ایک پختہ اصول قرار نہین دیا جا سکتا کیونکہ فقط
انسان کا ذاتی خیال اکثر اوسی کو مغالطے مین ڈال دیتا ہے اور انتشار کیوقت
طبیعت کو امتیاز نیک و بد سے معذور کر دیتا ہے جسکا نتیجہ اصول تجربہ کاری
کے بالکل خلاف کہا جا سکتا ہے ۔

انسان کو لازم ہوتا ہے کہ اپنے کام کو اس طریقہ سے انجام دے جو اوسکے
لئے موزون و مناسب ہو ۔ کام کی وقعت کے موافق اوسکے انجام کا انتظام
واجبات و فرائضات انسانی سے ہے ۔ ہر کیف اپنے اختیار کو اوس حد تک
اوسکی وسعت اسکے اختیار کی محافظت کا اقرار کرتی ہی یا جہان تک اوسکی خوش
انتظامی اوسکی قوت کی مددگار رہے ۔ جو شخص دولت خود اختیار کی قدر کرتا ہی

وہی اسکے صرف کرنے کے طریقے خود ہی پہچان لے سکتا ہے۔ صفت اعتدال الفاظ کی وزیادتی کا وہ درمیانی جزو ہے جو ہمیشہ نقصان و تکلیف سے محفوظ رہتا ہے۔ جس نے اپنے اختیارات کو اعتدال کے ساتھ وسعت دی ہے اور جس نے طاقت خود اختیاری کو ضعف خودسری کی ہوا سے دور رکھا ہے وہ ہمیشہ اپنے ارادون مین کامیاب رہا ہے اور ہمیشہ اوسکے دشمن اوسکے مقابلہ سے عاجز رہے ہین

فی الحقیقت طاقت خود اختیاری ہے وہ چیز	جسکو مرد نیک خو دل سی سمجھتا ہی عزیز
توت خود اختیاری پر جو اترایا بشر	ہے حقیقت مین وہ مرد بے شعور بی تمیز

دولت مندی وملک داری

جہانداری اور دولتمندی فی نفسہ کوئی بُری چیز نہین ہو سکتی ہے اگر موافق حق ہو چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام انبیاؤن مین اور خلفاء راشدہ مین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اولیاؤن مین خواجہ عبداللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ عترت مین ائمہ یمن شرفائے ملکہ معظمہ مالک آور آسودہ تھے۔ جتنی برائی اوسمین خیال کی جا سکتی ہے وہ اونہین مفاسد کے ہو سکتی ہے جو قہر اور ظلم تمتع لذت اتباع شہوات سے پیدا ہوتے ہین یا طمع۔ کینہ۔ حسد۔ بغض۔ محبت۔ جاہ و مال سے ظاہر ہوتے ہین۔ درآنحالیکہ سلطنت وریاست آن آفتون سے پاک وصاف ہو تو پھر غنا اور ملک داری خداپرستی اور دینداری ہوجاتی ہی جیسے سلطنت بعض انبیاء کی پھر اون کے بعد خلفاء کی پھر اہل علم اور صلاح کی اور ساری خلق پر اونکی اطاعت واجب ہوتی ہے بدلیل قول حق سبحانہ تعالیٰ اَطِیْعُوا اللّٰہَ

وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُم مراد اولی الامر سے امرا و سلاطین
وملوک ہین بعض کے نزدیک علمار بھی داخل ہین ان دونون قولون کے سوا
کوئی معتبر اقول اس ایت شریف کے معنے مین اہل علم نے نہین لکھا ہی۔ اور وہ
جو شارع علیہ السلام نے مذمت ملک وملوک کی بیان فرمائی ہے یہانتک کہ جس
نے دنیا مین درمیان دو آدمیون کے حکمرانی کی ہوگی اوسکی بھی مشکین باندھکر
پاک پروردگار عالم کے روبرو لاوینگے اس قسم کی حدیثین جو وارد ہین مراد
اونسے وہی حکمران ہین جو دین پر قایم نہین اور عدل وانصاف نہین کرتے حمایت
قوم وتعصب مذہب ورعایت قرابت کیا کرتے ہین یگانہ سے ہر بات ہر قصور پر
درگذر ہی اور بیگانہ سے ہر ذرہ پر رنجش وگرفت ہوتی ہے جیساکہ ملوک ورو سای
بنی اسرائیل اسی طرح ہلاک ہوگئے کہ اقامت حدود کو اونہون نے ترک کردیا تہا سزا کو
اشراف سے بالکل اوٹہادیا غریبون پر جاری رکہا انصاف چہوڑدیا جب کوئی ضعیف
آدمی زنا کرتا تہا اوس پر حد جاری ہوتی تھی اگر قوی زنا کرتا تو اوسکو چہوڑ دیتے
آخر ہلاک ہوگئے خلق مین فساد پڑ گیا۔ حالانکہ پاک پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا
ہے لَن تَنفَعَکُم اَرحَامُکُم وَلَا اَولَادُکُم یعنے تمہاری رشتہ داری تمہاری اولاد
تمکو کچہہ فائدہ نہین دیگی تمہارے کام نہ اوگی سو مراد اس سے باطل طرفداری ہی
ہوسکتی ہے جو سبب رشتہ داری کے برتی جاتی ہے جسکا کچہہ نفع آخرت مین
نہین بلکہ دنیا مین ظلم آخرت مین ظلمت ہوتا ہے ایسے ہی لوگون کا دین دوسرون
کی دنیا کے پیچہے برباد ہوجاتا ہے حق قرابت صلہ رحیم وہین تک ٹہیک ٹہیک ہوسکتا
ہے جتنا حکم شارع علیہ السلام نے فرمایا ہے بلکہ انصاف یہہ ہی کہ اپنی جان کی

بھی بموجب شرع کے عدل کرسے اولاد و رشتہ دار کس گنتی و شمار مین خیال کئے
جاسکتے ہین جب یہ امر انسے ہنین ہوسکتا ہے تو اسی لیئے سخت وعید جزائے
شدید انکے حقمین وارد ہے انکا جرم دوسرون کی نسبت دگنا ہوتا ہے ورنہ
جسکی نیت اچھی اور جسکا عمل صالح ہوتا ہے وہ اگر سارے جہانکی بادشاہی کری
یا طالب ملک ہو تو کچھہ بھی برائی ہنین خیال کیجا سکتی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام
نے کہا تھا رب اغفرلی وھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام
نے بھی کہا تھا قال اجعلنی علی خزاین الارض انی حفیظ علیم یہہ سلیئے فرمایا کہ انکو اپنی
جان پر بھروسا تھا کہ یہ حالت ملکداری عہدۂ خزانچی گری مین کوئی امر باطل نکرینگے ہر
معاملہ مین انصاف فرمائین گے نہ کسی یگانیکی رعایت ہوگی نہ کسی بیگانہ سی نفرت کانٹے
کا تلا ہوا انصاف ہوگا۔ قوی ضعیف برابر رکھا جائیگا کوئی مستثنی نہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا
جو واقعات حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد مین حضرت سلیمان علیہ السلام
کی کم عمری کی حالت مین پیش ہوئے اونمین سے دو تین واقعات ہدیہ ناظرین ہین۔

حکایت

ایک روز دو دہقانی محکمۂ داؤدی مین حاضر ہوئے ایک ایلیا صاحب کشت یا باغ
دوسرا یوحنا مالک غنم سو ایلیا نے کہا ائے خلیفہ یوحنا یہ پڑوسی رات کے وقت
بکریان چراتا تھا وہ بکریان میرے کھیت مین پڑ گیئن اور کھیت کھا گیئن حضرت داؤد
علیہ السلام نے یوحنا سے جواب پوچھا اوس نے عرض کیا درست ہے حضرت
داؤد نے ارشاد کیا کہ علے بکریون کی قیمت مشخص کرو چنانچہ وقت تشخیص بقدر

قیمت بکریون کے نقصان قرار پایا اوس پر حضرت نے حکم دیا کہ یوحنا بکریان ایلیا
کو سپرد کرے یوحنا نے محکمہ سے نکل کر یہ ماجرا بیان کیا حضرت سلیمان نے
فرمایا کہ اگر حکم دینا میرے اختیار مین ہوتا تو مین ایسا حکم دیتا جو دونون کے
حقمین بہتر ہوتا خواہ یہ فرمایا کہ حکم ایسے مقدمہ مین خلاف اس تجویز کے مناسب
تھا حضرت داؤد نے یہ بات سُنکر حضرت سلیمان کو طلب کر کے ارشاد
کیا کہ جو کچھہ حکم فریقین کے حقمین بہتر ہو ظاہر کیا جائے حضرت سلیمان نے
کہا کہ بکریان ایلیا صاحب کشت کو دیجاوین کہ اوسکی اولاد اونکے دودہ اور پشم سے بہرہ مند
ہوئے اور کہیت یوحنا کے سپرد کیا جائے کہ وہ خدمت کر کے حالت اصلیہ پر کر دیوے
تب ایلیا اپنا کہیت یوحنا سے لے لیوے اور یوحنا اپنے بکریان لے وے۔
چنانچہ یہہ حکم سُنکر داؤد علیہ السلام خوش اور فریقین رضامند ہوے اور
داؤد علیہ السلام نے اسیطرح پر حکم صادر فرمایا۔

حکایت

دو عورتین تہین اونکے ساتھ اونکے دو بیٹے تھے بہیڑیا ایک عورت کے بیٹے
کو اوٹھا لیگیا تو وہ عورت اپنی ساتہی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے بیٹے کو بہیڑیا
لے گیا۔ دوسری نے کہا تیرا بیٹا لے گیا دونون حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس
فیصلے کو آئین حضرت داؤد نے بڑی عورت کو وہ لڑکا دلویا وہ دونون حضرت
سلیمان ابن داؤد کے پاس آئین اور انسے یہ حال کہا حضرت سلیمان نے
کہا ایک چہری لاؤ تو مین لڑکے کو آدہا کر دون تب چہوٹی عورت نے عرض کیا

ایسا نہین یہ بیٹا بڑی عورت کا ہے اور اب مین دعویدار نہین ہون اسکو دیجئے
یہی پرورش کریگی اور بڑی عورت چہری سے کاٹنے پر راضی تہی حضرت سلیمان نے
اس چہوٹی عورتکی شفقت سے دریافت فرمالیا کہ یہ لڑکا اسی کا ہے سو اسی کو دلوادیا۔
نکتہ جب گواہ نہون تو حاکم اپنے قراین وقیاس پر عمل کر سکتا ہے۔

حکایت

ایک روز حضرت سلیمان علیہ السّلام کی غیبت مین ایک عورت ضعیفہ حضرت داوٗد
علیہ السّلام کے پاس ہوا پر داد خواہ آئی اس نے کہا کہ اے خلیفہ مین عیالدار ہون
تہوڑا آٹا جو کا سر پر لئے جاتی تہی ہوا نے برباد کر دیا میری اولاد فاقے سے مری
جاتی ہے میرے حق مین فیصلہ حق فرمائے حضرت داوٗد علیہ السّلام نے فرمایا میرا حکم ہوا
پر جاری نہین ہے مگر آٹا میرے گہر سے لیجا سو اُس ضعیفہ نے آٹا لیا اور دعا دیکر اپنے گہر
چلی راہ مین حضرت سلیمان علیہ السّلام ملے اُنہون نے پوچہا تو کہان آئی تہی نالشی
یا محتاج اس نے کہا داد خواہ ہون اور اپنا ماجرا مفصل بیان کیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے
فرمایا تو خلیفہ خدا کے پاس پہر جا حاضر ہو کر داد خواہ ہو اور کہہ کہ مین محتاج نہین ہون
انصاف چاہتی ہون چنانچہ وہ ضعیفہ پہر محکمہ داوٗدی مین آئی اور حضرت داوٗد علیہ السلام سے
کہنے لگی کہ عطائے تو بلقائے تو مین انصاف چاہتی ہون حضرت داوٗد علیہ السلام نے
فرمایا مین ہوا پر حاکم نہین ہون اور دس گونہ آٹا عنایت کیا بوڑہیا نہایت خوش ہو کر چلی
جب حضرت سلیمان علیہ السّلام سے ملاقی ہوئی تو اُنہون نے پہر واپس کیا تب حضرت داوٗد
علیہ السّلام نے کہا تجہکو کون شخص بار بار پہیرتا ہے۔ اوس نے کہا سلیمان علیہ السّلام اوسیوقت

حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو طلب کرکے پوچھا کہ مجھکو ہوا پر کیا دست رس
ہے جو اسکے حق مین حکم دون حضرت سلیمانؑ نے کہا یہ درست ہے لیکن آپکی
دعا کو اثر ہے سو آپ دعا کیجئے کیونکہ مین نہین چاہتا کہ یہ عورت تمہارے
عدل کی شکایت کرے آخر کار حضرت داؤدؑ نے دعا فرمائی اور حضرت سلیمانؑ
نے آمین کہا دفعتہً اللہ پاک پروردگار عالم نے ہوا کو بصورت انسان بہیجا۔
تب اوس عورت نے اپنا دعوے پیش کیا ہوا نے کہا یا رسول اللہ مین نے
بحکم خدا اوسکا آٹا لیا ہے حضرت داؤدؑ نے اسکی کیفیت پوچھی ہوا نے کہا کہ
ایک کشتی دریا مین جاتی تھی اوسمین سوراخ ہوگیا اور مالک کشتی نے
دعا مانگی کہ یا الٰہی اگر اس بلا سے نجات پاؤن تو مین کل مال اپنا فقیرون کو
دے ڈالون لہذا ارشاد ہوا تو مین نے اس بوڑہیا کا آٹا لیکر سوراخ کشتی
مین بہر دیا تب وہ کشتی غرق سے محفوظ رہی اوسی وقت حضرت داؤد علیہ السلام
نے مالک کشتی کو طلب کرکے نصف مال فقیرون کو دلوایا اور نصف باقی بوڑہیا
کو پہر اس ضعیفہ سے استفسار فرمایا کہ تو نے ایسا کون کام کیا ہے جس سے
خدا تعالیٰ نے تجھکو اسقدر عوض دنیا مین دیا اوس نے کہا مجھکو معلوم نہین مگر یاد آتا ہے
کہ ایک روز کوئی فقیر میرے دروازے پر آیا اوس نے کہا کہ مین دور سے آتا ہون
اور بہت بھوکھا ہون میرے پاس ایک روٹی تہی مین نے اسکو کھلائی مگر اوس نے
کہا مین سیر نہین ہوا تب مین نے کہا اے فقیر تو ٹہر جا تو مین تیرے لیئے آٹا پیس کر
روٹی پکاؤن سو وہی آٹا لئے آتی تھی ہوا نے برباد کر دیا اسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے کہا کہ یہ مال اسی کے عوض ملا ہے اور بروز قیامت دس حصے اور ملے گا۔

حکایت

حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد مین ایک قاضی تہا ایک دن ایک عورت حسینہ بدعوے مال نقد کسی پر دعویدار ہوئی قاضی اس عورت پر عاشق ہوگیا اور پیغام نکاح پیش کیا اسنے انکار کی تب قاضی نے حرام کرنا چاہا اسنے کہا مین حرام کار نہین ہون ناچار انصاف قاضی سے ناامید ہوکر صاحب شرط پاس نالشی ہوئی وہ بھی مفتون ہوا وہان سے دل شکستہ ہوکر صاحب شوق کے دربار مین ملتجی ہوئی وہ بھی فریفتہ ہوگیا ناچار خلیفہ وقت کے حاجب سے رجوع لائی اُسنے بلا تامل پیغام زنا بھیجا تب وہ عفیفہ خاموش ہوکر دعوی سے دست کش ہوئی جب ان حاکمون نے دیکھا کہ ایسی پری شیشہ مین آکر ہاتھہ سے نکلی جاتی ہے اور شیشہ دل چور چور ہے اسکو کسی طور سے پہانسنا چاہیئے تب بزور گواہان لباسی حضرت داؤدؑ کے حضور مین بیان کیا کہ یہ عورت ایک کُتّے پاس رہتی ہے حضرت داؤدؑ نے مطابق توریت رجم کا فرمان جاری کیا یہ خبر حضرت سلیمانؑ کو پہونچی آنجناب نے باہر نکل کر اجرائے حکم کو ملتوی کیا اور کئی لڑکے ہم عمر بلائے اُنمین سے ایک کو عورت قرار دیکر چار گواہ کیا اُن چارون نے گواہی دی کہ یہ عورت ایک کُتّے کے پاس رہتی ہے پہر ان چارون کو الگ الگ بٹھلایا اسطرح کہ ایک دوسرے کی آواز نہ سُنے اور ایک سے پوچھا کُتّے کا رنگ کیسا تھا اُسنے کہا سیاہ دوسرے سے دریافت کیا وہ بولا سُرخ اسی طرح تیسرے نے کہا زرد چوتھے نے کہا ابلق تب کہا کہ تم بڑے جھوٹے ہو تمھاری گواہی پر ایک عفیفہ صالحہ کو حد نہ مارونگا بعد ازان اور لڑکون سے کہا کہ ان گواہون کو قتل کرو یہ خبر پہنچا حضرت داؤد علیہ السلام

کو پہونچی تب حضرت داؤدؑ نے اوس مقدمہ کے گواہون کو طلب کیا اور ہر ایک کو
علیحدہ علیحدہ بٹھلا کر سوال کیا اُن سب نے کُتے کا رنگ مختلف بیان کیا لہذا گواہون
نے سزا پائی اور عورت نے خلاصی -

فائدہ معالم مین محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السّلام
سو فرسخ مین پڑتا تھا پچیس۲۵ مین انسان اور پچیس۲۵ مین حیوان و دواب اور پچیس مین جنات
اور پچیس۲۵ مین وحش و طیور اور تین سو منکوحہ اور سات سو کنیز آنجناب کے تصرف مین
تہین اور سب کے لئے محل جدا جدا تھے اور سب محل شیشے کے بنے تھے اور سب محل
ایک تخت پر تھے اوس تخت کو ہوا لے پھرتی تھی اور تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ لشکر
حضرت سلیمان علیہ السّلام دس ہزار فرسخ مین نزول فرماتا تھا اور دو فرسخ مین ریشم
کا فرش بچھایا جاتا تھا اسکے بیچ مین تخت رکھا جاتا تھا اور جملہ اکابر و اشراف کرسیون
پر بیٹھتے تھے اور ہوا اوسی بساط کو لے اوڑتی تھی - اور معالم التنزیل مین
مقاتل ابن حیان سے روایت ہے کہ شیاطین نے حضرت سلیمانؑ کے واسطے
ایک فرش کارچوبی ریشم کا بنایا تھا دو فرسخ کا اوسکے درمیان منبر سونے کا رکھا
جاتا تھا اوسپر حضرت سلیمان علیہ السّلام اجلاس فرماتے تھے اور تین ہزار کرسیان
طلائی و نقرئی بچھائی جاتی تہین طلائی پر اولاد پیغمبران علما و فضلاے دوران
اونکے گرد جن و شیاطین و عامہ انسان اور طایفۂ طیور اپنے پرون سے اوس
مجلس پر سایہ کرتے تھے تاکہ حرارت آفتاب نہ پہونچے اور ہوا اوس بساط نشاط
کو اوٹھاتی صُبح سے تا شام ایکماہہ راہ اور شام سے تا صبح اسیقدر طے کرتی تھی
سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ چھ سو کرسیان بچھائی جاتی تہین اوسپر انسان

وجنات بیٹھتے تھے اور طیور پرون سے سایہ ڈالتے تھے تب ہوا اٹھاتی تھی۔ اور
تفسیر جواہر مین ہے کہ داہنے طرف تخت کے دو لاکھ کرسیان اکابر انس اور بائین
جانب دو لاکھ کرسیان اشراف جن کی بچھائی جاتی تہین اور زمین و بسیار منتیس منبر
رکھے جاتے تھے اونپر علما و فضلا و اتقیا و صلحاے انس و جن بیٹھکر وعظ کرتے تھے اور
طیور اپنے پرون سے سایہ کرتے تھے اوس تخت کو ہوا لیکر چلتی تھی۔ اور سواری کا یہ
انتظام ہوتا تھا کہ باوصف شدت ہوا کسی کہیت کے درخت کو حرکت نہوتی تھی اور
گرد و غبار کا نشان نہوتا اور کسی بیچارہ ضعیف جانور کو بھی ضرر و نقصان نہ پہونچتا تھا
اس شوکت وحشمت کا اشارہ سورہ نمل مین ہے۔ وقال ایھا الناس علمنا
منطق الطیر واوتینا من کل شیئ ان ھذا لھو فضل المبین۔ یعنی حضرت
سلیمانؑ نے کہا اے لوگو ہمکو سکھائی ہے بولی اوڑتے جانورون کی اور عطا کیا
ہمکو ہر چیز مین بیشک و شبہہ یہی ہے بڑائی صریح یعنے جو چیزین دنیا مین درکار
ہین جنکی انسان کو ضرورت ہے سب عنایت فرمائین۔

اور ذخیرۃ الملوک مین لکھا ہے کہ دیوون نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے
واسطے پتھر کی دیگین تراشین تھین کہ ہر ایک مین دس اونٹ اوتر جاتے تھے اور
ہر روز ہزار دیگین پکتی تھین اور لشکر کے لوگ کہاتے تھے۔ اور قصص مین لکھا ہے
کہ اتنی خروار نمک ہر روز باورچیخانہ مین صرف اور ہر روز لاکھ مرغ ذبح ہوتے
تھے لیکن حضرت سلیمانؑ اوسمین سے ایک لقمہ نہ کہاتے تھے بلکہ تمام روز روزہ
رکھتے اور زنبیل بنتی اور شام کے وقت اوسکو بیچتے اور دو روٹیان جو کی لیکر
گورستان مین کمبل اوڑھکر جاتے اور روزہ افطار فرماتے اس حال مین بھی جو

کوئی مسکین ملجاتا تو اُسکو بھی شریک فرما لیتے تھے۔

غرضکہ سب سے پہلے بادشاہ روئے زمین کے حضرت آدم ابوالبشر ہوئے یہ خدا کے خلیفہ اور دین کے سلطان تھے جب رحلت کر گئے تو اونکی اولاد دو طرح پر ہو گئی ایک دین مین قایم مقام ہوئے وہ حاکم اسلام رہے دوسرے بادشاہ نبی جتنے نبی رسول آئے وہ سب سلطان دین تھے اونکی اطاعت اون لوگون پر فرض تھی جن کی طرف وہ بھیجے اوٹھائے گئے تھے پھر خواہ اوس امت سے اونکا کہنا مانا سُنا یا نمانا نہ سُنا۔

جتنے بادشاہ دنیا کے ہوئے اون سے دین نہ تھما بلکہ ہر خرابی دین کی اونہین کے ہاتھون سے ہوئی ان دونون طرح کے ملکوک حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر تا خاتم رسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ ہوتے رہے جب اللہ پاک نے نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا تو انکو دین و دنیا دونون کا حاکم گروانا اور دونون حالتون کا مالک بنایا۔ اودھر شریعت اور اودھر سیاست جمکی ان دونون وظایف کے ساتھہ جیسا قیام سردار عالم نے فرمایا سارے جہان مین کسی نے نہین کیا اور نہ کوئی کر سکیگا۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر	من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ	بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جو فضائل اور کمالات سردار عالم صلعم کو بادشاہ علی الاطلاق نے جمیع مخلوقات ارضی اور سماوی سے برسالت و خاتمیت منتخب فرمایا اور اپنی خاص عنایتون سے مخصوص کیا اور جملہ صفات کمال اُس ذات بابرکات مین فراہم کئے اور کمالات انہی کا ایک نکتہ

بنا دیا تاکہ حاضر و غایب کو اطلاع ہو جاے کہ یہ پیغمبر محبوب اور مخصوص حضرت معبود ہی اگرچہ اور پیغمبران اولوالعزم کو فضایل و کرامات عطا کئے تہے مگر جدا جدا اب انکو ایک ذات مین جمع کرکے مجمع صفات کر دیا تو فضیلت اجتماع کی انفراد ہر جنس سے بخوبی ظاہر ہے کہان ہزار مکانون مین ہزار چراغ اور کہان ایک مکان مین ہزار چراغ - چنانچہ اسموقع پر ایک تضمین مندرجہ تصریح الاذکیا فی احوال الانبیا ہدیہ ناظرین ہے -

تضمین

تجہے اللہ نے بخشی ہین کمالات سب ہی	صفوت آدم کی ملی معرفت شیث ملی	نوح کا شکر ملا خلت ابراہیمی	صوت داود و فصاحت ہی ملی صالح کی
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
صبر ایوب تو ہارون کا تحمل پایا	شل اسحاق رضا عصمت حضرت یحیے	حکمت لوط عبادت ہوئی یونس کی عطا	مثل یعقوب بشارت ملی ور انکے ہوا
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
تجہ مین اوصاف پسندیدہ ہین بیحد و قیاس	سب ہین یکجا متفرق تہے جو در پاس انکے	جیش یوشع کا جہاد اور وقار الیاس	کیا فقط یہ ہی کہ ای بادشہ جن و انس
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
کیا کہون تو نے جو پائے ہین عطائے جلیل	سخن وقت موسی نعت اسمعیل	قرب ایسا کہ پہونچ سکتی نہین اسرافیل	الغرض لکہون مین کیا کیا ترے دعائے جمیل
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
بیگمان رتبت وجیہی حق ای شہ دین	اصطفا و رتضا جو صفتین تجکو ملین	خاص ہین تیرے لئے کوئی شریک انمین نہین	پہر بہی تجہہ اور رسولون مین ہی شرکت لیکن
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
جامعیت کی ملی تجہکو جو ہیچ و کمر	پہر سند ختم رسالت کی بفرمان قدر	مل گئی مہر نبوت سے مسجل ہوکر	بولے قدسی کہ اب ای دونون جہان کے سرور
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
دلبری کا جو پرستان مین شہرہ ہو بجا	اسکے پریون کہو بی آپکے الفت پہ فدا	عشق مین سامنے آیا جو خیالی نقشا	دیکہکر کہنے لگین صل علی صل علی

	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
جمع ہین تجھمین جو ادا سب کسی مین ہوئے	مشترک وصف تھے مصدر چند بڑے ہو ودرئے	نہین تشبیہ حقیقت مین کسی سے ہی تجھی	پر کہا کرتی ہین تجھانے سمجھانے کیلئے
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
کہون کس منہ سے کہ مین تیری ثنا کی ہے	صرف اپنی تحصیل سعادت کی ہے	قل و دل ایک سخن پاقناعت کی ہے	فقط اس بیت کی تضمین کی جرات کی ہے
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	

اور آنحضرت کے بعد جو آپکی راہ پر چلا ہے اوسکو خلیفہ رسول کہتے ہین چنانچہ بعد وفات سردار عالم و عالمیان کے جب حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو آنجناب کو خلیفہ رسول خدا صلعم کہتے ہین۔

فضیلت آنجناب یہ ہے کہ فرمایا سردار عالم نے کہ آفتاب نے طلوع و غروب نہین کیا بعد انبیاء و مرسلین کے کسی پر جو بہتر ہو ابو بکر سے۔

اور جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ مین ایک دن در دولت رسول مقبول پر باجماعہ مہاجرین و انصار حاضر تھا اور باہم تذکرہ بزرگی و فضیلت کر رہے تھے آنحضرت صلعم تشریف لائے اور فرمایا کس شغل مین ہو مین نے عرض کیا کہ فضایل لوگون کے بیان کرتے ہین فرمایا کہ اگر یہہ مذکور ہے تو خبردار ابو بکر پر کسی کو تفضیل نہ دیجئے اسلئے کہ وہ تم سب سے افضل ہے دنیا و آخرت مین اور بڑی فضیلت جناب صدیق اکبرؓ کو یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جسطرح مقام دلجوئی و خاطرداری پیغمبر خدا مین فرمایا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی اسی طرح صدیق اکبر کے حق مین کیا ولسوف یرضی یعنے یقین کہ راضی ہوگا صدیق اکبر خدا سے اور ہی اللہ جل ذکرہ نے حضرت صدیق کو اتقی فرمایا ہے وسیجنبها الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی اور دوسری جگہہ فرمایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم پس مقتضائے

مجموع آیتون سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر اکرم الناس ہون عند اللہ اور یہی معنی افضلیت کے ہین ۔

آپ بڑے مالدار تھے چنانچہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کسی مسلمان کا مال میرے حق مین نافع تر مال ابی بکر سے نہین ہوا آنحضرت صلی اللہ وسلم مال ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بے محابا وبلا تامل و تردد خرچ فرماتے تھے جیسا اپنا مال اور مال ابی بکر مین اور اپنے مال مین کچھ امتیاز اور فرق نہ رکھتے تھے ۔

آپ کے ایام خلافت مین یمامہ مین مسیلمہ کذاب پیمبری کا دعویدار ہوا تھا وہ شکست یاب ہوا اور قتل کیا گیا۔ اسود بن علیٰ نبوت کا جھوٹا دعویدار فیروز دیلمی کے ہاتھ سے مارا گیا اور طلیحہ بن خویلد جو جھوٹا پیمبر بنا تھا اپنی سزا کو پہونچا۔ اور سجاع نام ایک عورت جو نبوت کی دعویدار ہوئی تھی تائب ہوکر مسلمان ہوئی ۔ اور عرب کی بہت سی قومین جو سردار عالم سلطان الانبیا کے وفات کے بعد مرتد ہوگئی تھین دوبارہ بزور شمشیر مسلمان کی گئین ۔

اور زمانہ خلافت الجناب مین حضرت عمر فاروق قاضی اور حضرت عثمان بن عفان اور زید بن ثابت کاتب اور عتاب بن اسید عامل مکہ معظمہ اور عثمان بن ابی العاص حاکم طائف اور مہاجرین ابی امیہ والی صنعا اور زیاد بن ولید مالک حضرموت اور بحرین مین جریر اور سواد عراق مین مثنی بن حارثہ اور ہشام بن ابوعبیدہ جراح و شرجیل اور زید بن ابی سفیان مگر یہ تینون صاحب خالد بن ولید کے تحت حکومت تھے کیونکہ وقت وفات حضرت صدیق اکبر خالد محاصرۂ دمشق مین مصروف تھے ۔

القصہ دو برس تین مہینے مسند آرائے خلافت رہے آخر بائیسوین جمادی الثانی سنہ ۱۳ ہجری مین

وفات پائی سرور عالم آنحضرت صلعم کے روضہ منورہ مین مدفون ہوئے۔ سلہ

سلہ اور آپکے بعد امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد خلافت مہد مین اسلام نے رونق پائی دین کی ترقی ظہور مین آئی فوج اسلام جدہر جاتی فتح نصرت استقبال کو آتی چنانچہ چار ہزار چھتیس شہر بانواح و لواحق فتح ہوئے ازانجملہ دمشق و حمص و بعلبک سنہ ہجری مین بصلح فتح ہوئے اور بصری و ایلہ و الطاکیہ و کوفہ و اہواز و موصل و طرسوس و تستر و مصر و آذربائیجان و نہاوند و دینور و ہمدان و جرجان و حلب و اصفہان روم و شام وغیرہ دار السلطنت فتح ہوئے اور نوکروڑ کافر مشرف باسلام ہوئے چار ہزار کنیسہ منہدم ہوئے اور چالیس ہزار مسجدین بنا ہوئین ایک ہزار نو سو منبر خطبہ کے لیے رکہے گئے عبادت حق کا سامان ہوا بیت المال کے لئے انتظام فرمایا اور سنہ ہجری قرار داد ہوا۔ بہت بڑے ہوشیار دلاور پرزور بہادر و صاحب رعب سخی عادل تہے آپ کی عدالت کا چرچا دور دور مشہور و معروف ہی عدالت کا درہ ایجاد فرمایا مظلوم کا انصاف ظالم سے لیا آپ کے اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ کے بیان سے کتابین بہری ہوئی ہین۔ اتقا یہان تک تہا کہ یہ اپنے دست مزد سے کہانا کہاتے بیت المال کا روپیہ اپنے تصرف مین نہ لاتے وہی فقیرانہ گودڑی پیوندگی ہوئی وہ بہی اپنے ہاتہ کی سی ہوئی پہنتے اپنے ذاتی کام کے انجام کے لیے کسیکو تکلیف ندیتے شجاعت و جوانمردی کا یہہ حال تہا کہ اگر شیر دلیر روبرو آتا روباہ بن جاتا۔

عادت شریف جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ تہی کہ آپ تمام دن داد دہی اور فریاد رسی مظلومون اور حاجت براری ہر حاجتمند ونکی فرماتے تہے اور شب

کام مالی ملکی آپ اپنے ذات خاص سے انجام کو پہونچاتے اور جب رات ہوتی تو بذات خود تمام شہر کی گلی کوچون مین گشت فرمایا کرتے تھے کہ کسی کا دروازہ غفلتاً کھلا نرہگیا ہو اور کسی کا جانور کہین کے گم نہو جائے اور کوئی چوکیدار غافل نہوا سکے سوا اور ہزارون کام پاک پروردگار عالم کی مخلوق کو آرام پہنچانیکے لیے گشت فرماتے تھے چنانچہ ایک روز اہالیان مدینہ منورہ نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین ؑ آپکے بعد پھر اسطرح کون حفاظت مخلوق الٰہی مین جانکاہی کرے گا آپ اور سردارون و تابعدارون سے یہ کام کیون نہین لیتے کہ آپکو آرام اور سردارون کو ہدایت و مخلوق کو راحت ہو آپ نے فرمایا کہ روز حساب مجھہ سے بازپرس ہوگی یا اور کسی سے کیونکہ حاکم حقیقی کے آگے دُودہ پانی سے اور پانی دُودہ سے جدا ہوگا اور میرے مقابلہ مین امام خلافت کا سب معاملہ پیش ہوگا یہانتک کہ ایک گائی کسی بڑہیا کی فریاد کریگی کہ یہ بڑہیا زور سے دُودہ دہوتی اور مجھکو ایذا دیتی تہی باوجودیکہ دُودہ آسانی سے بھی نکل سکتا تھا اس پر مجھہ سے بازپرس ہوگی کہ تو اس قدر غافل کیون تھا۔

آثار جناب فاروق اعظم کو یہ خبر پہونچی کہ بعض عامل کا طرز عمل رعایا کے نسبت اچھا نہین اسپر آپ نے انکو طلب فرمایا جب وہ حاضر ہو چکے تو آپ نے بعد حمد و ثنا کے ارشاد فرمایا کہ اے رعیت ہمارا حق تمپر یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے خیرخواہی کرو اور اچھی بات پر مددگار رہو اور اے عاملو رعیت کا تمپر حق ہے۔ پس جان لو کہ جیسی نرمی امام کی اور اسکا حلم اللہ پاک پروردگار عالم کو پسند ہے ویسا کوئی حلم محبوب اور عام نہین اسی طرح کوئی چیز اللہ پاک کے نزدیک امام کے

ظلم وجہل سے بڑی ہین اور یہہ بھی جان رکھو کہ جو شخص اپنے سامنے والون کو عافیت سے رکھتا ہے اسکو غایب لوگون کی طرف سے بھی عافیت اور آسایش پہونچتی ہے *

اور جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ابو موسی اشعری رضہ کے نام پر نامہ لکھا کہ بڑا نیک بخت وہ عملدار ہے جسکے طرز عمل سے رعیت نیک کردار ہو اور بڑا بدبخت وہ عملدار ہے جسکے طرز عمل سے رعایا ناہنجار ہو خبردار ہرگز فراخ دلی نہ کرنا کہ تمہارے عمال بھی ایسا ہی کرینگے اور اس وقت تمہاری مثال اُس چوپایے کی ہوگی جو گہاس دیکھکر بہت سی کہا جاے تاکہ فربہی زیادہ ہو اور وہی فربہی اوسکے ہلاکت کا سبب ہو جاے *

اور فرمایا جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہ افسوس ہے زمین کے حاکم پر آسمان کے حاکم سے اُس دن جب یہہ اوسے دیکھیگا مگر یہ کہ داد دی ہوگی اور حق ادا کیا ہوگا اور طمع کی خواہش کے موافق حکم نہ کیا ہو اور نیز قرابتدارون کی حمایت نکی ہو اور کسی ڈر یا اور کسی طرح کی لالچ سے حکم نہ بدلا ہو اور اللہ پاک کی کتاب کو مدنظر رکھکر اوسکے موافق حکم کیا ہو *

چنانچہ فرمایا رسول پاک پروردگار عالم نے کہ قیامت کے دن حاکمون کی جب احکم الحاکمین کے سامنے پیشی ہوگی ارشاد ہوگا کہ تم میرے بکریون کے چروا ہے اور میری زمین کے خزانہ دار تھے پس میرے حکم کے سوا تم نے کیون کسی کو زیادہ سزا دی وہ عرض کرینگے کہ اے خداوند عالم اس غصہ کے سبب کہ اونہون نے تیرے حکم کے خلاف عمل کیا۔ بارگاہ رب العزت سے

لتکارا جائیگا کہ کیا تیرا غصہ میرے غصہ سے بھی زیادہ تھا پھر دوسرے حاکمون سے سوال ہوگا کہ تم نے میرے حکم سے کیون کم سزا دی وہ عرض کرینگے یا الہ العالمین ہم نے انپر رحم کیا ارشاد ہوگا کہ کیا تم مجھہ سے بھی زیادہ رحیم ہو بعدہ جس نے زیادتی کی تھی اور جس نے کمی کی تہی اُن دونون کو پکڑینگے اور دوزخ کے کونون کو اُن سے بھرینگے اور جس جس نے حکم مین ظلم کیا ہوگا یا فیصلہ مین رشوت لی ہوگی یا ایک فریق کی بابت کان لگاکر سُنی ہوگی وہ سب کے سب ستر برس تک دوزخ ہی مین رہینگے اور پھر اپنے ٹھکانے پر پہنچین گے۔

غرضکہ نیک نیتی و عمل صالح کے ہمراہ کوئی امر بُرا نہین ہو سکتا ہے ورنہ ہر اچھا کام کاج حق مین ظالم فاسق کے بُرا ہو جاتا ہے جس صورت مین کہ وہ اپنی خواہش نفس کی موافق کیا کرتا ہے۔

چنانچہ جناب فاروق اعظم رضہ شام مین تشریف فرما ہوئے تو حضرت امیر معاویہ رضہ کو دیکھا کہ وہ لباس شاہانہ پہنے ہوئے ہین آپ نے بُرا مانکر فرمایا کیا یہ چال کسروی ہے امیر معاویہ رضہ نے کہا کہ مین جوار دشمن خدا و عدو رسول اللہ پر رہتا ہون مجھکو اسکی حاجت ہے کہ زینت حرب و ضرب و شوکت اسلام اُنپر ظاہر کرون اور رعب و داب ڈالون حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سکوت فرمایا تخطیہ نفرمایا اسلیے کہ امیر معاویہ رضہ نے مقصد صالح کا پتا منجملہ مصالح حق و منافع دین کے دیا تہا چونکہ صحابہ رسول خدا صلعم ہمیشہ التباس باطل راہ و رسم شاہانہ سے ہزارون کوس بہاگتے تھے خلفاے اربعہ کا تو کچھہ ذکر ہی نہین ہے کہ یہ سب افاضل امت ساہدترین خلق ہین اپنی اگلی تنگی ترشی غریبانہ چال ڈھال پر قایم رہے احوال دنیا و اعمال ملوک سے کچھہ بھی واسطہ نرکھا یہان تک کہ جب عصبیت عرب کی دین پر مجتمع ہوگئی اللہ پاک نے اپنے وعدہ کو پورا فرمایا ملک فارس و بلاد روم وغیرہ ہاتھہ پر اسلام کی فتح ہوگئی تب بھی یہ حضرات اوسی خشونت و عیش پر باقی رہے۔

الغرض ہر نیک و بد کا تمیز نیت و عمل صالح پر موقوف ہے چنانچہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اللہ تمہاری صورت و مال کو نہین دیکھتا بلکہ تمہاری دل و اعمال کو دیکھتا ہے ۔

اور تم سب راعی ہو اپنی رعیت سے پوچھے جاؤ گے امام لوگون پر راعی ہے اور عورت شوہر کے گھر مین اور باپ بیٹے کے مال مین راعی ہین ان سب سے انکی رعیت کے باب مین سوال ہوگا اہل اسلام نے اجماع کیا اس امر پر کہ وصی یتیم ناظر وقف وکیل مال پر واجب ہے کہ تصرف اصلح کرے ۔

چنانچہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کوئی راعی نہین جسکو اللہ پاک نے رعیت سپرد کی ہو اور وہ خائن و غاش ہو جس دن کہ مرے مگر حرام فرماتا ہے پروردگار عالم اوس پر بو جنت ۔ رواہ مسلم ۔

المختصر واقعہ شہادت جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسطرح واقع ہوا کہ آپ کے عہد خلافت ہمد مین مغیرہ ابن شعبہ عامل کوفہ نے لکھا کہ ایک غلام نہایت ہوشیار کار حدادی و نقاشی وغیرہ سے واقف کار یہان ہے اگر ارشاد ہو تو مدینہ منورہ مین بھیجا جائے تاکہ مسلمانون کو منفعت حاصل ہو آنجناب نے اجازت دی کہ وہ مدینہ مین آیا اور رہنے لگا ایک روز حضرت پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ چار درہم خراج کے جو مجھ سے لئے جاتے ہین وہ مجھپر گران ہین کچھ کم کر دینا چاہئے حضرت نے فرمایا کہ تو کئی پیشون سے واقف ہے اس لحاظ سے یہ خراج کچھ گران نہین ہے وہ مردود مجوسی علیہ اللعنۃ ناراض ہو کر چلا گیا اور بعد چندے اوس مردود نے ایک خنجر دو زبان خرید کیا اور اسکو زہر آلود کر کے گھات مین لگا تاکہ امیر المومنین کو شہید کردن اور امیر المومنین کی یہ عادت شریف تھی کہ صبح کاذب کے وقت مسجد مین تشریف لاتے تھے اور نمازیون کو

جنگ تھے چنانچہ بروز چہارشنبہ بست وہشتم ماہ ذی الحجہ سال ہجری مین بوقت صبح مسجد مین تشریف لائے اور لوگون کو نماز کیلئے بیدار فرمایا جب سب لوگ وضو وطہارت وغیرہ سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ امامت پر قایم ہوئے اور قبل احرام نماز تسویہ صفوف تاکید فرمائی اوسی حالمین ابولولو مجوسی غلام مغیرہ ابن شعبہ نے دو خنجر مارے ایک کتف پر دوسرا خاصرہ پر کہ امیر المومنین گر پڑے اوسی وقت تیرہ شخص اور بھی مجروح ہوئے کہ اونمین چھ مرد مر گئے آخر کار ایک مرد جرار عراقی نے اپنی چادر اس مجوسی پر ڈالدی اور گرفتار کرلیا اس نے ایک خنجر اپنے پیٹ مین مارلیا اور خودکشی کرلی اور حضرت امیر المومنین کو اوٹھا کر گھر لے گئے اسوقت آفتاب قریب نکلنے کے تھا اور نماز فجر کسی نے نہ پڑھی تہی آخر کار عبدالرحمن ابن عوف نے نماز پڑہائی اور جب حضرت عمرؓ گھر مین تشریف لیگئے تو کسی شخص نے دودہ پلایا کہ وہ دودہ زخمون کی راہ سے نکل گیا اور آخر وقت اسی دن خلعت شہادت جانب حق سے پہنائی گئی اور غرہ محرم سال بست وچہارم ہجری مین بروز شنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس برابر دوش مبارک حضرت صدیق اکبر مدینہ منورہ مین دفن ہوئے عمر شریف آنجناب بروایت صحیحہ تریسٹھ برس کی ہوئی۔

	سال انتقالش خرد بحسرت خواند	وای صد وای عدل بیکس ماند	

اور بعض کہتے ہین عمر چھیاسٹھ اور بعض اکسٹھ اور بعض ساٹھہ بھی بیان کرتے ہین اور وقت شہادت آنجناب کے حاکم مکہ معظمہ مین عبداللہ خزاعی اور طایف مین نافع بن عبداللہ اور بصری مین ابوموسی اشعری اور کوفہ مین مغیرہ بن شعبہ اور مصر مین عمرو بن عاص۔ اور حمص مین عمرو بن سعد اور دمشق مین معاویہ بن ابی سفیان

اور یمن مین علی بن اُمیہ اور بحرین مین عثمان بن ابی العاص وغیرہ اور دار وغہ بیت المال زید بن ارقم اور منشی آنجناب کے دو شخص تھے عبدالرحمن بن خلف خزاعی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما تھے اور پانسو انتالیس حدیثین حضرت عمر سے مروی ہین مناقب آپ کے بکثرت ہین اور احادیث مین بہت ہین از انجملہ وحی آسمانی سولہ یا بیس یا اکیس جگہہ مطابق راے حضرت عمر کے نازل ہوئی ہے چنانچہ ابن عساکر نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت علی نے ان فی القرآن رایا من رای عمر یعنے ہر آئینہ قرآن مین راے عمر سے اور بخاری و مسلم مین حضرت حضرت عمر سے روایت ہے کہ فرمایا مین نے موافقت کی اپنے پروردگار سے تین باتون مین ایک یہ کہ مین نے کہا یا رسول اللہ اگر مقام ابراہیم علیہ السّلام کو مصلی گردانین تو بہتر ہو اسوقت کریمہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی نازل ہوئی دوسرے مین کہا یا رسول اللہ فاجر و متقی سب ازواج مطہرات کے حضور مین چلے آتے ہین اگر انکو حکم حجاب فرمایا جاے تو بہتر ہے اسوقت کریمہ واذا سالتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب نازل ہوئی چنانچہ احمد و بزاز وطبرانی نے عبداللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات سے پردہ کو فرمایا زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عمر ہمپر وحی نازل ہوتی ہے تم ہمپر حکم کرتے ہو اسی عرصہ مین یہہ آیت نازل ہوئی۔

تیسرے ایک مرتبہ ازواج مطہرات جمع ہوئی تہین اور باہم رشک و غیرت کی گفتگو کرتی تہین اور آنحضرت کو ملال تہا سو مین نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ انکو طلاق دینگے تو اللہ آپکو انسے بہتر عطا کرے گا اسوقت کریمہ عسیٰ ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیر

امکن آلاایتہ نازل ہوئی اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی
کہ ہرگاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض منافقون کے واسطے استغفار
بین الحاج بہت کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سواء علیہم یعنے برابر ہے انکے واسطے استغفار
اور عدم استغفار یارسول اللہ تب یہ آیت نازل ہوئی سواء علیہم استغفرت لہم ام لم
تستغفر لہم - اور ابن ابی حاتم نے عبدالرحمن ابن ابی لیلی سے روایت کی ہے انہون
نے ایک شخص یہودی عمر رضی اللہ سے ملا اوسنے کہا وہ جبرئیل جو تمہارے پیغمبر
پر وحی لاتا ہی ہمارا دشمن ہی حضرت عمر نے کہا من کان عدوا للہ وملائکتہ ورسلہ
وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین - بعد اسکے یہی آیت نازل ہوئی موافق
قول حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے اور ابن عساکر نے جابر اور عروہ رضی اللہ عنہما سے روایت
کی ہے کہ جب آیۃ ثلۃ من الاولین وقلیل من الاخرین نازل ہوئی تو حضرت عمر ابن
خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور لامع النور مین اگر روئے اور عرض کیا یا
نبی اللہ ہم ایمان لائے آپکا اور تصدیق کیا تمہارے فرمانیکو اور ہم لوگون سے جو کہ نجات
پائینگے وہ قلیل ہین پس نازل ہوئی ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین آنحضرت صلعم
نے فرمایا ای ابن خطاب ہر آئینہ نازل ہوئی آیت اوس باب مین جس مین تجھکو تردد
تھا اور اللہ پاک نے ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین فرمادیا حضرت عمر نے کہا
رضینا من ربنا وتصدیق نبینا پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے آدم علیہ السلام سے مجھہ تک
ایک ثلۃ اور مجھہ سے قیامت تک اسی طرح اور آیات ہین جنکا ذکر مفسرون نے اپنی
تفسیر ون مین بہ تفصیل بیان فرمایا ہے - اور احمد وترمذی وحاکم نے عقبہ ابن عامر سے
اور طبرانی نے عصمت ابن مالک سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے لوکان

بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب اور حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت
کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے عمر سراج اہل الجنۃ فی الجنۃ یعنی عمر چراغ اہل جنت
کا ہوگا بہشت مین بعض علما اس حدیث کے معنی مین فرماتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ
وہ چالیس شخص جنکی تمامی حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے ہوئے وہ سب بہشتی ہین اور
عمر رضی اللہ عنہ انمین چراغ ہین اسواسطے کہ اسلام اونکا اسلام عمرؓ سے قوی ہوا کہ
اسی وقت سے اُنہون نے اظہار اسلام کیا اور پوشیدہ تھے ظاہر ہوئے جس طرح
راہ رو روشنی چراغ مین چلتا ہے۔ اور بخاری ومسلم مین ابو سعید خدری سے روایت
ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس حالت مین مین سوتا تہا دیکھا مین نے لوگون کو
کہ میرے سامنے کئے گئے اور اوپر کرتے ہین انمین سے بعض کا کرتہ تو چھاتی تک پہونچتا
اور بعض کا اسکے نیچے اور عمر خطابؓ میرے سامنے کیا گیا اور اسپر کرتہ تہا کہ وہ اُسکو
زمین مین گھسیٹتا جاتا تہا اصحاب نے عرض کیا اسکی تعبیر کیا ہے فرمایا دین۔
فائدہ۔ دین سے یہہ مناسبت ہے کہ جسطرح کرتہ بدن کو چھپاتا ہے اور سردی
گرمی سے بچاتا ہے ویساہی دین بہی روح ودل کو محفوظ ومصئون رکہتا ہے کہ
کفر وگناہ سے بچاتا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دین
حد سے زیادہ کامل تہا۔ اور بخاری مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا جس حالت مین کہ مین سوتا تہا سو مین نے آپکو ایک کنوین پر دیکھا
اُسپر ایک ڈول پڑا ہے سو مین نے اُس ڈول سے پانی کہینچا جتنا خدا نے چاہا پھر
اوسکو ابن ابی قحافہ یعنے صدیق اکبرؓ نے لیا اُسنے ایک ڈول نکالا انکے کہینچنے
مین کچھہ سستی وماندگی تہی خدا اسکو معاف کرے گا پھر ڈول چرس ہو گیا عمر ابن خطاب نے

ایا ہو مین سنے تو آدمیون سے ایسا عجیب غریب بڑا زور آور اور کسی کو نہین دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو یہان تک اسنے کثرت سے پانی نکالا کہ لوگون نے اپنے اونٹون کو آسودہ کر کے انکی نشست گاہ مین بٹہلایا۔ سو ڈول کھینچنے سے دین کی سرداری مراد ہے کہ بعد حضرت نبی آخرالزمان سلطان دوجہان کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہو گی کہ وہ ایک ڈول آہستگی سے نکالینگے یعنے آپکی خلافت تہوڑے دن ہو گی اسلام خوب نہین پہیلیگا چنانچہ کُل دو برس آنجناب خلیفہ رہے اس مدت مین مسلمہ کذاب وغیرہ اہل ارتداد سے معرکہ رہا انکو بیدریغ تہ صمصام خون آشام کر کے عرب کا اسلام مضبوط فرمایا اور کسی قدر ملک شام فتح کیا تھا کہ وفات پائی اور جب انکے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسند آرائے خلافت رسالت پناہی ہوئے دس برس تک کام کیا اس مدت خلافت عہد مین شرقاً وغرباً اسلام تمام عالم مین پہیلا اور بیشمار خزانے اہل اسلام مین تقسیم ہوئے اور روئے زمین عدل وانصاف سے بہر گئی لوگ غنی اور مالدار ہو گئے۔

چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا متروکہ بعد انکی وفات کے پچاس ہزار دینار ہزار گہوڑے اور ہزار لونڈیان تہین۔

اور آمدنی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی علاقہ عراق سے اربن ہزار دینار اور ناحیہ سراۃ کی اس سے بھی زیادہ ہوتی تھی +

اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی رباط مین ہزار گہوڑے اور اسی قدر اونٹ تہے دس ہزار بکریان تہین جب انتقال ہوا چوراسی ہزار کی آمدنی چھوڑ گئے۔

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اتنا سونا چاندی چھوڑ کر رحلت فرمائی کہ کدالیون سے توڑا جاتا تھا مال و متاع و زمین اسکے سوا تھی اوسکی آمدنی ایک لاکھہ دینار تھی ؎

اور حضرت یعلی منبہ رضی اللہ عنہ نے پچاس ہزار دینار اور بہت سی زمین چھوڑے جسکی قیمت تین لاکھہ درہم تھی۔

اور حضرت زبیر رضہ نے بصرہ مین پھر مصر و کوفہ و اسکندریہ مین محل بنایا۔ اور حضرت طلحہ رضہ نے کوفہ مین ایک محل بنا فرمایا جپر گچکاری کی اور مدینہ منورہ مین ایک الگ محل عمدہ بنوایا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضہ کا محل عقیق مین تھا خوب ہی بلند اور بڑے صحن کا بنا کیا ہوا تھا اُس پر کنگورے لگائے گئے تھے اور حضرت مقداد رضہ نے مدینہ طیبہ مین گھر بنا فرمایا اوس پر گچ کیگئی تھی۔

اگرچہ آمدنی اور جائداد و پیداوار اس قدر تھی مگر مضبوطی دین مین اوس قدر تھی یہہ سب اموال حلال طیب تھے غنیمت و فتح سے ہاتھہ لگے تھے انکا تصرف اس مال مین بطریق اسراف نہ تھا میانہ روی کرتے تھے راہ خدا مین خرچ کیا کرتے کفار پر اپنی شوکت ظاہر فرماتے اپنا دبدبہ رعب بٹھاتے اسلام کی قوت و رونق جتاتے اس لئے کچھہ قدح اُنپر نہین ہے۔

حکایت

ایک صوفی بہت بڑے مالدار دولت مند تھے کسی نے اون کو لکھا کہ مالداری

خلاف طریقہ درویشی ہے مال سانپ ہے اسکی صحبت اچھی نہین اونہون نے جواب
مین لکہا کہ صحبت مار کسی را زیان کند کہ افسون مار نداند۔ یعنی مال اگر سانپ کا حکم رکھتا
ہے تو ہم کو اوسکا منتر ہی آتا ہے۔

چیست دُنیا از خدا غافل بودن	رومؔ مولانا	نے قماش و نقرہ و فرزند و زن	

غرضکہ اچھا مال وہی ہے جو اچھے کام مین صرف ہو اور عمدہ قوت وہی ہے جو عبادت
مین خرچ ہوتی ہے اور اچھی بات وہی ہو سکتی ہے جسکے سُننے سے کسی کا دل
خوش ہو اور اچھا کام وہی ہوتا ہے جس سے دین کا فائدہ متصور ہوتا ہے۔

اچھی دولت اچھی قوت ہے وہی بات اچھی ہے وہی جس بات سے		راہ حق پر صرف جو للہ ہو سب کا اطمینان خاطر خواہ ہو	

المختصر بعد شہادت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے امیر المومنین حضرت عثمان
ابن عفان رضی اللہ تعالی عنہ سے بیعت کیگئی۔ آپ بڑے مالدار ذی وقار کم گو
کم زبان باحیا شرمناک بے غضب سخی متقی کلام الہی کو آپ ہی نے جمع فرمایا آیات
قرآن شریف کو باہم انتظام دیا آنجناب کے ایام خلافت عہد مین بہی شہر ہمدان
و بلاد طبرستان و جرجان و مملکت ایران اسلام کے قبض و تصرف مین آئے
اور آنجناب کے تمام ملکون مین عمال اسقدر تھے۔

عبد اللہ حضرمی مکہ معظمہ مین۔ قاسم بن ربعہ طایف مین۔ سُعلی بن امیہ یمن مین۔
عبد اللہ عامر بصرہ مین ابو موسی اشعری کوفہ مین معاویہ بن ابو سفیان دمشق مین
عبد اللہ بن خالد حمص مین۔ علقمہ بن الحکم فلسطین مین۔ اشعث بن قیس ملک
رے مین۔ احنف ممالک خراسان مین۔ اور زید بن ثابت قاضی مدینہ طیبہ۔ اور

ابوہریرہ قاضی مکہ معظمہ۔ اور ابو درداقاضی شام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور مروان کاتب۔ صاحب شرط عبداللہ بن سعد سہمی تہے رضی اللہ عنہ۔

اور قصہ شہادت آنجناب یون واقع ہوا کہ مروان ابن الحکم کے سپرد مہر آنجناب کی تہی اور وہ نہایت تسلط ہوگیا تہا اور مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اسکی شرارت و بدچلنی سے ناراض رہتے تہے اور اس اثنا مین چند کس مصری عبداللہ ابن سعد حاکم مصر کے ظلم سے دار الخلافت مدینہ منورہ مین آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسکو ایک نامہ متضمن نصائح و مواعظ لکہہ بہیجا جسکی تعمیل نکی اور سات سو آدمی اہل مصر کے مستغیث آئے اور بوسیلہ حضرت علی المرتضیٰ وام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما احوال اپنا تفصیلی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا تب حضرت عثمان رضہ نے حکم عزل عبداللہ صادر فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم لوگ جس شخص پر راضی ہو وہ حاکم مصر کیا جائے سب نے محمد ابن ابی بکر کو پسند کیا اور حضرت عثمان رضہ نے فرمان امارت و حکومت انکے نام لکہدیا اور چند اصحاب مہاجرین و انصار سے بہی انکی ہمراہ فرماکے مصر کو روانہ کیا تیسرے دن ایک غلام حبشی اونٹ پر سوار ان لوگون کو ملا اور اسکے جلد چلنے سے ایسا مفہوم ہوتا تہا کہ طلب کیا ہوا جاتا ہے یا کسیکو بلانے جاتا ہے اس خیال سے محمد ابن ابی بکر کے ہمراہیون نے پوچہا تو کون ہے اور کہان جاتا ہے اس نے کہا کہ مین امیر المومنین کا غلام ہون اور حاکم مصر پاس جاتا ہون پہر پوچہا آیا کوئی فرمان ہے اس نے انکار کیا تب بگرفتاری اوسکی جامہ تلاشی لیگئی تو مطہرہ مین ایک خط نکلا جسمین لکہا ہوا تہا کہ جب محمد ابن ابی بکر اور فلان فلان آدمی مصر مین پہونچین تو کوئی حیلہ کر کے انکو قتل کرنا اور فرمان خلافت کو باطل جاننا اور

تو اپنے کام پر بحال رہنا اور عنوان نامہ پر لکھا تھا من عثمان الی عبد اللہ ابی السرح
چنانچہ اس مضمون کے دیکھتے ہی محمد ابن ابی بکر مع اپنے رفیقون کے دار الخلافت
مدینہ منورہ لوٹے اور سبکو جمع کر کے حال بیان کیا تب حضرت علی المرتضیٰ وغیرہ اکابر
اصحاب رسول اللہ نے امیر المومنین حضرت عثمان رض سے استفسار فرمایا تو وہ کہے کہ
غلام و شتر بلا شبہ میرا ہے لیکن یہہ خط مین نے ہرگز نہین لکھا اور نہ میری اطلاع سے
لکھا گیا اور نہ غلام کو مصر کیطرف بھیجا سبکو تحقیق ہوا کہ یہ شرارت مروان کی ہے
اور اسی کا یہہ خط لکھا ہوا ہے لہذا اہل مصر نے مروان کو طلب کیا تا کہ قتل کرین
چونکہ ہنوز کوئی امر موجب قصاص بحکم شرع مروان کے نسبت ثبوت کو نہ پہونچا تھا
امیر المومنین نے تامل فرمایا مصریون نے باعانت و امداد بعض اہل قبایل بنی زہرہ
اور بنی مخزوم و بنی غفار دولت خانہ خلافت مآب کو گھیر لیا یہان تک
کہ چالیس شبانہ روز پانی بند کر دیا اور اسقدر فرصت ندی کہ مسجد مین نماز ادا کرین
چنانچہ ایک روز بلوائیون کے مقابل ہوکر آنجناب نے فرمایا کہ مین تمکو خدا و اسلام
کی قسم دیتا ہون اور پوچھتا ہون کہ تم جانتے ہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ مین تشریف فرما ہوئے تو سوائے بیر رومہ کے آب شیرین کہین نہ تھا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بیر رومہ کو مول لیکر وقف کرے تو اسکو
بہشت مین کنوان ملیگا سو مین نے اسکو لاکھہ درہم مین خرید کر کے وقف کر دیا
اور آج تم لوگ مجھے اسکے پانی سے روکتے ہو بلوائیون نے کہا یہہ درست ہے
پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ جب مسجد نبوی کثرت اہل اسلام سے تنگی کرنے لگی تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی فلان خانہ خرید کر کے اسمین ملادے تو

اسکو اس سے بہتر دار جنت مین ملے سو مین نے اُس گہر کو دس ہزار درہم مین
خرید کر کے مسجد مین داخل کیا اور تم مجہکو اس مسجد مین نماز پڑہنے کو روکتے ہو بولے
نعم راست و درست ہے پہر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت رسول خدا صلعم و ابو بکر و عمر
اور مین رضی اللہ عنہم کوہ ثبیر یعنے پہاڑ مکہ معظمہ پر تہے دفعتہً پہاڑ نے خوشی سے حرکت
کی اور بعض پتہر اسکے گرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک دہمک کر
فرمایا اسکن ثبیر فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان یعنے ٹہر جا کوہ ثبیر کہ تجہپر پیغمبر
اور صدیق و دو شہید ہین بلوائیون نے کہا درست ہے تب حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ نے فرمایا اللہ اکبر ان لوگون نے میری شہادت پر گواہی دی اور تین بار
اسی کلام کو آواز بلند فرما کر اپنے مقام پر تشریف لائے اخبار الدول مین ہے
کہ ابو امامہ باہلی کہتے تہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ محاصرے مین ہوسے تو مین
بہی گہر کے اندر رہتا سو مین نے سنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قریب
ہے کہ مین قتل ہون مگر مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ حلال
نہین ہوتا خون کسی مسلمان کا مگر تین سبب سے اول ارتداد دوم زنا
بعد الاحصان سوم قتل نفس ناحق ولیکن ان اسباب ثلاثہ سے کوئی سبب
مجہہ مین پایا نہین جاتا ہے پہر کیونکر مارینگے ۔ الغرض جب آنجناب کو پیاس کی شدت
ہوئی تو آپ چہت پر بر آمد ہوکر پوچہا کہ کیا علی المرتضیٰ؈ ہین بلوائیون نے کہا نہین پہر
فرمایا سعد بن ابی وقاص؄ ہین کہا نہین ناچار آپ ساکت ہوئے یہہ خبر جناب ولایت
مآب کو ہوگئی انجناب نے ایک مشکیزہ و بروایتی تین سبوچے آب شیرین لطیف سے
بہروا کر بہیجے بلوائیون نے امیر المومنین تک پہونچنے نہین دیا اور جب حضرت

امیرالمومنین یعسوب المسلمین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو اطلاع ہوئی کہ حضرت
عثمان کا محاصرہ ہے اور بلوائیون کا ارادہ شہید کرنیکا ہے تو آنجناب نے حضرت حسنین
جگر گوشگان رسول الثقلین صلواۃ اللہ علیہم کو مع قنبر مولی کے اور طلحہ یعنی محمد و زبیر یعنی
عبداللہ وغیرہ اصحاب نے اپنے اپنے بیٹون کو دروازے حضرت عثمان رضی اللہ
پر بھیجا اور تاکید شدید کردی کہ بلوائی اندرون دولت خانہ خلافت مآب نہ گھسنے
پائین ۔ اور مغیرہ بن شعبہ نے حضرت امیرالمومنین عثمان سے کہا یا امیرالمومنین تم امام وقت اور خلیفہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تین امر سے ایک اختیار کر دیا تو اپنے گھر سے باہر نکل کر مقابلہ کرو
کہ ہم بھی شریک ہین خواہ دروازہ دوسری طرف کا توڑ کر مکہ معظمہ کو چلے جاو یا جانب
شام معاویہ کے پاس تشریف لیجاو ۔ امیرالمومنین نے سخن اول کا جواب یہ دیا
کہ مین نہین چاہتا ہون کہ اول خون ریز مسلمانان امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا مین ہون اور سخن دوم کا یہ جواب دیا کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے سُنا ہے فرماتے ہوئے کہ عدول کریگا ایک شخص مکہ معظمہ مین نصف عذاب
عالم کا اُسپر ہوگا سو مین نہین چاہتا ہون کہ وہ شخص مین ہون اور تیسری بات
کا یہہ جواب ادا فرمایا کہ مین نہین چاہتا ہون کہ دارہجرت و مجاورت رسول خدا
ترک کرکے شام کیطرف جاؤن ۔ المختصر حضرت حسین وغیرہ بہادرون نے
بلوائیون کو درآمد خانہ سے باز رکھا تو بلوائیون نے تیراندازی شروع کی کہ
روے مبارک حضرت سبط اکبر یعنی امام حسن علیہ السلام خون آلودہ ہوگیا اور مروان
گھر کے اندر مجروح ہوا اور محمد ابن ابی طلحہ بھی زخمی ہوئے اور قنبر مولا ے
شیر خدا نے بھی سر پر چوٹ اُٹھائی لیکن دخول خانہ جناب خلافت مآب سے

باز رکھا لیکن بلوائیون مین سے براہ چالاکی دوسرے جانب سے ایک پڑوسی
انصار کے گھر مین ہوکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حویلی مین کود پڑے
آنجناب اوسوقت کلام اللہ پڑہتے تھے جب آیتہ کریمہ فسیکفیکم اللہ پر پہونچے
تو اوباشون نے شہید کیا اوسوقت سبب تنہائی آنجناب کا یہہ تھا کہ جو لوگ آپ
کے مملوک وغیرہ تھے وہ سب پشت پر تھے انکو خبر نہوئی اور حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کی بی بی نے ہر چند شور وغل کیا چونکہ حویلی بہت بڑی تھی اور دار الخلافت
مین ایک شور و ہنگامہ اور مقابلہ ہو رہا تہا کسی نے آواز انکی نہ سُنی آخر کار چہت
پر چڑہین اور شہادت آنجناب سے آگاہ کیا تو لوگ دروازے سے اندر آئے
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بہی اطلاع ہوئی وہ بہی مع طلحہ اور زبیر و سعد بن ابی وقاص
وغیرہ اصحاب تشریف لائے اور ترجیع کرکے ایک طمانچہ حضرت امام حسنؑ کے مُنھ
پر مکا حضرت امام حسینؑ کے چہاتی پر مارا اور محمد بن طلحہ و عبد اللہ ابن زبیر کو سخت
سُست فرماکر ارشاد کیا کہ یہ لوگ باوجود تم ہوتے ہوئے پہر کیونکر گھر مین داخل
ہوئے پہر اسی حالت مین مکان پر تشریف لائے لوگون نے یورش کی اور
کہا کہ ہم تمسے بیعت کرتے ہین اپنا ہاتہ بڑہاؤ فرمایا مین شرم کرتا ہون کہ بیعت
کرون قاتلان عثمانؓ سے اور حیا آتی ہے اللہ سے کہ مین بیعت کرون اور
حضرت عثمان دفن نہین ہوئے ناچار سب چلے گئے اور پہر آئے تو فرمایا جبپر
اہل بدر اتفاق کرینگے وہ سزاوار خلافت ہوگا چنانچہ اول برضا و رغبت
اہل بدر نے بیعت کی بعد ازان اور لوگون نے اور مروان شہر مع اپنے
بیٹے کے راہ فرار لی اور آنجناب زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ پاس تشریف لائے

اور پوچھا کسنے عثمان رض کو شہید کیا انھوں نے عرض کیا کہ مین نہین جانتی ہون مگر مجھے اتنا معلوم ہے کہ محمد بن ابی بکر اور دو شخص انکو مین نہین جانتی ہون گھر مین اسے پھر محمد کو طلب فرمایا اور اظہار زوجہ عثمان رض کا بیان کیا محمد نے کہا وہ سچ کہتی ہین واللہ مین وار حضرت عثمان رض مین گیا تھا مگر جب عثمان رض نے میرے باپ کا ذکر کیا تو مین نے توبہ کی واللہ مین نے نہین مارا جسکی تصدیق زوجہ عثمان رض نے بہی کی اور دو شخص سودان بن حمران اور قتیشر تھے انہین نے شہید کیا اور غلامان حضرت عثمان نے انکو مارا اور بعض اہل سیر کہتے ہین کہ باد بن عباس و سودان ابن حمران اور بعضی عمرو بن الحمرو عمر بن صالی اور بعض کہتے ہین کہ وہ دونون مصری تھے جن کے قتل کا اشارہ مروان نے کیا تھا اور بعضی اسود یمنی کو بیان کرتے ہین اور کرمانی مین لکھا ہے کہ تاریخ ہجدہم ذیحجہ بعد العصر روز جمعہ سال سے پنج ہجری کو آنجناب نے جام شہادت نوش فرمایا اور بلوائیون نے اثاث البیت لوٹ لیا لاشہ مبارک پڑا رہا آخر شب شنبہ کو جب اوباش لوگ سو رہے تو زبیر ابن العوام اور حکیم بن حزام اور مسور بن مخرمہ اور جبیر بن مطعم و ابو جہیم بن حذیفہ اصحاب بدر ہی اور یسار بن مکرم اور عمرو بن عثمان نے خون آلود کپڑون مین بعد نماز جنازہ دفن کیا مدت خلافت بارہ برس کی مقدر تہی اور عمر آنجناب کی بیاسی برس کی اور نقش خاتم آپ کا لنصرن اولتندن تہا اور بعض نے سنہ شہادت (٣٦) لکھا ہے۔

مسعودی نے لکھا ہے کہ جسوقت آنجناب شہید ہوئے ڈیرہ لاکھہ دینار اور ایک کرور درہم آپ کے خزانہ دار پاس موجود تھا زمین وغیرہ جو وادی قری وحنین وغیرہ کے طرف تھی اسکی آمدنی سالانہ ایک لاکھہ اشرفی ہوتی تہی اور اونٹ

گھوڑے بے گنتی تھے؛

حضرت عثمان خلیفۂ برحق		از جہان شد بجنت اعظم ۳۶	
سال تاریخ آن سراپا عدل		ای بگو رفت عادل از عالم	

اور بعد شہادت آنجناب کے یعسوب المسلمین امام الاشجعین امیر المومنین جناب ولایت مآب حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم مسند آرائے خلافت ہوئے مناقب مرتضوی کے بیان سے زبان قلم قاصر اور ادراک اُسکے دریافت سے عاجز آنجناب باتفاق اہل کشف اور کرامت اور باجماع اہل فنا و بقا سرور اولیا ہین حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر تا ختم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مبارک تک حاصل ہونا منصب ولایت کبری کا منحصر بر فیض اقدس روح پاک علی المرتضی کے رہتا چلا آیا ہے اور تا ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام اسی طرح رہیگا الغرض مناقب بقول ائمہ حدیث ولایت مآب کے بکثرت ہین از انجملہ متواترات یہہ ہے کہ سلطان الانبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی منی وانا منہ یعنے علی مجہہ سے ہے اور مین علی سے ہون شاید مراد یہ ہے کہ علی کا کمال مجہہ سے ہے اور میرا کمال علی کے سبب سے عالم مین ظاہر ہوگا اور باقی رہیگا اور میری اولاد اسی سے چلے گی پہر فرمایا اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ یعنی جو اوسنے محبت رکہتے ہو اُس سے محبت رکہنا اور جو اون سے عداوت رکہے تو اُس سے عداوت رکہنا اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی میری اور علی کی موالات ایک ہی ہے جسکو اُنسے موالات نہین ہی اسکو مجہہ سے بہی نہین ہے پس جسطرح بدون موالات مصطفوی ولایت الہیہ کا حاصل

ہونا محال ہے اُسی طرح بدون ولاے مرتضوی بہی وہ ولایت نہین حاصل ہوسکتی از انجملہ
فرمایا کہ علی سے محبت رکہنا ایمان کی علامت ہے اور بغض رکہنا علامت نفاق ہے
اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو چیز مین نے اپنے لیئے خدا سے مانگی وہ علی مرتضی
کے واسطے مانگی اور مسجد مین بحالت جنابت کسی کو آنا درست نہین مگر مجہہ کو اور علی
مرتضی کو یعنی طہارت حقیقۃ روحانی اتنی غالب تھی کہ نجاست حکمیہ بدنیہ کے احکام
مغلوب ہوگئے تھے اور فرمایا سرور عالم صلعم نے انا مدینۃ العلم و علی بابہا یعنے
میرا تقرب باطنی بلا تقرب علی مرتضی کے کسی کو حاصل نہوگا - اور علی میری امت
کا کہنچ لانے والا ہے جنت مین اور امام المتقین و سید المومنین ہے اور علم میرا
جسکے پیچہے قیامت کو آدم و اولاد آدم ہوگی علی المرتضی کے ہاتہ مین ہوگا - از انجملہ
یہ کہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دعا مانگا کرتے تہے کہ الہی ایسا
نہو کہ کوئی مشکل آپڑے اور علی ابن ابی طالب میرے پاس نہون چنانچہ حضرت علی
مرتضی رضی اللہ عنہ کا لقب مشکل کشا حضرت عمر رضی اللہ کے کلام سے نکلا گیا ہے
جسکا ظہور آج تک چلا آتا ہے اور اسد اللہ یعنے راہ حق مین کسی سے نہین ڈرتے اور
اُنسے سب ڈرتے ہین چنانچہ شجاعت و بہادری آپ کی غزوہ خیبر اور جنگ خندق
اور اُحد مین دیکہنی چاہیئے کہ جناب شیر خدا نے وہ شجاعت اور مردانگی خداداد دکہلائی
اور ایسی شمشیر رانی کی کہ جمعیت اعدا درہم برہم ہوگئی سب کافرون کے دانت کہٹے
ہوگئے اُسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ یہ زور و قوت
کا کمال درجہ ہے کہ علی مرتضی نے دکہلایا چنانچہ جناب سلطان دوجہان آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ انا منی وانا منہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا انا منکما اور روح الدر

مین مولانا اصیل الدین محدث شافعی لکھتے ہین کہ اسوقت لاریب ہاتف سے آواز آتی

تھی لافتی الا علی لاسیف الا ذو الفقار۔

اور باوجود اسکے کہ آپ کے ایام خلافت مین آنجناب کا حق خلافت ایک لاکھ تیس ہزار
درہم سالیانہ سے کہین زاید ہی تھا ولیکن آنجناب وہی اپنی حالت فقر و غریبانہ چال
ڈہال تنگی ترشی پر باقی رہے احوال دنیا اعمال ملوک سے ایک ذرہ بھی تعلق اور
واسطہ نرکہا چنانچہ ایک روز آنجناب نے اثنا خطبہ مین ارشاد فرمایا کہ اے لوگو جان لو
کہ تم کو مرنا ہے اور بعد مرگ پہر اوٹہنا ہے اور اپنے اعمال پر خوف پاکر انکی جزا کو پہنچا۔
پس دنیا کی زندگی پر نہ بہولو اور ان باتون کو نہ بہولو۔ دنیا ایک مصیبت کا گہر ہے
فنا ہونا اسکا معروف ہے اور دہوکا دینے مین موصوف اسکی ہر ایک چیز کا انجام
زوال پذیر ہے اور اسکا کسی کے پاس ہمیشہ رہنا محال نہ اسکے حالات تبدیل سے
مامون ہین نہ اسکے باشندے آفات سے مصؤن جب آدمی کو اس مین راحت
و سرور پہنچتا ہے یکایک مصیبت آدباتی ہے اسکے احوال مختلف باہمد گرہین اور
مراتب متغیر۔ نہ اسکے عیش کو قیام ہے نہ راحت کو دوام باشندے دنیا کے
ہدف مین جنکو اپنے تیرون کا نشان بناتی ہے اور موت سب کی خاک اڑاتی ہی
مرگ ہر ایک کے سر پر قایم ہے اور اسکا چکہنا سب کو لازم ہے۔ اے اللہ پاک
کے بندو آج دنیا مین تمہارا ایسا حال ہے جیسا تم سے اگلے لوگون کا تہا جو تم سے
عمر مین زیادہ اور قوت مین قوی اور آبادی مین اکثر اور مکانات مین بلند تہے مگر
دینک کے طول انقلاب سے اب انکی آواز نہین نکلتی انکے جسم سڑ گئے اور شہر
اولٹ گئے اور مکانات گر گئے یا تو وہ مکانات عالیشان اور گاؤ تکیے عمدہ فرش

فروش تھا یا آب پتھر اینٹین خاک گوشۂ لحد ہے جگہ اُن قبرون کی ایک دوسرے کے
قریب ہے اور انکے رہنے والے اجنبی اور غریب ہین سوحش عمارت والون اور
مشاغل اہل محلہ مین جا پڑے ہین کہ نہ انکو آبادی سے موانست ہے نہ بھائی
بندون وہمسایون کیطرح آپسمین میل جول اور رغبت۔ ہرچند مکان قریب مین مگر
میل کے صورت نہین اسلیئے کہ انکو کہنگی نے پیس ڈالا اور پتھر و مٹی نے انکا کچومر
نکالدیا زندگی کے بعد اسیر پنجۂ موت ہوئے اور اجسام نازنین راحت و آسودگی
کے پیچھے فگار ہوئے۔ خاک مین اپنے یارون مین جا ملے اور ایسے گئے کہ پھر
کبھی نہ پھرے پھر انکا کیا ذکر ہے جس صورت مین کہ اللہ پاک خود فرماتا ہے
کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون ۝ تا وہ بدلہ دے
برائی والون کو انکے کئے کا اور بدلہ دے بھلائی والون کو بھلائی۔ اب تم بہی
قطعاً جان لو کہ جیسا ان کا حال ہوا وہی تمہارا ہوگا وہی خاک مین گلنا اوسی
خواب گاہ مین سونا اور اوسی ٹھکانے رہنا۔ علاوہ ازین تم پر کیسے بنے گی جب
یہ باتین تمہارے پیش نظر ہون گے کہ قبرون مین سے نکالے جاؤگے جبکی
باتین تحقیق کی جائیگی شہنشاہ علی الاطلاق کے سامنے روبکاری ہوگی اور
گذشتہ گناہون کے خوف سے کلیجے پھٹے جاتے ہونگے اور دل تھراتے
اور پردے فاش ہون گے عیوب اور پوشیدہ باتون کو سامنے کیا جائے گا
ہر عمل اجری وہر کردہ جزائے دارد کا مضمون درپیش ہوگا۔ چنانچہ پاک پروردگار
عالم فرماتا ہے لیجزی الذین اساؤا بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنیٰ
اور دوسری جگہ ارشاد رب العالمین ہے ووضع الکتاب فتری المجرمین مشفقین

مما فیہ ویقولون ماو یلنا مالیعذ الکتاب للغادر صغیرۃ ولاکبیرۃ الا احصا
بھا ووجد والماعملو حاضرا۔ اور کہلا جائیگا کاغذ پہر تو دیکھے گناہگار ڈرتی
ہین ایکے بیچ لکہے سے اور کہتے ہین اے خرابی کیسا ہی یہ لکہا نہ چہوڑی چہوٹی
بات نہ بڑی بات جواسمین نہین کہڑے اور پاینگے جو کیا ہے سامنے انتہے۔
المختصر مناقب ومناصب اور عجایب وغرایب وکثرت علم وورع اور زہد وتقوی
اور وفور شجاعت وسخاوت آنجناب اشہر اور اظہر من الشمس ہے طاقت
بیان نہین ہے آپ اول خلیفہ ہاشمی ہین۔
اور قصہ شہادت آنجناب کا یون واقع ہوا کہ عبدالرحمن مردود کہ درحقیقت
عبدالشیطان تہا ایکو عورت مسماۃ قطام خذلہ یہ کوفیہ پر جو کہ حسن صورت وخبث
سیرت مین فتنہ روزگار تہی عاشق ہوا اور باپ اوس قحبہ کا جنگ نہروان
مین اور تیے بہائی بہی جناب ولایت مآب کے ہاتہ سے مارے گئے تہے اسکو
یہ داغ تہا جب یہ ملعون بدبخت اسپر شیفتہ و فریفتہ ہوا اور پیغام سلام وصال
کا ہونے لگا اوسنے کہا کہ تو ایک فرمایش میری بجالاتا ہے تو سرچشمہ وصال سے
سیراب ہوگا وہ فرمایش یہ ہے کہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کو قتل کر یہ
لعین اس امر خطیر پر مستعد ہوگیا اور اس قطامہ نے اپنے ابن عم وردان نامی
خارجی کو بہی ابن ملجم کا رفیق کیا اور ابن ملجم نے ایک اور اپنے ہم مذہب شبیب
ابن عجزہ اشجعی کو ہمداستان کیا اور باہم مشورہ کرنے لگے شبیب نے کہا کسکا مقدور
ہے اور کون ایسا دل وجگر رکہتا ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ہاتہ ڈالے
انکی ہیبت وجلال سے شجاعان عرب کانپتے ہین۔ ابن ملجم نے کہا وہ تو ہیکسون کی

طرح رہا کرتے ہین اور اندہیرے مین تنہا مسجد مین آیا کرتے ہین اور کسیکے حضور مین درو
دربان چوکی پہرہ نگہبان کچہہ بہی نہین رہتا ہے الغرض ابن ملجم نے ایک تلوار ہزار درہم
کو مول لی اور اسکو زہر آلود کروائی ایک شخص نے پوچہا یہ کسواسطے اُس نے فرط
غیظ مین کہہ ڈالا کہ اس سے مارنا منظور ہے کہ اس شخص کا جسکی داستان عرب و
عجم مین مشہور ہے لوگ سمجہہ گئے چنانچہ بعضون نے جناب ولایت مآب کے
حضور مین خبر پہونچائی آپ نے خود ہی مژدہ وصال کے شوق مین پوچہہ بہیجا کہ
تو نے تلوار کیون زہر آلود کرائی ہے اُسنے کہلا بہیجا کہ اپنے اور آپ کے دشمن کو
مارنے پہر آنجناب نے کچہہ تعرض نہ فرمایا یہ ماجرا رمضان شریف مین ہوا اور جناب
مرتضوی اس رمضان مین ایک روز حضرت امام حسن علیہ السلام کے دولتخانہ مین
روزہ افطار فرماتے اور ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام کے یہان اور
ایک روز عبد اللہ ابن جعفر طیار کے پاس اور تین چار لقمون سے زیادہ تناول
نہ کرتے اور ہر وقت یہ ظاہر ہوتا تہا کہ آنجناب آمادہ سفر ہین اور تاریخ ہفتت کی
اُنکو انتظار ہے اور ابن ملجم کوفے مین جب آیا تو کبہی کبہی جناب امیر علیہ السلام کے
حضور مین باریاب ہو کر بیت المال سے کچہہ مانگ بہی لیجاتا تہا اور آنجناب بعض اوقات
فرماتے تہے کہ جسکو جناب سلطان الانبیا رسول خدا نے اس امت کا اشقی الناس
فرمایا ہے وہ یہی ابن ملجم ہے چنانچہ ایک دن آپ کے حضور سے کچہہ مانگ لے چلا
اُسوقت آپ نے فرمایا کہ واللہ میرا قاتل یہی ہے اسپر جانثارون نے عرض کیا کہ
اگر حکم ہو تو ہم مار ڈالین آپ نے فرمایا کہ قبل از وقوع جرم سزا دینی نہین پہونچتی اور
بعض اوقات شوق شہادت سے فرماتے کہ کون چیز مانع ہے میری ڈاڑہی کے

خون سے رنگنے والیکو کہ وہ آتا نہین اور کاہے کمال تمنا سے فرماتے کہ وہ دن
کون ہو گا کہ بدبخت ترین اس اُمت کا اپنا کام تمام کرے یہ اشارہ اُسطرف ہے
جوکہ مسند امام محمد وغیرہ کتب معتمدہ حدیث مین وارد ہی اور مسند امام احمد اور مستدرک
حاکم مین عمار ابن یاسر سے مروی ہی اور ایوب علی وطبرانی نے عثمان ابن حبیب روی
اور خود جناب امیر سے اور جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہی کہ جناب
رسالتمآب علیہ الصلواۃ والسلام نے کئی بار فرمایا کہ اگلی اُمتون سے بڑا بدبخت مرد
سرخ رنگ قدآور ابن سالف تہا جسنے ناقہ صالح علیہ السلام کو پے سپر کیا کوچے اُسنے
کاٹ ڈالے اور اس اُمت مین بڑا بدبخت وہ شخص ہے جو محاسن علی مرتضیٰ علیہ السلام کو
خون سے آلودہ کرے گا چونکہ حضرت ولایت مآب کو اپنی شہادت پر حسب ارشاد
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یقین واثق تہا لہذا شب نوزدہم رمضان شریف
آنجناب باربار اُٹھہ اُٹھہ آسمان کو دیکھتے اور فرماتے تھے کہ واللہ مین نے جھوٹ
نہین کہا اور نہ مجھہ سے کہنے والے نے جھوٹ کہا ہے یہ وہی رات ہے جس کا
مجھہ سے وعدہ ہے حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین کہ اس رات کو جناب
ولایت مآب فرماتے تھے کہ آج کی رات مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا کہ میرے منتظر ہین اور ترجمہ صواعق مین ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے
فرمایا حسن علیہ السلام سے کہ آجکی رات مین آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکھا اور جو
کچھ اُمت سے مجھے پونچا تھا بیان کیا آنحضرت نے فرمایا اُنکے حق مین دعا کر اللھم
ابدلنی بھم خیرا منھم وابدلھم بی شرا لھم یعنے بار خدایا بدل دے اُنسے بہتر مجھکو
اور بدل دے اُنپر ایسا شخص جو مجھہ سے بدتر ہو اُنکی نسبت اور جب صبح صادق

یا کاذب نمودار ہوئی تو جناب سلطان الولایت گہر سے باہر تشریف لانے لگے
وہان بطین ہین وہ خلاف معمول چلانے لگین آنجناب نے فرمایا کہ میرے فراق
مین چلاتی ہین پس یعنی ہی شاہ ولایت گوہر دریائے نبوت آفتاب برج رسالت حامل
عبدہٗ شہادت الصلواۃ فرماتے ہوئے لوگون کو نماز کے واسطے جگاتے ہوئے
برآمد ہوئے شبیب ملعون گہات مین لگ رہا تہا آپ پر ہاتہہ چلایا مگر تلوار ستون
پر پڑی توٹ گئی اور وہ بہاگ کر گہر پہونچا ایک مرد بنی امیہ نے اسکو تہ تیغ کیا اسی
ستون کے آڑ مین ابن ملجم خارجی مردود لعنۃ اللہ علیہ کہڑا تہا اُسنے تلوار چلائی کہ سر
مبارک پر اس مقام پر لگی جس جگہہ عمرو ابن عبدود کے ہاتہہ کا زخم تہا جناب شیرخدا نے
بفور ارشاد کیا فزت برب الکعبۃ یعنی مین بخدا اپنی مراد کو پہونچا - اور بعض روایات مین
ہے کہ عین نماز مین اُسنے تلوار ماری بالجملہ آنجناب کو مجروح اُوٹہا لائے اور مسجد
کے لوگون نے کہ آواز تکبیر سے جاگ اُوٹہے تہے ابن ملجم کو گرفتار کرلیا اور بعد تجہیز
وتکفین جناب امیر علیہ السلام اسکے ہاتہہ پیر کاٹ کے جلا دیا لعنۃ اللہ علیہ وعلی من
یتبعہ کذا فی اخبار الدول - اور آنجناب جب مجروح گہر مین جلوہ فرما ہوئے تو حضرت
حسنین علیہم السلام کو بلا کر فرمایا کہ تقوے الٰہی پر مضبوط رہنا اور دنیا کے طرف متوجہ
نہونا اور دنیا کے نقصان سے آزردہ خاطر نہونا اور بیکسون پر شفقت کرنا اور حق
بات مین کسی کا خوف نکرنا اور محمد ابن حنیفہ کی نسبت بہی فرمایا کہ تمہی یہ نصیحت یاد رکہنا اور ان
دونون بہائیون کی تعظیم وتوقیر کرنا یہ پیغمبر کے نواسے ہین پہر آپ معروف بہ تہلیل
وتسبیح ہوئے اگرچہ زخم کاری نہ تہا مگر زہر نے اثر کیا آخر اکیسوین رمضان سنہ ۴۰ھ
شب یکشنبہ اس عالم ناپایدار سے نہضت فرمائے حظیرۃ القدس ہوئے +

اور علامہ سیوطی نے لکہا ہے کہ تین چار خارجیون نے مکہ معظمہ مین عہد و پیمان باہم
کیا تہا عبدالرحمن ابن ملجم نے کہا کہ مین حضرت سیدنا علی ابن طالب رضی اللہ عنہ کو اور
بکر خواہ برک ابن عبداللہ تیمی نے کہا مین معاویہ ابن ابی سفیان کو اور عمرو ابن
بکر تیمی نے عہد کیا کہ مین عمرو ابن عاص کو قتل کرونگا چنانچہ بکر نے تلوار معاویہ کو
ماری ورک مین لگی اور عرق نکاح کٹ گئی کہ پہر اولاد نہوئی اور عمرو ابن بکر تیمی نے
عمرو ابن عاص کے مارنیکو مسجد مین آیا لیکن عمرو بن عاص کے رات کو درد پیٹ
مین رہا کہ وہ نماز صبح کو نہ آیا ایک مرد تیمم نے نماز پڑہائی عمرو ابن بکر نے اسی کو
مار ڈالا اور ابن ملجم نے جناب ولایت مآب کو شہید کیا کذا فی اخبار الدول۔
غرضکہ حکومت اہل اسلام کی پورپ سے پچہم تک ہوگئی۔ باوصف اسکے کہ
مسلمانون کی بے سامانی اور انکا فقر اور اسپر بڑا طرفہ یہہ تہا کہ صلاح جنگ بہی
بکثرت نہ تہی اور انکی عدم وقفیت قواعد حرب و ضوابط جہانگیری سے اور انکی
قلت کہ صرف عرب ہی کے کافرون کے مقابلہ مین لاکہون کڑورون حصہ تہی
اسکے علاوہ مخالفون کی کثرت اور اونکی دولت اور اہل روم و ایران کی جاہ
و حشمت و علم و حکمت و قواعد حرب و ضرب و جہانگیری کی مہارت کے سوا اور
بغض و عداوت کو وہیان کرنا چاہیے جو علانیہ مذہب کے تعرض سے برپا ہو
ہے کہ ایک رزیل بہی جان دینے اور گہر بار لٹا دینے کو موجود ہو جاتا ہے چہ جا
کہ ملوک او راشجعہ اب دیکہنا چاہیے کہ باوصف ان باتون کے اسطرح کی حکومت
اسلام کس دہوم دہام سے عرصہ ظہور مین آئی کہ تیس[۳۱] تبیس[۳۲] برس کے اندر عمل
مین دس بارہ درجہ سے کہین تینتالیس[۴۳] چوالیس[۴۴] درجہ تک جیسے باب المندب سے

بلاد یونان اور حدود ملک اندلس تک اور کہین پچاس درجہ تک جیسے ترکستان کی حدود شمالی تک اور طول مین النصف النہار لندن سے تیس درجہ غربی لیکر کہین ستر درجہ تک جیسے حدود شرقیہ فارس تک اور کہین بیاسی درجہ تک جیسے حدود شرقیہ ترکستان تک جو زمانہ اقتدار خلفاے راشدین مین اسطرح آگیا کہ اگلی حکومتون کا نام ونشان بھی باقی نرہا اور باوجود لااکراہ فی الدین کے عموماً توحید کا مذہب پہیل گیا پہر لحاظ کرو اسبات کو کہ ملک فارس اور اندلس بلکہ جزایر خالدات سے کہ ربع مسکون کی حد غربی یہی ہے تا جزایر شرقیہ چین کہ یہ ربع مسکون کی حد شرقی ہے طولاً اور سواحل جنوبیہ افریقہ اور جزایر جنوبیہ ہندوستان سے لیکر کہین مینتالیس اور کہین پچاس اور کہین پچپن ساٹھ درجے تک بلکہ بعض جگہہ کچہہ اوپر تک جیسے دیار بلغار تک عرض شمالی مین کتنے بڑے صوبون کے موافق وہ ملک جو خوب آباد تہے باقی رہا ہوگا جہان ہزار گیارہ سو برس کے اندر تک مسلمانون کی حکومت نہین ہوئی ہو اور ایسے ہنین جسطرح نادرشاہ کی بلکہ کمتر کوئی مقام ہوگا جہان مسلمانون نے سو برس سے کم حکومت کی ہوگی گو کہ کہین شعائر اسلامیہ جاری کئے ہون اور کہین صرف جزیہ پر اکتفا کی ہو چنانکہ اکثر ولایت فرنگ مین اور یہ باتین تو تواریخ نصاریٰ اور جغرافیہ سے بہی بخوبی ثابت ہوسکتی ہین اور اسی کا اشارہ کلام مجید مین ہے۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون۔ یعنی خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کو راہ راست اور سچے دین بنانے کو بہیجا تا کہ اوپر کردے سچے دین کو سب ادیان پر اگرچہ مشرکون کو ناگوار ہو اور

یہ تو ظاہر ہے کہ از روی برہان عقلی لا الہ الا اللہ کا مضمون سچا ٹھیرا ہے اسطرح نہ ثنویت کا عقیدہ ہے نہ تثلیث کا اور نہ شگن اور پاشنی کا بلکہ یہ تینوں عقیدے بدلایل عقلیہ باطل ٹھہرتے ہین خیال کرلیا جائے کہ سیکڑون ہزارون ہی برس سے ثنویت زردشتو نکے پاس اور شگن و پاشنہ ہندؤن اور چینیون مین اور تثلیث عیسائیون مین ضروریات التزانیہ مین داخل ہے پر لا الہ اللہ کا مضمون بدو فرادانی نوع انسانی سے ابتک کسی کے عہد مین دنیا مین مشرق سے مغرب تک اس کیفیت وکمیت سے نہین پہیلا جیسا کہ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مین پہیلا اور اگر کہین پہیلا ہو تو کوئی بتلا سکتا ہے۔

الحاصل پہلے اسلام مین خلافت تہی بدون ملک کے پہر ملک رہگیا بدون خلافت کے اور بعد امیر معاویہؓ کے جب بنی امیہ نے اپنی اگلی چال دینداری چہوڑدی اور خواہش نفس و دنیا طلبی اختیار کرلی تو لوگ ناخوش ہو گئے۔ پہر عباسیہ کا غلبہ ہوگیا ان کا زمانہ عدل و انصاف سے خالی نہ تہا اقامت احکام شارع علیہ السلام مین کوشش کرتے رہے گو خود کیسے ہی تہے اللہ پاک پروردگار عالم نے انہین برکت بخشی کل روے زمین کے بادشاہ ہو گئے مگر جب انکی طبیعت مین اثر سلطنت نے اپنا رنگ ڈہنگ دکہلایا آپسمین بغض و عداوت ہوگیا اور دینداری گہٹ گئی خودی اور ناانصافی نے اپنا پاؤن پہیلایا انکی حکومت بہی گئی اور خلافت مٹ گئی صرف نام ہی نام رہگیا اور جب عصبیت عرب بہی جاتی رہی تو یہ نام بہی ظاہری سلطنت رہگئی شرق مین شاہان عجم تبرکاً مطیع خلیفہ رہے سارا ملک مع القاب سلطنت وغیرہ انہین کے دست نگر تہا۔

اور اسی طرح کا ماجرا مغرب مین گذرا وہان عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص بنی امیہ اندلس چلے گئے ہوئے تھے انکی اور انکی اولاد کی سلطنت وہان بڑی شوکت زور وشور کی ہوئی بہت سے ممالک فرنگستانی فتح کئے اور قرطبہ دار السلطنت اوایل مین مقرر ہوا وہ سلطنت اسلام اوس خاندان مین اور بعد زوال اوس خاندان کے اور خاندانون مین قریب اٹھہ سو برس کے بڑی قوت وشوکت سے رہی یورُپ یعنے فرنگستان کے عیسائی سلاطین متعددہ کے ممالک جمع کرکے وہ سلطنت کی بنا رقایم ہوئی قریب کل سلطنت اسپانیول اور پرتگال ۔ وفرانسس واطالیا وصقالیا وغیرہ کے کچہہ کچہہ ممالک شامل دار السلطنت اسلام ہو گئے +

اس عرصہ دراز کی سلطنت مین اون بلاد مین نامی گرامی علمار محدث وفقہار واہل سلوک پیدا ہو گئے عموماً علوم وفنون وصنعت وحرفت وغیرہ کی اشاعت ہوئی ولیکن باہمی اہل اسلام کے نفاق اور شفاق سے مشیت ایزدی نے اوس سلطنت کو ایسا میٹا کہ فی الحال اون ملکون مین اسلامی سلطنت کا نام ونشان نرہا اس نفاق وشقاق وخود پرستی سے جو لوگون نے کفران نعمت کیا اور اس آسایش وارام وعزت ۔ وشوکت اسلام جو باہمی اتفاق سے پیدا ہوتا ہے ونام در سلطنت اسلام سے حاصل ہو گیا تھا اسکا شکر نعمت بہول گئے ناعاقبت اندیشی سے آخرش اون ملکون مین سلطنت اسلامی سمٹ گئی اور لوگون مین افلاس آگیا جمعیت مین تفرقہ پڑ گیا بہجت دین رونق اسلام جاتی رہی لوگون مین ضعف آگیا ۔

عیسائیان فرنگ نے جنکی عملداری وہان ہو گئی تہی انہون نے موقع پا کر کل اشیار

کہانے پینے پہننے اوڑہنے وغیرہ کی تجارت اپنے قبضۂ اقتدار مین کر لی تہی مجبور اہنین لوگون کے کسی کو کہانیکی چیز میسر نہ آتی تہی باوجود روپیہ اشرفی کے کہانا نہین ملتا تہا جو لوگ نکل سکے وہان سے چلے گئے اور بہتیرے لوگ اپنے گہرون کے دروازہ بند کر کے بہوک پیاس کے صدمہ سے مرگئے ولیکن اُن لوگون کو کچہہ رحم نہ آیا ؛

ظلم کی مذمت

از مضامین اخلاق

پئے ظالم ہے آثار قیامت آہ مظلومان
سحر محشر کی ہے یا شام شامت آہ مظلومان

ہے قہر آسمانی کی علامت آہ مظلومان
دکہا دیتی ہے تصویر ندامت آہ مظلومان

بشر کو چاہئے مظلوم کی فریاد سے ڈرنا
کہ آسان بیگناہون پر ہے کب جور و ستم کرنا

نہین مظلوم کی ہے آہ کم شمشیر بُران سے
کمان و تیر سے ناوک فگن سے نوک پیکان سے

نہین کچہہ اسکی تیزی کم ہے برق آتش افشان سے
شرر سے شعلۂ آتش فگن سے آہ سوزان سے

یہہ وہ کالی بلا ہے جسکی سر پر آئے آفت ہو
قیامت ہے قیامت ہو قیامت ہو قیامت ہو

دعا مظلوم کی مقبول باری جلد ہوتی ہے
دل مغموم کی مطلب برآری جلد ہوتی ہے

ہے جنہین ظلم کی خو انکی خواری جلد ہوتی ہے
موثر دل مین حق کے آہ و زاری جلد ہوتی ہے

گہلا دیتی ہے جان سرکشان کو آہ کی گرمی
مٹا دیتی ہے سختی سنگدل کی ضبط کی نرمی

اُسی کے زور نے شیرون کا پتا کر دیا پانی
اسی کے نام سے اہل ستم کو ہے پشیمانی

کیا نازل اسی نے سرکشون پر قہر ربانی
ہوئے برباد اسی سے ظلم و جبر و قہر کے بانی

وہ غافل ہین نہین جو آہ مظلومان سے ڈرتے ہین
ہین مردود وہ جہان جو بیکسون پر ظلم کرتے ہین

یہ وہ پرکالہ آفت ہے جس سے کال ڈرتا ہے
گدا و بے نوا و شاہ خوش اقبال ڈرتا ہے

غریب و مفلس و اہل زر خوشحال ڈرتا ہے
اسی سے خاطر فوج عدو پامال ڈرتا ہے

رسائی آہ مظلومان کی جب عرش برین تک ہو
تو مقبول خدا کیون کر نہو اسمین کسے شک ہو

سر ظالم پہ آہ بے نوا بنکر بلا پہونچے
ہدف پر تیر کے مانند خود وہ آہ رسا پہونچے

ہوا جو محو فریاد اسکی خالق تک صدا پہونچے
تو پھر کیونکر نہ ظالم کی سزا بنکر قضا پہونچے

اثر سے اپنے ہرگز آہ مظلومان نہین خالی
سیہ بختی ظالم بن گئی ہے یہ بلا کالی

جو ظالم ہین نہ اپنے قوت بازو پہ اترائین
سمجھکر زار اورون کو نہ اپنا زور دکھلائین

کرین خوف خدا دلمین غریبونکو نہ ترسائین
نہ چھیڑین بیکسون کو کہ خود فوراً سزا پائین

حکومت پاکے حکمت سے نہ چلنا بیجا ہے
ستاتے ہین وہی بیکس کو شامت جنکی آئی ہے

حکومت کی اگر کرسی ملے شکر خدا کیجے
عنایت کی نظر مجبور پر صبح و مسا کیجے

خیال انصاف کا ہو ترک عادات جفا کیجے
نکونامی کا سامان ہو یہی دل سے دعا کیجے

ایاز قدردانے قدر اپنی آپ ہی جانی
اسی سے ہو گیا محمود کی نظرون مین لاثانی

ہوئی جب ظلم کی بیماری مہلک ہلاکو کو
مثال تیغ انسان تھی جنبش چین ابرو کو

پسند آئی تھی خوے ظلم ایسے شاہ بدخو کو
امان تھی گھر مین انسانکو نہ راحت بن مین آہو کو

مگر جب آہ مظلومان ہوئی خود خشمناک آخر
تو تضحیک و ذلت سے ہلاکو ہی ہلاک آخر

کہان ضحاک ظالم کا رہا ظلم و ستم باقی
کہان راون کی ہے تیغ دودم کا آب و دم باقی

کہان ہے ظالمان دہر کا جاہ و حشم باقی
فقط اونکی روحون کو ہے بدنامی کا غم باقی

گیا تھا ظلم جس نے اسکو مارا آہ بیکس نے
تھا حاصل زور جسکو کر لیا زیر اسکو بیکس نے

اثر کرتی ہی آہ غم رسیدہ جا کے پتھر مین ۔ مثال تیر گھس جاتی ہے جسم کوہ پیکر مین
سماتی ہے ہوا سرکشی جس شخص کے سر مین ۔ خدا کا قہر اسکو پست کر دیتا ہی دم بھر مین
جو نادر شاہ بار ظلم اوٹھا کر لے چلا سر پر ۔ دعاے غم رسیدہ لیکے جا پہونچی بلا سر پر
اکڑنا زور پر زیبا نہین اولاد آدم کو ۔ جو ظالم ہے پہونچ جاتا ہی سیدھا ہی جہنم کو
نہین حاکم کو واجب ہی ستانا صاحب غم کو ۔ پسند اصلا نہین یہ بات ہی خلاق عالم کو
ہوا مقہور باری جو غرہ یون سے چلا اڑنے ۔ کیا نمرود کو بیجان اک ادنی سی مچھر نے
غضب ہی دیدہ و دانستہ ہی لوگون سے شر کرنا ۔ غریبون پر ستم کی قہر کی ہر دم نظر کرنا
پئے عبرت بجا ہی حال ظالم کی خبر کرنا ۔ دل ظالم پہ ہے کام اس نصیحت کا اثر کرنا
کڑی آکر پڑی جب سے زمین و آسمان سوچے ۔ نہین شک پھر پہلی آہ مظلومان کی تب جو جہی
خبردار اے عزیز و پاکے مال و دولت و حشمت ۔ نہ سیکھو خوی ظلم و قہر و جور و شورش و بدعت
اگر حق سے ڈرو گے پھر نہو گی ذلت و خفت ۔ رہیگا خلق مین قایم نشان عظمت و عزت
نہ جب مظلوم ہو گا خوف اسکو آہ سے کیسا ۔ نہین جو چاہ کن ہی رنج اسکو چاہ سے کیسا
نہین واجب ہی اتنا نشتر جلاد سے ڈرنا ۔ ہی زیبا دل سے آہ بیکس ناشاد سے ڈرنا
غریبون کو دکھ دینا زمانیکو ستانا ہے ۔ جلانا انکے دل کا شہر کو گویا جلانا ہے
مدد جسپر خدا کی ہو نہ اوسکو ناتوان سمجھو ۔ نہ دو ظالم کو جو گالی نہ اسکو بیزبان سمجھو

تمت تمام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ سوم

قدیم زمانہ کے علماء کے نصایح بادشاہان زمانہ کی حکایتیں

بادشاہان زمانہ اور حکام وقت کے روبرو سچی بات وہی کہہ سکتا ہے جو بیم سر اور امید زر نرکھتا ہو۔

وہ واعظ نصیحت کرے شاہ کو — ہر اک بات سے جو کہ ہو بے خطر
نہ عزت کا غم ہو نہ ذلت کا پاس — نہ ہو بیم سر اور نہ امید زر

حکایت

ایک عورت ضعیفہ کسی مقدمہ میں حجاج بن یوسف ظالم کے روبرو پکڑی آئی حجاج نے حسب العادت اپنے اوسکی نسبت قتل کا حکم دیا حاضرین نے بڑھیا کی تعریف کی

کہ یہ قرآن شریف بہت اچھا پڑہتی ہے حجاج نے بڑہیا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تو اس وقت کوئی آیت قرآنی مجھکو سُنائے تو قتل سے بچ جائے وہ بولی اذا جاء غضب اللہ والقہر ورایت الناس یخرجون من دین اللہ افواجا۔ یہ تقریر سُنکر حجاج بولا کہ یہ تو نے کیا غضب کیا ہے کہ قرآن بدل دیا ہے اذا جاء نصر اللہ والفتح کی جگہہ اذا جاء غضب اللہ والقہر سُنایا ہے یدخلون فی دین اللہ کے مقام پر یخرجون من دین اللہ بنایا ہے۔ بڑہیا نے جواب دیا کہ برخوردار وہ زمانہ سید ابرار احمد مختار صلعم کا تہا کہ جب اذا جاء نصر اللہ والفتح کی آیت نازل ہوئی ہزاروں کفار دین الٰہی میں داخل ہوئے اب جو عبدالملک کی حکومت اور تیری امارت ہے لگے مسلمان مصیبت میں گرفتار اور مسلمانی سے بیزار ہیں اب اور کون اس دین میں داخل ہوگا پس اب یدخلون کا موقع اب کہاں رہا بلکہ یخرجون کا وقت آپہونچا ہے یہ بات سُنکر حجاج شرمسار ہوا اور بڑہیا کے خون سے درگذرا۔

نصیحت۔ ظالم و متکبروں کے ساتھہ نرمی سے پیش آنا منع ہے بلکہ لازم ہے کہ جب اُنکے پاس جائیں بے اعتنائی و غرور پیش آئیں کیونکہ اگر تم اُن کے روبرو بعجز و نیاز پیش آؤگے تو وہ اور زیادہ ظالم متکبر ہو جائینگے۔

تم بہی بنجاؤ ویسے ہو جیسا جسکا آدمی	سرد سے سردی کرو اور گرم سے گرمی کرو
دیکہو ہے دوستی اور دشمنی دشمن کیساتھ	سخت سے سختی کرو اور نرم سے نرمی کرو

حکایت

ایک اعرابی سلیمان بن عبدالملک کے پاس آیا اُس سے سلیمان نے کہا کچہہ فرمایئے

اوس نے کہا کہ اے امیر المومنین مین آپ سے کچھہ کہتا ہون اوسکو برداشت کرنا اور
اگر برا مانوگے تو پچتاوٴگے کہ ہم نے برداشت کیون نکی سلیمان نے کہا ہمارا حلم تو اتنا
وسیع ہے کہ جس شخص سے نصیحت کی توقع نہین ہوتی اور احتمال دغا کا ہوتا ہے اوسکے
ساتھہ بھی حلم کرتے ہین تو جو شخص ہماری نصیحت کے لیے کہیگا اور ہم سے کچھہ فریب
نکرے گا تو اسکے ساتھہ حلم کیون نہ برتین گے - اعرابی نے کہا اے امیر المومنین آپکے
گرد وپیش جو ایسے لوگ مصاحب ہین کہ اونہون نے اپنی جانون کیلیے برائی اختیار کی
اور دین بیچ کر دنیا مول لی اور تمہاری رضامندی خداے پاک کی خفگی کے عوض اختیار
کی اللہ پاک پروردگار عالم کے باب مین تو تمہارا خوف کیا اور تمہارے باب مین اللہ
تعالے کا خوف نکیا آخرت کے ساتھہ لڑائی اور دنیا کے ساتھہ صلح پسند کی تو جس چیز
پر پاک پروردگار عالم نے تمکو امین کیا ہے تم اوسپر اون لوگون کو امین نکرو کہ اونہون
نے امانت کے ضایع کرنے اور امت کے ذلیل وخوار کرنے مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا
اور تم سے اونکے اعمال کی بازپرس ہوگی اور اون سے تمہارے اعمال کا سوال
نہوگا تو تم اپنی آخرت بگاڑ کر اونکی دنیا درست نکرو کیونکہ لوگون مین زیادہ تر خسارہ
اوسکو ہی ہے جو دوسرے کی دنیا کے بدلہ مین اپنی آخرت کھو بیٹھے -

اور دنیا سے اصل مقصود کیا ہے اگر یہی بات ہے کہ کہانا اچھا کہانیکو ملجاے تو چارپاے
بشکل آدمی کہلاتا ہے کیونکہ کہانیکی حرص حیوانون کا کام ہوتا ہے اور اگر اچھی پوشاک
زرق برق پہنے تو عورت بصورت مرد کہلاے کس لیے کہ زیبایش اور آسایش
بناو سنگھار عورتون کا کام ہوتا ہے - اور اگر خدمت گذاری کے وجہ اطاعت کیجاے
تو جاہل بشکل عاقل ہوتا ہے - اگر عقلمند انسان ہو تو جان سکتا ہے کہ محکوم اور خدمت

گذار اپنا پیٹ بہرنے اور خواہش دنیوی کے لئے خدمت کرتے ہین اگر ایک دن بہی اونکو کچہہ حاصل نہو تو اوسکے گرد نہ پہٹکین - تو اوسکی خدمت و اطاعت جو کرتے ہین یہہ اپنی خواہش کا پہند ا بنا رکہا ہے اور وہ جو بندگی کرتے ہین اپنی ہی خواہش کی دیکہو اگر کہین وہ اقوا اسُ سن پاتے ہین کہ اب تہوڑے زمانہ مین حکومت کسی دوسرے کو ملا چاہتی ہے تو اس سے مُنہ پہیر لیتے ہین اور اوسُ کا تقرب ہزار حیلہ و کوشش کرکے دہونڈتے ہین اور جہان کہین روپیہ پیسے ملنے کا گمان ہوجاتا ہے وہان بندگی اور خدمت کرنے لگتے ہین - پس در اصل اسکا نام خدمت کرنا نہین بلکہ اُس پر ہنسنا ہوتا ہے اور عاقل وہی شخص ہے جو اون کامون کی ثمرہ اور حقیقت کو خوب جان جاے اور دنیا طلبیون و خواہشمندون و خودغرض و بد عہد لوگون کی مصاحبت سے حذر کرتا رہے اور اونکی فریب وغیرہ سے بچے -

سہ خصلت است بد در نہاد بشر	کزان نفس را میل باشد بشر
یکی نقض عہد است کاندر وجود	ازو خصلتی نیست مذموم تر
دوم مکر کردن سوم حیلت نیز	کز و دین و دانش بود در خطر
اگرت ہست مردی و ہوش و خرد	ازین ہر سہ خصلت حذر کن حذر

حکمت ایماندار انسان چار چیزون سے چار چیزون کو پاک رکہتا ہے اوّل دلکو حسد سے دوم جہوٹ و غیبت سے زبان کو تیسرے شکم کو لقمہ حرام سے چوتہے اعمال کو ریا سے -

اولا دل کو حسد سے پاک رکہہ	بعد ازان دہو کذب و غیبت سے زبان
غیر کا حق اپنے ہاتون پر نہ لے	پیٹ مت بہر کہا کے مال بندگان
کر عمل دنیا مین بے روے و ریا	تا تجہے حاصل ہو فخر و عز و شان

حکمت۔ جسطرح کہ بدلوگون کی صحبت سے بچنا ضرور ہے اسی طرح انکے افسانون اور قصون وکتابون کا سُننا اور دیکھنا منع ہے کہ انکے سُننے اور دیکھنے سے دلپر کدورت آجاتی ہے طبیعت گھبراتی ہے ✣

بے خبر بدون کی اُلفت چھوڑ دی مُنھ نکرنا پاک اِسکے ذکر سے	بھاگ ان کی دوستی سے ہر زمان نام لیکر مت بگاڑ اپنی زبان

حکایت

ایک روز ہشام بن عبدالملک شکار کرتا ہوا نکلا اور ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا ہرن تو ہاتھہ نہ آیا وہان ایک لڑکا بکریان چرا رہا تھا ہشام نے لڑکے سے کہا کہ تیرے پاس ہرن ہی ہے لڑکے نے کہا کیا تیری موت آئی ہے جو میری طرف حقارت نظر کی اور رتبہ سے معاشرت حقارت کی تیری گفتگو جباری اور فعل تیرا خاری ہے ہشام نے کہا او چھوکری تو مجھکو پہچانتا نہین ہے اوس نے کہا تو نے تو بے ادبی سے پہلے ہی اپنے تئین پہچنوا دیا کہ بغیر سلام علیک کے بات کرنا شروع کر دی ہشام نے کہا مین ہشام بن عبدالملک ہون لڑکے نے کہا خدا تیرے گھر کے قریب نہ لیجائے اور نہ کسی زندہ کو تیری قبر دکھلائے وہ یہ کہی رہا تھا کہ خدم وحشم ہشام کا آہی پہونچا اور ہشام نہایت غصے مین آگ بگولا ہوکر لوگون سے کہا کہ اس لڑکے کو ساتھہ لے آؤ وہ جب دارالخلافت مین پہونچا سب وزیر وامیر وارکان دولت نے ہر ایک آداب خلافت بجالایا مگر وہ لڑکا چپ چپ سر جھکائے کھڑا رہا آخرش وزیر وارکان دولت نے لڑکے سے کہا او گیدی عرب کے کس چیز نے باز رکھا ہے تجھکو امیر المومنین پر سلام کرنیسے اوس نے کہا او پالان

گدہے کے اتنی دور سے چلتے چلتے میرا دم چڑہگیا ہے جو اس ہنکانے نہین ہین
بعض ندمانے کہا او گدہے کے بچے بہت فضول تو بکا امیر المومنین کے سامنے اور
اُونسے لفظ بلفظ تونے تخاطب کیا اوس نے جواب دیا او بہو کے سنگستان کے
اور سُرمہ لگانے والے بے فرزند کیا تونے نہین سُنا قول اللہ پاک کا اپنی کتاب منزل
مین اپنے نبی مرسل پر یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسہا پس جب پاک پروردگار عالم
کے سامنے آدمی جدال کرینگے اس بیچارے ہشام کی کیا حقیقت ہے کہ اُون
سے کوئی لفظ بلفظ تخاطب کرے اسبات کے سنتے ہی ہشام کو اور غصہ کی آگ
بہرک اوہٹی اور حکم دیا کہ یہین ہمارے روبرو اسکا سر اوڑا دو جلاد طلب ہوا اور نطع
بچہا کر او پسر وہ دراز کیا گیا اور جلاد نے تین مرتبہ پوچہا یا سید میرے مین تمہارا بندۂ
ذلیل لب گور ہون کیا اسکا سر کاٹ ڈالون اور مین بری ہون اسکے خون سے
ہر مرتبہ ہشام نے کہا کاٹ ڈال اوسکا سر تن سے جدا کر مگر تیسرے مرتبہ جب حکم
دیا تو وہ لڑکا پڑا پڑا ہنسنے لگا تب ہشام نے کہا پہر اوسکو کہڑا کرو جب وہ کہڑا ہوا تو
کہا او چہوکرے مرنے پر تو ہنستا ہے اور جینے پر تو لڑتا ہے کیا تو مجہہ سے چہل
کرتا ہے یا اپنے نفس سے سخرا پن کرتا ہے لڑکے نے کہا پہلے میری دو باتین سُن
لیجیے پہر جو جی چاہے سو فرمائیے گا حکم دیا کہہ اوس نے کہا یہہ میرا اول وقت
ہے آخرت کا اور آپکا آخر وقت ہے دنیا سے ادہر آئیہ اگر اس مدت مین کوتاہی
ہوئی یا اجل مین کچہہ تاخیر ہوئی تو آپکی گفتگو کچہہ مجہے ضرر نکریگی نہ تہوڑی نہ بہت
لیکن مجہے چند اشعار یاد آگئے ہین اسکو آپ اپنے گوش دل سے سن لیجیے

نبہت ان البازعلق مرة	عصفود برساقة المقدور

نقال لہ العصفور مانی المنقارہ	والباز منہمک علیہ بطیش
مایغنی المثلک شبعۃ	ولئن اکلت فاننی لمحتقر
فتعجب الباز المذل لنفسہ	عجبا واقلت ذلک العصفورا

ہشام یہ سُنکر ہنستے ہنستے لوٹ گیا اور کہا خدا کی قسم اگر ابتدا سے یہ اسطرح گفتگو کرتا تو سوا خلافت کے جو کچھہ مانگتا مین اسکو بخش دیتا پھر کہا او چھوکرے اپنا مُنھ کھول جب اوس نے منھ کھولا تو موتی وجواہر سے اوسکا مُنھ بھر دیا اور نقد وجنس وخلعت پہنا کر رخصت کیا +

ہشام بن عبدالملک بدمزاج تھا اور حضرت زید بن زین العابدین بن حسین بن علی رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اسی کے عہد مین شہادت پائی۔

ایک مرتبہ اس نے اس تزک وشان کے ساتھہ حج کرنیکے لیے مکہ معظمہ گیا کہ چھہ سو اونٹ صرف اسکی پوشاک وتجمل کے اسباب کا لدا ہوا ساتھہ تھا اسپر سلطنت کے اسباب کا خیال کرلینا چاہئیے کہ کسقدر تھا اونیس برس اس نے حکومت کی اکھتر برس کی عمر پائی ۱۲۵ھ ہجری مین مرگیا لیلی مجنون اسکے ہم عہد تھے۔

حکمت۔ چار چیزون کے استعمال سے بادشاہ کی ہیبت جاتی ہے بے رعبی ظہور مین آجاتی ہے۔ اوّل ہزل وتمسخر۔ دوسرے سفلون کی صحبت تیسرے عورتون کی محبت۔ چوتھے کار بے مشورت۔

بادشاہ سے کوئی بھی ڈرتا نہین	ہو اگر ہزل وتمسخر درمیان
رعب کھو دیتی ہے شاہنشاہ کا	صحبت بد اور محبت بازنان

فائدہ۔ بادشاہ ہر وقت محکمہ شورہ کا محتاج رہتا ہے کہ ایک جماعت مردم کامل العقل

وافر الشعور اہل فراست وتجربہ کی اوسکے پاس ہو جنسے ہر مشکل امر مین معاملات رعایا
مین مشورہ لیوے اس لیئے کہ ایک کی تنہا عقل سے ایک جماعت کی عقل ہر
طرح پر بہتر ہوتی ہے مشورہ لینے والا کبھی نادم نہین ہوتا جو مشورہ نہین لیتا یا
لیتا ہے مگر اوسپر عمل نہین کرتا وہ ہمیشہ زک اوٹھاتا ہے مشیرون کا مومن ہونا
چاہیئے صلاح نیک دین پر اوسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ اہل مشورت ہی دیندار خدا ترس
خیر خواہ اہل علم وفضل ہون جیلی چاپڑ جاہل اور خود غرض ہنون اکثر سلاطین وروٗسا
اسی طرح برباد ہو گئے کہ فقط اپنی رائے وہم وخیال پر کام لیا یا اون خوشامدیون
کے مشورہ پر چلے جو لوگ اس کام کے لائق ہی نتھے۔

حکمت ۔جو انسان صرف اپنے وہم وخیال پر کام کرتا ہے وہ ایسا ہی جیسے کوئی
سُننے والا گونگے سے خبر پوچھے۔

از یقین کن کار اے اہل یقین خواب دان بیشک خیال خویش را	شو نہ اندر وہم پابند خیال گر توئی بیدار دل اہل کمال	

حکایت

عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی رح کو خلیفہ منصور نے بلوا بھیجا اور جب آپ آچکے تو
نصیحت کا خواہان ہوا آپ نے فرمایا کہ امیرالمومنین مجھہ سے حدیث بیان کی
مکحول نے عطیہ بن بشیر سے کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا ہے کہ جو حاکم اپنی رعیت کا
بدخواہ مریگا اللہ پاک پروردگار عالم اوسپر جنت حرام فرماویگا۔ اے امیرالمومنین
جس شخص نے حق کو برا جانا اوس نے خدائے پاک کو برا جانا اللہ تعالی حق مبین ہے

چونکہ پروردگار عالم نے تمہاری رعیت کے دلون کو تمہارے واسطے نرم کر دیاہے کہ تمکو انکی حکومت دی پس تمکو بھی لازم ہے کہ اللہ تعالی کے واسطے انکا حق بجا لاؤ اور انصاف کے ساتھ رہو اور انکی عیب پوشی کرو فریادیون کی فریاد سنو انکے لئے اپنے دروازے بند نکرو اور پہرہ چوکی نہ بٹھاؤ اگر انکو آسایش ہو تو خوش ہو اور اگر تکلیف ہو تو رفع کرو پہلے تمکو خاص اپنی فکر تھی اور اب اس تمام خلق اللہ کا بار تمپر ہے عرب اور عجم اور کافر اور مسلم سب تمہاری قبضہ مین ہے اور اونمین سے ہر ایک کا حصّہ تمہارے عدل مین ہے اس صورت مین انکے جوق جوق کھڑے ہو جائین اور کوئی تمہارے مصیبت ڈالنے یا کوئی حق دبا لینے کا شکوہ کریگا تو پھر تمہارا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین مجھ سے حدیث بیان کی مکحول نے عروہ بن رویم سے کہ سلطان الانبیا سرور عالم صلعم کے دست پاک مین شاخ تھی خرمیکی جس سے آپ مسواک فرماتے تھے اور منافق لوگ اوس سے ڈرتے تھے آپ کے پاس جبرئیل علیہ السّلام تشریف لائے اور عرض کیا اے جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ شاخ کیسی ہے جس سے آپنے اپنی امت کے دل توڑے اور اونکو رعب سے پر کر دیا اے امیر المومنین پس جو شخص انکی جلدون کو پھاڑے گا اور اونمین خون ریزیان کرے گا اور اونکے شہر ویران کرے گا اور ملکون سے جلاوطن کریگا اور اسکا خوف انکو غائب کرے گا تو اوسکا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین مجھ سے حدیث بیان کی مکحول نے زیاد سے اور اونہون نے حارثہ سے اور حارثہ نے حبیب بن سلمہ سے کہ سردار عالم سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات پاک سے قصاص لینے کو ارشاد فرمایا یعنے آپ کے دست مبارک سے ایک اعرابی کو

نادانستگی مین صرف کہر دیکہا لگ گیا تھا آپ نے اعرابی کو بلایا اور فرمایا کہ مجہسے قصاص لے اُس نے عرض کیا کہ مین نے آپ کو معاف کیا آپ پر فدا ہون میرے والدین مین ایسا نہین جو آپ سے قصاص لیتا گو آپ مجہکو جان ہی سے مار ڈالتے آپ نے اس کے حق مین دعاے خیر فرمائی - اے امیر المومنین اپنے نفس کو اسی کے نفع کے لیئے ریاضت دو اور اسکے واسطے اپنے پروردگار سے امن حاصل کرو اور اُس جنت کی رغبت کرو جسکا عرض آسمانون اور زمین کے برابر ہے اور جسکی شان مین آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تم مین سے کسی کو جنت مین سے ایک کمان کی مقدار کا ہونا دنیا او رمافیہا سے بہتر ہے - اے امیر المومنین اگر سلطنت تم سے پہلے لوگون کی پایدار رہتی تو تمکو نہ پہونچتی اسی طرح تمہارے پاس بھی نرہیگی جیسے اورون کے پاس نرہی - اے امیر المومنین تمکو معلوم ہے کہ تمہارے دادا حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت شریف کی تفسیر کیا منقول ہے - مالہذ الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاہا آپ نے فرمایا ہے کہ صغیرہ سے مراد مُسکرانا ہے اور کبیرہ سے مراد ہنسنا تو جب مُسکرانا و ہنسنا صغیرہ کبیرہ ٹہیرے تو ہاتون کے اعمال اور زبانون کے اقوال کا کیا حال ہوگا - اے امیر المومنین مین نے سُنا ہے کہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی بکری کا بچہ فرات کے کنارہ پر ضایع ہو کر مرجاے تو مجکو ڈر ہے کہ کہین اُسکی پوچہہ مجہہ سے نہو تو اب فرمایئے کہ جو لوگ آپ کے فرش ہی پر ہون اور تمہارے عدل سے محروم رہین تو انکا مواخذہ تم سے کیسے نہوگا اے امیر المومنین تمکو معلوم ہے کہ تمہارے دادا سے

اس آیت شریف کی تفسیر کیا گئی ہے یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے زبور میں ارشاد کیا کہ اے داؤد جب مدعی اور مدعاعلیہ تیرے سامنے بیٹھیں اور تجکو اون میں سے ایک کی طرف میل ہو تو ہرگز اپنے دل مین یہ نہین سوچنا کہ حق اسی کو ملے اور دوسرے پر یہی فتحیاب ہو ورنہ مین تجکو اپنے نبوت کے دفتر سے میٹ دونگا پھر نہ تو میرا خلیفہ رہیگا نہ کچھہ بزرگی پائیگا اے داؤد مین نے اپنے رسولون کو اپنے بندون مین ایسا کیا ہے جیسے اونٹونکے چرانے والے کہ وہ طریق حفاظت سے واقف ہوتے ہین اور سیاست نرمی سے کرتے ہین توٹے کو باندتے ہین اور دُبلے کو چارہ پانی سامنے کرتے ہین۔ اے امیرالمومنین تم ایسے امر مین مبتلا ہوئے ہو کہ اگر بالفرض آسمانون اور زمین پر پیش کیا جاتا تو اسکے اٹھانے سے ڈر جاتے اور انکار کر دیتے۔ دیکھو مجھہ سے حدیث بیان کی یزید بن جابر نے عبدالرحمن بن عمرہ انصاری سے کہ فرمایا جناب سردار عالم صلعم نے کہ جو حاکم کہ لوگون کے معاملات مین سے کسی چیز کا والی ہوگا وہ قیامت کے روز اسطرح لایا جائے گا کہ اُسکے ہاتھہ گردن سے بندہے ہونگے اور اونکو بجز اُسکے عدل کے اور کوئی چیز نہ کھولیگی پھر جہنم کے پُل پر کھڑا کیا جائیگا اور وہ پل اُسکو ایک ایسا جھٹکا دیگا جس سے اُسکا جوڑ جوڑ اپنی جگہہ سے ہلجائیگا پھر حالت اصلی پر آجائیگا اور حساب لیا جائیگا تو اگر محسن ہوگا تو تب کہین اپنے احسان کے باعث سے بچ جائیگا اور اگر بدکار ہوگا تو پل اس جگہہ سے پھٹ جائیگا اور وہ دوزخ مین ستر سال کی راہ نیچے جا پڑے گا۔ منصور یہ سنکر

اپنا رومال منھ پر رکھہ لیا پھر اتار دیا اور ڈاڑہین مارین کہ مجکو بھی رولادیا۔ پھر مین نے
کہا اے امیرالمومنین آپ کے دادا حضرت عباس بن عبدالمطلب نے سردار عالم
صلعم سے حکومت مکہ معظمہ یا طایف یا یمن کی مانگی تھی آپ نے انکو ارشاد فرمایا
کہ اے عم بزرگوار آپ اگر اپنے نفس کو شفقت سے دُور رکہین تو اُس حکومت سے
بہتر ہے جسکو آپ محیط نہو سکین یہ آپ نے حضرت عباس رض کو اسلیئے فرمایا کہ عم بزرگوار
کی خیر خواہی اور شفقت کا مقتضا تھا اور حضرت عباس رض کو آپ نے یہ بہی خبر دی
کہ تمہارے لیئے اللہ پاک پروردگار عالم سے مین کچہہ کام نہ آؤنگا یعنے جب آپ پر
وحی ہوئی وانذر عشیرتك الاقربین تو آپ نے حضرت عباس رض و حضرت صفیہ رض
اور حضرت فاطمہ زہرہ رض کو فرمایا کہ اے عباس رض و اے صفیہ رض چچا پہوپی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اور اے فاطمہ جگر گوشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ پاک سے مین تمہارے
کچہہ نہ کام آؤنگا مجکو میرا عمل مفید ہوگا اور تمکو تمہارا عمل۔ اور حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگونکی حکومت کا کام اُسی سے بن آوے گا جو عقل کا
مضبوط اور تدبیر مین صایب ہو کوئی برائی اسکی ظاہر نہو اور نہ یہ خوف ہو کہ اپنی
قرابت کی حمایت کرے گا اور اللہ پاک پروردگار عالم کے باب مین کسی طعن
کرنے والے کی ملامت اُسپر اثر نہ کرے۔ اور حاکم بہی چار قسم کے ہوتے
ہین ایک وہ ہے کہ خود بہی محنت کرے اور اپنے عاملون سے بہی محنت لے تو
اُسکا حال ایسا ہے جیسا اللہ پاک کی راہ مین جہاد کرنیوالا اس شخص پر خداوند
عالم کی رحمت کا ہاتہہ پہیلا ہوا ہوتا ہے۔ دوسرا حاکم وہ ہے کہ اوسمین کسی قدر
ضعف ہے وہ خود تو مشقت کرتا ہے اور اسکے عامل مزے اوڑاتے ہین اسکے

اسکے ضعف کے سبب سے تو وہ تباہی کے کنارہ پہ ہے الا یہ کہ اللہ پاک اسپر رحم
فرمائے تیسرا حاکم جو عالمون سے مشقت لے اور خود آسایش کرے تو وہ حطمہ
ہے جسکی نسبتین رسول پاک پروردگار عالم نے فرمایا ہے کہ بدترین حاکمون کا
حطمہ ہے تو وہ تنہا ہالک ہے۔ چوتھا وہ حاکم ہے کہ خود بھی مزہ کرے اور اسکے
عامل بھی تو وہ سب کے سب ہلاک ہونے والے ہین۔ اے امیرالمومنین مین
نے سنا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جناب سردار عالم سلطان الانبیا صلعم کی
خدمت فیضدرجت مین آئے اور عرض کی کہ مین اسوقت آپ پاس حاضر ہوا ہون
کہ دہونکنیان آتش دوزخ پر رکھہ دی گئی ہین کہ قیامت کیلئے بھڑکائی جاوے
آپ نے فرمایا کہ اے جبرئیل مجھسے دوزخ کا حال بیان کیجئے انہون نے
عرض کیا کہ اللہ تعالی نے حکم فرمایا کہ دوزخ کی آگ بھڑکائی گئی وہ سرخ ہوگئی پھر ہزار برس
تک بھڑکائی گئی کہ وہ زرد ہوگئی پھر ہزار برس تک بھڑکائی گئی کہ وہ سیاہ ہوگئی تو اب
وہ سیاہ ہے کہ نہ اسکا پل نظر آتا ہے اور نہ شعلہ بجھتا ہے قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے
آپ کو حق کے ساتھہ بھیجا ہے کہ دوزخیون کے کپڑون مین سے اگر ایک کپڑا زمین والون
کو صرف دکھلایا جاوے تو سب مرجائین اور اگر ایک ڈول اسکے پانیکا زمین کے
سب پانیون مین ملا دیا جائے تو جو کوئی پھر اسمین سے چکھے وہ فورا گر پڑی جائے
اور اسکی زنجیرون مین سے جنکا پاک پروردگار عالم نے ذکر کیا ہے اگر ایک کڑی زمین
کے سب پہاڑون پر رکھہ دی جائے تو سب پگل جائین اور اگر کسی شخص کو دوزخ
مین داخل کرکے پھر دنیا مین نکالا جائے تو باشندے زمین اسکی بدبو اور شکل کی
برائی و ہیبت سے مرجائین۔ جناب سرور عالم صلعم اس حال کو سنکر روئے اور

آپ کے ساتھہ حضرت جبریل علیہ السّلام بہی رو پڑے پہر جبریل علیہ السّلام نے عرض کی
اے سرور عالم و محبوب رب العالم کیا آپ روتے ہین آپکے تو اگلے پچہلے گناہ معاف
ہو گئے ہین آپنے فرمایا کہ میرا گریہ شکر کا ہے بہلا مین شکر گذار بندہ نہون اور یہ تو
بتاؤ کہ تم روح الامین اور اللہ پاک کی وحی کے امانت دار ہو بہلا تم کیون روئے
حضرت جبریل نے عرض کی کہ مین ڈرتا ہون کہ میرا حال کہین ہاروت و ماروت
کا سا نہو جائے یہی وجہ ہے کہ جس سے اپنے پروردگار عالم کے نزدیک جو میرا
رتبہ ہے اسپر مین بہروسہ نہین کرتا ورنہ اسکے واؤسے مامون ہو جاؤنگا۔
غرضکہ دونون روتے رہے یہان تک آسمان سے ندا ہوئی کہ اے جبرئیل
اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک نے تم دونون کو اس بات سے مامون
کر دیا کہ تم اسکی نافرمانی کرو اور وہ تمکو عذاب دے اور جناب سلطان الانبیا رسول
رب العالمین صلعم کی فضیلت تمام انبیا پر ایسی ہے جیسے جبرئیل علیہ السّلام کی تمامی فرشتون
پر۔ اے امیر المومنین مین نے یہ بہی سُنا ہے کہ جناب فاروق اعظم رضہ نے دعا مانگی
تہی کہ الہی اگر تو جانتا ہو کہ جب مدعی اور مدعا علیہ میرے سامنے بیٹھتے ہین تو اون
مین سے جو حق سے میل کرے خواہ قریب ہو یا بعید اگر مین اوسکی رعایت کرون
تو مجہکو ایک دم کی مہلت نہ دینا۔ اے امیر المومنین اللہ پاک کے حقوق کی بجا آوری
اسکی مخلوق مین نہایت ہی سخت کام ہے اور سب سے زیادہ بزرگی اللہ تعالی کے
نزدیک تقوی ہے اور جو شخص پاک پروردگار عالم کی اطاعت سے عزت کا خواہان
ہوتا ہے تو اللہ پاک بلند کرتا ہے اور عزت دیتا ہے اور جو کوئی اسکو خداوند عالم
کی نافرمانی سے طلب کرتا ہے تو احکم الحاکمین اسکو پست اور ذلیل کرتا ہے

یہ ہے میری نصیحت والسلام

حکایت

ابن مہاجر کہتے ہین کہ ایک روز خلیفہ منصور مکہ معظمہ مین حج کیلئے آیا تہا رات کے وقت ہنگام سحر حرم شریف کا طواف کر رہا تہا کہ اتنے مین سُنا کہ ایک شخص ملتزم کے پاس یون کہہ رہا ہے کہ الٰہی مین تیرے ہی سامنے شکایت کرتا ہون کہ زمین مین سرکشی اور فساد ظاہر ہو گیا اور ظلم و طمع حقدارون مین اور انکے حقوق حائل ہو گئے ۔ منصور یہ سُنکر جہٹا یہان تک کہ اسکا سب قول سُنا پہر وہان سے نکلکر مسجد کے ایک طرف مین ہو بیٹہا اور اُس شخص کو روبرو بلوایا اور جب وہ آچکا تو اوس سے پوچہا کہ تم جو یہ کہتے تہے کہ زمین مین سرکشی اور فساد برپا ہو گیا اور حق دار ونکے حق مین ظلم اور طمع حائل ہین یہ کیا بات ہے مین نے جو یہ امر سُنا تو مین بیمار ہو گیا اور مجہکو نہایت قلق ہوا ۔ اُس شخص نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ میری جان مامون کردین تب تو مین سب باتین مع اُنکی جڑون کے آپ سے کہدونگا اور نہین تو مین اپنے ہی نفس پر اکتفا کرونگا کہ مجکو اسی کے دہندے سے فرصت ہی نہین منصور نے کہا کہ تو جان سے مامون ہے ۔ اُس نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ جس شخص مین خواہش نفس اور اتنی طمع آگئی ہے کہ وہ اسکے اور حق کے درمیان مین حائل و سرکشی و فساد کی درستی کے مانع ہے وہ آپ ہی ہین ۔ منصور نے کہا کمبخت مجہہ مین طمع کیسے آیگی زر و سیم میرے ہاتہ مین ہے اور تلخ و شیرین میرے قبضہ مین

اس نے کہا کہ اے امیر المومنین جتنی طمع تم مین گہس گئی ہے ہیلا اور کسی مین بہی استقدر ہوئی ہو گی۔ دیکہو شہنشاہ پاک پروردگار عالم نے تمکو مسلمانون کے معاملات اور اموال کا حاکم انکی حفاظت کے لیے کیا اور تم انکے معاملات سے غافل ہوکر اونہین کے مال جمع کرنے مین پڑگئے اور اپنے اور انکے درمیان چونہ اور اینٹ کی دیوارین اور لوہے کے دروازے اور ہتیار بند دربان مقرر کئے اور اپنے آپ کو ان محلات مین محبوس کرلیا کہ کوئی تمہارے پاس ہی آنے نہ پاوے اور اپنے عاملون کو مالون کے اکہٹا کرنے اور بزور تحصیل وصول کرنیکو ہیجدیا اور آپ نے اعوان سلطنت جلیس و مصاحب اور مددگار ظالم مقرر کئے کہ اگر تم بہولتے ہو تو وہ یاد نہین دلاتے اور اگر اچہا کرتے ہو تمہاری مدد نہین کرتے اور تم نے انکو مال اور سواری وہتیار و دیگر ظلم پر قوی کردیا ہے اور یہ ہی حکم دیا ہے کہ تمہارے پاس بجز اشخاص معین کے جنکا نام تمنے بتلادیا ہے اور کوئی آنے ہی نہ پاوے اور اس امر کی اجازت ہی نہین دی کہ کوئی مظلوم یا اندوہناک یا بہوکا یا ننگا یا کمزور یا محتاج تمہارے یہان سے کچہہ پاوے حالانکہ انہین سے کوئی ایسا نہین جسکا حق اس مال مین نہو پس جب تمہارے ان ندیمون نے جنکو تم نے خواص مقرر کیا ہے اور رعیت پر ترجیح دے رکہی ہے کہ انکو کوئی تمہارے پاس آنے سے نہ روکے یہ دیکہا کہ مال بیت المال سے بعض چیز تم اپنے لیئے رکہہ لیتے ہو اور اسکو غریبون اور مسلمانون مین تقسیم نہین کرتے تو اونہون نے دل مین سوچا اور کہا کہ خلیفہ تو پاک پروردگار عالم کی خیانت کرتا ہے ہم خلیفہ کی خیانت کیون نکرین اسلیئے اونہون نے آپس مین اتفاق کرلیا کہ جو لوگ کہ رعیت کے اخبار خفیہ جانتے ہون انکی رسائی خلیفہ تک نہو

لیکن جسکو وے چاہین تو وہ پہونچ سکے اور ایک یہ کہ تمہارا عامل کہین جائے اور
اُنکے خلاف منشار کوئی امر کرے تو اسکو رہنے ہی نہین دیتے یہان تک کہ ذلیل اور
بیقدر ہو جاتا ہے۔ جب تمہارا اور تمہارے خواص کا حال اسطرح پھیل گیا اور
رعایا کے ساتھہ اسطرح کا طرز عل ہو گیا تو لوگون نے آپ کے ارکان دولت کو
بڑا سمجھا اور اُن سے ڈرے اور سب سے پہلے تمہارے عاملون نے تحفے اور مال
انکے پاس بھیجکر اُن سے آشتی کی تاکہ تمہاری رعیت پر خوب ہی ظلم کرین اور کچھہ
شنوائی نہو۔ پھر جو اور لوگ ذی اختیار اور مالدار تھے انہون نے آپ کے مصاحبون
کو رشوت دی کہ جو جو لوگ اُنسے کم ہون وہ اُنپر اپنے دل کے پھپولے پھوڑین
اسی طرح اللہ پاک کے شہر سرکشی اور فتنہ و فساد کی طمع سے بھر گئے اور یہ مصاحب
سلطنت مین تمہارے شریک ہو گئے اور تمکو خبر بھی نہین اگر کوئی دادخواہ آجاتا ہی
تو اُسکو کوئی تمہارے پاس جانے بھی نہین دیتا اور اگر وہ یہ چاہتا ہے کہ جب
سواری نکلے اُسوقت اپنا حال عرضی مین لکھکر گذرانے تو معلوم کرتا ہے کہ اپنے
اس امر کی ممانعت کر دی ہے۔ اور تم نے جو ایک شخص کو مظلومون کے حقوق کا
ناظر مقرر کیا ہے اگر مظلوم اُسکے پاس جاتا ہے اور تمہارے معتمدون کو اُسکی اطلاع
ہوجاتی ہے تو ناظر جی سے یہی کہدیتے ہین کہ اسکی درخواست پیش کرنا نچاہیے
اور اگر ناظر ذی حرمت ہے اور اُسکا قول مانا جاتا ہے تب بھی وہ آپ کے معتمدون
کے ڈر سے یا اور کسی سبب سے جو چاہتا ہے وہ کہہ نہین سکتا۔ غرضکہ مظلوم بیچارہ
اُسکے پاس دوا دوش کر کے شکوہ یا فریاد کرتا ہے اور وہ اوسکو ٹال دیتا ہے یا بہانہ
کرتا ہے جب باوجود کوشش کے ناکامیابی کے ساتھہ نکالا ہی جاتا ہے تو وہ آپ کی

سواری نکلنے کے وقت آپ کے سامنے فریاد کرتا ہے تو اتنا مارا اور پریشان کر دیا جاتا ہی
کہ اعضا بھی کہین سے کہین ہو جاتے ہین تاکہ دوسرون کو عبرت ہو اور تم تاکتے
رہتے ہو نہ تو ہاتہہ سے اشارہ کرتے ہو و نہ زبان ہی سے منع کرتے ہو اور رسی تو
ایک طرف رہی یہہ دوسری مصیبت آپڑی - اب ایسی صورت مین مسلمانی سے
قطع نظر معدلت اور عافیت عامہ کی کیا چیز باقی رہی - پہلے ہی بنی امیہ اور اہل عرب
سے تھے کہ جہان مظلوم اُنہین آ پہونچا اوسیوقت اوسکا مقدمہ پیش کر کے انصاف
اور فصل خصومات بلا توقف کر دیا جاتا تہا - اور بعض اوقات آدمی ملکون سے
دوسرے کنارہ سے آکر بادشاہی دروازہ پر پہونچ کے پکارتے تہے کہ اے اسلام
والو تو سب اُسکی طرف دوڑتے تہے اور پوچھتے تہے کہ تجھے کیا ہوا اور اسکا مقدمہ
دربار شاہی مین پیش کر کے اسی دم اُسکا انصاف کرا دیتے تہے - اور مین یا امیر المومنین
چین کی سرزمین مین سفر کیا کرتا تہا اور اس ملک مین ایک بادشاہ تھا ایک مرتبہ
جو میرا وہان کو گذر ہوا تو وہ بادشاہ بہرا ہو گیا تھا اور اپنی قوت سامعہ کے جانے سے
وہ رونے لگا وزیرون نے کہا کہ آپ کیون روتے ہین خدا نہ کرے کہ آپ روئین
اُسنے کہا کہ مین بہرہ ہو گیا اسلیئے روتا ہون ہر چند مجکو اپنی مصیبت پر رنج ہنین
مگر یہ تردد ہے کہ مظلوم دروازہ پر کہڑا چلا کرے گا اور مین اوسکی آواز نہ سونگا پھر
اُسنے یہ کہا کہ میرے کان جلتے رہے تو کیا ہوا میری آنکھین تو موجود ہین لوگون
مین منادی کر دو کہ کوئی سرخ لباس نہ پہنے صرف وہی شخص پہنے جو مظلوم ہو پھر وہ
صبح و شام سواری ہاتھی گہوما کرتا تہا کہ کوئی مظلوم نظر پڑے تو اسکا انصاف کرے -
اسے امیر المومنین مقام تامل ہے کہ بادشاہ چین مشرک ہو کر اسطرح کی عنایت اور رحمت

مشرکین کے حال پر رکہتا ہے اور سلطنت مین اپنے نفس کے بخل پر ترس کرتا ہی اور تم
اللہ پاک پروردگار عالم پر ایمان رکہتے ہو تمکو بیچارے مسلمانون پر مہربانی غالب نہین ہوتی
اور اپنے نفس کے بخل پر ترس نہین آتا۔ اور تمہارا بخل بیکار ہے اسلئے کہ تم مال کو تین
باتون مین سے ایک کیلئے جمع کرتے ہو۔ اگر یہ کہو کہ مین اپنے لڑکے کے لئے جمع کرتا ہون
تو اللہ پاک پروردگار عالم نے تمکو بچہ کے باب مین عبرتین دکہلادی ہین کہ جب اپنی
مان کے پیٹ مین سے نکلتا ہے تو روئے زمین پر اوسکا کوئی مال نہین ہوتا اور
دنیا مین ایسا کوئی مال نہین جسپر کسی نہ کسی ممسک ہاتہہ کا قبضہ نہو مگر اللہ پاک اوسپر
اپنی عنایت کرتا ہے یہان تک کہ لوگون کی رغبت اسکی طرف بڑہ جاتی ہے اور جو
کچھہ اسکو ملتا ہے وہ آدمی نہین دیتے بلکہ پاک پروردگار عالم اسکو دیتا ہے اور یہ بہی نہین کہ
تمکو ہی لڑکا عنایت ہو بلکہ خداوند عالم جسکو چاہتا ہے مرحمت فرماتا ہے اور اگر یہ کہو کہ مین
مال اسلئے جمع کرتا ہون کہ اپنی سلطنت کو مضبوط کرون تو اس امر مین بہی اللہ جلشانہ
نے تمکو گذشتہ لوگون کی عبرتین دکہلادین کہ جو کچھہ زر و سیم انہون نے جمع کیا تہا
انکے کچھہ کام نہ آیا اور وہ جاہ و حشم اور ہتیار و سواری سب بیکار ہو گئے کہ جب مالک الملک
کو تمکو اسطرح مالک کرنا منظور ہوا تو اس سے کچھہ حرج نہوا کہ تمہارے پاس اور تمہارے
بہائیون کے پاس مال کم تہا۔ اور اگر یہ کہو کہ مال اسلئے جمع کرتا ہون کہ جس حال مین اب
ہون اس سے زیادہ اور عمدہ مطلوب ہاتہہ آجائے تو اسکو جان رکہو کہ جس مرتبہ
پر تم اب ہو اس سے بڑہ کر جو مرتبہ ہے وہ بدون اعمال صالحہ کے حاصل ہی نہین ہوتا
اے امیر المومنین بہلا تم عاصی کو قتل سے زیادہ بہی کوئی سزا دیتے ہو۔ خلیفہ نے کہا
نہین۔ اس شخص نے کہا کہ پہر جو ملک مالک الملک نے تمکو دیا ہے اور دنیا کا

حاکم احسکم الحاکمین بیچ گردانا ہے اسکو لیکر کیا کروگے خداوند عالم تو اپنے عاصیون کو قتل کی سزا نہین دیتا بلکہ عذاب الیم مین ابدالآباد رہنیکی سزا دیتا ہے اور وہی تمہارے دلون کے عزم اور جوارح کے باطنی امور کو دیکھتا ہے تو یہہ تباؤ بھلا جب شاہنشاہ جل وعلا سلطنت دنیا تمہارے ہاتھہ سے چھین لیگا اور تمکو حساب کیلئے طلب فرمائیگا تو سلطنت دُنیا پر جو تم بخل کر رہے ہو کیا یہ پاک پروردگار عالم کے یہان کچھہ تمہارے کام آئیگی یہ سُنکر خلیفہ منصور بہت رویا یہان تک کہ ڈھاڑین مارنے لگا پھر کہا ؎

مرا اے کاشکے مادر نمی زاد	وگر می زاد کس شیرم نمی داد

پھر پوچھا کہ جو سلطنت مجکو عطا ہوئی اسمین کیا تدبیر کرون آدمی تو مجکو خائن ہی نظر آتے ہین اُس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین تم بڑے اونچے اماموں اور رہنماؤن کو اپنے ساتھہ رکھو منصور نے کہا کہ وہ کون ہین اُس نے کہا کہ وہ علما ہین خلیفہ نے کہا کہ وہ تو مجھہ سے بھاگے پھرتے ہین اس نے کہا کہ انکے بھاگنے کی یہی وجہہ ہے کہ وہ ڈرتے ہین کہ کہین تم انسے بھی زبردستی سے وہی کام لو جو تمہارا طریقہ اپنے عاملون کے ساتھہ جاری ہے۔ بلکہ دروازون کو کھولو اور روک ٹوک کم کرو اور مظلوم کا انتقام ظالم سے اور ظالم کو ظلم سے روکو اور چیز کو حلال اور طیب وجہہ سے لو اور حق وعدل کے ساتھہ تقسیم کرو پھر مین ضامن ہون کہ جو کوئی تم سے گریز کرتا ہے وہ تمہارے پاس آئیگا۔ اور تمہارے حال اور رعیت کی بہتری مین تم کو مدد دیگا منصور نے دعا مانگی کہ الٰہی مجھہ کو اس شخص کے قول کے بموجب عمل کرنیکی توفیق کرامت فرما۔ اتنے مین حرم شریف کے موذنون نے نماز کی تکبیر کہی منصور نماز مین

مشغول ہوا اور وہ شخص غائب ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے انتہی مختصراً احیاء العلوم

پند۔ ناصح کی نصیحت اور واعظ کی تقریر دل سکے کانون سے سنو کہ وہ تمہارے دلکی بیماریون کا طبیب ہے مگر شرط یہ ہے کہ پہلے یہ سوچ لو کہ وہ تمکو کسی اپنی خاص غرض کیلیے نصیحت نکرتا ہو۔

عزیزو سن لو تم واعظ کی تقریر	سنو مت بات پھر اہل غرض کی

فائدہ۔ عیوب بشریت سے تو کوئی بشر خالی نہین ہوتا ہے مگر تعلیم اور تعلیم اور ادب سے اور تادیب کو بڑا اثر ہے۔ والدین اصلاح اولاد کی اور اساتذہ اصلاح شاگردون کی۔ اور ازواج اصلاح بی بیون کی اور حکما اصلاح حمقا کی اور اطبا اصلاح بیمارون کی اور امرا اور روسا اصلاح رعایا برایا کی اور پیغمبر رسول اصلاح امت کی کیا کرتے ہین جو اصلاح نہوتی تو سارے آدمی چارپایون کی طرح ہوجاتے جو کوئی شخص ادنے واعلیٰ ارادہ اپنی اصلاح کا نہین کرتا ہے عیش وفسق مین ڈوب کر مطلق العنان ہو کر تنہا اپنی عقل وخیال پر رہتا ہے کسی کی کوئی بات اچھی ہی پسند نہین کرتا وہ درحقیقت انسان نہین اوسکا انجام ضرور ہی خراب ونتیجہ بد ہوتا ہے۔ ہر انسان پر فرض ہے کہ رات دن کے آٹھ پہر مین ایک دم اپنے اعمال کا حساب لیا کرے اور اپنے عیبون کو دریافت کرکے اصلاح حال کیا کرے جس نے یہان حساب لیا اوسکو قیامت کے حساب مین آسانی ہوگی جسنے نہ لیا اوسکو سارا جمع خرچ ٹھکتانا پڑیگا ؎

خواہی کہ عیبہای تو روشن شود ترا	یکدم منافقانہ نشین در کمین خویش

حکمت۔ دنیا اگرچہ جوہر ہو اور آخرت سفال مگر جب دنیا فانی اور آخرت باقی

ٹہیری تو وہ سفال اس جوہر سے بہزار درجہ بہتر ہے گناہ اور خواہش نفس کی لذت باقی نہین رہتی اسکا عذاب وعقاب باقی رہجاتا ہے طاعت کی تکلیف ومحنت باقی نہین رہتی ہے اسکا اجر وثواب باقی رہجاتا ہے ہر عیش کا آخر جراحت سے ہر مصیبت کا انجام راحت ہے ؎

در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست	مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

حکایت

ابی عمران جونی کہتے ہین کہ جب ہارون رشید تخت نشین ہوا کئی لوگ مبارکبادی کو آئے اس نے خزانون کے مُنھ کہول دیا اور ہر ایک کو بڑے بڑے خلعتین اور انعام دینا شروع کردیا اور ایک شقہ حضرت سفیان بن سعید ثوری کے نام لکہا کہ اللہ تعالے نے ایمان والون کے درمیان بہائی چارہ مقرر فرمایا اور اس بہائی چارہ کو اپنے لیے اور اپنے باب مین ٹہیرایا اور جان لو کہ مین نے تم سے جو بہائی چارہ کیا ہے اسکا رشتہ قطع نہین کیا اور نہ آپکی دوستی توڑی بلکہ اب تک مجکو آپ سے افضل محبت اور اکمل عقیدت حاصل ہے اگر بار خلافت میری گردن مین نہ ڈالا گیا ہوتا تو مین آپ کی خدمت شریف مین گہٹنون کے بل چلکر آتا اور میرے وزیر آپکے دوستون مین سے کوئی ایسا شخص نرہا ہوگا جو مجکو مبارکباد دینے نہ آیا ہو اور مین نے بیت المال کہولکر بڑے بڑے انعام دیا کہ میری انکہونکو ٹھنڈک اور دل کو فرحت ہوئی مگر جب آپنے تشریف لانے مین دیر کی اور قدم رنجہ

نفرمایا تو مین نے یہ خط اپنے سخت اشتیاق سے ارسال خدمت کیا اور آپ کو روشن ہے کہ ایماندار کے ملنے کا کیسا کچھ ثواب آیا ہے مین امید کرتا ہون کہ آپ قدم رنجہ فرماینگے وہ نامہ عباد طالقانی کو دیا گیا اور کہا گیا کہ نامہ لیکر کوفہ کو جا اور خبردار اپنے گوشش دل سے جو حال حضرت سفیان ثوری کا ہو فرمایا اور کہنا او من عن مجھہ سے آکر کہنا۔ نامہ بر نامہ لیکر کوفہ پہونچا اور دیکھا مسجد مین کہ حضرت سفیان ثوری تشریف رکہتے تھے راستہ لیا جب وہ قریب پہونچا تو سفیان ثوری اُٹھہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ پناہ مانگتا ہون اللہ پاک سننے جاننے کی شیطان مردود سے اور الٰہی مین تیری پناہ مانگتا ہون اُس آنیوالے سے جو ہمارے پاس خیر کے سوا اور کسی طرح آوے آپکے ان الفاظون سے نامہ بر کے دل پر اثر بخشا اور آپ نماز مین مشغول ہو گئے حالانکہ کسی نماز کا وقت ہی نتہا۔ نامہ برنے گھوڑا باہر چھوڑ کر اندر قدم رکھا دیکھا تو آپ کے جلیس گردنین جھکائے ایسے بیٹھے ہین کہ گویا چور ہین کہ انپر بادشاہ چلا آیا ہے اور اوسکی سزا سے ڈرتے ہین۔ نامہ برنے سلام کیا تو کسی نے سر اٹھا کر نہ دیکھا بلکہ پورون کے اشارہ سے جواب سلام ادا کیا۔ جب نامہ بر کھڑا رہا تو کسی نے یہ نہ کہا کہ بیٹھ جاؤ اور انکی ہیبت سے اس پر لرزہ چڑھ آیا اور وہ خط پھینک دیا تو حضرت سفیان ثوری اسکو دیکھکر کانپے اور ایسا بچے جسطرح کسی سجدہ گاہ مین سانپ آگیا ہو پھر اپنا ہاتھہ جبہ کی آستین مین لپیٹا اور اوسی طرح خط کو لیکر پلٹا دیکر لوگون کی طرف پھینکر فرمایا کہ پڑھو۔ غرضکہ انہین سے ایک نے ڈرتے ڈرتے اسکو اسطرح کھولا جسطرح سانپ کا ٹنے کا خوف ہوتا ہو اور ابتدا سے انتہا تک پڑھ سنایا۔ حضرت سفیان ثوری ایک تعجب

کرنیوالون کی طرح مسکراتے رہے اور ختم مضمون پر فرمایا کہ اسکے پشت ہی پر جواب لکھو اگر اُس نے اس کاغذ کو وجہ حلال سے حاصل کیا ہوگا تو ثواب پائیگا اور اگر حرام جگہہ سے لیا ہوگا تو عذاب بھگتیگا اور جس چیز کو ظالم نے چھوا ہے وہ ہمارے پاس رہنے ہی نچاہیئے ورنہ ہمارے دین کو خراب کریگی - اور لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم بندہ منیب سفیان ابن سعید ثوری کی طرف سے - اُس بندہ کو جو آمال پر مغالطہ کہائے ہوئے ہے اور ایمان کا مزہ اس سے چھین گیا ہوا ہے یعنے ہارون رشید کو بعد حمد وصلوٰۃ کے معلوم ہو کہ مین نے یہ خط تمکو اسی اطلاع کیلئے لکھا ہے کہ مین نے تمہاری الفت کا رشتہ توڑ دیا اور دوستی کا علاقہ کاٹ ڈالا اور اب مین تمہارا دشمن ہو گیا کیونکہ تم نے خود اپنے خط مین اقرار کیا کہ مین نے مسلمانون کے بیت المال کو کہول کے خرچ کر ڈالا اور مجھکو اسبات کا گواہ گردانا کہ مال بیجا اور بے موقع اُڑا دیا اور یہ بھی نہین کہ جو کچھہ تم نے کیا تھا اسی پر راضی رہتے بلکہ باوجود بُعد کے مجکو خط لکھا کہ تم پر مین اور میرے ساتھی جنہون نے تمہارا خط اقراری پڑھا گواہ ہو جائین - تم یاد رکھو کہ ہم فردا رقیامت خدائے پاک کے روبرو تمہاری حرکت بیجا کی گواہی دینگے - اے ہارون تمنے جو خزانہ کہولکر اُڑا دیا اس مین توبموجب حکم خدائے پاک کے آٹھ فریق کا حق ہے بھلا اس تمہارے فعل سے کونسا فریق راضی رہا - مولفۃ القلوب رضامند ہوئے یا صدقات کے عامل یا اللہ پاک کی راہ مین جہادی یا مسافرین یا حفاظ یا عمال اور علما یا بیوہ عورتین یا یتیم بچے یا اور لوگ عامہ رعیت غریب ونادار اور عیالدار مفلس اس فعل سے راضی اور خوشنود رہے بس اب اس امر کے سوال کے جوابدہی کے لئے آمادہ اور مستعد ہو رہو اور راضی

مصیبت کے دور کرنیکی فکر کرو اور جان لو کہ تم عنقریب حاکم عادل کے سامنے کھڑے ہوگے اور تمہارے نفس کے باب مین تم سے مواخذہ ہوگا کہ تم نے ابرار کی صحبت کا مزہ کھو دیا اور اپنے نفس کے لیے ظالم اور ظالمون کا امام ہونا پسند کیا اے ہارون تم سریر اجلاس گئے اور حریر پہنا اور اپنے دروازے پر پردہ ڈالا اور ان حجابون سے تمنے رب العالمین کی مشابہت پیدا کی۔ پھر آپ نے ظالم سپاہیون کو مقرر کیا کہ لوگون پر ظلم کرتے ہین اور انصاف نہین کرتے خود تو شراب اوڑاتے ہین اور جو کوئی پیئے تو اسکو شرابخوار کہکر مارتے ہین اسی طرح زنا کرتے اور عورتون کی عصمت بگاڑتے ہین اور دوسرے زانیون کو حد لگاتے ہین اور خود مرتکب چوری ہوتے ہین اور دوسرے چورون کو سزایاب کرتے ہین کیا یہ احکام شریعہ تمہارے ساتھیون اور نوکر چاکرون پر نہین ہین اور لوگون پر احکام تعزیری جاری ہوتے ہین۔ اے ہارون کل کیا ہوگا جب پکارنیوالا اللہ پاک کی طرف سے پکارے گا احشروا الذین ظلموا ازواجھم ظالم اور انکے مددگار کدہر ہین تم کو اللہ پاک کے سامنے پیش کیا جایگا اس صورت سے کہ تمہارے ہاتھ تمہاری گردن مین بندھے ہونگے اور انکو بجز تمہارے عدل کے اور کوئی نہ کھولیگا اور دوسرے ظالم تمہارے گرد ہون گے اور تم ان سب کے سردار ہو کر سب کو دوزخ مین لیجاؤ گے۔ اے ہارون گویا تمہارا حال میرے سامنے ہے کہ تمہاری گردن پکڑی گئی اور قیامت مین پیشی کے مقام پر حاضر کیگئے اور تم اپنی نیکیان دوسرے کے پلہ حسنات مین دیکھ رہے ہو اور اپنی برائیون کے سوا غیرونکی برائیان اپنے پلہ مین دیکھتے ہو کہ مصیبت پر مصیبت اور اندھیر

اندہیرا ہے۔ پس اے ہارون میری وصیت یاد رکہو اور جو نصیحت مین نے تم کو کی
اُسپر کاربند رہو اور جان لو کہ مین نے تمہاری خیر خواہی کی اور کوئی دقیقہ نصیحت
کا باقی نہین چہوڑا اپنی رعیت کے باب مین اللہ پاک سے ڈرو اور سردار عالم محبوب
رب العالم صلعم کا لحاظ آپکی اُمت کے باب مین رکہو۔ اور امر خلافت کو اپنا اچہی طرح
کرو اور یہ بہی جان لو کہ اگر خلافت خلیفون کے پاس رہتی تو تمہارے پاس
نہ پہونچتی اور نہ یہ تمہارے پاس رہ سکتی ہے اسیطرح دنیا سب لوگون کو ایک
ایک کرکے سپرد چلی جاتی ہے۔ اُنہین سے بعضون نے تو ایسا توشہ بہم کر لیا جو
اسکو مفید ہوا اور بعض لوگ دنیا و آخرت دونون مین خسارہ اوٹہایا والسلام۔
نامہ رسان اوسکو لیکر بازار مین آیا اور آپ کی نصیحت اُس مین اثر کر گئی تہی
سر بازار پکارا کہ اے اہل کوفہ تو سب حاضر آگئے تو کہا کہ ایک شخص اللہ پاک سے
بہاگا ہوا تہا اسکی طرف اسنے رجوع کیا کوئی تم مین سے اُسکا خریدار ہے لوگ
جمع ہو گئے اور روپیہ اشرفیان لائے اس نے کہا مجکو اسکی حاجت ہی نہین بلکہ
ایک موٹا جہوٹا صوف کا کرتا اور ایک کملی چاہتا ہون لوگون نے دونو چیزین
لادین تو وہ پہن لیا اور لباس دربار شاہی اوتار کر مع ہتیارون کے گہوڑے
پر رکہہ کر اپ گہوڑے کی باگ ڈور پکڑا ہوا پاپیادہ روانہ ہوا اور اسطرح ہارون رشید
کے دردولت پر پہونچا لوگون نے تمسخر کیا مگر جب ہارون رشید کے روبرو گیا تو
ہارون رشید کہڑا ہو گیا اور اپنا سر اور منہہ پیٹتا اور واویلا واحسرتا کرتا تہا اور کہتا
تہا کہ افسوس ایلچی نے فائدہ اوٹہایا اور مین محروم رہا پہر وہ خط مراسلہ سفیان
ثوری پڑہتا جاتا اور زار زار روتا اور فریاد و فغان کرتا تہا۔ بعض ندیمون نے عرض کیا

یاامیر المومنین سفیان ثوری نے آپ کی شان مین بڑی گستاخی کی آپ اگر حکم صادر فرمایئن تو وہ اس قابل ہین کہ بازنجیر تشہید کردئے جامین تا دوسرون کو عبرت ہو ہارون رشید نے کہا اے دُنیا کے بندو مجکو مغالطہ دہی سے باز رکھو جو مغالطہ اور دام فریب مین آئے وہ بڑا ہی بدنصیب ہے۔ پہر وہ خط تا بدم زیست زیر مطالعہ ہارون رشید رہا پس جو شخص اپنے نفس پر ترس کرے اور اللہ پاک سے ڈرے اس عمل مین جو کلمہ کو اسکے سامنے کیا جائے گا اور اسی پر اسکی بازپرس اور جزا ہوگی اللہ تعالی اسپر رحمت کرے کہ توفیق کا مالک وہی ہے۔

نکتہ۔ دُنیا مین تین قسم کے انسان ہین ایک نیک جنہون نے نیکی کو پہچانا نیکون کے رتبہ کو جانا دوسرے بد جنہون نے بدی کو اچہا سمجہا نیکون کے چال چلن کو نہ لیا۔ تیسرے غافل جو نیکی اور بدی دونون کو نہین پہچانتے غفلت کے مارے کسیکی نہین مانتے ٭ ۵

جو ہین نیک نیکی کو پہچانتے ہین	جو بد ہین وہ نیکون کو بد جانتے ہین
بُرائی بہلائی سے غافل ہین غافل	غرض وہ کسیکی نہین مانتے ہین

نکتہ۔ دنیا مین پانچ قسم کے انسان ہین اوّل جو خود نیک ہین اور انکی نیکی کا اثر اورون کو بہی پہونچتا ہے۔ دوم جو خود نیک ہین مگر انکی نیکی کا اثر اورون کو نہین پہونچتا تیسرے جو نہ نیک ہین نہ بد چوتھے جو خود بد ہین مگر اورون کو انکی بدی کی تاثیر نہین پہونچتی۔ پانچوین جو خود بد ہین اور اورون کو بہی گمراہ کرتے ہین۔ نیکون کو چاہیئے کہ ایسے بدآدمیون کی صحبت سے بچین۔

بد سے بدنامی نکوئی نیک سے	ہے تجہے حاصل یہ بازار جہان

	نیک کو پہچانتے ہین لوگ نیک	جانتے ہین بد کو بدکار جہان	

حکمت - بادشاہ کو اتنے شخصون سے پرہیز کرنا لازمات سے ہوتا ہے ایک مسخرہ دوسرے بیباک تیسرے منافق چوتھے مطرب پانچوین فاحشہ چھٹے وہ جو پہلے دشمن رہ چکا ہو اور اب دوستی کا لباس پہنا ہو ساتوین وہ جسکے دشمن بادشاہ کے دوست ہون یا اوسکے دوستون کی بادشاہ سے دشمنی ہو اٹھوین وہ جسکا پہلے امتحان بیوفائی کا ہو چکا ہو نوین خاین جسکا شیوہ خیانت و نمک حرامی کا ہو -

	از منافق تا توانی دور باش	نام بدگویان میاور بر زبان	
	دشمنان را جا مدہ نزدیک خویش	تاکہ از جور و ستم یابی امان	

الحمد للہ رب العالمین وبطفیل رسولہ الکریم کہ حصہ سوم کتاب محبوب السلاطین قدیم زمانہ کے علماء کے نصایح بادشاہان زمانہ کی حکایتون مین باہتمام کارپردازان مطبع نامی روشن مطالع زمن عزیز دکن مین چھپ کر اشاعت پذیر ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ چہارم

ظلم کے ذکر مین

ظلم رکہنا ایک چیز کا بے موقع کا نام ہے پس کسیکو مارا یا ستایا یہہ سب داخل ظلم ہے کہ ان امور کو بے موقع و محل برتا ظالم سے زیادہ آخرت مین کوئی بدنصیب ہی نہین اور دنیا مین بہی خلق خدا ظالم کی دشمن ہی رہتی ہے۔ اور عدل برابری کرنیکو کہتے ہین کہ ہر امر مین کمی و زیادتی سے محفوظ رہے یہہ وصف ضد ظلم ہے پس جو شخص عادل ہوگا وہ ظلم سے بری ہوگا اور ظلم کی برائیون سے عدل کی خوبیان ظاہر ہوتی ہین یہہ وصف حکام وقت کو تو ضرور ہی ہے ولیکن ہر فرد بشر کو اپنے افعال و اقوال مین اعتدال چاہیئے کہ جو سخن زبان سے نکلے انصاف کے پلہ مین تلا ہوا ہو اور

اور کوئی فعل اوسکا بے انصافانہ صادر ہو دُنیا مین اس وصف کا یہہ نتیجہ ہوتا ہی
کہ عادل ہر دل عزیز ہو جاتا ہے پس انسان کو لازم ہے کہ وصف عدل سے
موصوف اور نفس امارہ کے دام تزویر مین اپنی خیالات کو پہنسنے نہ دین ۔

مکن نفس امارہ را پیروی	کہ ناگہ گرفتار دوزخ شوی

نفس امارہ کی خاصیت ہے کہ ہمیشہ حصول لذات دنیاوی و بیجا خواہشات زمانہ کی نمایش کی طرف انسان کو راغب رکہتا ہے جسکے سبب سے اوسکو وہ کام کرنا پڑتے ہین جو قانون تہذیب و اخلاق کے خلاف ہوکر اوسی کی بدنامی و ناکامی کا باعث ہوتے ہین نفس امارہ حقیقت مین وہ دشمن دوست نما ہے جس کے شعبدہ انگیز اثر سے انسان ایسا غافل ہو جاتا ہے کہ وہ تمام اپنی عمر گران بہا اور وقت عزیز اسی کے پہیر مین ضایع کر دیتا ہے اور اوسکی ذات سے اپنے فائدے کی کوئی شکل پیدا نہین کر سکتا یہہ وہ نفس ہے جو انسان کے دل کو اپنے قابو مین کر کے اپنی ہی راہ پر چلاتا ہے اور اوس انسان کی بیجا خواہشون کو یہان تک وسعت دے دیتا ہے کہ وہ بیچارہ کسی حالت مین آسودگی کا نام ہی نہین لیتا اور نہ اوسکے دل مین صبر ہوتا ہے کہ اب زیادہ ہوس بیکار ہے بلکہ ہمیشہ یہی جی چاہا کرتا ہے کہ یہہ بہی مراد حاصل ہو وہ بہی مطلب ملے پس جب اوسکی آرزؤن نے اپنی حرص حد اعتدال سے بڑہائی تو سمجھ لیجئے کہ کامیابی تو درکنار اگر اس آفت جانستان سے جان ہی بچ جاے تو بہت غنیمت ہے عاقل وہی انسان ہے جو توبہ و اطاعت پروردگار مین کبہی غفلت جایز نہین رکہتا اور اپنی عمر پر اتنا تکیہ بہی نہین کر سکتا کہ کل دوسرا روز بخیریت گذرے گا پس اے نفس جب جوانی مین تو توبہ کرنا دشوار سمجہتا ہے تو کیا بڑہاپے مین جو وقت

اخرت سے اپنی اصلاح کر سکے گا ہر گز نہین - دیکہو جو لکڑی کہ سبز اور تازہ ہوتی ہے وہ ممکن ہے کہ کسی نہ کسی طرح سیدہی ہو جائے مگر وہ لکڑی جو بالکل خشک ہو جاتی ہے پہر سیدہا کرنے سے کب سیدہی ہو سکے گی پس اسی طرح اس نفس کا حال ہے کہ اگر ابتدا مین انسان اسپر قابو رکہے تو ممکن ہے کہ اسکی قید مین گرفتار نہو اور اوسکی ظاہری نمایش اور دل بہکانے والی خواہش سے دہوکا نہ کہا سکے مثلاً اگر ابہی کوئی چہوٹا سا درخت زمین پر اوگا ہوا دکہائی دے تو ممکن ہے کہ تہوڑی سی فکر مین جڑ سے اکہاڑ ڈالا جاے اور اگر کسی درخت کو اس خیال سے کہ جب وہ ہمین ضرر پہونچاے گا اکہاڑ ڈالین گے تو سمجہہ لیجیے کہ اوسی درخت کی جڑ روز بروز مضبوط ہوتی جائیگی اور پہر اوسکا اوکہاڑنا بہ نسبت پیشتر کے بہت مشکل ہو جائے گا -

اے عزیزو نقد راحت کی جو ہے حاجت تمہین	نفس امّارہ کی گہاتو سے رہے نفرت تمہین
نخل عصیان ابتدائی مین اکہڑ جائے تو خوب	ورنہ پیری مین جوانی کی ہی کب طاقت تمہین

اے نفس امّارہ کیا یہ تو نہین جانتا کہ تیری بیجا خواہشین اوس پروردگار عالم کو نہین معلوم ہین جسکی ذات تمام زمانے مین عالم الغیب مشہور ہے اور کیا دنیا مین کوئی انسان ہی ایسا دانشمند و تجربہ کار باقی نہین رہا ہے جو کسی مکار و شعبدہ باز کی چال کو نہ تاڑ سکتا ہو کیون نہین یہ دنیا ایسا ہی مقام ہے کہ بُرے کامو کا نتیجہ فوراً ہی طشت از بام ہو جاتا ہے اور خداے عالم الغیب ہر شخص کو اوسی قسم کی سزا دیدیتا ہے جسکا وہ سزاوار ہے پس عقلمند انسان اس نفس امّارہ کے ہتکنڈون سے اسطرح بچتا رہتا ہے جسطرح آگ سے خس و خاشاک - اور اگر انجام بینی کو بالاے طاق رکہا اور حرص ہوا سے دنیا پر زیادہ مُنہ پہیلایا تو اونہین کہیو نکا

حال ہوگا جو ایک شہد کے برتن مین چپک چپک کر اپنی میٹھی جانین ضایع کرتی ہین اگر کوئی شخص اپنی بے زری و مفلسی کے سبب سے ایسی کوشش کرے کر کسی کا مال ناجایز وسیلون سے حاصل کرے تو سمجھہ لیجئے کہ اوسکا نفس امارہ وہی نتیجہ پیدا کرنیوالا ہے کہ اسکو قید خانے کی ہوا کہلاے اور اوس سے انواع و اقسام کی مصیبتین جہلوائے پس جو لوگ حلم و ضبط کے زور سے اپنے نفس امارہ کو اپنے قابو مین رکہتے ہین وہ حصول دولت کے لیے ہی کوئی ایسا طریقہ اختیار کرتے ہین کہ سانپ مرے اور نہ لاٹھی ٹوٹے دولت کی دولت حاصل ہو اور اپنا نقصان بہی نہو - جب پروردگار عالم نے تخم کو قوت بالیدگی دی اور زمین کو قابل زراعت پیدا کیا تو ہمین ضرور ہے کہ اوسی زمین مین تخم غلہ بو کر اپنے کہانے کے لیے غلہ پیدا کرلین اور جب ہمین قادر مطلق نے عقل و فہم دی تو ہمین یہی مناسب ہے کہ اپنی خواہشات بیجا سے گذر کر وہی آرزومین دلین قایم کرین جنسے ہمارا کسی طرح نقصان نہون اور نفس امارہ کے دام تزویر مین اپنے خیالون کو پہنسنے نہ دین انسان اگر اپنے خیالات کو حد اعتدال پر قایم رکہے اور کوئی کام بغیر سوچے سمجہے آغاز نکرے تو ممکن ہے کہ اوس مغالطہ سے محفوظ رہے جو اکثر کج فہمی کے سبب سے پیش آجاتا ہے اور اوسکے نفس پاک کا غلبہ نفس امارہ کے گمراہ و تباہ کرنے سے بچالے کیونکہ جب پہلے ہی سے اوسکا نفس امور نیک کا راغب ہوگا تو ممکن ہی نہین کہ اوس سے کوئی فعل ایسا سرزد ہو جو خلاف شان تہذیب اور زیان جان و مال و آبرو مندرجہ ذیل ہو۔

حقوق عبد وہ ہین اے مہربان	کہ جسمین ہو کسی بندے کا نقصان

زیان جان و مال و آبرو ہو — کوئی اینین سے اے فرزند خوبرو
کوئی تکلیف پونچے یا دُکھے دل — حقوق عبد مین یہ سب ہین داخل
کسی کا جیسے ناحق خون کرنا — کسی کو سحر سے مجنون کرنا
چُرانا مال یا تہمت لگانا — عبث کچھہ سخت کہکر دل دُکھانا
زبردستی سے کچھہ چھین لینا — کسی کا قرض آتا ہو نا دینا
جو پیچے کچھہ تو عیب اوسکا چھپا کر — نرکھے دودہ مین پانی ملاکر
کسی شے مین نکر میل ہرگز — ملا دینا نہ گھی مین تیل ہرگز
نہو جس مین زیان عبد غالب — وہ حق اللہ ہے ای عالی مناقب
وہ جیسے روزے کہانا می کو پینا — فرایض چھوڑ کر بے قید جینا
گناہ ایسے ہی کچھہ بیریب شک ہین — کہ حق خلق و خالق مشترک ہین
ہے اون مین اعتبار حق غالب — شمار اوسکا ہوا غلبے کے جانب
جو بندہ اپنے حق کو بخش دیگا — گنہ اللہ کا توبہ سے مٹے گا
زیان بھی بے گمان حق خدا ہے — سمجھنا حق عبد اوسکو خطا ہے
مگر جو عبد کو لاحق ہوئی عار — یہ اوسکا حق سمجھہ اسسے نکہ کروار
ملے توفیق توبہ کی خدا سے — بچاوے ہمکو ہر جرم و خطا سے
حقوق عبد ہون یا حق اللہ — کسی عصیان کی دلمین نہو چاہ

اور سلاطین و امراء دولت ارکان سلطنت حکام عدالت وغیرہم کو ظلم کرنا کسی ایک شخص پر حرام ہے۔ مثلاً کسی کا مال ناجایز وسیلون سے حاصل کرلیوے یا کسی کو گالی دے یا زدوضرب کرے یا مظلوم کی فریاد نہ سُنے اور ظالمون کے

پاس آوے جاوے اور اون کے ظلم سے راضی رہے یا اون کی اعانت ظلم پر کرے یا کسی کی سعایت اون پاس لیجاوے چغل خوری کیا کرے۔ لا ینال عہدی الظالمین۔ دلیل ہے اسبات پر کہ امام حاکم رئیس والی سلطان کا عادل عامل بشرع ہونا ضروریات سے ہے۔ عہد سے مراد اس جگہہ امامت ہے گویا سلامت ہونا امام کا وصف ظلم سے سب امور مین جن کو کچھہ بھی تعلق امورات دینیہ سے ہے شرط ہے اضافت عہد افادہ اس عموم کا کرتی ہے ظلم کی برائی و مذمت مین بہت آیات وارد ہین ایک آیت مین یہ آیا ہے کہ اللہ پاک برابر ایک ذرہ کے بھی ظلم نہین کرتا ہے مراد ذرہ سے یا تو نملہ صغیرہ ہے یا راس نملہ یا دانہ رائی کا یا ذرہ جو ربت مین چمکتا ہے قول اولی موافق لغت کے ہر حمل قرآن اوسی پر واجب ہے۔

معلوم ہوا کہ ذرہ برابر بھی ظلم درست نہین ہے ظالمون کے طرف جھکنے سی بھی منع کیا گیا ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ کہین تمکو دوزخ نہ چھولے۔ آیت مبارک مین اشارہ ہے طرف اس کے کہ ظالم اہل نار ہین بلکہ جب نرے مائل ہونے پر آگ چھوتی ہے تو جو کوئی خود ظالم و ستمگر ہی ہو تو اس کا حال ہو گا۔

کسی کی آبرو ریزی کرنا یا کسی کا مال ناجائز وسیلون سے حاصل کر لینا داخل ظلم ہے اللہ پاک اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جس طرح جان و مال ہر مسلمان کا دوسرے شخص پر حرام فرمایا ہے اسی طرح ہر مسلمان کی آبروریزی کو حرام کیا ہے ان تینون امور کو ایک ہی سلک مین منسلک فرمایا ہے یہ تینون کام ظلم صریح فسق قبیح کہلاتے ہین۔

جان و مال کے ظالم تو کم ہوتے ہین بلکہ آبروہی کے ظالم بے گنتی ہوتے ہین اُنسے کسی شخص مسلمان کو نجات ہی حاصل نہین ہوتی ہے ہر شخص کی ایک حیثیت عرفی ہوتی ہے اوسکا ازالہ کرنا منجملہ کبایر کے ہے جسکو لوگ ہلکا جانتے ہین یحسبونہ ہینا وہو عند اللہ عظیم حدیث شریف مین آچکا ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھہ اور زبان سے دوسرے مسلمان سلامت رہین۔

اور آبروریزی خاص زبان کا کام ہوتا ہے جسطرح ازالۂ مال و جان و ہاتھہ کا کام ہوتا ہے غیبت و تمہید افترا تہمت بہتان کذب سماعت اخبار و افواہ یہ سب داخل ازالۂ عرض ہین۔

کلام اللہ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم حاکم حرام کو حلال یا حلال کو حرام نہین کرسکتا ہے ظاہر مین تو وہ حکم چلتا ہے ولیکن باطن مین حکم شرعی کو بدل نہین کرسکتا ہے چنانچہ قاضی شریح کا قول ہے کہ مجکو گمان ہوتا ہے کہ تو ظالم ہے مگر مین ظاہر بینہ پر حکم کرتا ہون میرا حکم حرام کو تیرے لیے حلال نہین کرسکتا ہے اور یہی قول ہے امام احمد و مالک کا حدیث ابی ذر مین آیا ہے کہ رب العزت نے فرمایا ہے یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرما فلا تظالموا رواہ مسلم فی صحیحہ۔

یعنی اے میرے بندو مین نے ظلم اپنی جان پر حرام کیا ہے تمہارے اوپر بھی حرام کیا ہے۔ بہت ڈرایا ہے بڑی وعید فرمائی ہے ظلم کو دن قیامت کے اندھیرا کہا ہے ظالم کی دعا قبول نہین ہوتی ہے اور وہ شفاعت جناب رسالت

سلطان الانبیار رسول اللہ صلعم سے محروم رہیگا اور ظالم کی نیکیان مظلوم کو دلوائی جائینگی مظلوم کی بدعاسے ڈرو اوسکی دعا بارگاہ رب العزت مین جلد مستجاب ہوتی ہے

چو بر اوج اجابت میرسد آہ ستم دیدہ	صدای اعظم لبیک از عرش عظیم آمد

جس طرح ظالمون کے حق مین وعید آئی ہے اسی طرح حق مین اہل عدل کے وعدہ آیا ہے ملوک عادلین نور کے منبر پر داہنی طرف عرش کے ہون گے اور عرش کے سایہ مین بیٹھینگے - ایک دن امام عادل کا ساٹھہ برس کی عبادت سے بہتر اور چالیس روز کی بارش سے افضل ہے اور سب سے زیادہ نزدیک احکم الحاکمین کے بروز قیامت امام عادل ہوگا اور ظالم و جائز کو خداوند عالم دشمن رکھتا ہے ساری خلق سے زیادہ تر دور خداے پاک سے ستمگر ہی ہوگا - اور سب سے بدترین قسم ظلم سے وہی کہلاتی ہے جو متعلق آبرو سے ہو جیسے گالی دینا نمیہ کرنا خذف کرنا حدیث رسالت پناہی مین جان اور مال اور آبرو کو ایک ہی حکم مین رکھا ہے اس لئے کہ ہر شخص ہر کسی کے جان اور مال پر ظلم نہین کرسکتا ہے خصوصاً جو کہ والی امیر یا رئیس نہین ہے مگر ظلم آبروریزی کا سویہ ہر شخص کے مقدور مین داخل ہے - تلوار کا زخم تو اچھا ہی ہوسکتا ہے بخلاف زبان کے زخم کے وہ اچھا نہین ہوسکتا ہے -

جناب سردار عالم محمد الرسول اللہ صلعم نے آخر عمر شریف مین بروقت حجۃ الوداع خطبہ مین ارشاد فرمایا اسوقت ایک لاکھہ چوبیس ہزار آدمی جمع تھے یا کچھہ اوپر ہونگے - ان دماءکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شہرکم ھذا فی بلدکم ھذا ھل بلغت - یعنی تمھارے خون تمھارے

تمہاری آبرو ویسی ہی تمپر حرام ہے جیساکہ حرمت اس دن اس مہینے اس شہر کی ہے

یہہ حدیث صحیحین مین ابی بکر سے مروی ہے ۱۲-

اور حدیث ابی ہریرہ مین آیا ہے کہ کل المسلم علی المسلم حرام دمہ وعرضہ وماله

مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون آبرو اور مال بلکہ آبرو کو اربی الربی فرمایا ہے

یعنی بدترین سود خواری ✣

غرضکہ ارشادات شارع علیہ السلام مین ان تینون چیزون کا حرام ہونا یکسان آیا ہے

اور جو احادیث اس باب مین وارد ہین اون مین ذکر سب وغیبت اور لعن کا ارشاد

فرما کر سب کو اشد محرمات مین داخل کیا گیا ہے بلکہ مچھر اور پسو وغیرہ ذی روح کے

لعن تک سے منع کیا گیا ہے۔ پس اب غور کر لیا جا سکتا ہے کہ جو کسی مسلمان ہی

کو لعن وطعن کرے اوسکا کیسا حال ہوگا۔

خصوصاً اوس لاعن اور طاعن کا حال جو خیر العباد اصحاب رسول اللہ یا اون کے

اہل بیت کو معاذ اللہ برا کہے کیسا کچھہ بڑا مظلمہ اور گناہ عظیم ہے۔

چنانچہ فرمایا سلطان الانبیا سردار عالم رسول اللہ صلعم نے کہ جو ہمارے صغیر پر

رحم نکرے اور ہمارے کبیر کی توقیر نکرے وہ ہم مین سے نہین یعنے دایرہ اسلام

سے خارج ہے ✣

نکتہ - جسطرح تیر پتھر پر لگ کر چلانے والے کی طرف واپس جاتا ہے پتھر مین

گھسنے نہین پاتا اسی طرح بدگو کی بدگوئی نیک آدمی پر اثر نہین کرتی کہنے

والے کی طرف پھر عود کر جاتی ہے۔

بانکوکاران بدی کردن سراپا جاہلی ست	کے کند بیشک اثر بر سنگ تیر تیز گر

تتمبر۔ چوری اور خون ناحق و لواطت اور زنا و مال یتیم کا ناحق کہانا اور جہوٹی
گواہی دینا اور راستہ لوٹنا جہوٹی قسم کہانا اور بے عذر گواہی نہین دینا اور
مردون اور عورتون کے درمیان جدائی کی غرض سے جہگڑا اور لڑائی لگانا اور
عورتون پر شوہرون کا ظلم کرنا اور عورتین بے خاوندون کے خلاف مرضی چلنا
اور عصمت دار عورتون کو زنا کی گالیان دینا گناہ عظیم ہین اور مال رشوت سے
حاصل کرنا جسپر حدیث شریف مین لعنت پروردگار عالم کی آچکی ہے راشی
اور مرتشی پر یہ لعنت ان دونون ہی پر نہین بلکہ رائش پر بہی آئی ہے راشی
رشوت دہندہ کو کہتے ہین اور مرتشی وہ شخص جو لیوے اور رائش وہ جو دلوائے
دیکہئے اس لینے کے کیسے دینے پڑینگے۔

	بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت		کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور	

اور اقسام ظلم سے ایک وہ ہے جسکا ضرر عامہ مخلوق الٰہی کو پہونچتا ہے دوسرے
وہ ہوسکتا ہے جس کا ضرر خاص اہل معاملہ کو ہوے۔

قسم اول۔ کے بہت سے انواع ہین جن مین سے دو اجمالاً ہدیۂ
ناظرین کئے جاتے ہین۔

اول۔ گرانی کی نیت سے غلہ کو روک رکہنا اور بہاؤ کے گران ہونے کا منتظر
رہنا اس قسم کا فعل ظلم عام مین داخل ہوتا ہے۔

اور اسی طرح وہ چیزین جو غذا پر مددگار ہوتی ہین جیسے گوشت وغیرہ یا اس قسم کی
چیزین جو بعض اوقات غذا کے قایم مقام ہوجاتی ہین گو ہمیشہ ان کو غذا نہین
کرسکتے بعض اہل علم نے ان اشیاء کو بہی شامل کردیا ہے اور گہی اور شہد

اور شیرہ اور پنیر اور زیتون کے تیل یا جو اس طرح کی چیزین ہون سب کے روکنے کو حرام فرمایا ہے اور بعض کے نزدیک صرف انہین چیزون کے روکنے مین بخلاف غلہ کے قباحت نہین خیال کی گئی ہے۔

مگر ایام خشک سالی مین ان چیزون کا روک رکہنا بہی ضرر عام خیال کیا جاسکتا ہے تو یہ بہی ایک قسم ظلم کی متصور ہوتی ہے جیسے خود ضرر رسانی ممنوع ہے اسی طرح جو چیز اوسکی تمہید اور آغاز بڑے ممنوع ہے۔

دوم۔ انواع ضرر عام کے نقد مین کہوٹے روپیون کا رواج دینا بہی قسم ضرر عام کے ظلم سے ایک مظلمہ ہے اور وہ روپیہ کہوٹا جسوقت تک چلتا رہیگا اور ضرر فساد برابر پہیلتا رہیگا اوسوقت تک سب کا وبال اور بار گناہ اوسی کے گردن پر ہوگا جس نے کہوٹے دام بنایا اور جان بوجہ کے چلایا۔

قسم دوم۔ ظلم کی وہی ہو سکتی ہے جسکا ضرر خاص اہل معاملہ کو پہونچتا ہے تو جنہی باتون سے اہل معاملہ کا نقصان ہوتا ہو وہ ظلم مین داخل ہین۔

عدل اسکا نام ہے کہ اپنے سے کسی شخص کو ضرر نہ پہونچایا جائے قول سے ہو یا فعل سے اور اس امر مین قاعدہ کلیہ یہی ہے کہ دوسرے کے واسطے بہی وہی بات چاہیے جو اپنے لئے چاہتا ہو ؎ ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند۔

اور حصول معاش کیلئے عقلا کے نزدیک تین ذرایع اعلیٰ ہین۔

اول زراعت۔ دوم تجارت۔ سوم۔ صناعت ۔۔ ان تینون مین سے اعلیٰ تر زراعت ہے۔ پہر تجارت اور بہتر صناعت ان کے پیدا کرنے اور حصول اموال کے لیئے انسان کو تین قسم کے اموال سے اجتناب کرنا ایک امر لازمی ہے

اول - وہ مال جو حیلہ اور مکر و فریب و دغابازی اور رشوت ستانی و دزدی اور دروغ حلفی قماربازی ظلم یا امداد ظلم سے حاصل ہو -

دوم - ایسی دولت سے ہاتھ اُوٹھانا چاہیئے جو حرکات تمسخر اور خدمات اراذل سے فراہم ہو -

سوم - ایسے مال کی خواہش نکرنا چاہیئے جو صنایع نا ملایم سے میسر آئے اور صنایع نا ملایم کی تین قسمین ہین -

قسم اول - کسی ایسی صنعت کا عمل مین لانا جو باعث ایذا اور ضرر رسانی عوام ہو شلاً سحر اور پیشہ کیمیاگری و ٹھگی اور شعبدہ بازی - عربدہ جوئی وغیرہ -

قسم دوم - ایسی صنعت جو تہذیب اور متانت انسانی مین داغ لگاتی ہو مثلاً مسخرگی - اور قماربازی و مطربی اور رقاصی و زنا و لواطت وغیرہ -

قسم سوم - وہ جسکے عمل کرنے سے دل و دماغ اور طبیعت کو نفرت ہو مثلاً سیندہی فروشی و شراب و تاڑی وغیرہ جو زیادہ تر قبیح ہو سکتی ہے اور جس کا خراب اثر مخلوق الٰہی کو مضرت رسان ہوتا ہے -

اسی طرح صناعات شریفہ جو شرفا اور عُقلا کیلیئے ہے اسکی بھی تین قسمین ہین -

پہلی قسم - حسن فکر جس کے ذریعہ سے انسان دور اندیشی و صواب رائے سے تمام اپنے کام عمدہ طور پر نکال سکتا ہے مثلاً وزارت اور امارت وغیرہ -

دوسری قسم - حسن عقل جسکو باعتبار فضل و ادب عقل سے تعلق ہے لیکن بدن کو اسکے ظاہر کرنے مین دخل ہے شلاً کتابت و مساحت و درس و تدریس نظم و نثر وغیرہ

تیسری قسم - حسن قوت جسکو شجاعت و قوت اعضا سے تعلق ہے مثلاً

سپاہگری لشکرکشی و ضبط حد ملکت وغیرہ۔

کام وہ کرتاہے داناختیار جس سے کہلائے سدا وہ نیک مرد	آئے جو دُنیا و دین مین اوسکے کام نیک خوئے و نیک روئے و نیک مرد

اور تمامی پیشون مین بعض ضروری اور بعض غیرضروری ہین۔
غیرضروری مثل زرگری اور نقاشی و مصوری وغیرہ۔
اور ضروری مثل پارچہ بافی و طباخی اور کفش دوزی و خیاطی اور زراعت و تجارت و آہنگری و نجاری وغیرہ یہ سب صنعتین امور عالم کے نظام کے لیئے ضروری ہین۔
بہرحال انسان اپنے ایام زندگانی خوش معاملگی سے بسر کرے۔

خوش معاملگی

انسان کی صفائی طینت کا ایک آئینہ ہے جسکی آب وتاب ایسی پائیدار اور ترقی پذیر ہے کہ روز بروز اسکی جلا بڑہانے کی کوشش کیا کرتی ہے جو انسان اپنے باہمی معاملات کو صفائے اور ایمانداری کے ساتہہ طے کرنا داخل وضعداری و راستبازی سمجھتا ہے اُس کا یہ طریقہ تمام عالم مین مشہور ہوجاتا ہے اور وہ اپنی اس نیک شہرت کی وجہ سے ہر ایک معاملہ دار کے دل مین اپنی نیک نامی کا مسکن دیکھتا ہے اور تمام لوگ اسکی بہبودی کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے نظر آتے ہین۔ جو شخص اپنے اہل معاملہ کو اپنی راستبازی اور خوش معاملگی سے راضی رکھتا ہے وہ شخص اُنکی نظر مین ہمیشہ ایک بزرگ اور قابل تعظیم نظر آتا ہے اور اپنی مصیبت کے وقت مین اسکو ایک سچے ہمدرد کے مانند اپنی شریک حال پاتاہی۔ خوش معاملگی ایک ایسی شیرینی ہے جسکا مزہ ہر وقت زبان و دلکو یاد رہتاہی اور اُس سے

لطف اُٹھانیوالا شخص کبھی بدمعاملگی کے جانب جُھکنے کا نام ہی نہین لیتا کیونکہ ایک صفائی پسند دل کدورت آمیز خیال کی طرف جُھکنا ہی نہین چاہتا جیسے صاف بہتا ہوا پانی کسی گندگی کے پڑجانے سے خود گندہ نہین ہوتا بلکہ اُسی گندہ چیز کو بہاکر دور پھینکدیتا ہے اور اور آپ بذات خود ویسا ہی صاف سُتھرا اس سے الگ ہو جاتا ہے خوش معاملگی کی قدر وہی شخص خوب جان سکتا ہے جسکا دل انصاف پسند ہے اور اہل زمانے کی بناوٹون کو اچھی طرح پہچان سکتا ہے۔ جن ملکون کے باشندے اپنے باہمی معاملات مین خوش معاملگی کا برتاؤ عمل مین لاتے ہین وہان اس دستور کی مدد سے اتفاق ملکی وہمدردی وقومی اتحاد کو روز بروز ایک نمایان ترقی حاصل ہوتی جاتی ہے اور ہمیشہ آتش رشک وحسد پر اوس سا پڑی رہتی ہے اور کبھی دو معاملہ دارون کے مابین صورت مناقشہ پیدا ہی نہین ہوتی۔ دیکھو خوش معاملگی ایک ایسی عمدہ چیز ہے جو آدمی کو ایک دنی درجہ سے اعلی درجہ پر پہونچا دیتی ہے۔ دیکھا اور سُنا گیا ہے کہ اکثر کم حیثیت اور کم آمدنی والے اشخاص نے اپنے ذرا ذرا سے چھوٹے کارخانون کو ایسا عظیم الشان اور قابل تعریف بنا دیا کہ سبحان اللہ آخر اسکا سبب کہان سرمایہ قلیل کی ابتدائی حالت کہان قلیل ہے زمانے کے بعد نفع کثیر کی صورت سے یہ مین تفاوت رہ از کجاست تابکجا اس ترقی وکامیابی کا باعث اگر بتدبیر کوئی چیز سمجھی جاتی ہے تو صرف اونکی خوش معاملگی ہی تہی جسنے ایک عالم کو انکی طرف جھکنے کی ترغیب دی اور جسنے داد وستد کا معاملہ پیدا کرنیکے لیئے ایک دنیا کو رجوع کر دیا۔ جس کارخانہ کی طرف ایک زمانہ جھکتے ہوے نظر پڑتا ہے پھر اوسکی بلندرتبگی وترقی مین کون شک کر سکتا ہی دیکھتے اور سُنتے ہین کہ زیادہ تر کارخانے بامید نفع کثیر قائم کیئے جاتے ہین مگر جہان خوش معاملگی کو کم دخل دیا جاتا ہے

وہ آخر کو ایک کم حیثیت کارخانون مین شامل ہو جاتے ہین اور بجاے نفع کثیر
نقصان کبیر اوٹھاتے اوٹھاتے کالعدم ہو جاتے ہین - فی الواقع خوش معاملگی دنیاوی
کاروبار کو ترقی کی حالت مین لانے کے لئے ایک جزو اعظم ہے - کچھہ ہی ضرور نہین
ہے کہ انسان اپنے لین دین ہی کے حساب مین خوش معاملگی کا برتاو کرے بلکہ یہ
بہی ضرور ہے کہ وہ اپنے ہر قول و فعل مین اسی عمدہ خصلت کا پیرو رہے کیونکہ
خوش معاملگی کی ہر کام مین ضرورت ہے - جو لوگ خوش معاملہ ہین وہ ہمیشہ مکر و فریب
سے دور رہنے کی کوشش کیا کرتے ہین اور اونکے مزاج مین انصاف پسندی
و حق شناسی کی پاکیزہ خصلت ہر وقت موجود پائی جاتی ہے انتظام دنیاداری
کے کام مین ایک سے دوسرے کو باہم معاملہ اور برتاؤ رکھنے کی ضرورت ایک
امر لابدی ہے اور جہان دو فریق مین سے ایک کو بہی بدمعاملگی کی طرف رجحان
ہوا تو سمجھہ لینا چاہیئے کہ انتہا کی بے لطفی پیش آجائیگی اور بجاے اسکے کہ انسان ایسی
معاملہ داری سے خوش ہو اپنی حالت اور اپنی تشخیص پر خود تاسف کرے گا کہ مین
نے ناحق کو ایک ناحق کوش انسان سے معاملہ پیدا کیا جسنے میری خوش معاملگی کی
بہی اولٹی قدر کی - جہان انسان کی بدمعاملگی ایک مرتبہ جانچ ہو جاتی ہے بار ثانی
اسکی طرف کوئی خیال اور لوگون کے دلون مین جو معاملہ سے واقف ہوتے جاتے
ہین جاگزین ہو جاتا ہے اور پہر ایک وقت ایسا در پیش آجاتا ہے کہ اس جاہل
شخص کو تمام لوگ نفرت کی نگاہون سے دیکھتے ہین اور کبہی اسکے ساتہہ کوئی معاملہ
کرنا عار سمجھتے ہین اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ انسان بدمعاملگی سے عمر بہر کیلیئے نام کا
رہ جاتا ہی اور خوش معاملگی سے تمام حیات مستعار کا زمانہ بخوشی بسر کر سکتا ہی -

الغرض انسان کو چاہیے کہ اپنی قوت تمیز اور شہوت وغضب کا استعمال جو عدل اور انصاف کے برخلاف ہو نکرے۔

اور قوت خیال یا تمیز کے ذریعہ سے انسان کو نیک اور بد کی تمیز اور حصول علم کا شوق ہوتا ہے اور باعتبار اسی قوت کے انسان کا نفس نفس ناطقہ کہلاتا ہے اور جسکی تحریک وذریعہ سے انسان کہانے پینے اور نکاح کی طرف مائل ہو جاتا ہی اُسکا نام قوت شہوت یا خواہش شہوتی ہوتی ہے قوت غضبی کی حرکت سے اسکو اپنے رتبہ کے بڑہانے اور مخالف پر غالب آنے کی طرف رغبت ہوتی ہے پروردگار عالم نے ان تینون مین سے دو قوتین خواہش وغضب کے حیوانون کو دین بجز قوت تمیز کے کہ وہ حضرت انسان کو عطا فرمائی ہے قوت تمیز کے درجہ اوسط کے استعمال سے علم کی فضیلت اور حکمت پیدا ہوتی ہے اور قوت غضبی کی اصلاح سے شجاعت اور قوت شہوت کی صفائی سے عفت حاصل ہوتی ہی اور فاضل کو شجاع اور عفیف وحکیم کہتے ہین اور ان تینون قوتون کے اصلاح کرنے والون کو عادل اور انکے فعل کو عدل یا عدالت بولتے ہین اسلیے کہ عدالت کے معنی برابر کرنیکے ہین جب تک کہ یہ تینون قوتین برابر نہون گے تب تک عدالت کا حق پورا ادا نہو سکے گا اور عدل وانصاف کی میزان مین نہ تولا جائیگا۔

بیشک انجام پاتے ہین مدام عقل سے ہر نیک وبد کی ہی تمیز لیکن استعمال انکا چاہیے	قوت شہوی سے تیرے کاروبار اور غضب ہی باعث عزو وقار عدل اور انصاف سے ای نامدار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ پنجم

تاریخ جدولہ شاہان عرب و عجم و ہند و دکن

مخفی نرہے کہ بعد واقعہ شہادت امیر المومنین سیدنا حضرت علی علیہ السلام کے مسند خلافت کو حضرت امام حسن علیہ السلام نے رونق دی شہر کوفہ کے عام و خاص بعد شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۲۲ ماہ رمضان سنہ ہجری مسجد کوفہ مین جمع ہوگے اور جناب امام حسن علیہ السلام نے ایک خطبہ پڑہا اسی درمیان مین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اوٹھ کہڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے مسلمانو یہہ نبیرۂ رسول اللہ اور فرزند خلیفہ چہارم ہین تمکو لازم ہے کہ انکی خلافت قبول کرو چار ہزار کوفیون نے جو اوسوقت موجود تھے بلا توقف بیعت کی جسکی تعداد رفتہ رفتہ چالیس ہزار ہوگی

مگر آپ کو اپنے نانا کی وہ حدیث یاد تھی جس مین ذکر تھا کہ خلافت حقہ تیس برس تک رہیگی آپ نے غور کیا تو چھ مہینے بعد وصال حضرت علیؑ کے باقی رہگئی تھی اسلیئے چھ مہینے خلافت کرنیکے بعد بار امارت امیر معاویہ کے سر پر رکھکر کنج عافیت و زاویہ تنہائی اپنے لئے پسند فرمایا - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے - کہ جب خبر شہادت امیر المومنین سیدنا حضرت علی علیہ السلام اور بیعت لیتے حضرت امام حسن علیہ السلام کی امیر معاویہؓ کو پہونچی امیر معاویہ نے بمقتضاے بشریت خلیفہ وقت پر لشکر کشی کی اوہر جناب امام حسن علیہ السلام معہ چالیس ہزار لشکر اسلام دار الخلافت کوفہ سے باہر تشریف لاسئے اور اس گروہ پرشکوہ کے علاوہ حاکمان عجم و عرب کو بہی جمع کیا جانبین سے لشکر صف آرا ہوئے ہنوز آتش قتال بلند ہونے پائی تھی کہ امیر معاویہؓ نے بصلاح عمرو بن عاصؓ حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت مین بوساطت سفرا عرض کیا کہ اب زمانہ خلافت باطنی کا بموجب اس حدیث رسالت پناہی کے گذر گیا الخلافۃ ثلاثون عاما ثم یکون بعد ذالک الملک یعنے خلافت کا زمانہ تیس برس کا ہے پہر ہو جائیگا بعد اسکے ملک (یعنے سلطنت ظاہریہ) اسلیئے آپ حکومت ظاہریہ براہ کرم مجھکو مرحمت فرمایئن جب یہہ پیام جناب امام حسن علیہ السلام نے سُنا اوسیوقت آپکو وہ حدیث سردار عالم رسول اکرم کی یاد آگئی جو آپکی شان مین اپنے اصحابؓ سے اکثر فرمایا کرتے تہے کہ یہ میرا فرزند دو بزرگ گروہ مسلمانون مین صلح کرائیگا چنانچہ اوسیکے مطابق عمل فرمایا -

جناب امام حسن علیہ السلام نے ہنگام تفویض سلطنت ظاہری امیر معاویہؓ کو لکھا کہ اے امیر ہم نے تم سے اس شرط پر صلح کی ہے کہ تم ہمیشہ عامل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و سیرت خلفاء الراشدین رہنا اور بعد اپنے امر حکومت مسلمانون کی راے پر چھوڑنا

امیر معاویہ نے بطیب خاطر ان شرایط کو قبول کیا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کوفہ سے مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور استحکام بنیان شریعت مصطفوی اور اشاعت احکام طریقت نبوی مین سعی بلیغ فرمائی اور طریقہ معرفت و سلوک جسکو اہل حقیقت تصوف کہتے ہین کثرت سے لوگون کو تعلیم و تفہیم فرمایا ہمیشہ قرآن پاک و حدیث صاحب لولاک کے معنی بیان کرتے اور گمراہان کوی ضلالت کو ہدایت فرماتے الحاصل اللہ پاک نے واسطے برارت دامن نبوت کے لوث تہمت سے اہل بیت رسالت مین سلطنت ظاہریہ کو نرکہا کہ اہل بیت بسبب سلطنت چند روزہ دنیا کے مراتب عالیہ سے محروم رہین انکا پورا حصہ اوسی دن کے لیے رکہا گیا ہے جس دن سارے روئے زمین کے بادشاہ حقیر اور یہ عزیز ہونگے چنانچہ سید الشباب اہل الجنة اس پر دلیل روشن ہے۔

المختصر اسلام مین سب سے پہلے جس نے تخت شاہی پر جلوس کیا اور امور سلطنت کو رونق دی وہ امیر معاویہ ہین آپ دراز قد گورے چٹے خوبصورت ہیبت ناک آدمی تہے چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکی طرف دیکہکر فرماتے تہے کہ یہہ شخص عرب کا کسری ہے اور امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپ اکثر فرماتے تہے کہ معاویہ کی امارت کو برا نہ جانو اگر تم نے اوسکو ہاتہہ سے کہو دیا تو بیشک لوگون کے سرون کو اونکے کہندہون سے گرتے ہوئے دیکہوگے اور مقبری کا قول ہے کہ تم ہرقل اور کسری کی زیرکی کو دیکہتے ہو اور معاویہ کو چہوڑ دیتے ہو امیر معاویہ بردباری مین ضرب المثل تہے۔ ابن عون کہتے ہین کہ آدمی امیر معاویہ سے کہہ لیتا تہا کہ واللہ یا تو تم خود ہمارے ساتہہ سیدہے ہو جاؤگے یا ہم تمکو

کسری عرب وفات ۶۰ ہجری ۱۲ برس ۶ ماہ زمانہ انقلاب

ہم سید ہا کر لینگے آپ کہتے کس چیز سے سید ہا کر لوگے وہ کہتا لکڑی کے بل آپ کہتے ہان تو ہم ضرور سیدہے ہو جائینگے۔ الغرض جب امیر المومنین یار غار سلطان انبیاءؑ حضرت رسول اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکر جانب شام روانہ فرمایا تہا امیر معاویہ بہی اپنے بہائی یزید بن ابو سفیانؓ کے ہمراہ گئے جب اون کے بہائی نے انتقال کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دمشق پر آپ ہی کو اپنے طرف سے عامل مقرر فرمایا اور زمانہ خلافت امیر المومنین حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما مین بہی بحال و برقرار رہے۔ اور کعب الاحبار کا قول ہے کہ اس امت مین ایسا بادشاہ کوئی ہرگز نہو گا جیسے امیر معاویہ ہوے اور ذہبی کا قول ہے کہ امیر معاویہ بیس برس امیر رہے اور روی زمین پر کوئی اون کا مقابل نہ تہا چنانچہ سنہ ۴۳ھ مین رجج وغیرہ بلاد سجستان اور روان اقلیم سرقہ اور کوزائی ممالک سوڈان فتح کیا اور سنہ ۴۵ھ مین قیقان اور سنہ ۵۰ھ مین قہستان فتح ہوا اور آپکے وفات کے بعد خاندان بنی امیّہ سے جتنے بادشاہ گذرے اور اونکی اختتام کے بعد جو خاندان آل عباس سے مسند خلافت پر متمکن ہوے اسمار بقید تاریخ ولادت و جلوس و وفات و عمر و مدفن و سبب علیحدگی وغیرہ ذیل مین ہدیہ ناظرین ہین۔

نقشہ اول نامہاے خلفاء دمشق خلفاء بنی امیہ۔

نشان سلسلہ	نام ہاے شاہان	تاریخ ولادت	مدت عمر	سنہ جلوس	مدت سلطنت	سنہ وفات	سبب مرگ	جاے دفن	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	امیر معاویہ بن سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد المناف		۷۸ سال ۹ ماہ ۱ یوم	۲۵ ربیع الثانی سنہ ۴۱ ہجری	۱۹ سال ۴ ماہ	رجب سنہ ۶۰ھ	مرض الموت	دمشق مابین باب جابیہ و باب صغیر	صحابہ رسول اللہ صلعم ہیں۔
۲	یزید بن معاویہ	سنہ ۲۵ یا سنہ ۲۶	۳۷ سال	رجب سنہ ۶۰	۳ سال ۱۲ یوم	۱۴ ربیع الاول سنہ ۶۴ھ	عارضہ ذات الجنب	دمشق مقبرہ باب صغیر	بہت بڑا ظالم تہا اسکے عہد ضلالت عہد میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہادت پائی
۳	معاویہ بن یزید		۲۱ سال	ربیع الاول سنہ ۶۴ھ	۳ ماہ ۲۲ یوم	سنہ ۶۴ھ	مرض الموت	ایضاً بیرون باب جابیہ	مدت سلطنت میں اختلاف ہی کوئی ۴ مہینے کوئی ۴۰ روز کہتے ہیں بڑا نیک بخت تہا
۴	مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف		۶۳ سال	رجب سنہ ۶۴ھ	۹ ماہ ۲۹ یوم	سنہ ۶۵ھ	طاعون	ایضاً	بہت بڑا ظالم و ستمگر تہا چنانچہ اسکے عہد ضلالت عہد میں خانہ کعبہ پر چڑہائی ہوئی اور عبد اللہ بن زبیر صحابہ نے شہادت پائی۔
۵	عبد الملک بن مروان	رمضان سنہ ۲۶ھ	۶۱ سال	رمضان سنہ ۶۵ھ	۲۱ سال ۱۴ یوم	شوال سنہ ۸۶ھ	·	ایضاً	اسکے عہد میں عموریہ شہر تصفوریہ سماوہ کبری نہر سیحیہ اور پوشن کے شہر وغیرہ بلاد روم فتح ہوئی اور آٹہوں بادشاہ روم مطیع ہوئے
۶	ابو العباس ولید بن عبد الملک	سنہ ۴۶ تا ۴۹ھ	۴۹ برس	شوال سنہ ۸۶ھ	۹ سال ۸ ماہ ۱۵ یوم	۱۵ جمادی الثانی سنہ ۹۶ھ	مرض الموت	ایضاً باب صغیر	ہندوستان کے اکثر شہر اور اندلس قسطنطنیہ کے ممالک مفتوح ہوئے مسجد جامع اور مسجد نبوی کو وسعت دی مگر حجاج بن یوسف امیر ظالم تہا جسنے حضرت سعید بن جبیر کو شہید کیا

۷	ابوایوب سلیمان بن عبدالملک بن مروان	سنہ ۵۴ھ	۴۵ برس	سنہ ۹۶	۲ سال ۷ ماہ ۵ یوم	۱۰ صفر سنہ ۹۹ھ جمعہ	مرض ذات الجنب		یہ نہایت متقی ہوئے کل قیدیوں کو چھوڑ دیا علی العموم لوگوں کے ساتھ سلوک کیا۔ ممالک مازندران و جرجان طبرستان خراسان وغیرہ مفتوح ہوئے۔
۸	عمر بن عبدالعزیز بن مروان الاموی	سنہ ۶۱ یا ۶۳	۳۹ سال ۶ ماہ	سنہ ۹۹ھ	۲ برس ۵ ماہ	رجب سنہ ۱۰۱ھ	زہر دیا گیا	دیر بغیرہ	بڑے ہی عادل اور عابد و زاہد و متقی تھے۔
۹	یزید بن عبدالملک	سنہ ۷۱ھ	۴۰ سال	سنہ ۱۰۱ھ	۴ سال ۱ ماہ ۵ یوم	۲۵ شعبان سنہ ۱۰۵ھ	عارضہ سل	اذرعات متعلقات بیت المقدس	بعد عمر بن عبدالعزیز کے صرف چالیس روز سیرت عمر بن عبدالعزیز کی اتباع کی پھر امراے جابرہ میں داخل ہوگیا
۱۰	ہشام بن عبدالملک	سنہ ۷۲ھ	۵۴ سال	۲۵ شعبان سنہ ۱۰۵ھ	۱۹ سال ۹ ماہ ۵ یوم	ربیع الثانی سنہ ۱۲۵ھ	موت طبعی	رصافہ جو جزیرات کے کنارہ پر ہے	مشرق میں ترکوں اور مغول کو شکست دی اور مغرب میں فرنگستان و عیسائیوں کو دی اور حضرت زید بن زین العابدین نے اسکے عہد میں شہادت پائی
۱۱	ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان	سنہ ۹۰ھ	۳۶ سال	ربیع الثانی سنہ ۱۲۵ھ	ایک سال ۳ ماہ	جمادی الثانی سنہ ۱۲۶ھ	[illegible] قتل کیا گیا	بیرون باب الفرادیس	یہ شخص دائم الخمر تھا اسکے عہد میں اہل عرب میں باہم نفاق پیدا ہوگیا اور یحییٰ بن زید بن زین العابدین نے شہادت پائی
۱۲	یزید بن ولید بن عبدالملک	سنہ	۴۶ سال	جمادی الثانی سنہ ۱۲۶ھ	۶ ماہ	۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۲۶ھ	مرض موت طاعون	۰	اسکے وقت میں بے انتظامی کی حد و انتہا ہوگئی بالآخر بنی امیہ باہم لڑ پڑے سلطنت کو زوال آیا۔
۱۳	ابراہیم بن ولید بن عبدالملک	سنہ	۰	۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۲۶ھ	۰	۰	۰	۰	اسکو استقلال نصیب نہوا دو مہینے میں مروان بن محمد نے خروج کیا اور ابراہیم دار الخلافت سے بھاگ گئے۔
۱۴	مروان بن محمد بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس	سنہ ۷۲ھ	۶۹ سال	سنہ ۱۲۷ھ	۵ برس ۱۰ ماہ ۷ یوم	ذی الحجہ سنہ ۱۳۲ھ	جنگ میں مقتول ہوا	موضع بوصیر متعلقات مصر علیا	یہ خاتم خلفاء بنی امیہ ہی تھا اسکا لقب حمار تھا بہادر تھا مگر ہر طرف سے بغاوت شروع ہوگئی بالآخر سفاح عباسی نے اسکی سلطنت لے لی۔

نقشہ دوم نامہا خلفاء اسپین

اسپین مین اہل اسلام کے چار عہد ہوے عہد اول ۷۱۱ و ۷۱۳ طارق سے شروع ہوا جو پنجم رجب سنہ ۹۲ھ مطابق ۲۳ - اپریل سنہ ۷۱۱ء سے نہایت سنہ ۷۵۶ء رہا۔ اس عہد مین (۲۱) امیر بمنظوری والیان افریقہ و مصر ہوے اور انکو استحکام خلیفہ کی منظوری سے ہوتا تہا عہد دوم ڈسمبر سنہ ۷۵۶ء سے سنہ ۱۰۳۶ء تک رہا بموجب کتاب سیکلو پیڈیا۔ جس مین حسب ذیل خلیفہ یکی بعد دیگرے جانشین ہوا کئے ہین۔

۱	عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک	·	·	ربیع الثانی سنہ ۱۳۸ھ	۳۳ سال ۱ ماہ	غرہ جمادی الثانی سنہ ۱۷۲ھ	بمرض الموت	·	یہہ بڑا عمدہ او رمنتظم تہا اسنے بڑی جامع مسجد بنوائی اور شہر قرطبہ آباد ہوگیا علوم و فنون کی ترقی دی۔
۲	ہشام بن عبدالرحمن ملقب بہ راضی	·	·	سنہ ۱۷۲ھ	۷ برس ۱ ماہ	ماہ صفر سنہ ۱۸۰ھ	"	·	اسنے ڈیوک ولیم کو شکست دی اور شاہ فرانس کا مال غنیمت مین لایا۔
۳	حکم بن ہشام بن عبدالرحمن کنیت ابو العاص	·	·	سنہ ۱۸۰ھ	۲۶ برس ۱ ماہ ۱۰ یوم	سنہ ۲۰۶ھ	"	·	یہہ بڑا سخت مزاج تہا اور رعایا تمام ناراض تھی۔
۴	عبدالرحمن بن حکم بن ہشام	·	·	سنہ ۲۰۶ھ	۳۳ سال کچہ اوپر	سنہ ۲۳۹ھ	"	·	یہہ عمدہ انتظام کیا لباس طیطلہ کو کیا دار الضرب جاری کیا علوم و فنون کو ترقی دی فلسفہ کا رواج ہوا
۵	محمد عبدالرحمن دوم بن حکم	·	·	سنہ ۲۳۹ھ	۳۴ سال ۱۱ ماہ	سنہ ۲۷۳ھ	"	·	اسکے وقت اکثر ممالک غیر منتظم ہوگئے اور بسبب غدر و فساد اندرونی رعایا رعایا کی عیسائیونکو موقع ملا انہونے خوب ہاتہہ پاؤن پھیلائے۔
۶	منذر بن محمد بن عبدالرحمن ثانی	·	·	سنہ ۲۷۳ھ	ایک سال ۱۱ ماہ ۱۳ روز	ماہ صفر سنہ ۲۷۵ھ	قتل کیا گیا	·	انتظام سلطنت نہ ہوسکا۔

۷	عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن دوم	.	.	سنہ ۲۷۹	۲۵ سال ۱۵ روز	سنہ ۳۰۰	مرض الموت	.	بڑا عالم اور بہادر و جوانمرد تھا۔
۸	عبدالرحمن سوم بن محمد بن عبداللہ بن محمد	.	.	سنہ ۳۰۰	۵۰ برس	سنہ ۳۵۰	″	.	یہ بڑا بیدار مغز اور صاحب عدالت و رعایا پرور تھا اور ملک کو وسعت دی اور آباد کیا۔
۹	حکم دوم بن عبدالرحمن سوم	.	.	سنہ ۳۵۰ آخر	۱۵ برس کچھ اوپر	سنہ ۳۶۶	″	″	ترقی علوم و فنون کی گئی اور مدرسہ بنوایا اور ایک بڑا کتب خانہ رکھا تھا۔
۱۰	ہشام دوم بن حکم دوم بن عبدالرحمن سوم۔	.	۴۴ سال	سنہ ۳۶۶	۳۳ سال	سنہ ۴۰۰ھ	″	.	
۱۱	محمد دوم بن ہشام بن عبدالجبار بن عبدالرحمن سوم	.	.	سنہ ۳۹۹	۱ سال	سنہ ۴۰۰	قتل کیا گیا	.	
۱۲	سلیمان بن حکم دوم بن عبدالرحمن سوم	.	.	سنہ ۴۰۰	۶ سال	سنہ ۴۰۶	جنگ میں مارا گیا	.	
۱۳	عبدالرحمن چہارم ملقب بہ مرتضیٰ				ان چاروں خلفا کا سے مجموعی ۲۰ سال [illegible]				
۱۴	عبدالرحمن پنجم								
۱۵	محمد سوم								
۱۶	ہشام سوم								

عہد سوم جو سنہ ۴۰۳ھ سے سنہ ۴۳۸ھ تک تھا جس میں طوائف الملوکی تھی اس عہد میں سلطنت مرابطین بھی داخل ہے

چوتھا عہد - صرف سلطنت غرناطہ سے متعلق ہے اور یہ سلطنت ۱۲۳۵ء سے ۱۴۹۲ء تک قایم رہی اور (۱۹) بادشاہ اس سلطنت مین ہوے ۱۴۹۲ء مین تمام اندلس مین عیسائی بادشاہت ہوگئی -

نقشہ سوم متعلق خلفاء بغداد دار السلطنت بنی عباس

نشان سلسلہ		تاریخ ولادت	مدت عمر و سنہ جلوس		مدت سلطنت تاریخ وفات		سبب مرگ	جائے دفن	
			مدت عمر	سنہ جلوس	مدت سلطنت	سنہ وفات			
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	عبداللہ السفاح بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس	سنہ ۱۰۸ھ	۲۸ سال	۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۲ھ	۴ سال ۹ ماہ	۱۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۶ھ	بمرض چیچک	انبار	
۲	ابو جعفر عبداللہ منصور منصور دوانقی بن محمد بن علی -	سنہ ۹۵ھ	۶۳ سال	شروع ذی الحجہ سنہ ۱۳۶ھ	۲۱ سال ۱۱ ماہ ۶ یوم	۶ ذی الحجہ سنہ ۱۵۸ھ	بعارضہ اسہال	بیر میمون نزد مکہ معظمہ	یہہ بڑا دور اندیش اور عالم تہا سلطنت کا عمدہ انتظام کیا شہر بغداد اسکا یادگار ہے -
۳	ابو عبداللہ محمد المہدی بن منصور	سنہ ۱۲۶ھ	۴۳ سال	سنہ ۱۵۸ھ	۱۰ سال ۱ ماہ ۲۲ یوم	۲۲ محرم سنہ ۱۶۹ھ			یہہ بڑا منیجر تھا -
۴	ابو محمد موسی الہادی بن مہدی	سنہ ۱۴۷ھ	۲۵ سال ۳ ماہ	محرم سنہ ۱۶۹ھ	۱ سال ۳ ماہ ۲۲ یوم	۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۷۰ھ	زہر کھلایا گیا -	.	اسنے ملحدین و زنادقہ کو نیست و نابود کر دیا یہہ اول خلیفہ ہے جسکے ہمراہ ننگی تلواریں اور کمانیں چلون پر پڑی رہتی
۵	ہارون رشید بن مہدی -	رجب سنہ ۱۴۸ھ	۴۷ سال ۵ ماہ	۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۷۰ھ	۲۳ سال ۲ ماہ ۱۸ یوم	۳ جمادی الثانی سنہ ۱۹۳ھ	بمرض بیماری	طوس	یہہ عابد اور رقیق القلب غازی جوان دل تھا -

٦	محمد امین بن ہارون رشید	۔	۲۳ سال	سنہ ۱۹۳ھ	۴ سال ۸ ماہ ۴ یوم	شب یکشنبہ محرم سنہ ۱۹۸ھ	قتل کیے گئے	بستان موسیٰ متصل بغداد	حکمرانی میں بدتدبیر شخص تھا مگر بہادر اور دلاور تھا ایک شیر کو مکہ مارے جنگل میں مارا
۷	مامون بن ہارون رشید	شب جمعہ ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۷۰ھ	۲۸ سال	محرم سنہ ۱۹۸ھ	۲۰ سال ۵ ماہ ۱۳ یوم	پنجشنبہ ۱۸ رجب سنہ ۲۱۸ھ	قضا	طرسوس	
۸	ابو اسحاق محمد معتصم بن ہارون رشید	شعبان سنہ ۱۸۰ھ	۳۸ سال	سنہ ۲۱۸ھ	۸ سال ۸ ماہ ۲ یوم	۱۸ ربیع الاول سنہ ۲۲۷ھ	"	سر من رأی	
۹	ابو جعفر ہارون الواثق باللہ بن معتصم	۲۰ شعبان سنہ ۱۹۶ھ	۳۲ سال	۱۹ ربیع الاول سنہ ۲۲۷ھ	۵ سال ۹ ماہ ۹ یوم	چہارشنبہ ۲۴ ذی الحجہ سنہ ۲۳۲ھ	۔	"	
۱۰	ابو الفضل جعفر المتوکل بن معتصم	شوال سنہ ۲۰۶ھ	۲۶ سال	۲۴ ذی الحجہ سنہ ۲۳۲ھ	۱۴ سال ۹ ماہ ۹ یوم	۴ شوال سنہ ۲۴۷ھ	قتل ہوئے	۔	
۱۱	ابو جعفر المنتصر باللہ بن متوکل	۔	۲۵ سال	چہارشنبہ ۴ شوال سنہ ۲۴۷ھ	۶ ماہ ۲ یوم	۵ ربیع الثانی سنہ ۲۴۸ھ	قضا	۔	
۱۲	ابو العباس احمد المستعین باللہ بن معتصم	سنہ ۲۲۱ھ	۲۷ سال	۶ ربیع الثانی سنہ ۲۴۸ھ	۳ سال ۹ یوم	۳ شوال سنہ ۲۵۲ھ	قتل ہوئے	۔	
۱۳	ابو عبد اللہ محمد المعتز باللہ بن متوکل	سنہ ۲۳۲ھ	۲۰ سال	سنہ ۲۵۲ھ	۴ سال ۶ ماہ ۱۵ یوم	شعبان سنہ ۲۵۵ھ	"	دجلہ	
۱۴	ابو اسحاق محمد المہتدی باللہ بن واثق باللہ	سنہ ۲۱۹ھ	۔	۲۷ رجب سنہ ۲۵۵ھ	۱۱ ماہ ۱۵ یوم	رجب سنہ ۲۵۶ھ	"	سر من رأی	
۱۵	ابو العباس احمد المعتمد علی اللہ بن متوکل	سنہ ۲۲۹ھ	۲۵ سال	۱۶ رجب سنہ ۲۵۶ھ	۲۳ سال ۶ یوم	۱۹ رجب سنہ ۲۷۹ھ	مرگ مفاجات	بغداد	

	Name	Birth	Age	Accession	Reign	Death	Cause	Burial		
١٦	ابو العباس احمد المعتضد باللہ بن طلحہ موفق بن متوکل نمبر ١٠	ذیقعدہ سنہ ٢٤٢ھ	۴٧ سال	رجب سنہ ٢٧٩ھ	٩ سال ٩ ماہ ٢ یوم	٢٢ ربیع الاول سنہ ٢٨٩ھ	قضا	.		
١٧	ابی محمد علی المکتفی باللہ بن معتضد نمبر ١٦	یکم ربیع الاول سنہ ٢٦۴ھ	٣٢ سال ۶ ماہ	١٩ ربیع الثانی سنہ ٢٨٩ھ	۶ سال ٧ ماہ ٢٠ یوم	١٣ ذیقعدہ سنہ ٢٩۵ھ	قضا	.		
١٨	ابو الفضل جعفر المقتدر باللہ بن معتضد نمبر ١٦	رمضان سنہ ٢٨٢ھ	٣٨ سال ۵ ماہ	ذیقعدہ سنہ ٢٩۵ھ	٢۴ سال ١١ ماہ	٢٧ شوال سنہ ٣٢٠ھ	جنگ میں قتل ہوا	بغداد		
١٩	ابو المنصور محمد القاہر باللہ بن معتضد نمبر ١٦	.	۵٣ سال	٢٩ شوال سنہ ٣٢٠ھ	١ سال ۶ ماہ ٧ یوم	۶ جمادی الاول سنہ ٣٢٢ھ	.	.		
٢٠	ابو العباس الراضی باللہ بن مقتدر نمبر ١٨	سنہ ٢٩٧ھ	٣٢ سال [illegible] یوم	۶ جمادی الاول سنہ ٣٢٢ھ	۶ سال ١٠ یوم	١۶ ربیع الاول سنہ ٣٢٩ھ	مرض الموت	بغداد		
٢١	ابو اسحاق ابراہیم المتقی للہ بن مقتدر نمبر ١٨	سنہ ٢٩۵ھ	۶٠ سال	٢٠ ربیع الاول سنہ ٣٢٩ھ	٣ سال ١١ یوم	٣٠ صفر سنہ ٣٣٣ھ خلع ہوگیا	.	.		
٢٢	ابو القاسم الفضل المطیع للہ بن مقتدر	سنہ ٢٩٢ھ	۵٠ سال چند ماہ	٣٠ صفر سنہ ٣٣٣ھ	١ سال ۴ ماہ	١٢ جمادی الثانی سنہ ٣٣٨ھ قید میں	.	.		
٢٣	ابو القاسم الفضل المطیع للہ بن مقتدر	سنہ ٣٠١ھ	۶٣ سال	٢٢ جمادی الثانی سنہ ٣٣۴ھ	٢٩ سال ۴ ماہ ١۵ یوم	سنہ ٣۶٣ھ ترک سلطنت	.	.		
٢۴	ابو عبد الکریم الطائع للہ بن نمبر ٢٣	.	.	٢٣ ذی قعدہ سنہ ٣۶٣ھ	١٧ سال ٩ ماہ ۶ یوم	سنہ ٣٨١ھ	.	.		
٢۵	ابو العباس احمد القادر باللہ بن اسحاق بن مقتدر	سنہ ٣٣۶ھ	٨۶ سال	١٢ شعبان سنہ ٣٨١ھ	۴١ سال ٣ ماہ	١١ ذی الحجہ سنہ ۴٢١ھ	قضا	.		

۲۶	ابوجعفر عبداللہ الملقب بہ القائم بامر اللہ پسر ۲۵	سنہ ۳۹۱ھ	۴۲ سال ۳ ماہ	۱۱ ذی الحجہ سنہ ۴۲۲ھ	۴۴ سال ۸ ماہ	۱۲ شعبان سنہ ۴۶۷ھ	قضا	.	
۲۷	ابوالقاسم عبداللہ المقتدی بامر اللہ بن محمد قائم بامر اللہ پسر ۲۶	سنہ ۴۴۸ھ	۱۹ سال	۱۳ شعبان سنہ ۴۶۷ھ	۲۰ سال ۴ ماہ	شنبہ محرم سنہ ۴۸۷ھ	مرگ مفاجات	بغداد	
۲۸	ابوالعباس احمد المستظہر باللہ بن پسر ۲۷	۲۰ شوال سنہ ۴۷۰ھ	۱۶ سال ۶ ماہ ۶ یوم	سہ شنبہ محرم سنہ ۴۸۷ھ	۲۵ سال	۲۳ ربیع الاول سنہ ۵۱۲ھ	قضا	.	
۲۹	ابو المنصور الفضل المسترشد باللہ بن پسر ۲۸	چہار شنبہ ۴ ربیع الاول سنہ ۴۸۶ھ	۲۶ سال	۲۳ ربیع الاول سنہ ۵۱۲ھ	۱۷ سال ۶ ماہ	۱۶ ذی قعدہ سنہ ۵۲۹ھ	قتل کیا گیا	.	
۳۰	ابوجعفر راشد باللہ بن پسر ۲۹	سنہ ۵۰۲ھ	۲۸ سال	ذی قعدہ سنہ ۵۲۹ھ	۱ سال	۱۶ ذی قعدہ سنہ ۵۳۰ھ	؍؍	بیرون اصفہان	
۳۱	ابو عبداللہ محمد المقتفی بامر اللہ بن پسر ۲۸	سنہ ۴۸۹ھ	۴۶ سال	۱۸ ذی قعدہ سنہ ۵۳۰ھ	۲۴ سال ۳ ماہ ۱۶ یوم	۲ صفر سنہ ۵۵۵ھ	.	بغداد	
۳۲	ابوالمظفر یوسف المستنجد باللہ بن پسر ۳۱	سنہ ۵۱۸ھ	۳۷ سال چند ماہ	۲ ربیع الاول سنہ ۵۵۵ھ	۱۱ سال ۱ ماہ	۹ ربیع الاول سنہ ۵۶۶ھ	قضا	.	
۳۳	ابو محمد الحسن المستضئ بامر اللہ بن پسر ۳۲	سنہ ۵۳۶ھ	۳۰ سال چند ماہ	۹ ربیع الاول سنہ ۵۶۶ھ	۹ سال ۸ ماہ	۳۰ شوال سنہ ۵۷۵ھ	؍؍	.	
۳۴	ابو العباس احمد الناصر لدین اللہ بن پسر ۳۳	۱۰ رجب سنہ ۵۵۳ھ	۲۲ سال	غرہ ذی قعدہ سنہ ۵۷۵ھ	۴۶ سال ۱۱ ماہ ۲۱ یوم	۳۰ رمضان سنہ ۶۲۲ھ	؍؍	.	

۳۵	ابو النصر محمد الظاہر بامر اللہ بن نمبر ۳۴	سنہ ۵۷۱ھ	۵۲ سال کچھ کم	۳۰ رمضان سنہ ۶۲۲ھ	۹ ماہ ۱۴ یوم	۱۳ رجب سنہ ۶۲۳ھ	قضا	•	
۳۶	ابو جعفر منصور المستنصر باللہ بن نمبر ۳۵	صفر سنہ ۵۸۸ھ	۵۱ سال ۲ ماہ چند یوم	۱۳ رجب سنہ ۶۲۳ھ	۱۶ سال ۱۱ ماہ ۷ یوم	۱۰ جمادی الثانی سنہ ۶۴۰ھ	•	•	
۳۷	ابو احمد عبد اللہ المستعصم باللہ بن نمبر ۳۶	سنہ ۶۰۹ھ	۴۷ سال چند ماہ	۱۱ جمادی الثانی سنہ ۶۴۰ھ	۱۶ سال	سنہ ۶۵۶ھ	•	•	از دست ہلاکو قتل ہوا باسازش علقمی وزیر شیعہ مذہب براہ تعصب بیجا تحریک خلیفہ سے

نقشہ چہارم متعلقہ خلفاء مصر وغیرہ جو برائے نام خلیفہ رہے جنکو سلطنت سے کچھ سروکار نتھا صرف ترکان والیان مصر و شام وغیرہ کیطرف سے خلیفہ گنے گئے تھے۔

۱	ابو القاسم احمد ملقب بہ المستنصر باللہ بن نمبر ۳۵ من خلفاء عباسیہ	•	•	۱۳ رجب سنہ ۶۵۹ھ	۳ سال ۵ ماہ ۲ یوم	۳ محرم سنہ ۶۶۰ھ	جنگ میں مفقود الخبر	•	
۲	ابو العباس احمد الحاکم بامر اللہ بن محمد بن حسن بن علی بن ابی بکر بن رشد	•	•	سنہ ۶۶۰ھ	۳۹ سال کچھ ماہ	شب جمعہ ۱۸ جمادی الاول سنہ ۷۰۱ھ	•	•	
۳	ابو الربیع سلیمان المستکفی باللہ بن نمبر ۲	۱۵ محرم سنہ ۶۸۴ھ	۵۶ سال ۶ ماہ چند یوم	۱۹ جمادی الاول سنہ ۷۰۱ھ	۳۹ سال دو ماہ چند یوم	شعبان سنہ ۷۴۰ھ	•	•	

۴	ابراہیم بن محمد بن نمبر ۲	.	.	شعبان سنہ ۷۴۲ھ	۱ سال ۴ ماہ	۴ ذی حجہ سنہ ۷۴۳ھ	معزول ہوئے	.	
۵	احمد حاکم بامر اللہ بن نمبر ۳	.	.	یکم محرم سنہ ۷۴۲ھ	۱۲ سال چند ماہ	سنہ ۷۵۴ھ	قضا کر	.	
۶	ابو بکر المعتضد باللہ بن نمبر ۳	.	.	سنہ ۷۵۴ھ	۹ سال	جمادی الاول سنہ ۷۶۳ھ	″	.	
۷	ابو عبد اللہ محمد المتوکل علی اللہ بن نمبر ۶	.	.	سنہ ۷۶۳ھ	۴۵ سال	شب شنبہ ۱۹ رجب سنہ ۸۰۸ھ	″	.	
۸	ابو الفضل العباس المستعین باللہ بن نمبر ۷	.	.	چہار شنبہ ۲ رجب سنہ ۸۰۸ھ	۱ سال چند ماہ	سنہ ۸۱۰ھ	خلع ہوئے	.	
۹	ابو الفتح داؤد المعتضد باللہ بن نمبر ۷	.	.	سنہ ۸۱۰ھ	قریب ۳۵ سال	۴ ربیع الاول سنہ ۸۴۵ھ	قضا کر گئے	.	
۱۰	ابو الربیع سلیمان المستکفی باللہ بن نمبر ۷	.	۶۳ سال	۴ ربیع الاول سنہ ۸۴۵ھ	۹ سال ۱۰ ماہ	جمعہ ۲ محرم سنہ ۸۵۵ھ	″	.	
۱۱	ابو البقا حمزہ القائم بامر اللہ بن نمبر ۷	.	.	۳ محرم سنہ ۸۵۵ھ	۴ سال چند ماہ	سنہ ۸۵۹ھ	″	.	
۱۲	ابو المحاسن یوسف المستنجد باللہ بن نمبر ۷	.	.	سنہ ۸۵۹ھ	قریب ۲۵ سال	شنبہ ۴ محرم سنہ ۸۸۴ھ	فالج گر گئے	جوار مشہد	

۱۴	ابو العز عبد العزیز المتوکل علی الله بن یعقوب بن متوکل نمبر ۷	سنہ ۸۸۴ھ	۰	۵ محرم سنہ ۸۸۴ھ	۳۹ سال ۲۵ یوم	چہارشنبہ ۲۰ محرم سنہ ۹۲۳ھ	۰	۰	

تذکرہ ابتدائے سلاطین عثمانیہ ترکیہ جنہون نے سنہ ۶۹۹ ہجری سے ہندو ترکستان وغیرہ مین سلطنت اسلام قایم کیا ہے۔

مخفی نرہے کہ سلیمان شاہ ابن قیا الپ بلدہ ماہان مین جو قریب بلخ کے واقع ہے بادشاہ تھا جب چنگیز خان ہند اور بلخ کو جلا کر خاک سیاہ کر کے سلطان علاء الدین خوارزم شاہ کو وہان سے نکال دیا وہان کے چھوٹے چھوٹے سلاطین و حکام مین پراگندگی و تفرقہ پڑگیا اوسوقت سلیمان شاہ خاندان ترکمان کے پچاس ہزار آدمیون کو ہمراہ لیکر بلدہ ماہان سے ارض روم مین آئے اور وہان سے حلب ہوتے ہوئے دریائے فرات سے عبور کا ارادہ کیا اور کل ہمراہیون نے دفعتاً گھوڑے دریا مین ڈالدئے تاکہ پیر کے پار ہو جائین ولیکن باتفاق تقدیر سلیمان شاہ اپنے گھوڑے سمیت اوس مین غرق ہو گیا اور بڑی تلاش سے انکا لاشہ دریا سے نکالا گیا اور قلعہ جبر کے سامنے دفن کیا گیا اور جسقدر ترکمان اونکے ہمراہ تھے وہ چارون طرف منتشر ہو گئے اور جسکو جہان موقع ملا سکونت و بود و باش اختیار کر لی چنانچہ اون سب کی اولاد ابتک اون اطراف مین موجود ہے۔

سلیمان شاہ کے چار بیٹے تھے سنقر و داور لیقدار تو بلاد عجم کو لوٹ گئے مگر ارطغرل اور ڈونڈا بلاد روم مین آئے اور سلطان علاء الدین سلجوقی سے

ملاقات ہوئی جو بلاد قرمان کے بادشاہ تھے اور شہر قونیہ کو اونہون نے اپنا دار السلطنت
قرار دیا تھا سلطان نے انکی بے نہایت تعظیم اور توقیر کی اور یہ دونون بہائی قرہ حصار
و بکیجل کے درمیان اقامت گزین ہوئے چونکہ سرد دلاور اور سپاہ منش و بہادر
تھے خصوصاً جنگ وجدال مین ارطغرل نے ۶۸۰ھ ہجری مین وفات پائی اور انکے
فرزند عثمان جو ۶۵۶ھ ہجری مین پیدا ہوئے تھے شاہ علاء الدین سلجوقی کے یہان
بسبب سرداری لشکر پر مامور ہوئے اور رفتہ رفتہ سلطنت کے جزئی وکلی امورات
کا اختیار بھی انکے سپرد ہو گیا اور وہ اپنے آقا و ولی نعمت کے ہمراہ بہت بڑے
معرکون مین ثابت قدم اور مستقل رہے اور اپنی شجاعت و وفاداری و قابلیت سے
روز بروز سلطان کے منظور نظر ہوتے گئے اور عثمان غازی کے خطاب سے مخاطب ہوئے
۶۹۹ھ مین علاء الدین سلجوقی نے تاتاریون سے شکست کہائی اور اوسی زمانہ مین
وہ راہی آخرت ہوئے چونکہ سلطان کا کوئی ولیعہد نتھا اور کل رعایا و سپاہ
عثمان غازی سے نہایت رضامند تھے سب نے بالاتفاق انکو تخت نشین کیا اور سلطان
علاء الدین کی دختر سے بہی انکے ساتھ شادی ہو گئی۔ چنانچہ اب تک تباد سلطنت
عثمانیہ بفضل اللہ قسطنطنیہ مین قایم اور ملجا و ماوا ہے اور مرجع دین اسلام
ہے۔ جنکے اسماء درج نقشہ ذیل ہین۔

نقشہ پنجم متعلقہ سلاطین عثمانیہ قسطنطنیہ

۱	عثمان بن ارطغرل ابن سلیمان ابن قیا الب	۶۵۶ھ	۶۹ سال	۶۹۹ ہجری	۲۶ سال	۱۰ رمضان ۷۲۶ھ	نقرس	بمقام برصہ	یہ بادشاہ بڑا دیندار خداترس تھا۔

۲	اورخان بن نمبر (۱)	۶۸۰ھ	۸۱ سال	۷۲۶ھ	۳۵ سال	۷۶۱ھ	قضا کی	قلعہ برسیہ .	یہہ بادشاہ نہایت شجاع و سخی علوا... تھا مدارس و مساجد بنوائیں فرنگیوں سے لڑ کے اکثر مشہور فتح کئے۔
۳	سلطان مراد خان بن نمبر (۲)	۷۲۶ھ	۶۳ سال	۷۶۱ھ	۳۰ سال	۷۹۱ھ	میدان جنگ میں ایک زخمی کے ہاتھ سے مارا گیا	قلعہ برسیہ	یہہ بادشاہ عقیل و اولوالعزم متقی صوفی مشرب درویش سیرت تھا اول ینگ چری بھرتی کی
۴	یلدرم بایزید بن نمبر (۳)	۷۶۱ھ	تقریباً ۴۴ سال	۷۹۱ھ	۱۳ سال	۱۴ شعبان ۸۰۴ھ	.	.	یہہ بادشاہ سپاہ دوست و رعایا پرور تھا اسکے وقت امیر تیمور نے چڑائی کی تھی۔
۵	محمد خان بن نمبر (۴)	.		۸۱۶ھ	۸ سال	۸۲۴ھ	اسہال دموی		اسنے جہازات جنگی و توپخانہ ایجاد کیا اور مساجد بنوائیں مرد سخی و عادل تھا۔
۶	مراد خان ثانی نمبر (۵)	باختلاف روایت ۸۰۶ھ	۵۱ سال	۸۲۴ھ	۳۱ سال	۸۵۵ھ	قضا	برسیہ	یہہ بادشاہ بڑا جوانمرد زورآور تھا شاہ بلغاریہ کو تیر سے مارا اناتولیہ ختم روم کو منسوب کیا۔
۷	محمد خان ثانی بن نمبر (۶)	۸۳۴ھ	۵۲ سال	۸۵۵ھ	۳۱ سال	جمادی الاول ۸۸۶ھ	.	بلدہ استنبول گنبد	قسطنطنیہ اور قلعہ بلغراد و شہر یونان و ملک سربیہ کو غرض بارہ سلاطین پر چڑہائی کی اور کامیاب ہوا۔
۸	بایزید ثانی بن نمبر (۷)	۸۵۲ھ	۶۶ سال	۸۸۶ھ	۳۲ سال	۹۱۸ھ	بعارضہ نقرس	.	یہہ بادشاہ دیندار عابد اور بہتر انداز تھا شعر و سخن کا بھی مذاق تہا بہت سے عیسائیوں کے ملک فتح کیا۔

۹	سلیم خان اول بن نمبر ۸	سنہ ۸۷۲ھ	۴۶ سال	سنہ ۹۱۸ھ	۹ سال	۸ شوال	.	.	اس نے حلب دمشق و دمشق وشام و مصر کو فتح کیا اسمعیل بادشاہ ایران کو شکست دی اور بڑا صاحب غصہ تھا۔
۱۰	سلیمان خان بن نمبر ۹	سنہ ۹۰۰ھ	۲۶ سال	سنہ ۹۲۶ھ	۴۸ سال	سنہ ۹۷۴ھ	بمقام سگتوار	قسطنطنیہ	یہہ بڑا عالی ہمت عادل تھا چودہ قلعہ فتح کیا بغداد پر قبضہ کیا امام ابوحنیفہ کے مقبرہ کی تعمیر کرائی
۱۱	سلیم خان ثانی بن نمبر ۱۰	ذیقعدہ سنہ ۹۳۰ھ	۴۲ سال ۸ ماہ	سنہ ۹۷۴ھ	۸ سال	۲۷ شعبان سنہ ۹۸۲ھ	بیگی سرائے	مسجد ایا صوفیہ	یہہ بادشاہ انتظام مملکت سے غافل تھا مگر اسکا وزیر محمد سقلی بڑا نیک تدبیر تھا ملک مین فتور نہوا
۱۲	مراد خان ثالث بن نمبر ۱۱	.	.	سنہ ۹۸۲ھ	۲۱ سال	۶ جمادی الاول سنہ ۱۰۰۳ھ	.	.	مرد نیک تھا گرجستان کو فتح کیا اور چار سو عیسائیون کو قید مخلصی دی اسکے محل مین پانسو لونڈیان تھین۔
۱۳	سلطان محمد خان ثالث بن نمبر ۱۲	سنہ ۹۷۴ھ	۲۹ سال	سنہ ۱۰۰۳ھ	۹ سال	سنہ ۱۰۱۲ھ	.	.	اس بادشاہ نے شرنجانہ اجڑوا دی۔ اور شاہ عباس کو شکست دی۔
۱۴	سلطان احمد خان اول بن نمبر ۱۳	۱۲ شعبان سنہ ۱۰۰۱ھ	۱۴ سال	سنہ ۱۰۱۲ھ	۱۴ سال	سنہ ۱۰۲۶ھ			یہہ بادشاہ جوان طبیعت تھا اس نے کوکب دری روضہ مبارک پر چڑھوایا تمباکو اسکے وقت مین رواج ہوا

۱۵	مصطفیٰ خان اول بن نمبر ۱۳	.	.	سنہ ۱۰۲۶ھ	۲ سال	[illegible]	.	.	اسکو سلطنت کا حوصلہ نہ تھا امرا و دولت نے قید کردیا۔
۱۶	عثمان خان ثانی بن نمبر ۱۴	.	.	سنہ ۱۰۲۷ھ	۴ سال	سنہ ۱۰۳۱ھ	ینی چری نے [illegible]	.	اسکی طبیعت عورتون کے طرف مائل تھی آخرش فوج بدلگئی اور اسکو قتل کرڈالا۔
۱۷	سلطان مراد خان چہارم بن نمبر ۱۴	سنہ ۱۰۱۲ھ	[illegible] سال	سنہ ۱۰۳۲ھ	۱۶ سال	۱۶ شوال سنہ ۱۰۴۹ھ	بمرض [illegible]	.	اس بادشاہ نے شاہ عباس صفوی کو شکست دی اسکو گھوڑے کی سواری کا بڑا شوق تھا۔
۱۸	ابراہیم بن نمبر ۱۴	.		سنہ ۱۰۴۹ھ	۹ سال	۱۸ رجب سنہ ۱۰۵۸ھ	امرائے سلطنت نے [illegible]	.	یہ بادشاہ عیش دوست تھا امرائے دولت بگڑگئے آخر قتل ہوگئے۔
۱۹	محمد خان چہارم بن نمبر ۱۸۔	.	.	۱۸ رجب سنہ ۱۰۵۸ھ	۴۱ سال	[illegible] سنہ ۱۰۹۹ھ	.	.	ان کے عہد مین ارکان دولت مین جنگ جدال رہا آخر خود ہی ترک سلطنت کی۔
۲۰	سلیمان ثانی بن نمبر ۱۸	سنہ ۱۰۵۲ھ	۵۰ سال	سنہ ۱۰۹۹ھ	۳ سال ۹ ماہ ۵	۲۶ رمضان [illegible]	بمرض [illegible]	.	انکے عہد مین انتظام سلطنت اچھا تھا اور اسکو تعمیرات کا بھی شوق تھا۔
۲۱	سلطان احمد دوم بن نمبر ۱۹	۲۳ رمضان سنہ ۱۰۵۲ھ	[illegible] ۲۲ سال	سنہ ۱۱۰۲ھ ۲۱	۳ سال ۸ ماہ	۲۱ جمادی الاول سنہ ۱۱۰۶ھ	〃		یہ بادشاہ خوش نویس اور [illegible] تھا سیر و شکار کا بھی شوق تھا۔

۲۲	مصطفےٰ خان ثانی بن نمبر ۱۹	۰	[illegible]	سنہ ۱۱۰۶ھ	۸ سال	[illegible] ۱۱۱۵ [illegible]	۰		۰	اس بادشاہ نے جرمنی وروسی پر فتحیاب رہا اور صلح کرلی اسپر فوج بدل گئی آخر سلطنت سے علیحدہ ہو گئے
۲۳	احمد خان ثالث بن نمبر ۱۹	۰	[illegible] سال [illegible]	[illegible] ربیع سنہ ۱۱۱۵ھ	۲۲ سال	[illegible] سنہ ۱۱۴۳ھ	۰			یہہ بادشاہ ہر قسم کے خطوط لکہتا تہا شعر بہی کہتا تہا فوج مین فساد ہوگیا آخر یہہ تخت سے اتار دیئے گئے ۔
۲۴	محمود خان بن مصطفےٰ خان ثانی نمبر ۲۲	سنہ ۱۱۰۸ھ	۳۵ سال	سنہ ۱۱۴۳ھ	۲۴ سال	سنہ ۱۱۶۸ھ	[illegible]			اس بادشاہ نے نادر کو شکست دی آخر ش صلح ہو گئی ۔
۲۵	عثمان خان ثالث بن نمبر ۲۲	سنہ ۱۱۱۰ھ	۰	سنہ ۱۱۶۸ھ	۳ سال	۱۵ صفر سنہ ۱۱۷۱ھ	[illegible]			یہہ بادشاہ خلوت پسند مرد نیک تہے ۔
۲۶	مصطفےٰ خان ثالث بن نمبر ۲۳	۰	۰	۱۵ صفر سنہ ۱۱۷۱ھ	۱۶ سال ۹ ماہ	۱۰ ذی قعدہ سنہ ۱۱۸۷ھ	۰			اسکے وقت سکو نین لڑائی ہوئی توپخانہ روسی لشکر کا اہل روم نے چہین لائے ۔
۲۷	عبدالحمید خان بن نمبر ۲۳	سنہ ۱۱۳۷ھ	[illegible] سال	۱۰ ذی قعدہ سنہ ۱۱۸۷ھ	[illegible] ۱۵ سال	سنہ ۱۲۰۳ھ	۰			یہہ بادشاہ صلح پسند تہا اور سلاطین عیسائیون سے صلح کرلی
۲۸	سلیم خان ثالث بن نمبر ۲۶	سنہ ۱۱۷۱ھ	۲۸ سال	سنہ ۱۲۰۳ھ	[illegible]	[illegible]	۰			اس بادشاہ نے فوج نیک چری کو شکل تسلیم ولایتون کے حکم دیا وہ نہ سنتے تو ایک فوج نظام کیا ہوئی ان دو فوجون لڑائی ہوئی آخر یہہ بادشاہ معزول ہوگئے

۲۹	مصطفی خان چہارم بن نمبر ۲۷	۱۱۹۳ھ	.	۱۲۲۲ھ	.	۱۲۲۳ھ [illegible]	.	.	اس بادشاہ کے وقت انتظام بگڑا ہوا تھا لہذا معزول کردیا گیا۔
۳۰	محمود خان ثانی بن نمبر ۲۷		۵۵ سال	۴ جمادی الاول ۱۲۲۳ھ	۸ سال	۳۱ سال ۱۲۵۵ھ	نقرس	سلطان محمود	یہ بادشاہ الوالعزم گذرا ہے اکثر سرکشوں کی سرتابی کی گردن توڑی مصر خدیو مصر کے لقب سے مشہور ہوگیا
۳۱	عبد المجید خان بن نمبر ۳	۱۴ شعبان ۱۲۳۷ھ	.	۱۶ ربیع الاول ۱۲۵۵ھ	.	۲۲ سال [illegible]	.	،	یہ بادشاہ کیوقت بڑے معرکہ جنگ رہے اور خدیو مصر بھی مغلوب ہوا اور بہت سے نصرانی بادشاہ مغلوب بھی ہوئے۔
۳۲	عبد العزیز خان بن نمبر ۳	۷ شعبان ۱۲۴۵ھ	.	۱۲۷۷ھ	.	.	.	.	اس بادشاہ کے وقت سلطنت کا عمدہ انتظام ہوا مگر خزانہ کی نازک حالت تھی آخر اہلکاران دولت دربار نا منظور کیا اور فوجی ترتیب بھی دیگئی
۳۳	سلطان مراد خان خامس	.	.	۱۱ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ	.	.	.	.	یہ بادشاہ علالت کی وجہ سے شیخ الاسلام وارکان دولت کے مشورہ پر خلع کیگئے۔
۳۴	سلطان عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ	۱۶ شعبان ۱۲۵۸ھ	.	۱۰ شعبان ۱۲۹۳ھ	.	.	.	.	یہ بادشاہ ابھی تک رونق دہ اورنگ سلطنت اسلامیہ ہیں اللہ پاک انکو دشمنوں کی نظر بد سے محفوظ رکھے

ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ کے اوّل زمانہ کا اجمالاً تذکرہ

اب تاریخ ہندوستان کے اوس زمانہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس مین مسلمانون نے ہندوستان پر حملہ کرکے سرزمین ہند مین رایات اسلامی بلند کرکے اسکو فتح کرنا شروع کردیا۔

اہل اسلام مین سے اول ہی اول جس نے سرزمین ہند پر قدم بڑہایا وہ ابوالعاص عامل یمن تھے انہون نے خلیفہ دوم جناب رسالت پناہی امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک مہد مین ۱۵ھ مطابق ۶۳۶ء عیسوی کے اندر بمبئی کے قریب مقام تہانہ پر فوج کشی کی۔ اور لوٹ کا کچھہ مال لیکر واپس چلے گئے۔

پھر خلیفہ سوم رسالت پناہی کے زمانہ مین عبداللہ بن عامر فتح خراسان کیلئے مع ایک جرار لشکر اسلام کے تعینات ہوا اس سپہ سالار لشکر نے تہوڑے ہی عرصہ مین ہرات۔ بادغیس۔ غور۔ نیشاپور۔ بلخ۔ طوس وغیرہ فتح کرکے دین اسلام کو رواج دیا اور جابجا حاکم اسلام مقرر کئے جب عبیداللہ عامر حج کیلئے چلاگیا تو قارن امیر عجم یعنے ایران نے ۳۳ھ مین چالیس ہزار فوج ہرات وغور وغیرہ سے جمع کرکے عربون سے ازادی حاصل کرنیکے لئے بغاوت کی۔

اور ۴۴ھ ۶۶۴ء مین جب مسلمانون کا کابل مین فتحیابی کا نقارہ بجا تو عرب کا ایک شخص مہلب نامی امیر نے اس راستے سے بڑہا تھا ہند مین ملتان تک قدم بڑہایا

اور بہت سے لوگون کو قید کر کے لے گیا اسکے بعد پھر کئی بار مسلمانون نے ہندوستان پر حملے کئے اور یہان کی لوٹ سے مالامال ہو کر اولٹے پھر گئے آخر سنہ ۹۳ھ کے اندر خاندان بنو امیہ کے خلیفہ ولید کے عہد مین عراق کے عامل حجاج بن یوسف کا بھتیجا محمد بن قاسم بہت سی فوج لیکر ہند پر چڑھ آیا اور سندھ کو فتح کر لیا اس حملہ کا باعث یہ ہوا کہ راجہ داہر والی سندھ نے اہل عرب کے کچھ جہاز لوٹ لئے تھے اسلئے مسلمانون نے سندھ پر حملہ کر کے راجہ داہر کو شکست دی اور ملک پر قبضہ کر لیا مگر سندھ کچھ زیادہ مدت تک مسلمانون کے تصرف مین نہین رہا۔

اسکے بعد خاندان بنی عباس سے مامون ابن ہارون الرشید نے ہند پر لشکر کشی کی اور راجپوتون سے جنگ کا ارادہ کیا اسکے بعد ڈیڑھ سو برس تک اہل اسلام کا پھر کوئی نیا حملہ نہین ہوا اسکی وجہ یہ کہ انکے وفات سے خلفاء عباسیہ کی حکومت مین خود ہی ضعف آتا گیا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ ہر ایک صوبہ منحرف ہو کر خود مختاری کا دم بھرنے لگا اور آخر خلیفہ کے پاس صرف دار الخلافت بغداد ہی رہگیا۔

اسمعیل سامانی

اسی زمانہ مین اسمعیل سامانی صوبہ دار ماوراء النہر و خراسان بہی خلیفہ سے باغی ہو کر بخارا کا بادشاہ بن بیٹھا اس خاندان کے ایک بادشاہ کے یہان الپتگین نام ایک ترکی غلام[لہ] تھا جس نے اپنی عقل و دانائی کی

[لہ] تاتار یونکی آوارہ گرد گروہ جو وسط ایشیا مین بحیرہ خزر سے لیکر چین کے شمال تک رہتی تہی وہ تین بڑے قبیلون مین منقسم کئے گئے تھے۔ اول منچو جو اس خطے کے انتہاے مشرق مین یعنی چین کے شمال کی طرف رہتی تہی دوم منگول یا مغل جو اس خطہ کے وسط مین تبت کے شمال مین رہتے تہے سوم ترک منگولیا سے مغرب کی طرف رہتے تھے۔

بدولت رفتہ رفتہ یہان تک عروج پکڑا کہ خراسان کا حاکم بن گیا جب بادشاہ نے
وفات پائی تو اس کی جانشینی کے نسبت ارکان سلطنت مین اختلاف ہوا
بعض تو یہ چاہتے تھے کہ شاہ متوفی کے کم سن بیٹے منصور کو بادشاہ بنائین
اور بعض یہہ کہتے تھے کہ بادشاہ کا چچا تخت پر بیٹھے - الپتگین منصور کے خلاف
تھا مگر ارکان سلطنت نے اسی کو تخت نشین کر دیا اسوجہ سے بادشاہ اور
الپتگین کے باہم رنجش ہوئی - اس بنا پر الپتگین خود سر ہو گیا اور کابل و قندہار
پر قبضہ کر کے اس نے غزنی کو اپنا دار السلطنت قرار دیا -

ذکر سبکتگین

الپتگین کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اسحاق دو برس سلطنت
کر کے مر گیا اور سبکتگین تخت نشین ہوا سبکتگین اصل
مین یزدجرد شاہ فارس کی نسل سے تھا مگر زمانہ کی گردش سے تباہ وقت ہو کر
ایک سوداگر کے ہاتھ پڑا اور وہ اوسے بخارا لے آیا - یہان الپتگین نے اسکو
ہونہار دیکھہ کر لے لیا اور اس کی عقل و دانائی کے سبب ترقی کرتے کرتے سپہ سالاری
کے رتبہ تک پہنچا دیا غرضکہ سبکتگین نے الپتگین کی بیٹی سے شادی
کر کے غزنی کے تخت پر جلوس فرمایا -

اسوقت لاہور مین راجہ جیپال جو ذات کا برہمن تھا راج کرتا تھا اس نے
دریاے سندھ سے اوتر کر سبکتگین پر حملہ کیا اسوجہ سے سبکتگین نے پنجاب
پر دو مرتبہ یورش کی اور جیپال اور اوسکے راجپوت رفیقون کو اور دہلی و اجمیر
و قنوج وغیرہ کے راجا جو اسکی مدد کے لیے جمع ہوئے ان تمامی راجاؤن کو شکست
پر شکست دیکر اور بہت سامان لوٹ مین لیکر غزنی کو عود کر گیا -

ذکر سلطان محمود

اور امیر سبکتگین اور راجہ جیپال مین جو لڑائیان ہوئین اُن مین سلطان محمود بہی شریک تہا اسلئے اسکو خوب یقین ہو گیا تہا کہ ہندوستان ایک بڑا دولتمند اور زرخیز ملک ہے اور وہان کے راجپوت سپاہی کیسے ہی بہادر کیون نہون مگر کوہستانی کابل کے زبردست و زحمت کش حملہ آورون کے سامنے ہرگز نہین ٹہر سکتے اسلئے سلطان محمود نے ۹۹۶ء مین غزنی کے تخت پر جلوس فرما کر پہلے تو ماوراالنہر کا ملک جو بحیرہ خزر سے لیکر دریاے اٹک تک پہیلا ہوا تہا اس مین اپنا سکہ بٹہایا اور پہر عنان توجہ سرزمین ہندوستان کی طرف پہیری اور اسکو آرزو تہی کہ بڑے بڑے بانکے راجپوتون کو تلوار کے زور سے دین اسلام مین داخل کریون اور اسکا سبب زیادہ تر یہہ بہی کہا جاتا ہے کہ خلیفہ بغداد نے اسکے مذہبی جوش کو دیکہہ کر ایک گران بہا خلعت اسکے پاس بہیجا تہا اور امین الملۃ یمین الدولہ خطاب دیا تہا پس سلطان محمود نے یہہ عہد کر چکا تہا کہ مین دین اسلام کے پہیلانیکے لئے ہر سال ہندوستان پر حملہ کیا کرون گا جسکا مجملاً تذکرہ حصہ اول کتاب ہذا مین کر دیا گیا ہے جس سے اسکی قوت اور وسعت سلطنت کا اندازہ ہو سکتا ہے پہر سلطان محمود کے بعد ملک پنجاب ایک سو چالیس برس سے کچہہ زیادہ اسکی اولاد کے قبضہ مین رہا کیونکہ وسط ایشیا مین جو سلطنت غزنی کا علاقہ تہا وہ اس سے پہلے ہی انکے ہاتہہ سے نکل گیا تہا انجام کار غور جو افغانستان مین غزنی اور ایران کے مابین ایک کوہستانی علاقہ ہے اسکے بادشاہون نے خاندان غزنی کو مغلوب کر لیا تہا اور جب محمد غوری نے ہندوستان کو فتح کر لیا تہا اس سے

کچہہ پیشتر خاندان غزنی کا آخر بادشاہ قید خانہ مین منتقل ہو چکا تہا اس زمانہ مین۔ اجمیر۔ دہلی۔ قنوج۔ میواڑ اور انہلواڑہ یعنی گجرات کے راجے شمال ہند مین حکمران تھے اور چونکہ ان مین سے ہر ایک چاہتا تھا کہ مین سب پر غالب ہو جاؤن اسوجہ سے ان مین باہم لڑائی جھگڑے رہتے تہے۔

ذکر پرتھی راج

اور آخر چھٹی صدی سنہ مین جس قدر راجے شمالی ہند مین حکمرانی کر رہے تھے ان سب مین پرتہی راج جسکو راے پتوارا ہی کہتے ہین نہایت زبردست اور نامور راجہ اور راجپوتون کے بہادر قوم کی ناک تہا۔

ہندوؤن مین جن نامی گرامی سورماؤن کے افسانہ زبان زد خلائق ہین اُنہین پرتہی راج ہی داخل ہے چندر بردی جو ایک نامی ہندی شاعر گذرا ہی اس راجہ کا مداح اور دوست تہا چنانچہ اس نے اپنے اشعار مین اسکی بڑی تعریف لکھی ہے۔ اور پرتہی راج کے بڑے زبردست راجہ ہونیکی وجہ یہ ہی کہی جاتی ہے کہ وہ اجمیر اور دہلی دونون سلطنتون کا راجہ تہا۔ اجمیر کی سلطنت تو اوسکو اپنے باپ سوامیشور سے جو راجپوتون کی قوم چوہان کا راجہ اجمیر تھا میراث پہنچی تہی۔ اور دہلی کی سلطنت ہاتہ لگنے کی یہہ کیفیت ہے کہ اسکا نانا اننگ پال جو راجپوتون کی قوم توار کا راجہ دہلی تہا اسکا کوئی بیٹا تو تہا ہی نہین صرف بیٹیان ہی تہین جن مین سے ایک کی اولاد تو جے چند راجہ قنوج تہا اور دوسری کی پرتہی راج۔ اسکو اننگ پال نے متبنّیٰ کر لیا تھا یہہ بات جے چند کو نہایت ناگوار گذری اور اس نے پرتہی راج کے راجہ دہلی

ہوسے مین بہت کچہہ مزاحمتین کین پیش نہ گئی آخرش دہلی کا راج بہی پرتہی
راج کے ورثے مین آیا اور اسیطرح وہ دونون سلطنتون کا راجہ ہوگیا۔

ذکر سلطان شہاب الدین عرف محمد غوری۔

اس راجہ کو گدی پر بیٹھے ابہی بہت عرصہ گذرا ہی نہ تہا کہ
اس پر ایک زبردست غنیم چڑہ آیا جو کبہی اسطرح پیشتر
ہندوستان پر حملہ آور ہوا ہی نہتہا۔ یہہ غنیم سلطان شہاب الدین
غوری تہا جو ایک بڑا جوان مرد بہادر اور مستقل مزاج سردار تہا غور کا بادشاہ
تو درحقیقت شہاب الدین کا بڑا بہائی غیاث الدین تہا مگر وہ اسکی نسبت نرم
مزاج تہا اسلیے جب اس نے غور کے تندخو اور قوی ہیکل افغانان بہادران
دلاور کی مدد سے غزنی کو فتح کرلیا تو شہاب الدین کو وہان کا بادشاہ
مقرر کرکے آپ غور کو چلا گیا۔ شہاب الدین جب غزنی کی سلطنت سنبہال چکا تو
اس نے ہندوستان کا قصد کیا اور سنا کہ دہلی قدیم سے راجگان عظیم الشان
کا دار السلطنت چلا آتا ہے چنانچہ اسپر فوج کشی کی اور جنگ عظیم کے بعد فتحیاب
ہوا اور سب ہندو رستون سے فارغ ہوکر ایک روز دربار عام کیا۔ امیر و وزیر
سپہ سالار بخشی سب اپنے اپنے عہدون پر حاضر تہے اور گفتگو یہہ ہو رہی تہی
کہ دار الخلافت کو چلنے کے لیے کونسی تاریخ مقرر کیجاے دفعتاً سرحد کے
سردار کا عریضہ پہنچا کہ راے پتہورا والی اجمیر اپنے بہائی کہانڈے راو حاکم
دہلی کو ساتہہ لیکر دو لاکہہ فوج جرار اور تین ہزار فیل جنگی سے دہند کے
تہرانے کو آندہی اور بہونچال کیطرح چلا آتا ہے۔ اقبال خداوندی کی توجہ
واجب نہین تو اس ملک ہند مین زن و بچے مسلمانون کے تباہ ہوجائینگے

بادشاہ نے اسیوقت لشکر اسلام مین منادی کروادی کہ جب تک اس مہم کا فیصلہ خاطرخواہ نہ ہوجائے مسلمان باایمان کو غزنی کیطرف قدم اٹھانا حرام ہے ساتھہ ہی لشکر کی تیاری کا حکم اور راستہ کے کاردارون کے نام سامان رسد کے حکمنامہ جاری ہوگئے۔ لشکر جرار بمنزل یلغار کرتا جاتا تہا جو انبالہ کے ڈیرون مین یہہ خبر لگی کہ لشکر راجہ کا پانی پت کے مقام پر ہے مگر فیل خانہ کرنال مین آگیا بادشاہ وہین مقام کردیا اور فوج کو پس وپیش سے درست کر کے کوچ بکوچ آگے بڑہا۔ تلاوڑی کے میدان مین دونو لشکرون کا آمنا سامنا ہوگیا۔ دن مورچون کے درستی مین گذرا شام کو سب نے گہوڑون کے تنگ ڈہیلے کردیے۔ دانہ چڑہا زین پوش بچہا کر بیٹھ گئے۔ باگ ڈورین زانوون سے باندھ لین اور خُرجیون سے روٹیان نکالکر کہانے لگے۔ سلطان شہاب الدین ابہی خاصہ ہی پر تہا کہ گشت کے سوارون نے دشمن کی فوج کے گہسیارے اور لکڑہارے جنگل سے پکڑ کر حاضر کیے۔ سوارون کو انعام دیکر رخصت کیا اور ان لوگون کو مودی کے سپرد کیا کہ جو کچھہ مانگین انہین کہلاؤ پلاؤ۔ آدہی بجے سامنے بلایا۔ سب کے سب جنگلی گنوار تہے۔ مگر دو بڑے ہشیار اور تجربہ کار نکلے۔ کہ جنہنے لشکر کے اوتارے کا رخ فوج کی تعداد پیچہے کی مدد رسد کے بندوبست غرض ڈیرے ڈیرے کا حال معلوم کرلیا تمام رات فوج کی قسمت اور مورچون کی تقسیم مین گذری پچہلی رات تہی کہ کمربندی کا حکم پہنچا صبح ہوتے ہوتے تمام لشکر کیل کانٹے سے لیس ہوکر میدان مین جم گیا۔ آگے پیچہے داہنے بائین ہر ایک سردار اپنی اپنی فوج کو سنبہالے تہا خود صاحب لشکر زرہ بکتر چار آئینہ سجے سر پر خود فولادی

کمرین شمشیر اصفہانی پشت پر سپر گینڈے پر کمان - زین پر گرز گاو سر دوہرا - کمند ابریشمی فتراک بند مین آویزان - علم کے سایہ کے نیچے نیزہ تانے کھڑا تہا - اور اپ عربی جپہر پوست پلنگ کی پاکر پڑی تھی زانوں مین سے نکلا جاتا تہا - اور ادہر حریف کے لشکر مین پہلے ہاتیون کی قطار - بعد اسکے رتہین - اور پلٹنین - پیادہ اور سوار فوج تھے کہ جسکا شمار سوا ے منشی تقدیر کے کسیکو معلوم نہ تہا - ہان سلسلہ انتظام اسکا خاص ایک شخص کی چٹکی مین تہا کہ جدہر چاہے اودہر جہونک دے بیچون بیچ مین ہند کا سیتا پتی مگر سے پانک - اونچی بنا ہوا زرد دگلے پر چلتا اور اوسپر زرہ بکتر - چار آینہ سجے راجپوتی ایک پیچ بہون پر رکہے کمر مین ایک طرف سروہی کی تلوار - دوسرے طرف کہانڈا اور کٹار - پشت پر گینڈے کی ڈہال - سورج مکہی کے سایہ مین ہاتھی پر بیٹہا دونون لشکرون پر نظر غور سے دیکہہ رہا تہا - آخر نہ رہ سکا - اور تڑپ کر ہاتہی سے کود - گہوڑے پر سوار ہوا ہاتہی کو ہاتہی پر بٹہا دیا آپ دہنی گہوڑے او ڑاتا سپاہ گری کا بانکپن دکہاتا بہالے کے ہاتہہ نکالتا ہوا - داہن سے باہین اور باہیں سے داہین تک ایک چکر لگایا اور سامنے ایک لشکر کے کہڑے ہوکر اہل لشکر کے دلون کو اسطرح بڑہایا - کہ اے راجپوتون کے سپوتو - پہاڑون کے افغان او رتاتار کے ترکون کا سامنا یہہ سب مسلمان ہین اور ست دہرم کے بہرشٹ کرنے پر کمرین باندہ باندہ کر آے ہین - ابہی تک تمہاری سرحد پر کہڑے ہین - اگر ہمت کرین تو کچہہ مال نہین جنسر گوشونکی طرح جہاڑیون مین بہگا بہگا کر مار لوگے - اور اگر ایک قدم تمہارا اٹہا تو پاؤن اونکے تمہارے گہرون مین اور ہاتہہ ننگ وناموس پر

ہین - آج دہرم گیان کی لاج تمہارے تلوار کی باڑ پہ ہے - مارو مارو دم نہ لو اور جانے نہ دو - راجہ ابہی یہہ تقریر تمام نہ کرچکا تہا کہ اتنے مین لشکر شاہی کے بائین ہاتہہ پر افغان جما ہوئے کہڑے تہے آگے بڑہے اور خلجیون نے بہی باگین لین - اُنہین دیکہہ کر راجپوت بہادرون کے سپوت جنکی تلوارین میانون مین بجلی کیطرح تڑپی جاتی تہین - ہاتیون کی صف کو چیر کر نکل کے آئے ہتہیار ساتی ہوئے دوڑے اور ایک دم مین برچہیون پر لے لیا - جب یہہ حال دیکہا تو افغان پیچہے ہٹے اور خلجیون کے پرے نے بہی گہونگٹ کہایا مگر سپہ دار بے سپاہ قلب مین اُسیطرح جما ہوا تیر مارے جاتا تہا جو ایک مصاحب نے آکر عرض کی کہ افغان اور خلجیون نے پیٹہہ دکہائی جن نمک خوران سردارون سے پسینے کی جگہہ خون گرانے کی امید تہی وہ جان بچا کر بہاگ گئے - دشمن چڑہتا چلا آتا ہے - حضور اب کس کی راہ دیکہتے ہین براہ خدا گہوڑے کی باگ پہیریئے - اب لاہور مین پہنچکر بداندیشون کا بندوبست قرار واقعی ہو جائے گا یہہ سنتے ہی بادشاہ شعلہ کیطرح بہڑک اوٹہا - رہی سہی فوج کو سمیٹ کر للکارا اور گہوڑے کو ڈپٹا کر برق کی طرح دشمن پر جا پڑا نیزہ اور شمشیر سے گذر کر فقط خنجر و کٹار کی نوبت آگئی - اتنے مین کہانڈے راو کی نظر بادشاہ پر پڑی فیلبان کو آواز دی کہ خبردار جانے نپائے - اُسنے ہاتہی کو ریلا سلطان شہاب الدین ہی جھک کر اسطرح جہپٹا کہ گہوڑے کے دونون ہاتہہ ہاتہی کے شنک پر بیٹھے اور راو کے منہہ مین ایسا نیزہ مارا کہ دانت ٹوٹ گئے - مگر خود ہی زخم کاری کہایا - ڈگمگا کر گہوڑے سے گرا چاہتا تہا کہ ایک غلام باوفا جست کر

ہزیمت افغانان

پیچھے جا بیٹھا اور گھوڑا اڑا کر برق کیطرح نظرون سے غایب ہو گیا غرض کہ بھاگے بھٹکے سپاہی اور ٹوٹا پھوٹا لشکر لاہور مین آیا اور یہان کے ملک کا بندوبست کرکے غزنی کو روانہ ہو گیا - اس لڑائی مین تماشا یہ ہو گیا کہ جن جن سردارون کو بہادری و جانثاری کے بڑے بڑے دعوے تھے اور بادشاہ کو بھی ان پر بھروسے تھے وہی میدان جنگ سے بھاگے تھے - چنانچہ غزنی مین پہنچکر علمار سے فتوے طلب کیا کہ جو مسلمان جہاد سے بھاگے اُسکے لئے کیا حکم ہے - سب نے لکھا کہ وہ گنہگار خدا ہے - بادشاہ نے حکم شرع ہاتھ مین لیا اور تمام سردارون کو گرفتار کیا - جو اور چنے گھوڑون کے توبرون مین ڈالکر اُنہین چڑھا دئے اور بازارون مین چھوڑ دیا کہ خاص و عام عبرت پکڑین اور جو نہ کھائین اُسکا سر الگ پھر یہ سزا تو معاف ہو گئی مگر دربار سے بند ہو گئے ۔

اُسکے دوسرے برس سال نوروزی نے پلٹا کھایا - بادشاہ نے اندر ہی اندر سب سامان کر رکھے تھے فہرست منگا کر دیکھی اور ہر کارخانے مین حکم کوچ کا بھیجدیا - آٹھوین دن خود سوار ہوا جب پشاور مین پہنچا تو ایک پیرمرد کہن سال کہ غوری کے خاندان مین سے تھا اور خلوت کی صحبتون مین بے تکلف اُس نے عرض کی اس مہم مین سامان تو جنگ عظیم کا نظر آتا ہے مگر کھلتا نہین کہ ارادہ کدھر ہے - بادشاہ نے آہ سرد بھر کے کہا کہ اے مرد مسلم عجب ہے کہ اس سن و سال پر تیرا یہ سوال ہے کیا اگلے برس کی شکست سب تجھے یاد نہین زیادہ صدمہ اسلام کے تیشۂ عزت کے لئے کچھ چھوٹا پتھر ہے - پھر کیا کہ

بند کہوے اور کہا کہ دیکھہ لے اُس دن سے آجتک نہ مین نے کپڑے بدلے
ہین نہ حرم سرا مین بستر پر سویا ہون - اُس پیر مرد نے دعا سے خیر دی اور
کہا کہ اگر یہہ بات ہے تو اب مصلحت وقت کے بموجب کام کرنا چاہیئے - یعنے
جو سردار کہ غضب سلطانی مین دربار سے بند ہوئے ہین اُنہین پہر دربار مین بلا کر
انعام دیجئے اور ترقی کے وعدون سے دل بڑہائیے کہ جان لڑا کر پہلے داغ کو
دہوئین - چنانچہ ملتان مین آ کر چند مقام کئے - دربار عام کر کے سب سرداروں کو
بلایا اور کہا کہ اے مسلمانون سال گذشتہ مین جو داغ دامن اسلام پر آیا سب
پر روشن ہے اور تدارک اسکا ہر مومن مسلمان پر واجب ہے وہ اگلی ندامت
کے سبب سے کچھہ کہہ نہ سکے مگر سب نے تلوارون پر ہاتہہ رکھکر سامنے سر جھکا دئے
غرض وہان سے روانہ ہو کر لاہور پہنچا اور سید قوام الملک رکن الدین کو
کہ تدبیر اور تقریر مین بے مثل تھا ایلچی کر کے نامہ کے ساتھہ روانہ کیا - نامہ کا
مضمون یہہ تھا کہ مین بموجب حکم اپنے بڑے بہائی کے کہ میرے باپ کی جگہہ
ہے اور خراسان سے پنجاب تک مسلمانون کا بادشاہ ہے فوج لیکر اسطرف
آیا ہون راے پرتہی راج کہ راجگان ہندوستان مین مہاراجہ ہے - اُسے
لکہا جاتا ہے کہ اسلام کی اطاعت کر کے اتفاق کا طریقہ قایم کر لے تاکہ خلق
خدا کی آسایش مین خلل راہ نہ پائے - نہین تو ملک خدا کا ہے اور حکم خدا کا
تلوار دونون کا فیصلہ کرے گی - جب یہہ مراسلہ راجہ کی نظر سے گذرا تو بہت
پیچ وتاب کہایا اور خفا ہو کر ادہر تو ایک جواب کہ پتہر اور لوہے سے کہرا تہا
لکہکر روانہ کیا اور اُدہر راجگان ہندوستان کو جمع کر کے تین لاکہہ راجپوت

کا لشکر جنکی تلواروں سے خون ٹپکتا تہا ہمراہ لیکر چلا پہلے فتح کے بہروسے پر بہت سے راجہ بہادرانہ رفاقت کے دم بہرتے مدد کو آئے سلطان شہاب الدین بھی ادہر سے آگے بڑہا اور نہر سرستی کو بیچ مین ڈالکر دونوں لشکر اوتر پڑے۔

پرتھی راج۔ نے اول ایک خط اس مضمون کا لکہا کہ حال اس فوج بے شمار کا سپہدار لشکر اسلام کو معلوم ہوا ہوگا مگر اسکے علاوہ اور بہی ہندوستان سے برابر فوجین چلی آتی ہین۔ ایک ایک راجپوت وہ منچلا بہادر ہے جسکی تلوار کی کابل و قندہار تک پناہ نہین۔ یہ چند نامراد ترک بچے اور افغان زادے جنہین لوٹ کہسوٹ کا لالچ دے دیگر گہروں سے یہان لایا ہے۔ چاہیے کہ اونکی جوانی اور مان باپ کے بڑہاپے پر رحم کرکے یہین سے پہر جائیے۔ ہمین جان جوانمردی کی قسم ہے کہ پیچہا نکرینگے۔ اور نہین تو دیکہہ لو کہ آتشبازی کے سامان بے شمار ہین اور جنگی ہاتھی کچہ اوپر تین ہزار ہین اگر اس تحریر پر خیال کیا تو بہتر ہے نہین تو یاد رہے کہ ایک جاندار اس میدان سے جیتا نہ جائیگا

ادہر سلطان شہاب الدین اس موقع پر دہیما ہوا اور جواب اوسکے مصلحتاً یہ لکہا کہ راجہ نے جو نیک صلاح دی عین شفقت ہے مگر سب پر روشن ہے کہ اس لشکر کشی مین مجہے کچہ اختیار نہین۔ بہائی کے حکم سے اس مہم کا بوجہ سر پر لیا ہے جبتک وہان سے حکم نہ آئے مین کچہ نہین کرسکتا اس قدر مہلت ہو کہ وہانسے جواب آجائے اسوقت صلح اس عہد پر ہو جائے گی کہ

ملک پنجاب سرہند تک ہمارے پاس رہے۔ باقی کل ہندوستان تمہارا
جب یہ نرم ترین جواب راجہ کے پاس پہنچا۔ تمام اہل دربار ہنسنے لگے۔ اور
اور لشکر یون مین فتح کی سی خوشیان ہو گئین بلکہ بخت ہو کر ڈیرے ڈیرے
مین ناچ رنگ شروع کر دی۔ یہان سلطان شہاب الدین نے سر شام فوجکو کمر بندی کا
حکم دیکر خیمے ڈیرے سب قائم رکھے۔ اور راتون رات کئی کوس کا چکر دیکر دریا
پار اوتر گیا صبحکو راجہ کے لشکر مین ابھی کوئی بستر پر تہا کوئی اشنان کو گیا تہا
کہ دفعتہً پہلو مین آ دھمکا جنگی پر چوٹ لگا اس دنائے سے کرنا سے پہونکی کہ سوتے
جاگتے اوچہل پڑے اور۔ تمام فوجمین کہلبلی پڑ گئی وہ لشکر بے شمار ایسا دریا
تہا کہ ایک طرف کی ہل چل کی دوسری طرف خبر بھی نہوتی تھی مگر راجہ نے
اسوقت ہوش وحواس کو جمع کیا ذرا نہ گہبرایا ایک فوج تو تیار کر کے سامنے
کی اور باقی ساقی لشکر انبوہ کو سمیٹ کر پہر میدان مین لا جمایا۔ ادہر سلطان
شہاب الدین نے فوج کے چار حصے کر کے چار سپہ سالارون کے ماتحت
قائم کر دئے کہ باری باری سے جائین اور اس لشکر کثیر کے مقابل مین جان
لڑائین۔ راجپوت بہادر بہی اس میدان مین دائین بائین سے درست
ہو کر اس خوبصورتی اور بند وبست سے لڑے کہ مسلمانون کے جی چھوٹ
چھوٹ گئے۔ تب سلطان شہاب الدین بمصلحت وقت صورت شکست
بنا کر پیچھے ہٹا دشمن نے پیچھا کیا اور جب جمعیت اونکی بے انتظام ہوئی تو دوسرے
غول سے تازہ دم حملہ کیا مگر جمعیت ہندوون کی بے شمار تہی اسلئے اوس سے
بہی مطلب نہ حاصل ہوا۔ جب ٹہیک دوپہر ہوئی تو رای پرتھی راج

ایک سو پچاس راجہ اور مہاراجہ کو لیکر ایک درخت کے سایہ مین آیا سب نے
تلوارون کے قبضون پر ہاتھہ رکھکر قسم کھائی اور ایک ایک پیالہ شربت کا
پی - پان کا بیڑہ مُنہ مین تُلسی کی پتی زبان پر رکھہ - کیسر کے ٹیکے پیشانیون پر
دئیے - ادہر سلطان شہاب الدین بھی بارہ ہزار غلام خاص جنکے سرون پر
فولادی خود جواہرات کے مرصع دہرے ہوئے تھے اونہین لیکر جدا ہوا -
اول خود تاج شاہی اوتار کفن سر سے باندہا - پہر شمشیر اصفہانی گھسیٹ میان
اوسکا توڑ کر پہینک دیا - بادشاہ کا یہ حال دیکھتے ہی سب نے خود خود جیون
مین ڈال کفن سرون پر لپیٹ لئے اور الماسی تلوارین کھینچے داڑھیان مُنہ
مین لے اسطرح جوش مین آکر تکبیر بلند کر کے حملہ کیا کہ یا تو اپنی جگہہ جمے کھڑے
تھے یا پلک مارتے ہی خاص راجہ کے قلب لشکر مین جا کر وہان وار ہو گئے
اور جو جو سردار لشکر ادہر اودہر لڑ رہے تھے وہ بہی وائین بائین زور دیکر
گئے - اِس گھمسان کا رن پڑا کہ دم کے دم مین ہزارون کا کھیت پڑ گیا -
اگرچہ راجپوت تلواریون نے بڑا ساکھا کیا مگر انجام شکست کھائی - کھانڈی رائو
میدان جنگ مین بہادری کا حق ادا کر کے زندگی کے بوجھہ سے سبکدوش
ہوا - رائے پتھورا دریائے سرسوتی کے کنارے گرفتار لشکر سلطانی
ہو کر مارا گیا - تمام فوج دشمن پریشان ہو گئی فتحیاب سپاہی شام تک قتل و
غارت مین ہاتھہ رنگتے رہے بادشاہ نے راتون رات لاہور - اور غزنی
فتحنامہ روانہ کر کے اوسکے دوسرے دن لشکر کا انتظام کیا اور آگے روانہ
ہوا بعد ازان اجمیر کو جو دار السلطنت راجہ کا تہا فتح کرتا ہوا دلی مین آیا

مگر ادھر ہی کے راجاؤن کو تاج بخشیان کرتا گیا اپنی حاکم اسلام بٹھاتا ہوا دہلی مین آکر
اپنی طرف سے قطب الدین ایبک جو غلام باوفا اور اسوقت فوج شاہی کا
سردار اعظم تھا تھین نائب سلطنت کر کے دہلی سے لاہور اور لاہور سے
غزنی پہونچا۔ اسکے بعد کوہ جود کے مفسدون نے فساد برپا کیا سلطان بذات خود
وہان گیا اور اونکو سزا دی جب وہان سے واپس آیا راستے مین بمقام دمیک
چند مفسد قوم گہکر رات کے وقت شاہی خیمہ مین قابو پاکر چھپ رہے
اور سلطان کو بحالت خواب جام شہادت پلادیا تیس سال سلطنت کی
سنہ ۶۰۲ھ مین شہادت پائی ہندوستان کی تاریخون مین اسکا نام علاؤالدین غوری
ہی درج ہے مگر دراصل معزالدین نام تھا اور شہاب الدین خطاب۔
غرض کہ اس ایک ہی لڑائی سے سلطنت اسلامیہ ہندوستان مین قائم اور
اور مستحکم ہوگئی۔
اور خاندان غزنویہ و خاندان غوریہ کے جتنے بادشاہ گذرے ہین وراونکے
بعد جتنے بادشاہ ہند مین گذرے ہین اونکے اسماء ذیل مین ہدیہ ناظرین
کردیے جاتے ہین۔

نقشہ ششم اسمائی سلاطین خاندان غزنویہ

نشان سلسلہ	نام سلطان	تاریخ ولادت	مدت عمر و سنہ جلوس		مدت سلطنت تاریخ وفات		سبب انتقال	جائے مدفن	کیفیت
			مدت عمر	سنہ جلوس	مدت سلطنت	سنہ وفات			
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰

۱	امیر البتگین								
۲	امیر ناصرالدین سبکتگین				۲۰ سال	۳۸۷ھ			
۳	امیر اسمعیل بن ناصرالدین سبکتگین				تخمیناً ۷ ماہ				
۴	سلطان محمود بن ناصرالدین سبکتگین		۳۳ سال			[illegible]	[illegible]		
۵	سلطان محمد بن سلطان محمود								
۶	سلطان مسعود بن سلطان محمود								
۷	مودود بن سلطان مسعود								
۸	عبدالرشید بن مسعود بن محمود								
۹	فرخ زاد بن مسعود بن محمود								
۱۰	ابراہیم بن مسعود بن محمود۔								
۱۱	مسعود بن ابراہیم بن محمود								
۱۲	ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم								
۱۳	بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم بن مسعود								
۱۴	خسرو شاہ بن بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم۔								
۱۵	خسرو ملک بن خسرو شاہ بن بہرام شاہ								یہ آخری فرمانروای خاندان غزنین تھا ہانسی وحصار تھانیسر وغیرہ ۵ سے لیا۔ سلطان محمود کے زمانہ سے اسکے آخری انتہا تک گیسو ہوی سال شمار مین آئے شہاب الدین غوری نے اسکو قید کر لیا تھا

نقشہ ہفتم سلاطین غوریہ کے متعلق جنہوں نے ہندوستان و غزنی وغیرہ میں سلطنت کی ہے

۱	سلطان علاؤالدین جہان حسین بن سوز								اسنے غزنین مین قتل عام کیا شہر کو آگ لگادی اوسکے عوض خون سید محمد وزیر جو قتل ہوا تھا کئی ایک علما قید مین لایا ۔
۲	ملک محمد ملقب بہ سیف الدین بن علاؤالدین جہان سوز				۲ سال		قتل ہوا		یہ بادشاہ رحم دل و نرم مزاج تہا مگر دو ہی سال کی حکومت کے بعد ابوالعباس سپہ سالار نکمرام نے قتل کیا ۔
۳	ملک غیاث الدین ابوالفتح بن محمد سام	.	.	ن		سنہ ۵۹۹ھ	مرض الموت	ہرات	علاقہ غرجستان و داور و گرم سیر و بادغیس و ہرات و سیستان و خراسان تک قبضہ کیا اور سپہ سالار نکمرام کو قتل کردیا ۔
۴	سلطان معزالدین بن سام الملقب شہاب الدین	.	. .	ن	۳۲ سال	سنہ ۶۰۲ھ	[illegible] ۶۰۲		اسنے ۵ دفعہ ہند پر چڑہائی کی پہلے ملتان پر قبضہ ہوا پہر لاہور اور پرتہی راج عرف رای پتہورا سے لڑا اور قنوج والا راجہ مطیع ہوا ۔ اور ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ قایم ہوی ۔
۵	سلطان محمود بن غیاث الدین محمد سام			سنہ ۶۰۲		سنہ ۶۰۸	شہادت پائی ۔		بعد انتقال شہاب الدین فیروز کوہ کے تخت پر بیٹہا تہا غور و خراسان و غزنین و ہندوستان مین خطبہ و سکہ اسکا جاری رہا ۔
۶	سلطان بہاؤالدین بن محمد بن غیاث الدین محمد سام								والئے ہرات نے پکڑ کے خوارزم شاہ پاس بہیجدیا تہا وہان دریا مین غرق کرایا گیا ۔

۷	علاؤالدین بن سلطان علاؤالدین بن حسین جہان سوز								خوارزم شاہ کی مدد سے سلطنت پائی چار سال حکومت کی تاج الدین شاہ غزنین کی لڑائی مین قتل ہوا اور غور کا ملک خوارزمیون نے لے لیا۔
۸	سلطان تاج الدین یلدوز غزنوی								یہ زرخرید غلام شہاب الدین غوری ہے اور کرمال ونکرال دلوران وغیرہ علاقہ جات نزدیک دریای سندھ پر حکمران تھا اور رسد رسانی سفر ہند اسکے ذمہ ہے اسکے بعد غزنی مین عملداری خوارزمی ہو گئی۔

نقشہ ہشتم سلاطین غوریہ کا جو بامیان مین سلطنت کرتے رہے

۱	فخر الدین مسعود غوری								یہ سلطان غیاث الدین محمد بن سام کا چچا تھا اور طخارستان کا علاقہ بھی اسکے تحت تھا شمس الدین محمد بن و تاج الدین زنگی و حسام الدین علی اسکے بیٹے تھے
۲	ملک شمس الدین محمد بن فخر الدین مسعود۔								اسنے ملک کو وسیع کیا بلخ و طالقان و بدخشان کو لیا جب غوریوں کی مہم سلطان شاہ بن ایل ارسلان پر ہوئی تو مرو مین جا کر بہاؤالدین طغرل کو جو سنجری امرا مین تھا قتل کیا غیاث الدین سے خطاب سلطانی لیا
۳	ملک بہاؤالدین بن ملک شمس الدین محمد				۱۲ سال	.	مرض الموت	×	یہ بادشاہ مہربان علما و فضلا کا قدردان تھا امام فخر الدین رازی نے علم صرف مین رسالہ بہائیہ اسکے نام پر لکھا جسکو صرف بہائیہ کہتے ہین

۴	ملک جلال الدین علی بن شمس الدین محمد غوری۔				[illegible] سال			بہاؤ الدین کے لڑنیکے بعد یہ بادشاہ ہوا اور بعد انتقال شہاب الدین غوری جو غزنین کا خزانہ غوری خاندان مین تقسیم ہوا تو پنجاہ شتر بار اشرفیون و جواہرات کے اسکے حصہ مین آئے پہر اسنے غزنین پر لشکر کشی کی اور شکست کہا کر پکڑا گیا اور اسکا بھتیجا مسعود بامیان مین آیا اور تمام خزانہ اور شہا لگیا چند ماہ کے بعد جب چھوٹا تو مسعود پر حملہ کیا اور اسکو قتل کیا پھر انکے باپ کے وزیر کا پوست اوتروایا آخر سلطان محمود خوارزم شاہ نے گرفتار کرلیا اور مقتول ہوا

نقشہ نہم سلاطین غلامان غوریہ کے متعلق جو ہندوستان مین فرمانروا رہی ہین

١	ملک ناصر الدین قباچ		.	.	.	سنہ ٦٢٣ھ	[illegible]	.	غلام زرخرید سلطان شہاب الدین غوری ہے بعد انتقال سلطان کے ملتان پر قابض ہوا اور سندھ کا علاقہ بہی لیا پنجاب و دریائے ستلج تک قبضہ پایا تہا اور دہلی پر چڑہائی کی تہی آخر شکست کہا کر چلا آیا۔
٢	سلطان قطب الدین ایبک	.	.	سنہ	٢٠ سال	سنہ ٦٠٢ھ	.	[illegible] لاہور	یہ بادشاہ غلام زرخرید شہاب الدین غوری کا ہے پہلا بادشاہ دہلی کا ہوا چوگان کہیلتا ہوا گھوڑے سے گر کے مر گیا۔
٣	آرام شاہ قطب الدین ایبک	.	.	سنہ ٦٠٧ھ	[illegible] سال	.	.	.	بوجہ نالیاقتی معزول کیا گیا۔
۴	سلطان شمس الدین التمش	.	.	.	٢٦ سال	سنہ ٦٠٧ھ	[illegible] موت	دہلی	بعد معزولی آرام شاہ یہ تخت نشین کیا گیا قطب الدین ایبک کا غلام داماد تہا اور خواجہ قطب صاحب کا مرید تہا چنگیز خان ہم عہد تہا قطب منار بہت اونچا بنایا کہ رما جیت کی مورت مہاکل سے توڑا۔

۵	سلطان رکن الدین فیروز بن شمس الدین التمش	.	.	سنہ ۶۳۳ھ	۶ ماہ	.	.	.	بدچلن عیاش و شرابی تہا معزول ہوکر رضیہ بیگم بنت سلطان شمس الدین کی قید مین مرگیا۔
۶	سلطانہ رضیہ بیگم	.	.	.	۳ سال ۶ ماہ ۶ روز	سنہ ۶۳۷ھ	.	دہلی	یاقوت نامی حبشی کے ممتاز کرنے سے امراء و دولت ناخوش ہو گئے لہذا مقتول ہوئی۔
۷	معز الدین بہرام شاہ بن سلطان شمس الدین	.	.	.	۲ سال ۱ ماہ ۱۰	.	.	.	مہذب الدین نظام الملک وزیر نمک حرام نے بطمع سلطنت قتل کروا ڈالا۔
۸	سلطان علاؤالدین مسعود بن رکن الدین فیروز شاہ	.	.	.	۴ سال ۱ ماہ ۱	.	.	.	بعد معاودت پنجاب کے عیاشی مین ایسا مستغرق ہوگیا کہ سلطنت سے بے خبر ہوگیا آخر مقید ہوکر معزول کیا گیا
۹	ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش	.	.	سنہ ۶۴۴ھ	۲۰ سال ۳ ماہ ۱۳	سنہ ۶۶۴ھ	مرض الموت		مرد نیک فقر مزاج تہا۔ تاتاریون کے حملے رد کئے کی عمدہ عمدہ تجویز کی غزنی کالنجر وغیرہ بوسیلہ وزیر کے فتح ہوئی۔
۱۰	سلطان الغ خان الملقب بسلطان غیاث الدین بلبن۔	.	۲۰ سال	.	۲۲ سال ۱۰ ماہ ۳	جمادی الاخر سنہ ۶۸۶ھ	مرض الموت	دہلی	غیاث الدین بن شمس الدین التمش کا غلام و داماد تہا سلطنت کو رونق دی نرم مزاج و نرم دل نمازی علم دوست تہا اسکے عہد مین طغرل خان باغی مارا گیا چند بار مغلون پر فتحیاب ہوا۔

	معز الدین کیقباد بن بغرا خان بن سلطان غیاث الدین	.	.	.	سہ سال سہ ماہ	.	.	.	بلبن کی وصیت کے برخلاف امرا نے کیقباد بن بغرا خان کو بادشاہ بنایا مگر عیش و عشرت میں پڑ گیا اسکا باپ جو بنگالہ کا حاکم تھا دہلی میں آیا اور اسکا انتظام کرنا چاہا مگر اسنے باپ کو ذلیل ہونے دیا اور مقابلہ و قتل کرنے پر آمادہ ہوا اسلئے وہ واپس چلا گیا وہ بعد کچھ عرصہ کے بعد کیقباد کو فالج ہو گیا اور امرای مغلیہ نے کیومرث اسکے بیٹے کو تخت نشین کیا اور امرای خلجی نے اسکو مع بیٹے کے مار ڈالا۔

نقشہ دہم سلاطین خلجیہ کے متعلق جو ہندوستان میں فرمانروا رہے

۱	سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی	.	.	سنہ ۶۸۹ھ	۷ سال	سنہ ۶۹۵ھ	شہید ہوا	.	کیقباد آخری بادشاہ غوریہ غلاموں کی سلطنت کا جب قتل ہوا تو سنہ ۶۸۹ھ میں دہلی کے تخت پر بعمر ۷۰ برس کی عمر میں بیٹھا۔ پہلے یہ سمانہ کا نائب ناظم تھا ایک چھجو دیوگڑھ کا راجہ دہلی پر چڑھ آیا تھا شکست کھا کر بھاگ نکلا سنہ ۶۹۲ھ میں چنگیزی لشکر نے تاتار میں آکر غارت شروع کی بادشاہ خود جا کر انکو شکست دی مغلوں کا سردار سلطان پاس آکر مسلمان ہوا علاؤالدین اپنے داماد کو دیوگڑھ کی مہم پر بھیجا وہ جا کر بہت راجوں کو لوٹا اور کئی راجہ کا خزانہ سو بار من موتی و الماس زمرد و یاقوت بیشمار سونا چاندی لایا۔ آخر علاؤالدین نے بطمع سلطنت بحالت تلاوت قرآن شریف اسکو شہید کرڈالا مرد نیک بخت حلیم و رحیم تھا۔

۲	سلطان علاؤالدین خلجی	.	.	۶۹۵ھ	۲۰ سال	۷۱۵ھ	دہلی قدیم	.	یہ دست پروردہ و برادر زادہ و داماد جلال الدین تہا۔ گجرات پر لشکر کشی کی اور فتح پاکر سومنات کا بت دہلی میں لا کر توڑ دیا۔ راجہ ہمیر والئے رنتھنبور گرفتار ہو کر قتل ہوا اور راجہ رتن سین والئے چتوڑ کی رانی پر عاشق ہو گیا تو اوسکا خاوند مارا گیا اور رانی آگ میں جل کر مر گئی۔ ملک تلنگانہ و دکن کا علاقہ سمندر کے کنارے تک فتح کیا کرناٹک کے بڑے بڑے بتخانے گرائے۔ ملک کا انتظام اچھا کیا کافور نام امیر نے زہر دیکر مار ڈالا۔
۳	سلطان شہاب الدین عمر بن سلطان علاؤالدین	.	.	۷۱۵ھ	۳ ماہ	.	.	.	یہ بادشاہ خورد سال تھا اسلئے کافور مدار المہام بنا اسنے شہزادہ مبارک کو قید کر لیا خضر خان اور شادی خان دو شہزادوں کو اندھا کر دیا تین مہینے کے بعد تمام امرا کافور سے ناراض ہو گئے اور اوسکو قتل کر کے سلطان کو معزول کر دیا۔
	قطب الدین مبارک شاہ بن علاؤالدین خلجی۔	.	.	۷۱۶ھ	۴ سال ۴ ماہ	.	.	دہلی	یہ قید سے چہوٹکر بادشاہ ہوا سلطنت کے قیام کے بعد اسنے حسن نام ایک رذیل آدمی کو خسرو خان خطاب دیکر وزیر بنایا گجرات اور دکن کی حکومت اوسکو دی اوسکی ترغیب سے شہاب الدین معزول خضر خان شادی خان بہائیوں کو قتل کرا دیا نمک حرام نے کافر نعمتی پر کمر باندہ لی اور چاہا کہ بادشاہ کو قتل کر کے خود بادشاہ ہو اس ارادہ پر غرہ رجب کو وقت شب جاہر خان برادر خود کو مشک ہزار ستون میں آیا اور بادشاہ کو قتل کیا اور اوسی رات تمام امرا و دولت کو بہی مار ڈالا شاہزادہ کی ملکہ اپنے نکاح میں لایا فرید خان و منگو خان شہزادوں کو قتل کر دیا۔ یہ خبر پا کر غازی ملک حاکم پنجاب باتفاق بہرام خان حاکم ملتان چڑہ آیا اور اس نمک حرام کو قتل کر ڈالا۔

نقشہ یازدہم سلاطین تغلقیہ کے متعلق جو دہلی کے تخت پر فرمانروا ہوئے

۱	غازی الملک غیاث الدین تغلقشاہ	.	.	.	۵ سال ۲ ماہ	۷۲۵ھ	چہت گرنے سے دبکر مر گیا ۷۲۵ھ	.	یہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کا ترکی غلام تہا خسرو خان مبارکشاہ کے قاتل پر غالب آکر اسنے سلطنت پائی جب بنگال کے سفر سے واپس آیا ایک کوشک تو تیار کی چہت کے نیچے دبکر مر گیا۔ بد دعا سے حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کے۔
۲	الغ خان محمد شاہ الملقب بہ فخر الدین جونا سلطان تغلق	.	.	۷۲۵ھ	۲۷ سال	۷۵۲ھ	.	طبعی	یہ مسرف فضول خرچ متزلزل مزاج تہا دکن وغیرہ ملک پر قابض رہا اور چین پر بہی چڑہائی کی تہی۔ دہلی کو ویران کرکے دکن میں دیوگیر آباد کیا اور اسکا نام دولت آباد رکہا۔
۳	ملک فیروز بن ملک رجب الملقب بہ سلطان فیروز شاہ تغلق	.	۷۰۹ھ	.	۳۸ سال ۹ ماہ	۷۹۰ھ	.	طبعی	سلطان محمد تغلق کا برادر زادہ بسبب لاولدی سلطان کے یہ بادشاہ ہوا۔ قلعہ فیروز آباد و حصار وغیرہ تیس قلعہ بنوائے ۴ جامع مسجد ۳۰۰ مدرسہ ۳ خانقاہیں ۲۰۰ پل ایک سو نہرین ایکسو کوشک ایکسو پچاس حمام پانچ دار الشفاء (۵۲) قیصریہ (۵) بڑی مینار (۲۵۰) مسجد (۳۰) کوئین ڈہائی سو باغ بنوایا۔
۴	سلطان تغلق خان بن فتح خان بن فیروز شاہ بادشاہ الملقب بغیاث الدین	.	.	.	.	.	.	.	یہ فیروز شاہ کا پوتا حسب الوصیت اسکے بادشاہ ہوا محمد خان اپنے چچا منصور پر فوج کشی ابوبکر اپنے بہائی کو قید کرلیا مبارک وزیر پر کل مدار حکومت چہوڑ دیا خود عیش عشرت میں مشغول ہو گیا اسلئے امراء دولت ناراض ہو گئے اور سب نے ملکر سنہ ۷۹۱ھ میں اسکو قتل کر ڈالا۔

۵	ملک ابوبکر بن فتح خان بن فیروز شاہ بادشاہ برادر غیاث الدین تغلق								رکن الدین امیر الامرا نے قید سے نکالکر بادشاہ کیا مگر اسنے چند روز کے بعد ہی رکن الدین کو قتل کر دیا امیر امیر صدہا حاکم سامانہ نے اسکے بر خلاف ملک محمد فیروز کو جالندہر مین تخت نشین کیا اور دہلی مین آکر محاصرہ کر لیا یا اوسکے مقابلہ سے شکست کہا کر بہاگ گیا
۶	محمد شاہ بن فیروز شاہ باربک تغلق	·	·	·	۶ سال ۷ ماہ	۷۹۲ھ	رمضان	·	ملک صدہا وغیرہ غلامان فیروز شاہی کے سعی سے اسنے سلطنت پائی مگر چند ماہ کے بعد اُنکے ساتہہ اسکی کشیدگی ہوگئی اور بہت سے امیر بہاگ کر کوٹلہ مہوات مین ابوبکر کے پاس چلے گئے باقیماندو نکے لئے حکم دیا کہ تین روز مین چلے جائین ورنہ قتل ہونگے چنانچہ اکثر چلے گئے اور باقیماندہ قتل ہوئے اور شہزادہ ہمایون ابوبکر کے مقابلہ کو روانہ ہوا عند المقابلہ ابوبکر پکڑا گیا فوج کے مفسدونکو بہی اسنے اخراج کی پنجاب کے مفسدوں کی سرکوبی کی ۔
۷	سلطان ہمایون الملقب بعلاء الدین سکندر شاہ بن محمد شاہ	·	·	·	یکماہ ۱۶ روز	·	ایضاً	·	اِس بادشاہ نے تخت نشین ہوکر صرف ایک ہی ماہ سولہ روز سلطنت کی پہر انتقال ہو گیا ۔
۸	سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان محمد شاہ تغلق	·	·	·	۲۰ سال ۲ ماہ	۸۱۵ھ	//	·	۸۱۵ھ مین سلطان محمود مر گیا تو اوسکا بیٹا دولتخان تخت نشین ہوا اور سید خضر خان ناظم دیپالپور وغیرہ غالب آیا اوسکو تخت سے اوتار کر خود بادشاہ ہو گیا اور سلطنت تغلقیہ کی ختم ہو گئی ۔

نقشہ دوازدہم شاہان خضر خانیہ کے متعلق جو دہلی مین بادشاہ رہے تھے

۱	خضر خان بن سلیمان	.	.	.	۷ سال ۲ ماہ	جمادی الاول ۸۲۴	[illegible]	.	یہ بادشاہ قوم کا سید تھا ملک مردان خان امیر دربار فیروز شاہی نے اسکو متبنی بنا کر پالا امیر تیمور نے اوسکی حسن خدمات پر خوش ہو کر پنجاب کا ملک اوسکو دیا آخر یہ دولتخان بن محمود شاہ تغلق پر غالب آیا اور دہلی کے تخت پر بیٹھا خطبہ و سکہ شاہرخ میرزا ابن تیمور کے نام جاری کیا اسکے وقت انتظام سلطنت اچھا رہا۔
۲	مبارک شاہ بن خضر خان	.	.	.	۱۳ سال ۳ ماہ	قتل			اسکے وقت جسرت کھکر سکھا کھکڑ کے بھائی نے پنجاب کا ملک لے لیا دہلی کا ارادہ کیا سلطان شاہ لودی حاکم سرہند کو مغلوب کر کر آگے بڑھا سلطان خود برسر مقابلہ گیا اور شکست دیکر کھکڑون کے علاقہ مین پہونچا و تمام و کمال اوجاڑ دیا پھر لاہور مین آیا اور دوبارا آباد کیا چونکہ جسرت کے غارت سے شہر ویران ہو چکا تھا سلطان کے جانیکے بعد جسرت پھر آیا اور راجہ بھون کو مار ڈالا لاہور و دیپالپور پر قابض ہو گیا شیخ علی مغل حاکم کابل بھی معہ لشکر جرار لیکر آیا اور تمام علاقہ پنجاب لوٹکر برباد کر دیا سلطان پھر آیا اور شیخ علی کو شکست دی اور جسرت بھاگ گیا اور بعد انتظام دہلی کو معاودت کی مگر جاتے ہی پھر امیر علی و جسرت دونون پھر آئی تو سلطان پھر آیا امیر علی کی تعاقب مین ملتان تک گیا اور برادر شیخ علی کو قلعہ شیاپور مین قید کر دیا اور اسکے لڑکے کو ہمراہ لیکر دہلی آیا آخر جبکہ خود مبارک آباد کی جامع مسجد مین ملک سرور وزیر کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

۳	سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن جعفر خان	۔	۔	۔	۔	۸۳۷ھ	۔	۔	ابتدائے سلطنت مین یہ بادشاہ برائے نام تھا ملک سرور وزیر سلطنت ہمہ گی اور مختار عام تھا اور وزیر نے بہت امرا قتل کیے اکثر قید کرلیے آخر سب نے ملکر اسکو مار ڈالا اور سلطنت کا اختیار سلطان نے پایا ۸۴۰ھ سلطان پنجاب مین جاکر جسرت کھکر کی تخریب مین سخت کوشش کی اوس علاقہ کو لوٹا اسکی قوم کو مار ڈالا انہین دنوں مین قوم لنگاہ نے ملتان مین خروج کیا اور سلطنت علیحدہ قائم کرلی اور سلطان محمود والی مالوہ لشکر لیکے دہلی پر چڑھ آیا بہلول لودی کے مقابلہ سے شکست کھائی چلا گیا اس خدمت کے عوض سلطان نے نظامت پنجاب کی بہلول کو دی اوسنے جسرت کھکر سے صلح کر لی اور افغانی فوج بھرتی کرکے بطمع سلطنت دہلی پر حملہ آور ہوا ناکامیاب رہا مگر کل صوبہ سلطنت منحرف ہوگئے بادشاہ ۸۴۹ھ مین مرگیا۔
۴	سلطان علاؤالدین شاہ عالم بن سلطان محمد شاہ	۔	۔	۔	۔	۸۴۹ھ	۔	۔	اس بادشاہ کی سلطنت نے کچھ رونق نہ پائی بجز دہلی اور بداون اسکے قبضہ مین کوئی ملک نہ تھا حسام الدین خان و حمید الدین وزرا نے اتفاق کرکے دہلی کو بھی چھوڑ دیا بداون مین سکونت کی اسکے پیچھے انہون نے بادشاہ کا خزانہ لیا شہزادیونکو ننگے سر قلعہ سے نکالدیا حمید خان نے بہلول لودی کو پنجاب سے بلایا جب آیا چند روز حمید خان کی متابعت مین رہا پھر اسکو قید کرلیا اور بادشاہ کو دہلی مین آنیکے لیے لکھا اوسنے جواب دیا کہ مجکو پرگنہ بداون ہی کافی ہے سلطنت جانے اور تم جانو چنانچہ بادشاہ اپنے زیست تک بداون مین رہا ۸۸۳ھ مین مرگیا۔ سلطنت خاندان سادات خضر خانیہ ختم ہوگی۔

نقشہ سیزدہم سلاطین افغانان لودیہ کے ذکر مین جو دہلی مین تخت نشین تھے

۱	سلطان بہلول لودی	۰	۰	۰	۳۸ برس ۸ ماہ ۷ دن	۸۵۵ھ	۰	بمقام ملاولی سرکار دہلی		فیروز شاہ کے وقت اسکا دادا بہرام ملک مردان حاکم ملتان کے پاس نوکر تہا اوسکے پانچ بیٹے تھے سلطان کالا محمد فیروز خواجہ۔ بہرام کے مرنے کے بعد ملک سلطان خضر خان کے پاس نوکر ہوا اور اسلام خان خطاب پاکر سرہند کا حاکم بنا اوسکی عورت جب بہلول کے حمل سے حاملہ ہوئی تو ہین بیٹھے چہت کے نیچے دبکر مرگئی اور اور ملک کالا نے اوسکا پیٹ چاک کرکے بچہ نکالا بہلول نام رکہا جب کالا شیخ امیر علی کی لڑائی مین مارا گیا تو بہلول یتیم رہگیا اور اپنے چچے کے پاس پرورش پائی اور اپنی لیاقت سے پنجاب کا حاکم بنگیا پہر دہلی کا بادشاہ ہوا چند مرتبہ سلاطین شرقی کے ساتھ لڑا اور فتحیاب ہوا جونپور کی سلطنت بہی اسنے لی۔ اور تیتیس سال سلطنت کی ۸۹۴ھ مین مرگیا۔
۲	نظام خان المخاطب بسلطان سکندر لودی بن بہلول لودی	۰	۰	۸۹۴ھ	۲۸ برس	۹۲۳ھ	۰	۰		بہلول کے بعد یہ تخت نشین ہوا اور اپنے بڑے بہائی باربک پر جو جونپور مین حاکم تہا فوج کشی کی اور مطیع کرکے پہر وہ ملک اوسیکو دیدیا اور بہ کمال استقلال اٹہائیس سال سلطنت کی آخر ۹۲۳ھ مین مرگیا۔

۲	سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودی۔							سکندر کے بعد یہہ بادشاہ ہوا اور جون پور کی حکومت اپنے چہوٹے بہائی جلال خان کو دی مگر پہیر ناراض ہوگیا اور اوسپر فوج کشی کی وہ بکرماجیت والی گوالیار پاس بہاگ گیا اعظم ہمایون معہ لشکر اوسکے گرفتار ہوگیا تو اوسنے مالوہ کا رستہ لیا آخر حاکم گونڈوانہ نے اوس کا سر کاٹ کر بہیجدیا جب کوئی مدعی نرہا تو سلطان بڑے غرور مین آیا پہلے اپنے خیرخواہ وزیر میان بہوا کو قتل کیا اور چند امرا کو قید کردیا اعظم ہمایون کو گوالیار سے بلایا اسپر اسلام خان بن اعظم ہمایون نے نانکپور اور بہادر خان ولد دریا خان نے بہار مین اور دولت خان لودی نے پنجاب مین بغاوت کی اور حسب الطلب دولت خان کے شاہ بابر والی کابل نے پہلے پنجاب پر تصرف کیا پہر دہلی کو آیا سلطان ابراہیم ایک لاکہ فوج کے ساتہ پانی پت کے میدان مین بابر کے مقابل ہوا اور باوجود کثرت فوج شکست کہائی اور قتل ہوا سنہ ۹۳۲ مین اس خاندان کی سلطنت تمام ہوگئی

نقشہ چہادہم شاہان افغانی کے ذکر مین جو ہند مین بادشاہ رہے

١	شیر شاہ سور افغان				۵ سال امارت - ۵ سال بادشاہت	۹۵۲ سنہ	۱۰ ربیع الاول [illegible]	قلعہ کالنجر پر [illegible]	پہلے اس نے پنجاب مین جاکر قلعہ رہتاس کا بنوایا پھر راجہ پورن چند پر لشکر کشی کی پھر راجہ مالدیو حاکم اجمیر وجودہ پور و میرٹھ پر فوج لے گیا اور غالب آیا چوری اور رہزنی کی بیخ نکلوادی ہند مین سڑکین بہت بنوائین جہان جا تعمیر کرائے مسافرون کیلئے اخراجات خزانہ شاہی سے مقرر کیا ملک کو رونق دی - پندرہ سال امارت - پانچ برس بادشاہت کی -
٢	جلال خان الملقب سلیم خان بن شیر شاہ افغان			۹۵۲ سنہ	۹ برس - ۱۰ ماہ	۹۶۰ سنہ			شیر شاہ کے مرنیکے بعد عادل خان بڑا بیٹا اسکا رنتھنبور مین تھا امراؤ نے مصلحتاً اس کو کہ چھوٹا بیٹا تھا تخت نشین کردیا جب وہ آیا تو اوس نے بھی اسکے تخت نشینی پر رضامندی ظاہر کرکے بیانہ کیطرف چلا گیا مگر اسکے تسلی نہوئی اوسکو گرفتار کرنیکو فوج مامور کی عادلخان نے خواص خان حاکم میوات کو مدد پر بلایا اور جنگ کیا آخر شکست پائی - اس بات پر امراء شاہی اس سے ناراض ہو گئے پہلے ہیبت خان و اعظم ہمایون حکام پنجاب نے بغاوت کی

									اور معرکہ وقوع مین آئے پہر شجاعت خان مالوہ مین ہنگامہ پرداز ہوا سلطان آدم خان رئیس کہکڑون کا بہی سر بغاوت آیا۔
۳	فیروز شاہ بن سلیم شاہ افغان			۹۶۱					یہہ بادشاہ خورد سالی مین تخت پر متمکن ہوا لیکن تین روز کے بعد مبارز خان المخاطب بعادل شاہ بن نظام خان افغان اسکے مامون نے اس کو پکڑکر قتل کر ڈالا۔
۴	مبارز خان المخاطب بعادل شاہ بن نظام خان افغان								یہہ شخص اپنے ہمشیرہ زادہ کو قتل کرکے خود بادشاہ ہوا اور شمشیر خان غلام زادہ کو وزارت دی۔ ہیمون ایک ہندو کو مدار المہام بنایا اسپر امراء دولت وحکام اس طرز عمل سے ناخوش ہو گئے تہے۔ پہلے احمد خان برادر زادہ و داماد شیر شاہ کا تہا پنجاب مین سکندر شاہ خطاب پاکر بادشاہ ہوا ابراہیم خان خسر پورہ عادل شاہکا بہی متمرد ہو گیا اور یہہ نوبت پہونچی کہ سکندر شاہ دہلی پر قابض ہو گیا دریاے سندہ سے لیکر گنگ تک اوسکی عملداری ہو گئی اور آگرہ پر بہی دخیل ہوا بالآخر ہمایون بادشاہ نے کابل سے پندرہ ہزار سوار کے ساتھہ آکر ہند پر قابض ہو گیا۔

ہندوستان مین اسلام کے دوسرے زمانہ کی خاندان مغلیہ کا اجمالاً تذکرہ

مغلون کے مورث اعلی کا مختصر حال

مورث اعلی اس قوم کا مغل خان اولاد یافث ابن حضرت نوح علیہ السلام سے گذرا ہے۔ مغلون کی سلطنت کی ابتدا اور اوس قوم کا جلد ترقی پذیر ہو کر بہت پھیل جانا تاریخی واقعات مین سے ایک بڑا ماجرا عجیب ہے۔ جس زمانہ مین کہ غزنیکی سلطنت پر زوال قدم بڑھاتے چلا آتا تہا اوسی عرصہ مین ملک تاتار سے جو قدیما مین اوسکا نام تہیا مشہور تھا اس جنگجو قوم نے خروج کیا اور مین ۱۲۱۰ سنہ ع مین تموز خان جسکو کراکم بڑے پیر اوس قوم نے چنگیز خان یعنے خان اعظم تمغے شہنشاہ کا خطاب دیا تہا اپنی دانائی اور شجاعت سے قوم کا سردار ہوا اور تمام تاتار مین اوس کا تسلط ہوگیا اوس نے بارادہ تسخیر دوسرے ملکون کے اپنے فوج کو سپاہ گری کے فنون سے واقف اور آگاہ کیا جب فوجکی تعداد چھ لاکھ سے بھی زیادہ ہوگئی تب فتوحات ملک پر کمر باندھی بعد فتح ملک خطا جو چین کی شمالی اقطاع مین ملی ہے اس سبب سے کہ محمد شاہ خوارزم مالک افغانستان کا اور خراسان نے مغلون کے وکیل اور چند سوداگران تاتاری کو قتل کیا تھا چنگیز خان اپنی فوج لیکر انتقام لینے آیا شاہ خوارزم نے ہمراہی ایک لشکر قلیل کے سرحد پر پہونچکر برسر مقابلہ ہوا باہم سخت لڑائی ہوئی اور دیر تک دونو پلے مساوی رہے آخر جب چنگیز خان کے حکم سے فوج مغلان کی ایک تازہ دم گروہ نے جو کمک کیواسطے رکہا تھا غنیم کے بازو سے راست پر حملہ کیا تب خوارزمی مقابلہ مین تاہم ٹہر سکے الا پھر بھی با انتظام صف بندی پیچھے کو ہٹے اور بہت سپاہ کام آئے اتنی شکست کے

بعدہ سلطان محمد شاہ کی ہمت ٹوٹ گئی تھوڑی تہوڑے مقابلہ کے بعد چنگیز خان چھوٹے مقامات مفتوح کرتا ہوا شہر بخارا کے قریب جا پہونچا۔

حال قتل غارت بخارا

اور ۶۱۶ھ ماہ محرم الحرام مین چنگیز خان اور تولے خان فرزند خود نے بخارا کا محاصرہ کیا اور شہر والون نے اس شرط پر امان پائی کہ وہ کل اپنا مال چنگیز خان کو دیدین مکانات چھوڑ جائین خوارزم شاہی نوکرون کو پکڑوا دین مگر بوقت دریافت ظاہر ہوا کہ لوگون کے تہہ خانون مین خوارزمی چھپے ہوتے ہین اس لئے تمام شہر مین آگ لگا دی گئی جب جل چکا تو خاکستر کھود کر دفینے نکلواتے گئے قلعہ گرا دیا گیا کوک خان وغیرہ امراے خوارزم شاہی قتل ہوے اس صدمہ کے بعد بخارا مدت تک ویران رہا اور اگتائی خان اس کے فرزند کے عہد مین دوبارہ آباد ہوا۔

حال قتل وغارت جند خجند

اور اگتائی خان وچغتائی خان فرزندان چنگیز خان انزار پہونچکر شہر کا محاصرہ کیا غایر خان جس نے تاتاری سوداگر قتل کئے تھے محصور ہوا جب دس ہزار سوار اور قراجہ حاجب خوف کے مارے تاتاریون سے جا ملا اور قتل ہوا جب شہر فتح ہوا پانچ لاکھ آدمی شہر کے قتل ہوئے مکانات جلاتے گئے غایر خان بیس ہزار فوج کے ساتھ قلعہ مین محصور رہا اون مین سے ہر روز پچاس پچاس ہزار آدمی قلعہ سے باہر آتے اور لڑکر جام شہادت پیتے جب سب مر چکے تاتاری قلعہ مین داخل ہوئے اور غایر خان ایک برج کی چھت پر گھر گیا عورتین کنیزکین اوسکی اینٹون اور پتھرون کے ساتھ کئی روز تک لڑتے رہین آخر غایر خان گرفتار ہو کر جام شہادت پلایا گیا اور قلعہ گرا دیا پھر تاتاری سمرقند کو گئے۔

حال قتل وغارت جند خجند

جوجی خان جب لشکر لیکر استناق مین پہونچا پہلے مسمی

حسن حاجی سوداگر کو شہر والون کے فہمایش کے لئے بھیجا اونہون نے حسن کو بلوا کر مار ڈالا
اسپر جوجی خان غضب مین آیا اور بہت جلد شہر کو فتح کر کے شہر والون کو مار کر عمارتین
جلادین اسباب لوٹ لیا پھر یہہ لشکر آذرکند کو بڑہا انہون نے اطاعت مان لی توامان
پائی پھر تاتاری اسناس کو گئے قتلق خان حاکم جند کا بھاگ گیا شہر والے باوجود بے
حاکمی کے متمرد ہوے تاتاریون نے شہر لے لیا اور اہل شہر کو ایک جنگل مین لیجا کر
قتل کر کے مکانات کو آگ سے پھونک دیا اسی مقام سے الاق توبان خجند کو مامور
ہوا وہ پہلے فناکت پہونچا ملک ملنگو وہان کا حاکم تھا تین روز لڑتا رہا چوتھے روز
شہر فتح ہوا مکانات جلائے گئے اہل شہر قتل مین آئے پھر الاق توبان خجند مین
آیا یہان تیمور ملک بڑا پہلوان خوارزم شاہی دربار کا حاکم تھا وہ ایسے قلعہ مین جو
دریا کے دو شاخون کے اندر بنا ہوا تھا قلعہ بند ہوا مغلون کی ستر ہزار فوج نے
قلعہ کو گھیر لیا تیمور ملک کشتیون مین جنپر نمدے پردہ تھے بیٹھ کر مغلون سے لڑا
کرتا رہا مغلون کی گولیان اور تیر بھیگے ہوے نمدون مین کارگر نہوئے اوس نے
ہزارون ہی مغل قتل کئے آخر تھک گیا اور دریا کے رستے سے بھاگ گیا اور جان بسلامت
لے گیا اوس کے پیچھے مغلون نے شہر کو جلا دیا رعایا کو قتل کر ڈالا مال لوٹ لیا

حال قتل و غارت سمرقند ۔ چنگیز خان جب بذات خود سمرقند پہونچا ایک لاکھ دس
ہزار ترکمانی خوارزم شاہی فوج وہان موجود تھی دو روز تک وہ میدان مین
لڑتے رہے تیسرے روز شہر مین محصور ہو کر لڑنے لگے اہل شہر اوسوقت تین
فریق تھے ایک خواہان جنگ تھے دوسرے اطاعت پسند تھے تیسرے بدحواسی
مین مبتلا تھے آخر قاضی و شیخ الاسلام دونو ملکر چنگیز خان کے روبرو گئے اور

اطاعت ظاہر کئے اور اپنے تابعینون کی جان بخشی کرائے اوسوقت قمر الپ خان حاکم سمرقند کا ایکہزار آدمیون کے ساتھہ چل نکلا اور مغلون کا لشکر داخل شہر ہوگیا بائیس لاکھ آدمی قتل مین آیا اور مکانات جلاکر خاک کردیئے گئے پھر پچاس ہزار آدمی قاضی و شیخ الاسلام کے تابعین جان بر ہوئے دو لاکھ روپیہ نذرانہ دیا قلعہ ڈہا دیا گیا تیس امراء خوارزم شاہی گرفتار ہوکر قتل کئے گئے ۔

حال تاتاری لشکر کا جو ایران وغیرہ کو مامور ہوا

بعد فتح مہم سمرقند امیر جبتہ نویان و سویدائے بہادر و امیر قوتچر کی ماموری ایران کو ہوئی اور حکم ہوا کہ سلطان خوارزم شاہ کو پکڑین اور رعایا مین سے جو باطاعت پیش آوے امان پاوے ورنہ قتل کیا جاوے پس یہہ فوج بلخ و اسحاق ہوتی ہوئی ہرات مین آئی حاکم ہرات بمتابعت پیش آیا جبتہ نویان و سویدائے بہادر نے نذرانہ [illegible] چلے گئے تو قوتچر آیا اور اوس نے ہرات لوٹنے کا حکم دیا [illegible] ہوئے اور لڑائی مین قوتچر مارا گیا فوج اوسکی بہاگ گئی جبتہ نویان [illegible] لشکر پہر یہہ لشکر نیشاپور گیا اور نذرانہ معقول لیکر امان دی پہر جبتہ نویان اجو راستے مازندران گیا اور سویدائے نے طوس کا رستہ لیا طوس مین [illegible] قتل و غارت سے ایک دقیقہ نہ چھوڑا پہر رادگان گیا اور [illegible] امان دی پہر حبوشان مین پہونچا اور خوب لوٹا پہر اسفرائن کو تہہ و بالا کیا جاکر قتل و غارت کی اور جبتہ نویان نے مازندران پہونچکر [illegible] انکی شہر کو لوٹا اور جس قلعہ مین خوارزم شاہ کی والدہ اور اہل و عیال [illegible] مع والدہ و اہل و عیال بادشاہی قید مین لے آیا بے انتہا تاتاریون نے

پہر رے مین گیا وہان سویدا ے کا لشکر بہی اوس کو آملا رے مین شافعیہ وحنفیہ
مذہب والے اہل اسلام مین آپس ہی مین عداوت تہی شافعیہ حاضر آے اور
نذرانہ دیکر درخواست کی کہ حنفی سب قتل کئے جائین چنانچہ نصف شہر قتل ہوا
پہر شافعیہ کو بہی اس خیال سے کہ یہہ قتل پسند لوگ ہین ان کو بہی قتل کر ڈالا اور
شہر کو آگ لگادی دونون فریق ایک لاکہ سے زیادہ تہے پہر جہتہ نوبان
ہمدان گیا اور سویدا ے قزوین کو آیا پہلے جہتہ نوبان نے شہر قم کا محاصرہ کیا اور
باطاعت امان دی اور سویدای نے قزوین پہونچکر پچاس لاکہہ آدمی مارا پہر
آذربائجان مین پہونچکر شہر زنجان کے تین لاکہ آدمی قتل کر ڈالا پہر ردبیل کے
لوگ مارے گئے اور شہر جلادیا سراق والون پر بہی یہی حادثہ برپا کیا تبریز کا
حاکم بجان پہلوان نے لڑائی مین شکست کہائی مگر نذرانہ دیکر رہائی پائی پہر یہہ لشکر
گرجستان گیا مراغہ شہر اور اہل شہر کو نیست ونابود کیا پہر مظفر الدین کو کرکی پر درش
کی ولیکن وہان دال نگلی اور وہان سے ہٹ کر سنا کہ جمال الدین ایبہ نے ہمدان
والون کو اپنے ساتہہ ملا کر فساد برپا کیا ہے اسلیئے جہتہ نوبان عراق مین آیا اور
جمال الدین کو باوجود اطاعت ظاہر کرنے کے قتل کر ڈالا اور ہمدان کو آگ لگادی
اہل شہر کو مار ڈالا مال لوٹ لیا پہر دوبارا تبریز پہونچا اور نذرانہ معقول اتابک
ازبک جہان پہلوان کے بیٹے سے لیا پہر یہہ لشکر ممالک جوئی وسلماس وریقان
ونخچوان مین گیا اور قتل وغارت حسب دلخواہ کرکے پہر شہر گنجہ سے نذرانہ لیا و
بار ثانی گرجستان کا رخ کیا اور لاکہہ آدمی گرجی کے مارا پہر شروان کو لوٹا اور
شیروان شاہ کو جو ایک قلعہ مین قلعبند تہا کہلا بہیجا کہ ہم تیرے ملک کے مزاحم

نہین ہونے چاہتے ہین کہ دربند کے رستے مغولستان کو چلے جاہین تم اپنے دو معتبر دوستی کے عہد نامہ کیلئے ہمارے پاس بھیجدو معتبر اسے تو ایک کو تو قتل کردیا اور دوسرے سے کہا کہ اگر تو ہمکو دربند کا رستہ بتلاتا ہے تو جان سے امان پائیگا وہ بیچارا ہمراہ ہو لیا اور ایسے سخت راہ سے جہان سے بجز اسکندر رومی کے کسیکا گذر نہین ملتا تہا یہ بہ آسانی گذر گئے راہ مین بہی لاکہون آدمی قتل کیگئے کوئی آبادی باقی نہ چہوڑی قبچاق کے لوگ جو مقابلہ پیش آئے اون سے تاتاریون نے شکست فاحش کہائی آخر یہہ فریب کیا کہ تم اور ہم ایک جنس آدمی ہین اگر تم الانیونکا ساتھ چہوڑ دو تو ہم کو دو لاکھ روپئے دیتے ہین قبچاقیون نے دو لاکھ روپیہ لے لیا اور الانیونکا ساتھ چہوڑ دیا جب دو قومون مین نفاق ہوگیا تو بہت جمعیت دونو پر جا پڑے اور قتل کر ڈالا پہر شہر سوداق مین جو خلیج قسطنطنیہ کے دریا کے کنارے ہے پہونچے اور شہر کو لوٹ لیا وہان سے گذر کر پہر لشکر چنگیز خان کے لشکر کے ساتھ ہوگیا۔

حال قتل و غارت خوارزم سمرقند کے مقام سے جوجی خان و چغتائی خان معہ لشکر خوارزم کو مامور ہوے اور خود چنگیز خان خراسان کو آیا جوجی خان شہر جرجانیہ دار الخلافت خوارزم کو محاصرہ کیا خمارتگین امیر اور شہر کے لوگ بمقابلہ پیش آئے اور ایک لاکھ سے زیادہ اہل اسلام قتل ہوے جب تاتاری شہر مین داخل ہوے تو شہر والے دوبارہ مستعد ہوے اور تاتاریون کو شہر سے نکالدیا پانچ مہینے کے بعد پہر شہر فتح ہوا اور چہ لاکھ آدمی قتل ہوئے تمام مکانات اور عمارتین جلادین اور کوئی دقیقہ ظلم و ستم سے باقی نہ چہوڑا چنانچہ شیخ نجم الدین کبری نے جو ایک نامی گرامی بزرگ تہے اسی جنگ مین شہادت پائی۔

احوال نخشب و ترمز و بلخ چنگیز خان پہلے نخشب سے سمرقند آیا اور شہر کو گرایا لوگون کو قتل کرایا پہر ترمز پہونچا وہان بہی یہی حال گذرا پہر لنکرت و سامان و بدخشان کو گیا اور آبادی کا نام نہ چہوڑا پہر بلخ مین پہونچا بلخ کی آبادی اور رونق اس سے معلوم ہوسکتی ہے کہ شہر کے اندر بارہ سو جامع مسجد اور بارہ سو حمام اور پچاس ہزار گہر سادات د

علماء مشایخ کے بھیجے بلخ والون نے اطاعت مان لی مگر بطمع غارت کے وہ اطاعت نامنظور ہوئی آخر چوبیس لاکھ آدمی مارے گئے شہر لوٹا اور جلایا گیا اس مقام سے تولے خان خراسان کے قتل پر مامور ہوا اور خود چنگیز خان طالقان کو گیا چونکہ وہ قلعہ کوہ نقرہ پر بڑا مضبوط قلعہ تھا پانچ مہینے تک فتح نہوا وہان خبر پہونچی کہ سلطان جلال الدین کے جنگ مین مغلون نے شکست کھائی اور ہزارون مارے گئے ہین اسلیے چنگیز خان غزنین کو روانہ ہوا پہلے اندراب مین پہونچا اور شہر والون سے ایک متنفس کو نچھوڑا پھر بامیان مین آیا شہر کے لوگ بمقابلہ پیش آئے جسمین ایک شہزادہ چغتائی خان کے بیٹون مین سے مارا گیا اسپر چنگیز خان سخت غضبناک ہوا اور شہر کو فتح کر کے حکم دیا کہ اس شہر مین سے کوئی ذی روح باقی نچھوڑا جاے بکری کُتّی بلّی چوہے وغیرہ تک سب مارے جائین جب یہ تعمیل ہوچکی شہر کو گرا کر میدان کر دیا اور جریدہ بودی وہان سے غزنین کیطرف مراجعت کی اور سلطان جلال الدین کو شکست دی وہ دریاے سندھ سے اُتر کر ہند کو چلا گیا چنگیز خان نے بلا نوبان امیر کو اوسکی تعاقب مین بھیجا اوس نے دریا سے اُتر کر پنجاب و لاہور وغیرہ کو خوب لوٹا اور مُعاودت کی

حال قتل و غارت خراسان

تولے خان خراسان مین داخل ہو کر پہلے مرو مین آیا فخر الملک وہان کے حاکم نے ایک لڑائی مین شکست کہا کر اطاعت منظور کی مگر منظور نہوئی اور اتنے بڑے شہر مین سے صرف چار سو آدمی اہل ہنر و کمال منتخب کر کے باقی ایک کروڑ تین لاکھ آدمی قتل کیے گئے پھر شہر مین بذریعہ منادی ندا کیگئی کہ اب باقیماندون کی جان بخشی ہے یہ ندا سنتے ہی ہزارون آدمی چھپے ہوئے نکل آئے اور چالیس ہزار کے قریب دوبارا قتل ہوے جب مغلون کا لشکر وہان سے چلا گیا امیر کوش تگین خوارزمی جو اپنی جان چھپاے پھرتا تھا اپنی جمعیت کے ساتھ اون اجڑے ہوے شہر مین آرہا یہ خبر سنکر ہزارون آدمی اور شہرون کے بھاگے ہوے بھی وہان آموجود ہوے اور شہر دوبارا آباد ہو گیا یہ حال سنکر مغل پھر مرو پر چڑھ آئے اور ایک لاکھ آدمی پکڑ کر مار ڈالے گئے اہل تواریخ کا قول ہے کہ مرو کل رہنے والون مین سے صرف چار ہزار آدمی جانبر ہوے باقی سب قتل ہوے۔

واقعہ قتل وغارت نیشاپور — اس بڑے شہر کے تخریب کے لئے تغاچار داماد چنگیز خان کا مامور ہوا
تھا عند المقابلہ وہ مارا گیا اور تولے خان مرو سے نیشاپور مین آیا اور آتے ہی قیامت برپا کی اگرچہ اہل
شہر مدت تک لڑتے رہے آخر تنگ آکر اطاعت منظور کی قاضی رکن الدین علی بن ابراہیم کو بہت مال دیکر
بھیجا تولے خان نے مال لے لیا قاضی کو شہید کردیا پھر ان سے خندق بھر کر بذریعہ نردبان شہر کی دیوارون
پر چڑھ آئے اور داخل شہر ہو کر کسی ذیجان انسان یا حیوان کو قتل سے نہ چھوڑا چنانچہ بتعمیل حکم کل
قتل کردیئے گئے اور شہر ڈھا دیا گیا اور پانی چھوڑا گیا غلہ کاشت کرایا گیا بارہ روز تک نیشاپور کے
کشتون کا شمار ہوتا رہا سواے عورت اور بچہ کے ایک کروڑ سینتالیس ہزار آدمی مرد بالغ شمار مین آئے

واقعہ قتل ہرات — شمس الدین محمد جرجانی خوارزم شاہی ایک لاکھ فوج کے ساتھ ہرات مین تھا تولے خان
جب یہان آیا پہلے لڑائی مین ایک ہزار سات سو مغل قتل ہوئے دوسرے لڑائی مین خود شمس الدین نے شہادت
پائی اہل اسلام شہر مین محصور ہو کر لڑتے رہے آخر تولے خان لڑائی سے تنگ آیا اور اہل شہر کو
امان دی مگر شہر پر قابض ہو کر صرف بارہ ہزار آدمی ملازمان خوارزم شاہی قتل کئے گئے اور شہزادہ
ابوبکر کو اوس نے حاکم شہر بنایا اور منگتائی تاتاری کو شحنہ مقرر کیا اور خود چلدیا چند ماہ بعد جب
تاتاریون نے سلطان جلال الدین کے معرکے شکست کھائی اہل ہرات کا خون پھر جوش مین آیا
حاکم اور کوتوال دونون کو قتل کر ڈالا اور باغی ہوگئے چنگیز خان نے ایلچکدائی امیر کو پھر ہرات پر بھیجا
شہر کا محاصرہ ہوا چھ ماہ تک برابر جنگ رہا لاکھون مسلمان ہزارون تاتاری کام آتے آخر فصیل شہر
پچاس گز لانبی ایک طرف سے گر گئی مگر محصوران شہر نے اوس طرف سے مغلون کو شہر مین دخل نہ دیا پھر بتاریخ
جمادی الثانی سنہ ٦١٩ جمعہ کے روز خاکستری برج تاتاریون نے اوڑا دیا اور شہر لے لیا سات روز مین
ایک کروڑ چھ لاکھ مسلمان شہید ہوئے شہر کو آگ لگا دی اس کام سے فارغ ہو کر ایلچکدائی قلعہ کالیون کو گیا او
پیچھے شہر کے بھاگے ہوئے لوگ پھر آموجود ہوئے اور صورت آبادی نمودار ہوئی یہ خبر پاکر

ایلچیکدائی نے پھر دس ہزار فوج کا دستہ ہرات پر بھیجا اونہوں نے اگر کچھہ شہری اور کچھہ دہقانی لوگون کو گرفتار کرکے ایک لاکھ کی تعداد بنائی اور قتل کردیا غرض کہ ہرات کے رہنے والون مین سے صرف سولہ آدمی کہین چھپے چھپائے بچے جنہون نے پندرہ سال تک اوسی ویرانہ شہر مین سکونت رکھی اور کُل شہر کے مکانات سے صرف سلطان غیاث الدین کا مقبرہ مسماری سے بچا ہوا تھا اور اسی مین وہ رہتے تھے سولہ برس کے بعد اس شہر کو اوگتائی خان چنگیز خان کے پوتے نے پھر آباد کیا ۔

ذکر معاودت چنگیز خان تباتار ۔ خوارزم شاہیون اور اونکی سلطنت کو جب چنگیز خان ویران کر چکا چاہا کہ اب وطن کو جاوے معاودت کے وقت چغتائی خان و اگتائی خان دونو شہزادون کو حکم دیا کہ تم غزنین و کابل و قندہار و سیستان و کیچ مکران وغیرہ شہرون کو جو سلطان جلال الدین کی جاگیر مین تھے ویران کردو پس اوگتائی خان غزنین و کابل و ماوراالنہر و سیستان وغیرہ مین دوڑا گیا صدہا شہر ہزارون قصبہ گرادئے لاکھون آدمیون کے خون بہائے اور چغتائی خان مکران کو جاکر کالنجر تک پہونچا تمام ملک اُجاڑ دیا قیدیون کے اوسکے لشکر مین یہہ کثرت ہوئی کہ ایک ایک سپاہی کی تحویل مین بیس بیس ۲۰ قیدی تہے آخر وہ لاکھون قیدی بحکم چنگیز خان قتل کئے گئے ۶۲۱ھ کے آغاز مین چنگیز خان اپنے وطن مین پہونچا اور سنا کہ شتدزتو حاکم تنگت و خطا شین نے پانچ لاکھ فوج جمع کرکے مستعد جنگ ہی یہہ خبر پاتے ہی چنگیز خان ناگہان اوس پر جا پڑا اور تین لاکھ آدمی قتل کئے اوسکا ملک لوٹ لیا پھر خواتہ تنگتاش کو گیا اور وہان کے حاکم کو مطیع کیا اس مُہم مین جوجی خان شہزادہ مرگیا چغتائی خان و اوگتائی خان باقی رہے اونمین سے اوگتائی خان کو ولی عہد بنایا اور خود ماہ رمضان ۶۲۴ھ مین مرگیا تہتر برس کی عمر پائی پچیس ۲۵ سال سلطنت کی یہہ بادشاہ کسی دین یا مذہب کا پابند نہ تھا شہر قراقرم و کلوران تاتار مین اوسکی ـ

دارالحکومت تھی خونریزی و سفاکی مین اسنے وہ نام پایا کہ قیامت تک اسکی خونریزی کا داستان اہل جہان کے ورد زبان رہیگا۔

فائدہ۔ شوکانی نے عقد الجمان مین لکھا ہی کہ سب سے پہلی جس نے قوانین کفریہ ممالک اسلامیہ مین داخل کیا ہی وہ چنگیز خان بادشاہ تتار تھا۔ یہہ لوگ کوئی دین یا مذہب کے پابند نہ تھے انہی جی سے ایک کتاب بنائی اور اوسکا نام یاسا رکھا اور اوسمین بہت سے تدبیرات خاصہ و عامہ اسم ملوک و رعیت کے ذکر کیا اور خلق کو مار مار کر اون قوانین پر چلایا پھر بعض ذریت اوسکی مسلمان ہوگئے پھر چراکسہ وغیرہ بطون تتار مالک بن بیٹھے اگرچہ مسلمان ہوگئے مگر امور متعلقہ مملکت مین اسی کتاب یاسا پر عمل کرتے رہے اور باقی امور مین شریعت پر چلتے تھے پھر اہل مصر نے یاسا پر ایک سین بڑھا کر سیاسا نام رکھا پھر بعض نے الف آخر کو حرف ہا سے بدلکر سیاسہ رکھا پھر اس سیاسہ کا یہ زور رہا کہ کوئی قطر و ملک باقی نرہا جہان اس قانون کا رواج نہ ہوا ہو۔

یورش شیر خان۔ بعد وفات چنگیز خان کے ایک دفعہ شیر خان نے جو سلطان محمود ابن شمس الدین التمش شاہ ہند کا امیر الامرا ملتان و سندہ کا صوبہ دار تھا یورش کر کے تھوڑے عرصہ کیواسطے غزنیکو مغلون کے قبضہ سے نکال کر سکہ و خطبہ بنام شاہ ہند جاری کیا اِلّا ابھی کامل استقلال ہونے بہی نہین پایا تھا کہ ہلاکو خان نبیرہ چنگیز خان نے بزور شمشیر واپس لی مغلون کے خاندان سے وہ شخص جس نے پہلے دین اسلام قبول کیا ہلاکو خان تھا اور اسی نے خلفاء عباسیہ المتعصم باللہ خلیفہ اخروی کو تخت بغداد سے خارج کر کے اوسکی سلطنت پر بھی قبضہ کر لیا ہلاکو خان کے نبیرہ ارغوان کے عہد سلطنت مین تیمور خان امرائے اعظم چنگیزی صوبہ افغانستان نے ملتان پر حملہ کیا محمد خان شہید فرزند رشید غیاث الدین بلبن شاہ دہلی نے جو ملتان کا حاکم تھا اوس کے لشکر کو شکست دی الّا آخر وہی تعاقب کرنے مین مارا گیا اوسکے بعد سلطنت افغانستان و ہند پانسو برس تک مغلونکی

قبضہ مین رہے جو قابل ذکر ولایق تحریر ہے۔

تیمور شاہ گورگانی ۔ اسکا شجرہ نسب چنگیز خان کے شجرہ کے ساتھ تومنائے خان کے نام پر ملتا ہے اسطرح پر کہ تیمور بن تراغائی نوبان بن توکل نوبان بن ایلنگز نوبان بن ایچل نوبان بن قراچار نوبان بن امیر سوغان چیچن بن قاچولی نوبان بن تومنائی خان اور قراچار نوبان چغتائی خان بن چنگیز خان کے دربار مین امیر الامراء تھا جب چغتائی خان کی اولاد کی حکومت بسبب عداوت باہمی کے جاتی رہی قراچار کی اولاد شہر سبز ادر کش مین آباد رہے اور تھوڑے سے علاقہ مین اپنا گذارہ رکھا شنبہ کی رات پانچوین شعبان سنہ ۷۳۶ھ مین تیمور پیدا ہوا بچپن کی عمر مین اسکا باپ مر گیا یتیمی کی حالت مین اس نے پرورش پائی سنہ ۷۶۱ھ مین توغلق تمور ماوراء النہر پر دخیل ہوا تو اوس نے شہر سبز و علاقہ کش اسکا وطن و مولد اس کو دیدیا پھر یہ امیر حسین پاس گیا اور سامان امارت کا بہم پہونچایا پھر اوسکے قتل کے بعد بارہوین رمضان سنہ ۷۷۱ھ مین یہ تخت نشین ہوا شہر سمرقند دار الحکومت بنایا جب سلطنت اسکے ہاتھ لگی تو چنگیز خان سے بڑھ کر کشت وخون مین قدم رکھا اگر اسکے جملہ واقعات شرح لکھے جاوین تو طوالت کا خوف ہے مختصر یہ کہ اس نے اپنی اولوالعزمی اور دلاوری سے افغانستان ایران کو زیر کر کے اصفہان مین قتل عام کیا اور بغداد مین قتل کر کے غارت کیا اور روس کے ملک مین لشکر لے گیا بعد بقدر فتوحات کی اوس نے ہندوستان کے تسخیر پر کمر باندھی اور کابل و پشاور کے رستہ افغانستان کا راستہ سیدھا کرتا ہوا ہند مین داخل ہوا ملک کو لوٹتا جلاتا ہوا سنہ ۱۳۹۸ع مین دہلی تک پہونچا سلطان محمود بادشاہ دہلی نے مغلوب ہو کر قلعہ خالی کر دیا فوج تیمور نے خاطر خواہ شہر کو تاراج کیا اور نصف سے زیادہ پھونک دیا تیمور تخت دہلی پر اجلاس کر کے اپنے تئین بادشاہ ہند مشہور کیا صرف پندرہ روز دہلی مین رہکر شمالی اضلاع کو تاراج کرتا ہوا اور میرٹھ کے قلعہ کو

خاک سیاہ کرکے مع قیدیان اہل ہند دارالسلطنت کو روانہ ہوا دسوین شعبان سنہ
امیر بیمار ہوا سترہوین شعبان کو وفات پائی اس بیماری مین امیر نے شہزادہ پیر محمد کو ولیعہد کیا
چھبیس ۲۶ بیٹے اور پوتے باقی چھوڑے مگر اونمین اتفاق نرہا جہان کوئی تھا وہان ہی قابض ہو
بیٹھا اس امیر نے اکہتر برس کی عمر پائی چھتیس ۳۶ سال سلطنت کی سمرقند مین دفن ہوا اسکے انتقال کے
بعد اوسکا فرزند شاہرخ جو ہرات کا مالک تھا افغانستان وخراسان وسیستان کو شامل کرکے مسند آرا ہوا
جب وہ بھی اپنی نوبت بھگت کر عالم آخرت کو سدھارا تب افغانستان کے علیحدہ ملکو نمین چند بڑے
بڑے سردار خود سر حاکم ہوگئے جیسا کہ ہرات مین مرزا بالستقر فرزند شاہرخ اور پھر شاہ حسین مالک ہوا
اور قندہار مین امیر ذوالنون حاکم تھا وہ کابل وغزنی پہلے مرزا عمر شیخ کے تحت مین تھا ازان بعد مرزا الغ بیگ
بیٹا ابوسعید مرزا کا تخت نشین کابل ہوا اسکے عہد مین قوم یوسف زی اور دیگر اولاد خشی افغان کابل کے
علاقہ سے خارج ہوکر پشاور کیطرف آئے سنہ ۹۰۶ مین مرزا الغ بیگ فوت ہوا جسکے بعد مرزا عبد الرزاق
فرزند خورد سال اوسکا تخت نشین کابل ہوا اور ایک شخص زکی نام اوسکے ملازمون سے
صاحب اقتدار ہوگیا لیکن زکی کے نخوت وتکبر سے امراء تنگ آکر عید الضحیٰ کے روز قتل سے
اوسکی تواضع کی گئی بعد اسکے بھی بباعث بے اتفاقی ارکان ریاست وکم سنی حاکم اہالی کابل کا
نہایت پریشانی پر تھا ایسے وقت مین محمد مقیم چھوٹا بیٹا امیر ذی النون کا جو سلطان حسین بادشاہ
خراسان کے جانب سے حاکم ملک گرمسیر تھا جمعیت لشکر ہزارہ وتکدری متوجہ کابل ہوا مرزا عبد الرزاق
طاقت لڑائی نہ سمجھکر افغانون مین بعلاقہ لغمان بھاگ گیا اور وہ کابل پر محمد مقیم نے قبضہ کرکے
دختر مرزا الغ بیگ سے نکاح کر لیا مگر رعایا کو راضی نرکھ سکا یہ حال سنکر محمد بابر بادشاہ جو سنہ ۹۹ مین

بابر کا حال بعد وفات اپنے والد کے بارہ برس کی عمر مین فرغانہ اور اندجان کے تخت کا مالک ہوا تو بباعث [illegible] شیبانی
خان اوزبک کے تسلط اور اپنے بھائیون کی بے اتفاقی سے باوجود محنت اور ہوشیاری کے

سلطنت مین استقلال نہین رکھتا تھا آخر اوس طرف سے مایوس تو تھا ہی حسب صلاح امیر محمد باقر
بامید حصول قبضہ افغانستان کو ہندوکش سے گذر کر کابل کیطرف روانہ ہوا محمد مقیم تاب مقابلہ
نہ لاکر اول حصاری ہوا اور آخر کو طالب امان ہوکر قلعہ خالی کر دیا ظہر الدین محمد بابر نے تخت نشین
افغانستان ہوکر کابل مین قبل از فتح ہندوستان بائیس برس حکومت کی چند سال قندہار کے
مہم پر صرف ہوئے جہان شاہ بیگ ارغوان اور محمد مقیم نے شکست کھاکر قندہار سے ہاتھ اوٹھایا
قوم ہزارہ اور مغربی افغانستان کو جہان تک ہوسکا درست کر کے مشرقی حصہ کیطرف توجہ کی
افغانان میہمند اور یوسف زئی سے لڑائیان ہوتی رہین ملک باجوڑ فتح کر کے قوم یوسف زئی
پر خراج مقرر کیا پھر ہندوستان کے واقعات موجودہ کو خیال مین لا کر حسب اشارہ دولتخان
لودھی بجمعیت پندرہ ہزار سپاہ دہلی کی سلطنت پر دعوی کر کے روانہ ہوا دوسرے طرف سے ابراہیم شاہ
لودھی ایک لاکھ سوار اور ایکہزار ہاتی لیکر بمقام پانی پت مقابلہ کیا سخت لڑائی ہوئی چونکہ ابراہیم
فن جنگ سے واقف نتھا ایک ہی جگہہ فوج کھڑی کر دی تھی اور بابر ایک جری سپہ سالار سے بھی بہتر خود
اپنی لشکر کو کمان دیتا تھا معقولیت سے فوج غنیم کے انبوہ کثیر سے اپنی فوجکو لڑایا فوج مغلیہ کے اون دو
دستون نے جن کو تولقمہ کہتے تھے ہر دو جانب سے نکلکر سپاہ مخالف پر جا پڑے اور اونکا تعاقب
مارا جب انکی فوج مین تزلزل ہوا تب بازو راست و چپ والون نے بھی حملہ کیا اس خونخوار جنگ
مین ابراہیم شاہ مع پانچ چھ ہزار سپاہ خاصہ ایک موقع معرکہ مین مارا گیا اور باقی فوج منتشر ہوگئی بابر
فتح کے جھنڈے اڑاتا ہوا آگرہ تک پہونچا سنہ ۱۵۲۶ء مین اوس نے دار السلطنت ہندوستان
پر قبضہ کر کے تخت نشین دہلی کا ہوا اٹھائیس سال متفرق ملکو نمین سلطنت کر کے سنہ ۹۳۷ مطابق
سنہ ۱۵۳۰ء مین بعمر پنجاہ سال کی آگرہ مین فوت ہوا اور اسکی نعش بموجب وصیت کابل مین لا کر
دفن کیگئی باپ کیطرف سے سلسلہ نسب تیمور شاہ تک اور مان کیطرف سے چنگیز خان تک

پہونچتا ہی۔ بابر کو ابتدائے جوانی مین شراب کا بہت شوق تہا چنانچہ کابل سے بابر ہیولت سبزہ زار مین ایک چہوٹا سا حوض پتہر مین کہدوایا گیا اور وہ مُے ارغوانی سے بہر دیا جاتا تہا اور بابر اوسجگہ بزم نشاط کیا کرتا تہا چنانچہ یہ بیت اوسکی طبعزاد حوض کے کنارہ پر کندہ کرادی تھی۔

نوروز نوبہار و مے دلبر خوش است	بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

مگر ہندوستان کی تخت نشینی کے بعد بابر نے شرابخواری سے توبہ کی اور سب نے چاندی کی پیالیان جنمین بابر شراب پیا کرتا تہا اونکو گلوا کے فقرا و مسکینونکو خیرات کردین گئیں اور بابر ہمیشہ کے لیئے تائب رہا اور اسکے انتقال کے بعد اسکے خاندانمین شاہان مغلیہ کے بادشاہ جو ہندوستان مین تخت نشین رہے اونکے اسما نقشہ ذیل مین ہدیہ ناظرین ہین۔

نقشہ پانزدہم سلاطین مغلیہ خاندان بابریہ چغتائی جو ہند مین فرمانروا ہی

نشان سلسلہ	اسماے سلاطین عظام ہندوستان	تاریخ ولادت	مدت عمر و سنہ جلوس: مدت عمر	مدت عمر و سنہ جلوس: سنہ جلوس	مدت سلطنت و تاریخ وفات: مدت سلطنت	مدت سلطنت و تاریخ وفات: تاریخ وفات	[illegible]	[illegible]	نامہاے ہمعصر شاہان انگلشیہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	نصیر الدین محمد ہمایون بن ظہیر الدین بابر بادشاہ	۴ ذیقعد ۹۱۳ھ	۴۹ سال ۴ ماہ [illegible]	۶ جمادی الاول ۹۳۷ھ	۲۵ سال ۱۰ ماہ [illegible]	۱۱ ربیع الاول ۹۶۳ھ	[illegible]	[illegible]	پہلے ہنری ہشتم دوسرے ایڈورڈ ششم تیسرے ملکہ میری معاصر شاہان انگلستان تھے
۲	جلال الدین محمد اکبر بن ہمایون	۵ رجب ۹۴۹ھ [illegible]	۶۳ سال ۱۱ ماہ [illegible]	۲ ربیع الثانی ۹۶۳ھ	۵۱ سال ۲ ماہ ۱۱ روز	۱۳ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ	مرض الموت	سکندرہ [illegible]	پہلے ملکہ میری دوسرے ملکہ الزبتہ تیسرے جیمس اول معاصر شاہان انگلشیہ تھے

٣	محمد سلیم نور الدین محمد جہانگیر بن جلال الدین اکبر بادشاہ	۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ	۵۹ سال ۱۱ ماہ ۲۰ یوم	۲۰ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ	۲۲ سال ۱۱ ماہ ۲۳ یوم	۲۷ صفر ۱۰۳۷ ہجری	ضیق النفس	شاہدرہ لاہور	پہلے جمیس اول دوسرے چارلس اول یہ دو بادشاہان انگلشیہ تھے۔
۴	ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بن نور الدین جہانگیر بادشاہ	غرہ ربیع الاول ۱۰۰۰ھ	۷۶ سال ۴ ماہ ۲۰ یوم	۸ جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ	۳۱ سال ۴ ماہ ۲۲ یوم	۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ	مرض الموت بقید عالمگیر	اکبر آباد	پہلے چارلس اول دوسرے جمہوریہ۔
۵	ابو المظفر محی الدین اورنگزیب عالمگیر بن شاہجہان	۱۱ ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ	۹۰ سال ۷ یوم	غرہ ذوالحجہ ۱۰۶۸ھ	۵۰ سال ۲۷ یوم	۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ	مرض الموت	اورنگ آباد در خلد آباد	پہلے جمہوریہ دوسرے چارلس دوم تیسرے جمیس دوم چوتھے ولیم سوم پانچویں ملکہ این۔
٦	محمد اعظم شاہ بن اورنگزیب عالمگیر	در ۱۰۶۳ھ در دکن	۵۵ سال ۴ ماہ بمیدان جنگ	۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ	ایکسال ۲۰ روز	در ۱۱۱۹ ہجری	جنگ میں زخمی ہو کر	قرب متصل [illegible]	ملکہ این
۷	محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ بن اورنگزیب عالمگیر	سلخ رجب ۱۰۵۳ھ در دکن	۷۰ سال ٦ ماہ	غرہ ذی الحجہ ۱۱۱۹ھ	۵ سال یک ماہ	۲٦ محرم ۱۱۲۴ھ	.	دہلی بدرگاہ قطب صاحب	ملکہ این
۸	معز الدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ	۱۰ رمضان ۱۰۷۱ھ در دکن	۵۲ سال ۴ ماہ	۷ محرم ۱۱۲۴ھ	۱۰ ماہ ۸ یوم	۲۳ ذیقعدہ ۱۱۲۴ھ و بقول دیگرے محرم ۱۱۲۵ھ	.	مقبرہ ہمایون در دہلی	ایضاً
۹	جلال الدین محمد فرخ سیر بن عظیم الشان بن بہادر شاہ	۱۷ رجب ۱۰۹۵ھ در دکن	۳۵ سال ۸ ماہ ۲۰ یوم	۲۳ ذیقعدہ ۱۱۲۴ھ	٦ سال ۴ ماہ ۱۱ یوم	۹ ربیع الاول ۱۱۳۱ھ	.	ایضاً	پہلے ملکہ این دوسرے جارج اول
۱۰	رفیع الدرجات محمد ابو البرکات بن شاہزادہ رفیع الشان بن بہادر شاہ	۷ جمادی الثانی ۱۱۱۱ھ در دہلی	۲۰ سال یکماہ ۱۳ یوم	۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ	۳ ماہ گیارہ یوم	۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ		ایضاً	جارج اول
۱۱	شمس الدین رفیع الدولہ بن رفیع الشان بن بہادر شاہ بادشاہ	۵ صفر ۱۱۱۳ھ در دہلی	۱۸ سال ۹ ماہ ۱۲ یوم	۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ	۳ ماہ ۸ یوم	۲۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ		ایضاً	ایضاً

۱۲	فردوس آرامگاہ ابو الفتح روشن اختر محمد شاہ بادشاہ بن خجستہ اختر بن [illegible]	۲۶ ربیع الاول سنہ ۱۱۱۴ھ	۴۷ سال ایکماہ ایک یوم	۱۸ ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۱ھ در دہلی	۲۹ سال ۵ ماہ ۸ یوم	۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۱۶۱ھ	.	دہلی بدرگاہ محبوب الٰہی رح	جارج دوم
۱۳	خلد آرامگاہ مجاہد الدین ابو النصر احمد شاہ بن محمد شاہ بادشاہ	۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۹ھ	۵۰ سال ۳ ماہ ۱۵ یوم	۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۱۶۱ھ	۶ سال ۷ ماہ ۸ یوم	۹ شعبان سنہ ۱۱۶۷ھ	.	دہلی	ایضاً
۱۴	عرش منزل عالمگیر ثانی بن معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ	سنہ ۱۰۹۹ھ در ملتان	۷۳ سال چند ماہ	۱۰ شعبان سنہ ۱۱۶۷ھ در دہلی	۶ سال ۶ ماہ ۲۰ یوم	۸ ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۳ھ	.	مقبرہ ہمایون	ایضاً
۱۵	محی السنۃ شاہجہان ثانی بادشاہ بن محی الملۃ بن مرزا کام بخش	.	.	سنہ ۱۱۷۳ھ	۱۱ ماہ ایکیوم	سنہ ۱۱۷۴ھ میں خلع کیا گیا	.	.	جارج دوم و جارج سوم
۱۶	فردوس منزل عالی گوہر محمد شاہ عالم بادشاہ بن عزیز الدین عالمگیر ثانی	۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۱۴۰ھ	۸۰ سال ۹ ماہ ۲۰ یوم	۸ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳ھ	۴۸ سال ۴ ماہ ۳ روز	۱۷ رمضان سنہ ۱۲۲۱ھ	.	بدرگاہ خواجہ قطب صاحب رح	پہلے جارج سوم و [illegible] جارج چہارم
۱۷	بیدار شاہ بن احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۰ھ در دہلی	۲۴ سال	سنہ ۱۲۰۱ھ در دہلی	۲ ماہ ۵ یوم	سنہ ۱۲۰۲ھ	.	دیوڑھی نو محلہ	جارج چہارم
۱۸	عرش آرامگاہ ابو النصر معین الدین محمد اکبر شاہ عالم بادشاہ	۵ شعبان سنہ ۱۱۷۳ھ [illegible]	۷۹ سال دو ماہ ۱۰ یوم	۷ رمضان سنہ ۱۲۲۱ھ در دہلی	۳۱ سال ۹ ماہ ۲۱ یوم	۲۸ جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۳ھ	.	بدرگاہ قطب صاحب رح	ولیم چہارم
۱۹	ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بن اکبر شاہ بادشاہ	۲۸ شعبان سنہ ۱۱۸۹ھ	با سال انتزاع سلطنت سنہ ۱۲۷۳ھ	۲۸ جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۳ھ	سال خروج سنہ ۱۲۷۳ھ	سنہ ۱۲۷۳ھ	مرض الموت در رنگون		ملکہ وکٹوریا قیصر ہند تا سانحہ غدر ہندوستان سنہ ۱۲۷۳ھ مع انگلستان [illegible] اور بعد ۱۲۷۳ھ کے انگلستان [illegible] ہندوستان میں حکمران ہے

لالہ
بیدار شاہ وہی ہے
جسکو غلام قادر نے بعد اندھا
کرنے شاہ عالم کے تخت پر
بٹھایا گیا تھا اور جب شاہ عالم
اعانت مرہٹہ سے سریر آرا ہوا
اوسکو ہلاک کیا ۱۲ منہ

دار الخلافت دہلی کے معاصر سلاطین اسلامیہ کا مختصر حال

اب ہم تاریخ دکن کی اوس زمانہ کو پیش نظر کرتے ہین جسمین دار السلطنت دہلی کے سلاطین افغانیہ کے عہد مین کئی جگہ اور اسلامیہ خود مختار سلطنتین قائم ہوگئین تھین -

چنانچہ ظفرشاہ گجراتی کے خاندانکی بنیاد سلطنت ۷۹۳ھ کو ملک گجرات مین اور سلطان حسین المخاطب بہ دلاور خان شاہان خلجیہ کے خاندانکی سلطنت ملک مالوہ اور منڈو مین اور محمد بختیار خلجی کی سلطنت بنگال و سنار گانون و لکھنوتی و بہار وغیرہ مین اور ملک سرور خان جہان المخاطب بسلطان الشرق کے خاندان کی سلطنت جون پور مین ۔ اور امیر شجاع بیگ ارغون بن امیر ذوالنون کی سندھ و ٹھٹھہ مین اور شاہ میر المخاطب بسلطان شمس الدین کی کشمیر مین خود مختار سلطنتین قائم ہوتین -

سلطنت بہمنیہ کی بنیاد اور حسن گانگو بانی کا حال -

ان سب مین دکن کی سلطنت ملقب بہ بہمنیہ بڑی مشہور رہی جسکا بانی ایک افغان سردار ظفر خان نامی گذرا ہی جو محمد تغلق کے عہد مین تھا - دار الخلافت دہلی سے جو حاکم فوج لیکر اس سے لڑنے آیا اون سبکو اس جوانمرد سردار نے مغلوب کیا اور گلبرگہ اپنا تختگاہ قرار دیکر اوسکا نام حسن آباد مقرر کرکے سلطنت دکن کا خودسر بادشاہ بنگیا -

یہ شخص پہلے ایک مفلس و نادار آدمی تھا کانگو نامی ایک برہمن منجم ملازم شاہزادہ محمد تغلق کے پاس دار الخلافت دہلی مین رہا کرتا تھا اور اوسی زمانہ مین ایک روز سلطان المشائخ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف مین عام و خاص کی دعوت تھی شاہزادہ محمد تغلق بھی اس دعوت مین شریک تھا

جب یہہ شاہزادہ رخصت ہوا تو ظفر خان بھی اوسی مفلسانہ حالت مین بیرون خانقاہ آکر کھڑا ہو گیا حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ رح نے ارشاد فرمایا کہ (سلطانی رفت و سلطانی آمد) اور ایک روٹی جو افطار خاص کیلئے طاق مین رکھی ہوئی تھی انگشت مبارک پر رکھکر اسکو دی اور فرمایا کہ یہہ چتر شاہی ہے غرضکہ اس بشارت کامل البشارت کے تھوڑے ہی زمانہ بعد خان موصوف کانگوے برہمن کے ذریعہ سے جو اس پر مہربان رہا کرتا تھا شاہزادہ محمد تغلق کی نوکری مین اپنی امانت و دیانت داری کے باعث ملازمان شاہی مین شریک ہو گیا اور جب شاہزادہ محمد تغلق مالک تاج و تخت ہوا تو اوس نے تغلق خان حاکم دکن کے ماتحت اسکو بھیجدیا تغلق خان کے قتل کے بعد بادشاہ خود سطرف متوجہ ہونیوالا تھا مگر اسکو خبرداروں نے خبر دی کہ گجرات مین طغی نام غلام نے بغاوت کی اور وہان فساد برپا ہو گیا ہے اسلئے بادشاہ نے پہلے گجرات کیطرف رخ کیا اور عماد الملک ترکمان کو لشکر دیکر دکن کے مہم پر مامور کیا آخر گروہ متمردین نے اسمعیل فتح خان کو بادشاہ بنا کر عماد الملک کا سخت مقابلہ کیا نتیجہ جنگ شاہ دہلی کے خلاف ہوا اور ملک دکن شاہی تصرف سے نکل گیا اور اسکے بعد اسمعیل فتح خان امور سلطنت سے خود ہی علاحدہ ہو گیا اور باتفاق اعیان دکن بادشاہت ظفر خان کو ملی ۞

اس نے بعد تخت نشینی سلطنت دکن کو زینت دی اور اپنے پرانے آقا کے یادگار مین اپنا لقب حسن علاء الدین کانگوی بہمنی مقرر کر کے تخت شاہی پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے یہی حکم دیا - کہ پانچ من طلا اور دس من نقرہ حضرت مولانا برہان الدین غریب قدس سرہ کے معرفت ترویح روح پر فتوح حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے یہان پہونچا دین المختصر گیارہ سال دو ماہ نیکنامی سے سلطنت کر کے سنہ ۷۵۹ ہجری مین دنیا اہل دنیا کو چھوڑ کر عالم عقبیٰ کا رستہ لیا ساٹھ سال کی عمر پائی ۞

سلطان محمد شاہ بن سلطان حسن کانگوے بھمنی کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد سلطان محمد شاہ اسکا بیٹا تخت نشین ہوا یہ شخص حنفی مذہب کا پابند تھا۔ اس نے احکام شرع کو رونق دی اور اپنے باپ کے وقت کا تمام خزانہ خیرات کیواسطے اپنی والدہ کے ہمراہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ زادا اللہ شرفاً وتعظیماً مین بھیجدیا اور راے تلنگ اور بیجانگر کے ساتھ اس نے بڑے بڑے معرکے کئے اور فتحیاب رہا اور اوسکو فرمان بردار و باجگذار بنایا دکن کے بتخانون کو توڑدیا اور بت پرستی موقوف کیا اور عبادت حق کے واسطے مسجدین بنوائین حضرت شیخ زین الدین چشتی قدس سرہ کا مرید تھا سترہ برس اس نے بکمال دینداری و استقلال سلطنت کی آخر نوین ذیقعدہ ۷۷۶ھ مین وفات پائی ۔

سلطان مجاہد شاہ بن محمد شاہ بھمنی کا حال

اور اسکے وفات کے بعد اونیس برس کی عمر مین سلطان مجاہد شاہ اسکا بیٹا سریر آرا ہوا اس نے مملکت کو وسعت دی اور راے بیجانگر کو مطیع کیا مگر آخر سترہوین ذیحجہ ۷۷۹ھ مین اسکو داود خان اسکے چچا نے قتل کرڈالا کل تین سال سلطنت کی ۔

سلطان داود شاہ بن علاؤ الدین حسن بھمنی کا حال

اور بعد قتل سلطان مجاہد شاہ کے داود شاہ تخت نشین ہوگیا لیکن اسکو تخت شاہی نامبارک ہوا کل ایک ہی مہینے اس نے حکمرانی کرنے پایا آخر اسکو مجاہد شاہ کے غلام نے قتل کرڈالا ۔

اور اس واقعہ کے بعد سلطان محمود بن حسن بھمنی تخت شاہی کا مالک ہوا ۔

سلطان محمود بن حسن بھمنی کا تذکرہ

یہ بادشاہ سلیم النفس حلیم الطبع کم آزار خوش طبع خوشخط خوش الحان و شاعر تھا اس نے اپنی تمامی عمر مین ایک ہی نکاح کیا علما کی صحبت مین رہا اور خواجہ حافظ شیراز کو ہزار اشرفیان روانہ کرکے پیغام طلب بھیجا

وہ نہین آئے آخر اونمیں سال نیکنامی کے ساتھ سلطنت کرکے تپ محرقہ سے اگلیون جب سنہ ۷۹۹ھ مین یہہ نیکنام بادشاہ رحلت کرگیا اور سیف الدین غوری اسکا وزیر تھا ایک سو سات برسکی عمر پاکر یہہ بھی اوسی روز وفات پائی۔

حال سلطان شمس الدین بن محمود شاہ۔

محمود کے وفات کے بعد اول غیاث الدین اوسکا بیٹا بادشاہ بنا اوسکو تغلچین امیر الامرا نے اندھا کرکے سلطان شمس الدین کو تخت نشین کردیا اور خود وزیر بنا اس بابسے فیروز خان اور احمد خان شہزادگان داود شاہ ناراض ہوگئے اور مسمی سدہو ساغر کے حاکم سے مدد لیکر اسپر چڑھ آئے اور معرکہ آرا ہوئے آخر صلح ہوگئی مگر اسکے دو ہفتہ بعد ہی اونھون نے اسکو گرفتار کرکے اندھا کردیا اور یہہ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ زادہما اللہ شرفا وتعظیما کو چلا گیا اور وہین رہا آخر سنہ ۸۱۶ھ مین انتقال کیا۔

سلطان فیروز شاہ بن داود شاہ کا حال

اور اسکے بعد فیروز شاہ تخت نشین ہوا۔ یہہ بادشاہ بڑا مالدار اور صاحب حشمت وجاہ و جلال گذرا۔ اسکے عہد مین سلطنت ترقی پر آئی اور راے بیجانگر کو اس نے شکست فاش دی اور اوسکی لڑکی نکاح مین لی اور چوبیس جنگ اس نے ہندؤن کے ساتھ کئے اور اون سب مین یہہ فتحیاب رہا قرآن شریف یہہ شخص خوشخط لکھتا اور فارسی شعر موزون و پر مضمون کہتا اور ایک ہفتہ مین تین روز یہہ بذات خود مدرسہ مین جایا کرتا تھا اور طلباؤنکو پڑھاتا اسکو ہر ایک زبان کا لغت یاد تھا زبان دانی مین اوستاد تھا اس نے سُنا کہ حضرت سید محمد گیسو دراز بندہ نواز چشتی قدس سرہ نے اسکے بھائی احمد خان کو از روے کشف بشارت سلطنت دی ہے اسلئے یہہ برہم ہوگیا اور اپنے فرزند حسن خان کو ولیعہد کیا اور بھائی احمد خان کا دشمن بن گیا اور اوسکے قتل مین کوشش کی مگر کوئی تدبیر اسکے پیش رس نگئی اور دیکھا کہ کل امراء دولت اور رعایا احمد خان کی حکومت پر راضی ہین

آخر بیچہ مجبور ہو گیا اور بروز دوشنبہ بست و پنجم شوال کو پچیس سال سلطنت کر کے انتقال کیا جنت آشیانے اسکی تاریخ ہے ملا داود بیدری نے کتاب تحفۃ السلاطین اسکے نام پر لکھی ہے

سلطان احمد شاہ بن داود شاہ بھمنی کا حال

اور فیروز شاہ بھمنی کے انتقال کے بعد سلطان احمد شاہ نے بادشاہت پائی اور حضرت سید محمد گیسو دراز اپنے مرشد کیلئے اس نے لاکھون روپیہ خرچ کر کے خانقاہ و گنبد وغیرہ بنوایا اور راے کرناٹک پر لشکر کشی اور اوس کو مغلوب کیا و ہوشنگ والی مالوہ کے ساتھ جنگ کر کے فتحیاب رہا اور شاہ نعمت اللہ ولی رح کے فرزند میر نور الدین کو اس نے اپنے پاس بلایا اور اپنی لڑکی اونکے نکاح مین دی آخر تیرہ برس بالاستقلال سلطنت کر کے ۲۶ ماہ رجب ۸۳۰ھ مین وفات پائی اسکو درویشون و خدا پرستون سے کمال محبت تھی اسلیے سلطان احمد شاہ ولی البھمنی سے مخاطب ہوا۔

سلطان علاء الدین احمد شاہ بھمنی کا حال

اور اوسکے وفات کے بعد اسکا فرزند علاء الدین بادشاہ ہوا یہ شخص عالم اور فاضل و خدا پرست گذرا دیو راے راجہ کرناٹک نے بغاوت کا جھنڈا اکھڑا کیا تھا اوسپر لشکر کشی کی اور غالب آیا تمام بت خانہ توڑ دیا اور عبادت خانہ بنوایا اور دار الشفا مین و مدارس اشاعت علم کے لئے تعمیر کروایا بڑا متقی و پرہیزگار و دیندار شخص تھا اتقا کے سبب سے بادشاہ مشرک سے ہم کلام نہین ہوا تئیس سال اس نے بکمال دینداری سلطنت کی آخر ۸۶۳ھ مین وفات پائی۔

سلطان ہمایون ظالم بن علاء الدین بھمنی کا حال

اور اسکے وفات کے بعد سیف خان اور ملو خان امرا اور شاہ خلیل و حبیب اللہ نعمت اللہ ولی کے پوتون کی تجویز سے حسن خان اس کا چھوٹا شہزادہ تخت نشین ہوا مگر اسیر ہمایون نے یورش کی اور حسن خان کو قید و جلال خان و سکندر خان سلطان مرحوم کے پوتے اور سیف خان اور ملو خان امیر الامرا اور حبیب اللہ

ور شاہ خلیل کو قتل کرکے خود تخت نشین ہوگیا اور حسن خان کے ملازمون کو پکڑکے زندہ آگ مین جلا دیا اور بعضون کو اوبلتے ہوئے پانیمین ڈالکر مار دیا اسکی زبان سے بجز قتل کے اور کوئی حکم خیر جاری نہین ہوتا تہا آدمیون کے سرون سے بہیگیند رکہتا اور جب تیر اندازی کا اس کو شوق ہوتا تہا تو دو سو بیچارے راستے کے چلنے والے لوگ پکڑوا منگاتا اور تیرون سے اون کا نشانہ بناتا تہا اہل دربار جب اسکے پاس جاتے تو پہلے اپنے گہر والون سے رخصت ہوتے اور اوسکے رُوبرو دم بخود رہتے کہ ہر ایک اپنے دم کو دم آخری تصور کرتے اور زنا و بدکاری کا یہ حال تہا کہ جو کوئی شادی کرتا اوسکی دولہن پہلے اسکی خوابگاہ مین بہجوائی جاتی اور خود جس عورت سے نکاح بہی کرتا تہا تو چار روز کے بعد اوسکو مار ڈالتا آخر یہ ایک رات شراب کی نشہ مین مست و بیخود سو رہا تہا ایک لونڈی اسکے سر پر آئی اور بیخبر پاکر ایک بڑی لکڑی اوٹہالائی اور ایسی زور سے ماری کہ اسکا سر پہٹکر مغز نکل پڑا آخر تین سال ظلم کے ساتھ سلطنت کرکے ۸۶۵ھ مین مرگیا۔

نظام شاہ بن ہمایون کا حال

اور اسکے بعد سلطان نظام شاہ اسکا فرزند چودہ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا اور ملک التجار محمد گاوان اسکا وزیر مقرر ہوا اس نے راجہ اوڑیسہ اور سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ سے جنگ آزما ہوا اور فتحمند ہوا اور گیارہوین شوال ۸۶۷ھ مین اسکی شادی ہوئی اور یہہ بسبب زفاف دفعتاً مرگیا۔

ذکر شمس الدین محمد بن ہمایون۔

اور بعد انتقال سلطان نظام شاہ کے شمس الدین محمد نو برس کی عُمر مین تخت نشین ہوا اور خواجہ جہان ترک اسکا وزیر بنا اور ملک التجار محمود گاوان نے امیر الامرائی پائی اور چند روز کے بعد خواجہ جہان بادشاہ کی والدہ کے اشارہ سے قتل ہوا پھر محمود گاوان نے وزارت پائی اور بادشاہ نے جب سن بلوغ کو پہونچا اور ہوش سنبہالا تو

بڑے بڑے راجاؤن کے ساتھہ جنگ کرتا رہا اور محمود شاہ بادشاہ مالوہ کو شکست دی مگر باوجود
اسکے اتفاقا اور دینداری کے اس نے اہل غرض کے عرض معروض پر محمود گاوان جیسے وزیر باتدبیر
کو قتل کروایا اور یہی باعث زوال سلطنت بہمنیہ کا شروع ہوا اور آخر یہہ بادشاہ بیس سال سلطنت
کرکے غرہ صفر سنہ ۸۸۷ ہجری مین بیمار ہوکر مرگیا۔

سلطان محمود شاہ بن شمس الدین کا حال

اور سلطان محمود شاہ بارہ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا انتظام الملک بحری
اور قوام الملک صغیر و کبیر دونون اور یوسف عادل شاہ و سید حبیب اللہ و محب اللہ
انکے امرا تھے لیکن بسبب نفاق باہمی امراے دولت کے سلطنت کا کام درہم برہم ہوگیا
آخر اس نفاق باہمی کے باعث تمام صوبہ دار منحرف ہوکر خودسر ہوگئے اور آخر کار یہہ
بادشاہ بکمال بیخبری اور عیاشی مین ۳۷ سال سلطنت کرکے سنہ ۹۲۴ ہجری مین مرگیا۔

سلطان احمد شاہ بن محمود بن محمد شاہ بن محمد شاہ بن ہمایون شاہ کا حال۔

اور اسکے انتقال کے بعد احمد شاہ تخت نشین ہوا مگر اسکے عہد مین کل
صوبجات خودمختار ہوگئے تھے اسکا نام صرف خطبہ و سکہ پر جاری تھا
اسکو سلطنت سے کچھہ سروکار نہ تھا شاہی فوج کی تعداد چار ہزار سوارون سے
زیادہ نہ تھی اور امیر برید مختار کل ہوگیا تھا اور جب اس بادشاہ کو تنگی خرچ ہوئی تو تخت فیروزہ کا
اس نے جواہر فروخت کرکے کھایا آخر امیر برید غضب مین آیا اور اس کو زہر دیکر سنہ ۹۲۷ مین مار ڈالا

سلطان علاؤالدین بن احمد شاہ کا حال

اور جب اسکا کام تمام ہوا تو سلطان علاؤالدین تخت نشین ہوکر چاہا کہ
امیر برید کا کام تمام کرکے خودمختاری پاوے جب یہہ راز کھل گیا
اور امیر برید مطلع ہوا تو اس نے اس کو سنہ ۹۲۹ ہجری مین قتل کرڈالا۔

شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود کا حال۔

اور اسکے قتل کے بعد شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود براے نام
تخت سلطنت پر بیٹھا مگر اسکی منکوحہ کے ساتھہ امیر برید نے

آشنائی پیدا کرلی تھی اس لئے امیر برید نے اس کو مار ڈالا۔

شاہ کلیم اللہ بن محمود شاہ کا حال

اور اس کے بعد سنہ ۹۳۰ ہجری میں شاہ کلیم اللہ سریر آرا ہوا اور یہ آخری بادشاہ سلاطین بہمنیہ کا ہی اس نے اپنی تباہی و ناداری میں ماخوذ ہو کر شاہ بابر کو عرضی لکھی جب یہ حال امیر برید کو معلوم ہوا تو اسکے قتل پر آمادہ ہو کر اوس کے دریے ہوا یہ سنکر برہان نظام شاہ کے پاس چلا گیا اوس نا ہنجار نے اس کو زہر دیکر سنہ ۹۳۰ میں اس کا کام تمام کر ڈالا اور سلطنت بہمنیہ اس پر ختم ہو گئی۔

اور سلطنت بہمنیہ کے خاتمہ پر دکن میں پانچ سلطنتیں علحدہ علحدہ قایم ہو گئیں اور جب تک ان سب کو شاہان مغلیہ نے خاطر خواہ فتح نکر لیا برابر حکمرانی کرتے رہے۔

ان پانچوں سلطنتوں کی اجمالی کیفیت یہ ہے۔

بریدیوں کا حال۔

کہ بریدیوں نے بعد ختم سلطنت بہمنیہ کے اپنا دار الحکومت محمود آباد بیدر قرار دیا اس کا بانی محمد قاسم برید نامی ایک شخص گذرا ہے جو پہلے شاہان بہمنیہ کے غلاموں سے تھا اس نے محمد شاہ بہمنی کے وقت امارت اور سلطان محمود شاہ کے عہد میں وزارت پائی اور یہاں تک اختیار حاصل کر لیا کہ رفتہ رفتہ اس نے اپنے نام کا خطبہ جاری کیا اور جب یہ مر گیا تو اس کا بیٹا امیر برید جانشین ہوا یہ ایک رات کہیں شراب پی رہا تھا گیدڑوں کی آواز آئی اپنے ہمنشینوں سے پوچھا کہ گیدڑ کیا کہتے ہیں عرض کیا کہ حضور جاڑے کے صدمہ سے فریاد کرتے ہیں حکم دیا کہ صبح کو تین ہزار کمبلے روئی بھروا کر صحرا میں ڈالدو کہ اوس میں گیدڑ رہا کرینگے ایسے چند روز بعد بحالت شراب خوری میں اونکی آواز آئی پوچھا کہ اب یہ کیا کہتے ہیں حاضرین نے عرض کیا اب یہ حضور کے عطیات کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور جب یہ مر گیا تو امیر علی برید اس کا جانشین ہوا اس کو جانشین ہو کر کچھ عرصہ گزرنے نہیں پایا تھا کہ احمد نظام شاہ بحری نے بورش کی

اور قلعہ ادسہ اور قلعہ کلیان اور قندہار اس سے چھین لیا اور اس کے بعد اس کا جانشین علی بن علی برید مسند حکومت پر بیٹھا اس کی حکومت آخر سنہ ۱۰۱۸ ہجری میں بیتو فقتی کے ساتھ رہے آخر عادل شاہ کو کل ملک پر تسلط ہوگیا اور حکومت بریدوں کا خاتمہ ہوا۔

خاندان عادل شاہیوں کا مختصر حال۔

دوم سلطنت عادل شاہیوں کا بالاجمال تذکرہ جن کا پایہ تخت بیجاپور تھا خاندان عادل شاہیہ کا بانی یوسف عادل شاہ نامی ایک شخص گذرا ہے مذہب اسکا شیعہ تھا پہلے یہہ بہمنیہ سلطنت کا امیر تھا بیجاپور کی نظامت اسکے سپرد تھی جب سلطنت بہمنیہ میں ضعف آیا تو یہہ منحرف ہوکر خود مختار بادشاہ بن گیا اس نے ابتداء سلطنت بیجاپور مقرر کرکے ملک کو وسعت دی اور رائے بیجانگر و امراء نظام شاہیہ سے معرکہ آرا ہا اور فتحیاب ہوا آخر ۲۰ برس حکومت کرکے سنہ ۹۱۶ ہجری میں مر گیا۔

سلطان اسمٰعیل عادل شاہ کا حال۔

اور اسکے بعد اسکا بیٹا سلطان اسمٰعیل شاہ کم عمری میں بادشاہ ہوا اور کمال خان دکھنی اس کا وزیر تھا اس نے چاہا کہ بادشاہ کو قتل کرکے خود تخت نشین ہو مگر یہہ منصوبہ اسکا پیش نگیا اور سلطان اسمٰعیل شاہ عادل کی ماں کو یہہ حال معلوم ہوگیا تو اوس نے ایک غلام کے ہاتھ سے وزیر کا کام تمام کروادیا اور اسکے بعد صفدر خان وزیر کا بیٹا برسر فساد ہوا آخر یہہ بھی مارا گیا اور ان واقعات کے بعد سلطان اسمٰعیل عادل شاہ کے رائے بیجانگر و نظام شاہ سے کئی بار جنگ آرا ہوا اور فتحمند رہا آخر سنہ ۹۴۱ ہجری میں چوبیس سال سلطنت کرکے مرگیا

ابراہیم عادل شاہ بن اسمٰعیل عادل شاہ کا حال

اور اوسکے انتقال کے بعد پہلے ملو عادل بڑا بیٹا دعویدار سلطنت ہوکر بادشاہ بنا مگر امراء نے اوسکو عیاش نکما جانکر اندھا کردیا۔ پھر ابراہیم عادل شاہ چھوٹا بیٹا تخت نشین ہوا اور اس نے تخت سلطنت پر جلوس کرکے ملک کا انتظام کیا اور رائے بیجانگر سے معرکہ آرا ہوا اور اوسکو شکست دی ۲۴ سال سلطنت کرکے آخر سنہ ۹۶۵ ہجری میں مرگیا۔

علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ کا ذکر۔

اور اسکے انتقال کے بعد اس کا بیٹا علی عادل شاہ مالک تاج و تخت ہوا اس نے رام راج والی بیجانگر سے ارتباط ہم پہونچایا اوس سے دوستی قایم کی اور اوسکو اپنے کمک کیلئے بلوایا اور باتفاق اوس کے سلطنت نظام شاہیہ پر یورش کی اور فتحیاب ہوا مگر اس معرکہ جنگ مین طرفہ تر یہہ ہوا کہ ہندو لشکریون نے اپنے مذہبی جوش مین آکر اہل اسلام کے مقابر مقدس اور مساجد کی سخت بے حرمتی کی اور توڑ پھوڑ ڈالا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بیسوین جمادی الآخر سنہ ۹۷۳ ہجری بروز جمعہ علی عادل شاہ نے باتفاق اور سلاطین دکن یعنی ابراہیم قطب شاہ والی گلکنڈہ و نظام شاہ و علی بریدشاہ وغیرہ ریاست بیجانگر پر یورش کی اور رام راج کے راج کو غارت کردیا آخر راجہ بمقام تلی کوٹ واقع دریا کرشنا قتل ہوا اور اوس کا کل مال و دولت فتح نصیب غازیان ہوا المختصر اس بادشاہ نے سنہ ۹۸۸ مین ایک خوبصورت غلام لیا اور ایک روز شراب کی مستی مین اوسکو خلوت مین بلاکر اُس سے وطی فی الدبر کا ارادہ کیا چونکہ وہ نیک سیرت صاحب غیرت تھا اُس نے اسکو چھری سے مار ڈالا

سلطان ابراہیم عادلشاہ ثانی شہزادہ طہماسپ بن ابراہیم عادلشاہ اول کا حال۔

اور اس کے قتل کے بعد سلطان ابراہیم عادل شاہ نو برس کی عمر مین سریر آرا ہوا اور وزارت کامل نامی دکھنی نے پائی اور تربیت و پرورش اسکی چاند بی والدہ علی عادل شاہ کے سپرد تھی اسکے چند سال کے بعد وزیر نے چاہا کہ اسکو مار کر تخت نشین ہو مگر یہہ تجویز اسکی پیش نہ گئی اور وزیر کے اس بد ارادہ پر آگاہ ہو کر امیر کشور خان نے وزیر کو قتل کر ڈالا آخر اس پر سلاطین نظام شاہیہ و قطب شاہیہ چڑھ آئے اور لکھبائی تک

محاصرہ رہا بالآخر ابو الحسن بن شاہ طاہر کے حسن تدبیر سے اس نے دشمنون کے پنجہ سے رہائی پائی اور اسکے بعد اس نے جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کے حمایت لی اور اوسکے متابعت مین رہا اور آخر ۱۰۳۳ سنہ مین مر گیا اور اسکے انتقال کے بعد محمود عادل شاہ تخت نشین ہوا اگرچہ یہہ شاہجہان بادشاہ

محمود عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ اور اوسکے بیٹے کا حال

ہندوستان کے زیر حمایت فرمان بردار رہا آخر ۱۰۶۹ سنہ ہجری مین انتقال کیا اور اسکے انتقال کے بعد سکندر عادل شاہ اسکا بیٹا سریر آرا ہوا اس کی بے عنوانیان دیکھکر عالمگیر نے اسکے طرف توجہ کی چنانچہ لشکر عالمگیری بسرکردگی شاہزادہ محمد اعظم و غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ ۱۰۹۷ سنہ مین اسپر چڑھ آیا آخر یہہ چند ماہ محاصرہ مین رہکر سلطنت سے بیدخل ہوکر قلعہ دولت آباد مین قید کردیا گیا اور سلطنت عادل شاہیہ کا اسپر خاتمہ ہوا اور ملک بیجاپور شاہی تصرف مین آگیا اور بندوبست ملک کے لئے روح اللہ خان بخشی و سید عبد اللہ خان مقرر ہوئے۔

سوم سلاطین نظام شاہیہ کا مختصر حال جنکا دار السلطنت احمدنگر تھا

نظام الملک احمد شاہ بحری کا حال

بانی اسکا نظام الملک احمد شاہ بحری گذرا ہے۔ اسکا دادا بھیرنام قوم کا برہمن تھا سلطان احمد شاہ بہمنی جب بیجانگر پر حملہ کیا اور راجہ کو مغلوب کرکے کئی ایک ہندوون کو قید کرکے لایا اون اسیرون مین اسکا باپ بھی تھا اور حسن نام پاکر غلامان شاہی مین داخل ہوا اور یہہ شاہزادہ کا ہم عمر تھا شاہزادہ کی خدمت مین رہکر اس نے لیاقت پیدا کی اور جب شاہزادہ مالک تاج و تخت ہوا تو اس کو نظام الملک حسن بحری کا خطاب بخشا اور تلنگ کا انتظام اسکے سپرد کیا۔ اور محمود شاہ بہمنی کے عہد سلطنت مین جب بے انتظامی ہوئی تو اس نے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور منحرف ہوگیا اور خود مختار بادشاہ بن کر بہت سے قلعہ گرد نواح کے مفتوح کیا اور ایک شہر آباد کیا اوسکا نام احمدنگر رکھا اور اسکو بنیاد السلطنت قرار دیا آخر اس نے سلطنت کا ٹھاٹھ جماکر ۹۱۴ سنہ مین اس جہان فانی سے ملک عقبی کا رستہ لیا۔

سلطان برہان نظام الملک بحری کا حال

اور اس کے بعد سلطان نظام الملک بحری تخت نشین ہوا یہ شخص پہلے محمدویہ مذہب پر تھا لیکن اسکے عہد مین ملا شاہ طاہر جروزی اسمعیلیہ ایران سے آیا اور اس نے اسکے پاس حکمت عملی سے رسائی پیدا کی اور رفتہ رفتہ اسکی مزاج مین در آیا اور اس کو شیعہ مذہب کی طرف رجوع کر لیا اور یہ شیعہ ہو کر اہل تسنن کا دشمن جانی بن گیا اور ان سے لڑائی چھڑی رہی آخرش سنہ ۹۶۱ ہجری مین مرگیا۔

سلطان حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ کا حال

اور اسکے بعد سلطان حسین نظام شاہ اسکا بیٹا تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ اسکے وقت پہلے شاہزادہ عبد القادر اور خداوندہ شاہ علی اور شاہ حیدر دعویدار سلطنت ہوئے آخر معرکہ جنگ مین اسیر ہوگئے۔ اور ان کے بعد سلطان علی عادل شاہ اور رام راج والی بیجانگر نے یورش کی اور شاہی اسباب و خزانہ لٹ گیا تاہم اس نے اون سے ایک مدت تک جنگ و پیکار کی بالآخر صلح ہوگئی اور لڑائی کا خاتمہ ہوگیا آخر یہ بادشاہ بیماری مین ماخوذ ہوگیا اور سنہ ۹۷۲ مین مرگیا۔

مرتضی نظام شاہ بن مرتضے نظام شاہ کا ذکر۔

اور باتفاق امرا دولت مرتضی نظام شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا اسکے عہد مین اسکے بھائی برہان الدین و جمال الدین دعویدار سلطنت ہوے آخر قید کردئے گئے۔ اور یہ بھی خلل مزاجی کے باعث دیوانہ مشہور ہوا تھا آخر اس کو سنہ ۹۹۶ مین اسکے بیٹے میران حسین نے قتل کر ڈالا۔

میران حسین بن مرتضے نظام شاہ کا ذکر

اور باپ کو قتل کر کے میران حسین تخت نشین ہوا یہ شخص زانی و بدکار اور خونریز تھا۔ اسکے مرزاجان امیر الامرا نے چاہا کہ شاہ قاسم اسکے چچا کے سر پر تاج شاہی رکھے یہ خبر پاکر اس نے شاہ قاسم کو مار ڈالا بالآخر بلوہ عظیم ہوا آخرش کل امرا دولت ملکر باتفاق مرزاجان کے اسکو قتل کردیا کل دو مہینے تین روز اس نے بادشاہت کی۔

برہان نظام شاہ بن حسین نظام شاہ کا حال

اور اسکے بیٹے اسمعیل شاہ کو امرا نے ملکر بارہ برس کی عمر میں تخت نشین

کردیا اور جمال خان اس کا وزیر بنا۔ اور یہہ وزیر ہوکر مہدویہ مذہب کو رواج اور شیعہ مذہب والون کو نیست ونابود کردیا۔ مگر برہان نظام شاہ مرتضی نظام شاہ کے وقت سے اکبر بادشاہ پاس چلا گیا تھا اور اس نے یہہ خبر سنکر اکبر بادشاہ سے مدد لیکر اسپر لشکر کشی کر کے احمد نگر مین آیا اور فتحیاب ہوکر اول جمال خان کو قتل کردیا اور خود بادشاہ بنکر شیعہ مذہب کو سرسبز کیا اور ہزارون مہدوی مذہب والون کو قتل کردیا آخر اس نے چار سال سلطنت کر کے سنہ ۱۰۰۳ مین مرگیا

ابراہیم نظام شاہ بن برہان نظام کا حال

اور بعد انتقال برہان نظام شاہ کے ابراہیم نظام شاہ مالک تاج وتخت ہوکر سلطنت عادل شاہی پر فوج کشی کی اور سلطنت عادل شاہیہ پر چڑھ آیا طرفین سے مقابلہ ہوا اور لڑائی شروع ہوئی آخر اس یورش مین یہہ پسپا ہوگیا اور عند المقابلہ قتل ہوا کل چار ماہ سلطنت کی۔

بہادر شاہ اور احمد نظام شاہ وعلیشاہ وغیرہ کا بالاجمال حال

اور اس واقعہ کے بعد احمد نظام شاہ جو ایک شاہزادہ نظام شاہی خاندان کا تھا میان منجھو امیر کی سعی سے قلعہ اوسہ مین تخت نشین ہوا۔

اور دوسرے چاند بی بی شاہزادی نے بہادر شاہ نام ایک شہزادہ کو قلعہ احمد نگر مین بادشاہ بنایا تیسرے امیر اخلاص خان موتی شاہ نامی ایک لڑکے کو دولت آباد مین بادشاہت دی چوتھے ابہنگ خان حبشی نے پرنڈہ کے علاقہ مین شاہ علی بن نظام شاہ اسی سالہ کے سر پر حکومت کا تاج دہرا۔ ان چارون مین فساد پڑا اور انھین ایام مین عبد الرحیم خان خانان اکبر بادشاہ کے حکم سے احمد نگر مین آیا اور چاند بی بی نے اسکے ساتھ مردانہ جنگ کی بالاخر صلح ہوگئی اور بہادر شاہ بادشاہ قرار پایا اسکے بعد سنہ ۱۰۰۸ ہجری مین شاہزادہ دانیال بن اکبر بادشاہ نے احمد نگر پر چڑھ آیا اور یورش کی اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا جب محصورین تنگ آئے تو چاند بی بی کا یہہ منصوبہ ہوا کہ اس قلعہ کو چھوڑ کر دولت آباد جانا عین مصلحت ہے لیکن یہہ تجویز

اوسکی پوری سپھر نہین پائی آخر چینہ خان امیرالامرا نے اس بات کو دوسرے القالب مین کل امیرون سے ظاہر کیا کہ چاندبی بی کی آمیزش شاہزادہ دنیال کے ساتھ ظاہر ہوتی ہی اور اس بہانہ سے یہ قلعہ اوس کو دینا چاہتی ہے صرف اس وہم و گمان پر سب نے بلوا کیکے اوس شیردل عورت کو مار ڈالا اور بہادر شاہ پکڑا گیا۔

مرتضی نظام شاہ بن شاہ علی

خلیفہ ... کا حال

اور ملک عنبر حبشی جو اسی سلطنت کا ایک بڑا منتظم اور بہادر سردار تھا اس نے باتفاق سرکردہ بیرالملک خطاب جہنگیر خان کے سر پر بعد وفات شاہ علی کے دولت آباد مین تاج حکومت کا دہرا اسکے وقت اسکی حکومت مین رونق ہوئی شہر کہڑکی اس نے دولت اباد کے پاس آباد کیا آخر چند روز کے بعد مر گیا۔

برہان نظام شاہ بن مرتضی

نظام شاہ بن علیشاہ وغیرہ کا حال

اور اسکے بعد برہان نظام شاہ نے تخت سلطنت سنبھالا اور اس نے تخت نشین ہو کر امرائے شاہان چغتائی دہلی کو بالا گہاٹ سے نکال دیا اسپر جہانگیر بادشاہ کے حکم سے شہزادہ خورم نے لشکر کشی کی آخر ملک عنبر حبشی نے خراج مان لیا اور صلح کر لی۔ اور جب ملک عنبر مر گیا تو اوس کے بیٹے فتح خان کی برہان نظام شاہ کے ساتھ عداوت ہو گئی اور اوسکو قتل کر کے اوسکے کمسن لڑکے کو حاکم بنایا آخر سنہ ۱۰۴۳ ہجری مین مہابت خان خان خانان بحکم شاہجہان برہان پور سے دولت آباد مین آیا فتح خان محصور ہوا اور یاقوت حبشی مہابت خان سے معرکہ آرا ہوا آخر شمار گیا اور فتح خان وغیرہ قید ہو گئے اور سلطنت نظام شاہیہ کا خاتمہ ہو گیا اور اسکا کل ملک بعد فتح شاہجہان نے دار الخلافت دہلی مین ملا لیا۔

خاندان عماد شاہیون کا مختصر حال

چہارم سلطنت عماد شاہیہ واقع ملک برار جسکا دار الحکومت ایلیچ پور تھا اس سلطنت کا بانی فتح اللہ عماد الملک نامی گذرا ہے یہ شخص پہلے خواجہ جہان حاکم برار کا غلام تھا اوسکے انتقال کے بعد محمد شاہ بہمنی نے اسکو حکومت برار کی عنایت کی اور عماد الملک خطاب بخشا آخر سنہ ۸۹۵

مین اس نے شاہان بہمنیہ سے متمرد و منحرف ہو کر خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ اور اسکے انتقال کے بعد علاء الدین اسی کا فرزند جانشین ہوا اور اسکے بعد دریا عماد شاہ اوسکا بیٹا مسند آرا ہوا۔ پھر برہان عماد شاہ کم عمری مین اسکا جانشین ہوا اور تفال خان غلام مختار کل بنا اوس نے ابراہیم قطب شاہ کے اتفاق سے برہان عماد شاہ کو معزول کر کے خود مالک بن بیٹھا یہہ حال سنکر نظام شاہ بحری نے اس پر لشکر کشی کی اور ۹۹۸ھ مین قتل ہوا اور سلطنت عماد شاہیہ کا خاتمہ ہوگیا۔

پنجم سلطنت قطب شاہیہ جن کا پایۂ تخت گولکنڈہ تھا۔

سلطان قلی قطب شاہ کا حال

سلطان قلی اس سلطنت کا پہلا بادشاہ خاندان قطب شاہ کا بانی ہے یہہ شخص موضع سعد آباد سلطنت ہمدان مین ۸۶۰ھ مین پیدا ہوا اور بیس سال کی عمر مین ملکی دشمنون کے ڈر سے اپنے چچا اللہ قلی بیگ کے ساتھ عراقی گھوڑون پر بارادہ سوداگری دارالسلطنت بیدر مین آیا اور بوساطت امراء کے سلطان محمود بہمنی کے دربار مین باریاب ہوا اور چند روز ٹھہر کر اللہ قلی بیگ خلعت انعام و اکرام پا کر دربار سلطانی سے رخصت ہوا اور یہہ سلطان کے پاس رہکر پرورش و تربیت پایا اور آخر مین بوجہ حصول شکست قلعہ گولکنڈہ پر مامور رہا اور ملک تلنگ کا ناظم بنا اور قطب الملک کا خطاب دربار بہمنیہ سے حاصل کیا سولہ سال تک اطاعت کا دم بھرتا رہا لیکن جب سلطان محمود بہمنی انتقال کیا اور سلطنت بہمنیہ مین ضعف آگیا تو اس نے منحرف ہو کر خود مختار بادشاہ بن گیا اور قلعہ گولکنڈہ اپنا تخت گاہ قرار دیا۔ اور سرحد گولکنڈہ سے دریا شور مشرقی تک اور قلعہ پانگل و مچھلی پٹن اور راجبندری و راج کنڈہ و کونڈپلی و ویلور وغیرہ غرضکہ ستر قلعہ اپنے قبضہ و تصرف مین لایا اور راجہ ہریچند کو قید اور نلگنڈہ کو مفتوح کیا بت خانجات توڑ پھوڑ ڈالا مملکت کو وسعت دی اور یہہ پہلا بادشاہ ہے جس نے ملک دکن مین مذہب شیعہ کو شایع کیا اور خطبہ اثنا عشریہ کا پڑھوایا جمشید خان اسکے فرزند کو ازروی سلطنت تھی اور اپنے باپ کی زیادہ عمر ہونے سے رنجیدہ خاطر ہو کر اس نے خفیہ میر محمود ہمدانی ملازم کو کوتوالی کو اسکے قتل پر آمادہ کیا اوس نے ایک دن قابو پا کر

بادشاہ کو بحالت نماز مین زخم ایسے مارے کہ جس سے اوسکی روح پرواز ہوگئی یہہ واقعہ پیر کے دن دوم جمادی الثانی سنہ ۹۵۰ھ مین واقع ہوا نوے سال کی عمر پائی لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا جسکا گنبد آج تک موجود ہے

جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ کا حال۔

اور جب میر محمود ہمدانی نے سلطان قلی کا اسطرح سے کام تمام کیا اور شہزادہ جمشید خان کے پاس آکر اوس کو مژدہ سنایا اور بعض اہل فتنہ کے اتفاق سے حویلی پر ملک زادہ قطب الدین کی جو بڑا فرزند سلطان قلی اور جانشین باپکا تھا جا کر زہر آلود سلائی اوسکے آنکھ مین پھیر دی جس سے وہ اندھا ہوگیا اور بے کھٹکے جمشید خان تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اس نے تخت نشین ہوکر خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور بعد اسکے اس نے اپنے چھوٹے بھائی شہزادہ ابراہیم کے نام اوسکی طلبی کے لئے دیورکنڈہ کو فرمان روانہ کیا چونکہ وہ پہلے ہی کل حقیقت اس کی سن چکا تھا اس نے جلد اپنے لوگون کو لیکر دار السلطنت محمد آباد بیدر چلا گیا اور جب وہان پہونچا امیر ملک برید نے اس کو مہمان رکھا اور اپنے متفرق فوج جمع کرکے شہزادہ ابراہیم کو ہمراہ لیکر بارادہ جنگ قلعہ گولکنڈہ کا رخ کیا اور یہان آکر قلعہ کا محاصرہ کیا جمشید قطب شاہ نے بھی دشمن سے مقابل آراہوا۔

قریب تھا کہ امیر ملک برید اور اوسکا بھائی خان جہان برید قلعہ کو فتح کرے مگر اس اثنا مین شاہ طاہر برہان نظام شاہ جو جمشید قطب شاہ کی مدد کیلئے چلا آتا تھا اوس نے مقام کوہیر مین آکر بنیاد جنگ ڈالی اور وہان کا قلعہ قطب شاہ کے نام سے اپنے تصرف مین لیا۔

ملک برید نے جب یہہ خبر سنی قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ چھوڑ کر اٹگی و پٹیرم سے ہوتے ہوئے دار السلطنت بیدر کی طرف روانہ ہوا۔ اوس نے راہ مین شہزادہ ابراہیم سے اوس کا عمدہ قیمتی گھوڑا دہانی مانگا تو شہزادہ ملک برید سے آزردہ خاطر ہوکر بیجانگر مین چلا گیا۔ رام راج والی بیجانگر نے اسکی خاطر و مدارات کی۔ اور یہہ وہین رہا۔

اور اس واقعہ کے بعد جمشید قطب شاہ ایک لخت عیش و عشرت و شراب و کباب مین ڈوبگیا آخر کار عارضہ
سرطان مین مبتلا ہوکر سنہ ۹۵۷ھ مین دار البقا کا رستہ لیا اور اپنے باپ کے مقبرہ کے پاس سپرد خاک ہوا
یہہ بادشاہ شعر بھی کہتا تھا چنانچہ ایک دو ابیات اسکے طبعزاد حوالہ قلم ہین۔

اے تبو ختم تنک زیبائی ۞	گاہ عشق تو یافت بالائی ۞
کاکل و چنین زلف خال لبت	ہر یکے در کمال رعنائی ۞

وله

بے لب لعل بتان بادہ حرام است مرا	لب میگون چو سرجام حرام است مرا
یا سر زلف تو سودا ے سیاہی دارم	این چہ سود است کہ یار زلف چو شام است مرا

سلطان ابراہیم قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ کے سلطنت کا حال

اور جب جمشید قطب شاہ مرگیا تو تخت نشینی مین جھگڑا پڑا بعض نے
سبحان قلی قطب شاہ ہفت سالہ بچہ کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا۔ مگر اس کی
کم عمری کے نظر کرتے جگدیو راو نایکواڑی معہ دیگر نایکواڑیان قلعہ محمد نگر
کا باہم مشورہ ہوا کہ شہزادہ دولت خان کو قلعہ بھونگیر سے لاکر تخت نشین کردین یہہ مشورہ سنکر
والدہ سبحان قلی نے سیف خان عین الملک کو مدار المہامی سلطنت کے لئے تجویز کیا اور اوسکو احمد نگر سے
بلوا بھیجا۔ اور جگدیو راو نایکواڑی سجر خان اور جگپت راو کی مخالفت کیوجہ سے معہ اپنے فوج کے
دار السلطنت گلکنڈہ سے بھونگیر چلا گیا اور وہان پہونچکر عہدہ دارون سے ملکر شہزادہ دولت قلی
کو قلعہ سے نکال کر تخت نشین کردیا اور بہت سے تعلقات اپنے تصرف مین لایا۔

اتنے مین سیف خان عین الملک گلکنڈہ مین پہونچکر عنان مدار المہامی اپنے ہاتھ مین لی اور بندوبست
ملک مین مشغول ہوا۔ اور جگدیو راو کی گرفتاری کی فکر کی یہہ خبر سنکر جگدیو راو بار سال تحایف و
ہدایا تفال خان والی برار سے امداد چاہی وہ بر سر کمک آگیا اور تعلقہ سیڑم مین سیف خان عین الملک کے
لشکر سے مقابل آ راہو گیا اور لڑائی شروع ہوئی آخر ش لشکر دشمن کو شکست ہوئی اور عین الملک

غالب آیا اس نے قلعہ بھونگیر تک تعاقب کرکے اوسکا محاصرہ کیا آخر شہزادہ و جگدیو راو سے صلح ہوئی اون ہردو کو قید کرکے قلعہ گلکنڈہ مین چلا آیا اس معرکہ کے بعد عین الملک کا غرور و تکبر حد سے زیادہ گذر گیا اور جمیع امرا کو اس نے بیدخل کردیا۔ اسکا ارکان دولت نے یہہ حال دیکھکر باہم مشورہ کیا کہ شہزادہ ابراہیم کو بیجانگر سے طلب کرکے اوسکے سر پر تاج شاہی دہرین اور اوسکی طلب مین عرضیان بھیجین یہہ حال سُنکر شہزادہ ابراہیم سید حاجی و خان اعظم کو لیکر روانہ ہوا اور راہ نگل بھونچا تو اسکے پاس تین ہزار سوار و پانچ ہزار پیدل کی جمعیت فراہم ہوگئی اور آگے بڑھا تو بہت سے اعیان و ارکان دولت قطب شاہی گلکنڈہ سے اسکے پاس چلے آئے عین الملک نے جب یہہ کیفیت سُنی متفکر ہوکر بحری خان و جگپت راو اور حاجی خان کو قلعہ گلکنڈہ مین چھوڑا اور خود خداوند خان حبشی اور عالم خان و اخلاص خان حبشی و قبول خان و تاج خان کو ساتھ لیکر ابراہیم قطب شاہ کے مقابلہ کیلئے روانہ ہوکر قلعہ گھن پورہ تک جا پونچا۔

اتنے مین ابراہیم قطب شاہ کا فرمان نایک واڑیون کے نام آپہونچا اور نایک واڑیان جگدیو راو کی اشارہ پر ابراہیم قطب شاہ کے مطیع ہوکر بحیلہ قلعہ گلکنڈہ کے بندوبست مین شرکت ظاہر کرکے جگپت راو کو قید اور جگدیو راو کو رہا کرلئے اور بحری خان و اخلاص خان و حاجی خان خیرخواہان عین الملک کو قتل اور اون کے سرون کو نیزے پر چڑہا کر تشہیر کردیا اور شہزادہ سبحان قلی کو حبس تمام خزانہ و اسباب ضبط کرکے ایک عرضی ہمراہ امین خان منشی مع سرہائے خیرخواہان عین الملک کے ابراہیم قطب شاہ کے پاس روانہ کئے۔ یہہ خبر سُنکر عین الملک کے ہوش اڑ گئے اور پریشان ہوا آخر بہت سا نقد و جنس لیکر مع پانچ ہزار سوارون کے براہ کولاس ممالک محروسہ کی سرحد کے باہر بھاگ نکلا۔ اور ابراہیم قطب شاہ داخل قلعہ ہوکر تخت نشین ہوگیا۔ بروز دوشنبہ بارہوین رجب ۹۵۷ھ مین بڑی شان و شوکت سے قلعہ گولکنڈہ مین جلوس فرما ہوکر ہر ایک کو

خلعت اور انعام و اکرام سے سرفراز اور ملک کا بندوبست کیا اور اس بادشاہ کا یادگار تالاب ابراہیم پٹن و تالاب کنکور و کتبوہ بڈویل و کالا چبوترہ گلکنڈہ و تالاب حسین ساگر (ف ۱) بصرف دو لاکھ ہون (ف) باہتمام حضرت حسین شاہ ولی رح اور پل قدیم ہے۔ پل قدیم کے تعمیر کیوجہ مورخین نے یون لکھی ہے کہ اسکا بیٹا محمد قلی مسماۃ بھاگمتی نام ایک طوایف پر عاشق تھا اور وہ موضع چچلم جہان اب آبادی شہر حیدرآباد واقع ہے رہا کرتی تھی اس ایک روز حسب عادت قلعۂ گولکنڈہ سے نکل کر ندی پر آیا اور اوسوقت ندی طغیانی پر تھی اسکو غلبۂ عشق نے بیچین و بیخود کر دیا ندی مین گھوڑا اڑا دیا اور پار ہوگیا خفیہ نگار نے اس سانحہ کی اطلاع بادشاہ کو دی حکم ہوا کہ بہت جلد پل تیار ہو جائے پیر تعمیر اوسکی تعمیر مین متوجہ ہوا اور دوسرے موسم بارش تک قریب دو لاکھ ہون کے صرف ہوئے اومین چار ہزار روپیہ باقی رہگئے تھے حکم دیا کہ اسکا کھانا پکواکر غریبون کو کھلوا دیا جائے۔ ایک شخص نے بنا پل کی تاریخ صراط المستقیم لکھکر (۹۸۱) بادشاہ کے نذر گذرانی تو دیکھکر خوش ہوا اور پانسو اشرفیان اوسکے صلہ مین مرحمت کین اور اسی بادشاہ کے عہد مین ایک پہاڑ کوہ مولا کے نام سے مشہور ہوا۔ اسکا قصہ مورخین نے یون لکھا ہے کہ اس پہاڑ پر ایک بت خانہ تھا۔ ایک روز بادشاہ اتفاقاً چاندنی رات مین تفریحاً بالا حصار پر سے ادہر ادہر دیکھ رہا تھا شمال کے جانب ایک روشنی سی نظر آئی پوچھا کہ یہ روشنی کیسی ہے اور رای راو نامی ایک برہمن اسکے ہمنشین نے عرض کی کہ حضور اس پہاڑ پر جناب مولا علی کا علم ہے۔ لہذا انہیون نے روشنی کی ہے۔ بادشاہ نے کہا ہم بھی جمعرات کو چلینگے صبح ہوتے ہی برہمن نے جا کر بت کو نکلوا کے ایک علم استادہ کروا دیا اور اطراف مین اوسکے سبز کپڑا بندہوایا اور بادشاہ جب وہان گیا چونکہ حضرت علی علیہ السلام کی تیرہوین رجب مین ولادت ہوئی ہے اسلیے اس نے اس روز بجائے تکلف جشن حیدری ترتیب دیا اور غریبون کو کھانا پکوا کر کھلوایا اوس روز سے پہاڑ پر اب تک بڑی دہوم دہام سے میلہ ہوا کرتا ہے ٭

ف ۱ سلسلہ نسب حضرت حسین شاہ ولی ... شاہ صفی ... بن شاہ ... ابن حضرت ... اصلی نام ... اور لقب ... و ولادت ... سلطان ابراہیم قطب شاہ ... قطب شاہ ... ربیع الثانی کو اسکا وصال ہوا قلعہ گلکنڈہ کے قریب اسکا گنبد و زیارت گاہ خلق اللہ ہے دیکھو مخازن الاعراس ۱۲ منہ

... اوسوقت کا سکہ تھا ۱۲ منہ

اور اسی بادشاہ کے عہد مین بیجاپور سے تبرک نعل صاحب کا آیا۔ اور لنگر بارا امام تعمیر ہوا اور تیس سال نو مہینے اس بادشاہ نے سلطنت کی آخر اکاون برس کی عمر پاکر سنہ ۹۸۸ف کو رحلت پائی مرد شجیع و دلیر اور معاملہ فہم و قدردان علم و ہنر تھا لنگر تفضل اثر مین مدفون ہوا۔

محمد قلی بن ابراہیم قلی قطب شاہ کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا محمد قلی قطب شاہ تخت نشین ہوا۔ اور مرزا محمد امین اسکا وزیر تھا۔ اسی بادشاہ کا یادگار شہر حیدر آباد ہے۔ اور اسکی آباد ہونیکی وجہ مورخین نے یون لکھی ہے کہ بھاگمتی طوایف جو اس کی داشتہ تھی اوسکا خیال تو نتھا ہی حکم دیا کہ قلعہ گولکنڈہ جاہ و حشمت کے شایان نہین ہے و نہ امرا دولت و ارکان سلطنت کو جیسا کہ چاہیے آرام ہے مین چاہتا ہون کہ ندی کے اوسطرف ابو انھائی شاہی کی بنیاد ڈالی جائے اور آبادی شہر چار راستون و چار بازارون پر قرار پائی جسمین چار طاق و چودہ ہزار دوکانین اور بارا ہزار محلے ہون چنانچہ ان تعمیرات کے بحال رکھنے کے لئے ایک بڑی رقم جمع ہوئی میر ابوطالب خزانہ دار نے لکھا ہے کہ ان تعمیرات کی تیاری مین دو کڑور روپیون سے زیادہ صرف ہوئے۔

وسط شہر مین چار کمان رفیع الشان اور ہر کمان کے محاذی راستہ کشادہ ترتیب پاگیا۔ راستہ شمالکے طرف ایک بڑا دار الشفا اور اوسکے پہلو مین حمام۔ و شمال و غرب کے جانب خاص محل شاہی پر تکلف اور چار کمان کے مابین میدان چھوڑ کر ایک حوض بنایا گیا۔ و کمان شرقی پر نقار خانہ اور کمان غربی دروازہ خاص محل شاہی کا تھا جسمین لکڑی صندلکی اور میخین سونیکی نصب تھین۔ نزاکت و خوبصورتی اسکی اس سامان پر قیاس کرنا چاہئے اور خاص بلدہ مین جامع مسجد اور اوسکے پہلو مین ایک حمام متصل کمان جنوبی۔ اور ندی کے کنارے پر ندی محل اور نبی باغ آخر چار شنبہ کے جلسہ کے لئے اور ایک وزہ وبا کا ظہور ہوا تو اوسکے دفع کرنے کے لئے دولت خانہ کے قریب سنہ ۱۰۰۲ مین خرچ ساٹھ ہزار روپیہ امام باڑا بنوایا جسکو اب بادشاہی عاشور خانہ کہتے ہین اور اسکے متصل ایک مسجد

ایک مسجد بنوائی جو اب موتی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اسکے سوا چند شاہی محل اور رنگین محل و عمارات
کے لیئے داد محل و عمارات کوہ طور و محمدی محل و حیدری محل و حسنی و حسینی و جعفری محل غرضکہ اس بادشاہ کو
منظور تھا کہ آبادی شہر مثل مشہد مقدس صورت پکڑے چنانچہ اس لیئے اس نے بجائے روضۂ حضرت
امام ضامن علی موسی رضا ؑ کے چار مینار تعمیر کروایا جسکی تیاری میں قریب دو لاکھ ہن کے صرف ہوا یہہ چار مینار
سنہ ۱۰۰۰ ہجری میں تیار ہوا چونکہ یہہ بادشاہ عمدہ تعمیرات و صنعت معماری سے اوسکو
زیب دینے کی کوشش کرتا رہا اور اسکی سعی سے اور امرا و عمائد بھی اسکی پیروی کرنے لگے اور ہر ایک امیر اپنی حویلیوں
و باغوں کو آراستہ کرنیکے لئے کام میں ایک دوسرے پر سبقت لیگیا غرض قبضۂ نرکھیڑہ و ابراہیم پٹن دھول گگم
وٹین چیرو اور شہر کے اطراف چار سمت دس دس کوس تک باغات و عمارات کی تعمیر ہوئی۔ اور بھاگ نگر
کے نام سے مشہور ہوگیا۔ جسکا چار لاکھ ہن محاصل وصول ہوتا تھا وہ کل رقم غریب لوگوں پر تقسیم و
علما و سادات کو تسلیم کر دیتا اور ساٹھ ہزار روپیہ لنگر امام میں اور بارہ ہزار ہن زوارین و مجاورین
کو دیا جاتا تھا اسکے عہد میں عاشور خانجات عشرہ محرم میں تمام ممالک محروسہ میں آباد اور لوگ تعزیہ
پرست ہوگئے اگرچہ یہہ شیعہ مذہب تھا مگر اس نے یہہ بھی حکم دیا تھا کہ جو شخص اصحاب ثلاثہ رضہ کی
نسبت تبرا کہیگا اوسکی زبان کاٹی جائیگی۔ ایک سائل اسکی سواری کے نزدیک آیا اور عرض کی یہہ ہاتی معہ ہودج
جسپر بادشاہ سوار ہے بارہ امام کے نام سے مجکو دیدے اس نے فی الفور دیدیا۔
الحاصل اس نے تیس سال ۸ مہینے بکمال نیکنامی اور عیش و عشرت کے ساتھ سلطنت کر کے آخر شراب
سنہ ۱۰۲۰
خواری میں مبتلا ہو گیا جسکے سبب سے روز بروز انواع اقسام کے بیماریوں میں مبتلا ہو کر آخر ۱۷ ذیقعدہ
او پچاس برس عمر پا کر مر گیا اور لنگر قطب شاہی میں سپرد خاک ہوا۔

سلطان محمد قطب شاہ بن محمد امین ابن ابراہیم قطب شاہ کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بھتیجا سلطان محمد قطب شاہ تخت نشین ہوا۔
چھٹا بادشاہ تخت پر متمکن ہو کر مثل اپنے چچا سلطان محمد قلی قطب شاہ کے

ایک نیا شہر بسانا چاہا۔ چنانچہ شہر کے مشرق طرف قلعہ کی بنیاد ڈالی اور نو لاکھ ہن کی منظوری کی
اور اوسمین عمدہ عمدہ عمارتین و عالیشان محل تیار کیے جسکا نام سلطان نگر رکھا۔
اور خاص شہر مین بھی اوسکا ارادہ ہوا کہ ایک عمدہ مسجد بنائی چاہیے۔ چنانچہ سنہ ۱۰۲۷ھ مین جمیع
علما اور فضلا کو بلوا کر فرمایا کہ جس شخص کی نماز تہجد قضا نہوئی ہو وہ اس مسجد کی بنیاد کا پہلا پتھر رکھے
چنانچہ یہہ کہکر پہلے اپنے ہاتھ سے پتھر رکھکر بنیاد مسجد کی قایم کی۔ قریب تیس ہزار ہن اوس کی تیاری
مین خرچ ہوے اور وہ مسجد اسکے بعد سلطان عبد اللہ و سلطان ابو الحسن تانا شاہ کے عہد تک
تیار ہوتی رہی آخر بعہد دولت عہد عالمگیر مین باقی تعمیر اس مسجد کی سنہ ۱۱۰۴ھ مین عمل مین آئی۔ اب
وہ مسجد مکہ مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اور قلعہ گلکنڈہ کے باہر متصل گنبدون کے اور ایک دوسری
عمارت سلطان پور کے نام سے بنوائی۔ مگر ہنوز سلطان نگر آباد ہونے نہین پایا تھا کہ اس عرصہ مین یہہ
بیمار ہو گیا اور حال رحلت سلطان محمد قطب شاہ کا مورخین نے یون لکھا ہے کہ جس وقت اسکو شہزادہ
عبد اللہ پیدا ہوا تو نجومیون نے باتفاق یہہ بیان کیا کہ اس شہزادہ کا دیکھنا بادشاہ کو منحوس ہے
بارہ برس تک نہ دیکھنا چاہیے ورنہ بادشاہ کیواسطے جان کا اندیشہ ہے چنانچہ شہزادے کی بارہ
برس تک علیحدہ پرورش ہوتی رہی اور جب بارہ برس گذر گئے تو شہزادے کو آرزوے قدمبوسی
شاہ ممدوح کی ہوئی اور بادشاہ کی شفقت پدری نے بھی جوش کیا چنانچہ ایک روز تاریخ نیک
تجویز کر کے دیدار فرزند سے مسرت حاصل کی اور جشن شاہانہ ترتیب دیا گیا اوسی سال یہہ عارضہ
تپ محرقہ مین بیمار ہوا ہر چند علاج کیا گیا مگر کچھہ فایدہ مترتب نہوا آخر چودہ سال چھپن روز سلطنت
کر کے بروز چہارشنبہ ۱۳ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۵ھ مین ۴۳ سال ایک مہینہ بیس روز کی عمر مین یہہ
نیک نام بادشاہ انتقال کر گیا۔ اور گنبد واقع لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا۔

سلطان عبد اللہ قطب شاہ کا حال۔ اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا سلطان عبد اللہ قطب شاہ سریر آراے

قطب شاہ بیہ ہوا - یہ بادشاہ ہو کر امرا و دولت کا عزل و نصب شروع کیا - چنانچہ منصور خان کو
منصب میر جملگی پر سر بلندی بخشی اور خواجہ افضل ترک کو جاگیر چار لاکھ ہن بدستور برقرار رکھا اور قاسم بیگ
کوتوال شہر اور اوسکی نیابت مین حسن بیگ کو مقرر کیا - اور ایلچی بیگ کو سپہ سالار کر کے زمینداران کلبرگہ
پر مامور کیا - اور خیریت خان کو خلعت مصاحبت سے سرفراز کیا - مگر اس بادشاہ کی مدت عمر سیر و تماشہ
و عیش و عشرت و تعمیر عمارات مین گذری چنانچہ اس نے سیر و تماشہ کیلئے باغ لنگم پلی بنوایا اور
گوشہ محل تیار کروایا جسمین ہزار حجرہ کی بنیاد ڈالی اور اوسکے پاس ایک بڑا حوض سیر و تماشہ کے
لئے بنوایا - اور اسی بادشاہ کے عہد مین مصوران چین نے آکر بادشاہی عاشورخانہ کی رنگ آمیزی
کی اور اسی بادشاہ نے ایک حکم جاری کیا کہ عشرہ محرم مین تمام قلمرو کے اندر نقارہ نہ بجے اور تنبولی
پان و قصاب گوشت نہ بیچین اور تمامی لذات سے امیر و غریب باز رہین چنانچہ یہ طریقہ ہندو اور
مسلمان دونون مین جاری ہو گیا -

اور اسی بادشاہ کیوقت سے رسم لنگر کشے کا عشرہ محرم مین رواج پایا جسکا قصہ مورخین نے
یون لکھا ہے کہ سلطان عبد اللہ قطب شاہ ایک روز بسواری ہاتھی پندرہوین ذیحجہ کو قلعہ کیطرف
جا رہا تھا اتفاقاً ہاتی بسبب مستی جنگل کیطرف چلا اور جو لوگ اسکے ہمراہ تھے وہ درہم برہم ہو گئے یہ حال
سنکر حیات بخشی بیگم اسکی والدہ روئی اور صحرا کے درختون مین ایک ایک صراحی دکھانیکا توشہ
بندھوا دیا اور ایک روز بہت گریہ و زاری کر کے بواسطہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے منت مانی کہ آج
اگر میرا فرزند صحیح و سالم محلمین آجاتا تو مین سونیکی زنجیر فیل تیار کروا کر اپنے فرزند کے گلے مین
باندھ کر لنگر نکالونگی اور وہ فقرا کو تقسیم کر دیونگی اتفاقاً ہاتی گرفتار ہو آیا اور سلخ ذیحجہ مین سلطان
خیر و خوبی سے داخل محل ہوا فی الفور بیگم مذکور نے راتون رات زنجیر تیار کروائے اور بارہ من کے
نذر کر کے اوسکے دوسرے روز جلوس شاہانہ سے لنگر جیتے علم کو روانہ کی چنانچہ اتبک یہ رسم

دکن مین جاری ہے۔ اور سنہ ۱۰۴۵ھ مین اسی بادشاہ کے نام شاہجہان نے فرمان صادر کیا کہ ملک دکن مین تبرا ہوا کرتا ہے اور اسکے علاوہ خطبہ مین شاہ ایران کا نام پڑھا جاتا ہے یہہ دونون طریقے مذموم ہین اگر موقوف نکرینگے تو تمہارا ملک ضبط و شاہی تصرف مین شامل کر لیا جائیگا۔ غرض جب یہہ فرمان بمعیت عبد اللطیف گجراتی کے صدور پایا تو ہر دو طریقون کی سخت ممانعت کر دی گئی اور ایک عمدہ پیشکش شاہجہان پاس بھیجی۔

عالمگیر کا سلطان عبد اللہ پر لشکر کشی کا باعث۔

ایک روز میر محمد امین فرزند میر محمد سعید عرف میر جملہ المخاطب بہ معظم خانخانان نشہ بادہ جوانی و دولت مین مست ہو کر مسند شاہی پر بحالت نشہ شراب مین سو گیا اور قے کی۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ کو اوسکی یہہ حرکت ناگوار گذری تو دربار بند کر دیا اسلئے میر جملہ برداشتہ خاطر ہو کر اورنگ آباد چلا گیا اور شہزادہ اورنگزیب عالمگیر سے جا ملا اور اوسکے وساطت سے دربار شاہجہانی مین اس امر کی عرضداشت لکھی اور استدعا یہہ تھی کہ فرمان شاہی میر جملہ کے طلب مین بنام سلطان عبد اللہ قطب شاہ صادر ہو اور اوسمین یہہ بھی ذکر رہے کہ میر جملہ اور اوسکے متعلقین سے سلطان عبد اللہ قطب شاہ تعرض نکرین غرضکہ فرمان شاہی ہمراہ قاضی محمد عارف کشمیری صدور پایا۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے اس کا کچھ خیال نکیا بلکہ میر جملہ کا گھر بار ضبط اور اوسکے فرزند محمد امین کو قید کر دیا۔ یہہ خبر سنکر شاہجہان نے عالمگیر کو سختی سے حکم دیا اور عالمگیر یہہ حیلہ چاہتا ہی تھا اس نے ایک حکمنامہ اس مضمون کا سلطان عبد اللہ کے نام روانہ کیا کہ میرا فرزند سلطان محمد چاہتا ہے کہ اوڑیسہ کی راہ سے اپنے چچا شہزادہ شجاع پاس بنگالہ جاوے مگر اوسکا گذر حیدر آباد پر سے ہوگا اسلئے ایسا بند و بست اور انتظام رہے کہ وہ تمہاری سرحد سے بحفاظت و آرام سے عبور کر سکے۔

سلطان عبد اللہ نے صاف دلی سے اس پیام کو یقین سمجھکر تیاری سامان ضیافت مین مشغول ہوا القصہ عالمگیر نے آٹھوین ربیع الاول سنہ ۱۰۶۶ھ مین پہلے اپنے فرزند سلطان محمد کو

حیدرآباد کے طرف روانہ کیا اور خود بھی سوم ربیع الثانی کو اوس کے پیچھے کوچ کیا۔
سلطان عبداللہ قطب شاہ نے جب یہہ سُنا تو جلد محمد امین اور اوسکی والدہ کو رہا کرکے روانہ کیا اور محمد امین
معہ اپنے والدہ کے بارہ کوس کے فاصلہ پر شہزادہ سلطان محمد سے ملاقی ہوا اور اپنی سرگذشت
عرض کی شہزادہ نے یہہ سُنتے ہی حیدرآباد کا رخ کیا ادہر سلطان عبداللہ قطب شاہ نے بمجرد
سُننے اس خبر کے پنجم ربیع الثانی کو نقد و جنس لیکر داخل قلعہ گلکنڈہ ہوگیا۔ اور شہزادہ سلطان محمد
تالاب حسین ساگر کے کنارہ خیام پذیر ہوا۔ المختصر فوج قطب شاہیہ نے مستعدی سے مقابلہ
کیا اور لڑائی شروع ہوئی ادہر شہزادہ نے بھی دلیرانہ خوب لڑا آخر فوج قطب شاہیہ نے
پیٹھ دیکھائی اور میدان جنگ شہزادہ کے ہاتھ رہا حیدرآباد کو فتح کرکے کارخانجات پر
قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد سلطان عبداللہ قطب شاہ نے قلعہ گلگنڈہ سے جواہر قیمتی
و زنجیر فیل شہزادہ سلطان محمد کو پیشکش کیا مگر باطن مین تیاری جنگ و استحکام قلعہ مین مشغول رہے
محمد عادل شاہ سے خواہان کمک ہوا اور اتنے مین عالمگیر بھی پہنچا اور شاہزادہ سلطان محمد سے ملحق ہوکر قلعہ گولکنڈہ کے روبرو مورچے
قایم کرکے طرح جنگ ڈالی قلعہ سے بھی گولہ پر گولہ برس رہا تھا اور ادہر سے بھی اوسکا جواب مستعدی سے دیا جاتا تھا طرفین کے
بہادران دلاور نے داد جوانمردی دے اور بہ انگشت خون ہوا المختصر بمصلحت وقت سلطان عبداللہ
قطب شاہ نے ناگذیر اپنے داماد میر احمد کو عالمگیر کے حضور مین روانہ کیا اور زر بقایا
و پیشکش ماضیہ معمولی و حال اور مال و اسباب منضبطہ مرزا محمد امین پیش کیا اور خود بھی عالمگیر کے پاس
چلا آیا اور خواہان صلح ہوا۔ آخر صلح اس شرط پر واقع ہوئی کہ سلطان عبداللہ قطب شاہ اپنی
لڑکی شہزادہ سلطان محمد کے قید نکاح مین دیوے اور اسکے سوا ایک کڑور روپیہ نقد داخل
کرے چنانچہ ان شرطون کو سلطان عبداللہ نے قبول و منظور کرلیا اور عالمگیر نے بعد اس
صلح کے مراجعت فرمائی الحاصل سلطان عبداللہ قطب شاہ نے ساٹھ سال کی عمر اور چالیس برس

سلطنت کرکے بروز یکشنبہ تیسری محرم سنہ ۱۰۶۳ ہجری مین کاروبار سلطنت کو چھوڑ کر عالم عقبی کا رستہ لیا اور لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا۔

سلطان ابو الحسن تانا شاہ کا حال۔ اور اسکے انتقال کے بعد سلطان ابو الحسن تانا شاہ اسکا داماد میر مظفر کی سعی سے پنجم محرم سنہ ۱۰۸۳ مین تخت نشین ہوا اور میر مظفر نے خدمت وزارت پائی یہ بادشاہ خاندان قطب شاہیہ کا ڈوبتا ہوا آفتاب اور سلطنت شیعہ کا گل ہوتا ہوا چراغ ہے اس نے تخت پر بیٹھتے ہی حکم دیا کہ فرد گوشوارہ خزانہ عامرہ مرتب ہوکر جلد پیش ہو۔ میر مظفر وزیر نے پیش کی اور بعد ملاحظہ حکم دیا کہ اس کو چار حصون پر منقسم کرین ایک حصہ ہمارے عیش و عشرت کیلئے اور دوسرا حصہ خیرات کردیا جائے اور تیسرا حصہ تنخواہ سپاہ مین بانٹکے تقسیم ہونا چاہئے اور حصہ چہارم ضرورت کیلئے خزانہ مین جمع رہے۔

وزیر آداب بجالایا اور عرض کی کہ مملکت دکن مین ہمیشہ معرکہ جنگ رہا ہے اور لڑائیان در پیش رہے ہین اگر شاہی خزانہ اسطرح خالی رہیگا تو ان مہمات عظیم کا کیونکر بندوبست ممکن ہوسکیگا سلطان ابو الحسن نے یہ سنکر کہا کہ شاہان سلف نے جمع کرکے بحفاظت رکھا آخر چھوڑ گئے مگر ہم اپنے ساتھ لے جائینگے۔

الغرض اسکے تھوڑی ہی زمانہ بعد سلطان ابو الحسن سید مظفر وزیر نیک تدبیر سے ناراض ہوگیا اور اس کو معزول کرکے مادنا پنتلو ہمنو کو وزارت سے سرفراز کیا اور اسنے اپنے بھائی اکنا کو اپنا پیشکار بنایا۔ یہ دونون رفتہ رفتہ سلطنت کے مختار کل ہوگئے اور شاہی اہلکاران قدیم کو موقوف اور اپنے ہمقومون کو بڑے بڑے کامون پر مامور کئے اور اہل اسلام کو بنظر حقارت دیکھنے لگے بیرون شہر ننت گیر مین ایک دیول ہنو اکے اکثر اوقات سوار ہوکے وہان جاتے تھے اور جس وقت ہنود کا تہوار آتا حشمت و جلوس سے سوار ہوکر سادات و شرفا کو

اپنی سواری کے ہمراہ لیجاتے تھے غرضکہ ابوالحسن رات دن فسرانجواری و عیش و عشرت مین غرق رہا کرتا تھا اور یہہ دونون کل امور سلطنت پر مقتدر تھے عدل و انصاف کا نام نتھا سادات و مشایخ و فضلا و شرفا کو انہون نے تنگ کر رکھا تھا اور عالمگیر کو بھی اس کی خبر لگ رہی تھی آخر سلطان ابوالحسن کو تین چار مرتبہ نصیحتنا لکھا کہ اپنی بُری عادتون سے باز آؤ اور رعایا کی استمالت کرو اور خوش و خرم رکھو لیکن اسپر اس نے کچھہ بھی خیال نکیا۔

القصہ عالمگیر نے پہلے تسخیر بیجاپور کا ارادہ کیا چنانچہ شہزادہ محمد اعظم اور غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ مع لشکر جرار بیجاپور کے طرف روانہ ہوئے۔ مہم مین طوالت ہوئی خود عالمگیر نے اورنگ آباد سے نکلکر احمد نگر ہوتے ہوئے شولاپور کا رخ کیا اس اثنا مین سلطان ابوالحسن تاناشاہ کا ایک خط عالمگیر کے نظر سے گذرا جسمین لکھا ہوا تہا کہ مین مراسم بندگی اتبک بجالایا مگر تم نے سکندر عادل شاہ کو یتیم جانکر بیجاپور کا محاصرہ کرکے اوسکو تنگ کیا ہے اب مجھپر بھی واجب ہوگیا ہے کہ جیسے لشکر راجہ سنبہاجی مرہٹہ کا سکندر عادل شاہ کی مدد کر رہا ہے مین بھی اوس کی کمک کرون اسلئے اپنے سپہ سالار خلیل اللہ خان پلنگ حملہ کو مع چالیس ہزار سوارون کے مامور کیا ہون دیکھون کہ تم کس کس سے مقابل آرہو سکتے ہو بمجرد ملاحظہ اس خط کے عالمگیر پہلے بذات خود سلطان ابوالحسن کے طرف متوجہ ہوا پہلے شہزادہ عالم شاہ بہادر شاہ اور خان جہان بہادر وغیرہ کو روانہ کیا۔ انہون نے جاکر سرحد کے قلون سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دئے۔ اور سلطان ابوالحسن کے طرف سے خلیل اللہ خان نے باتفاق شیخ منہاج و رستم راو چچازاد برادر مادنا کے قصبہ بیڑم و ملکھیڑ پر مقابل آرہا ہوگیا۔ دونون جانب کے سپاہ نے داد مردمی و شجاعت دی مگر میدان جنگ لشکر سلطانی کے ہاتھہ رہا اسپر بھی شہزادہ نے کہلا بھیجا کہ بیڑم و ملکھیڑ و پرگنہ اٹکی وغیرہ جس پر فوج شاہی نے قبضہ کرلیا ہے سلطان ابوالحسن اگر اس سے دست بردار ہوجائے تو مین

یہین سے تمہاری سفارش حضور سلطانی مین عرضداشت روانہ کر کے صلح کروا تا ہون۔
اس بات کو خلیل اللہ خان نے قبول کر لیا مگر شیخ منہاج اور رستم راو نے نامنظور کی آخر پھر لڑائی شروع ہوی اور اوسی روز ابو الحسن کے طرف سے ان کی کمک کے لیے اور بھی لشکر آ پہونچا طرفین سے رزمگاہ گرم ہوی بیکرو بکاشیخ منہاج و رستم راو مجروح ہو گئے اور دکھنیو ہانون میدان کارزار سے اکھڑے اور راہ فرار لی اور لشکر سلطانی نے برابر انکا تعاقب کیا ہوا چلا آیا اس لڑائی مین صورت یہہ ہوی کہ اکثر سرداروں مین نفاق پڑ گیا اور دکھنی فوج منتشر ہو گئی۔ چنانچہ دکھنیون کا لشکر پسپا ہو کر سلطان ابو الحسن پاس پہونچا تو خلیل اللہ خان کی شکایت کی کہ اسکے سبب سے ہمکو شکست ہوی اور رماد نامے بھی سلطان ابو الحسن کے ذہن نشین کیا خانمذکور عالمگیر سے ملگیا ہے۔ اس پر ابو الحسن بدظن ہو گیا اور اوس کے قتل کے درپے ہوا خلیل اللہ خان نے یہہ سنکر بخوف جان خود سنہ ۱۰۹۶ہجری مین شہزادہ سے جاملا اور شش ہزاری منصب و چہہ ہزاری سوار وخطاب مہابت خانی سے سرفرازی حاصل کی۔ یہہ حال سنکر ابو الحسن پوشیدہ سرشام محل شاہی سے نکلکر تمام صنادیق جواہرات ذہن و اشرفیون کے ساتھ لیکے قلعۂ گلکنڈہ مین داخل ہوا۔
اور جب ابو الحسن کا اسطرح قلعہ مین چھپ کے سے چلے جانیکی خبر مشہور ہوی تو تمام رات شہر مین حشر برپا ہو گیا کئی ہزار شرفا پریشان حال اپنا اپنا مال و سباب گہر و نمین چھوڑ کے صرف عیال و اطفال لیکر قلعہ مین چلے گئے۔ او باشان شہر نے قابو پاکر شہر کی غارتگری مین دست درازی شروع کی۔ اور بیشمار مال و دولت و محلات شاہی کا غارتگرون نے لوٹ لیا یہہ خبر سنکر شہزادہ نے ہنگے محلسرا ابو الحسن مین داخل ہوا اور احکم الحاکمین کا شکریہ بجالایا اور تاراجی شہر کا حال سنکر چوبدارون کو مامور کیا جب غارتگرون نے نہ سنا تو کوتوال لشکر کو باتفاق اپنے دیوان کے پانسو سوار دیگر گرداوری و نبد و بست شہر کیلیے مقرر فرمایا اور خلایق کو اوباشون کی دست

درازی سے امن ملی۔ القصہ شہزادہ نے قریب اسی ہزار ہن نقد جنس پر ابوالحسن تاناشا کے قبضہ کر لیا تو سلطان ابوالحسن تاناشاہ نے ایک معذرت نامہ عفو قصور کیلئے شہزادہ پاس روانہ کیا اور جب معذرت نامہ شہزادہ کے نظر سے گذرا تو صورت صلح اس امر پر قرار پائی کہ ابوالحسن ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ اب دین اور اسکے سوا جو سالانہ مقرر ہو وہ دیا کرین اور مادنا اور اکنا جو باعث فساد اور سبب خرابی سلطنت حیدرآباد ہین اون کو بیدخل کر کے قید کر دین اور گھڑھی سیڑم و کوہیر و دوسرے محلات مفتوحہ جو فوج شاہی کے تصرف مین آ چکے ہین اون سے ہمیشہ کیلئے دست بردار ہو جائین صلح کی یہہ شرطین قرار پائین مگر تاناشاہ کو مادنا و اکنا کا جدا ہونا کب گوارا تھا اس کے نسبت ابھی پوری طور پر گفتگو صاف ہونے نہین پائی تھی کہ شہزادہ بصدور فرمان شاہی بیجاپور کے طرف رخ کیا۔ اور اس اثنا مین اتفاقاً ایک مرتبہ مادنا و اکنا جنکے سر پر قضا آ گئی تھی تنجانہ کے نزدیک جو متصل دیوار قلعہ کے تھا کچھہ مشورت کر رہے تھے دشمنون نے قابو پا کر سر تن سے جدا کر کے شہزادے شاہ عالم پاس روانہ کر دیا۔

الحاصل اورنگزیب عالمگیر بعد فتح بیجاپور گلبرگہ شریف مین آ کر زیارت حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہٗ سے مشرف ہوا۔ اور وہان سے پہلے ایک حکمنامہ بنام سعادت خان صادر کیا کہ بہت جلد ابوالحسن تاناشاہ سے زر نذرانہ وصول ہو۔ تاناشاہ نے جب یہہ سنا مجبور ہو گیا اور زر نذرانہ کے عیوض نایاب جواہرات دیا۔ اس نے وہ بجنسہ عالمگیر کے پاس بھیجدیا۔ لیکن جب تاناشاہ کو معلوم ہو گیا کہ اورنگزیب عالمگیر خود ہی اس طرف آنے والے ہین تو سعادت خان سے استرداد جواہرات کیلئے لکھا۔ خان موصوف نے وہ تقریر دلفریب کی کہ یہہ سنکر چپ ہو رہا۔ المختصر تاناشاہ نے ایک عرضی لکھی۔ خلاصہ اسکا یہہ تھا کہ اختیاری یا بے اختیاری سے جو کچھہ خطا ہوی فدوی اس کی سزا کو پہونچا

اب امیدوار معافی کا ہون۔ عالمگیر نے بعد ملاحظۂ عرضی فرمان صادر فرمایا کہ تمہارے تقصیرات بے گنتی صادر ہوتے رہے ہین منجملہ اون کے پہلے یہہ کہ کافر کو اقتدار دیا۔ اور فضلا کو بے اختیار کیا علانیہ بادہ خواری کی نہ اسلام سے کام رکھا نہ عدل اور ظلم مین فرق سمجھا فسق و عبادت سے واقف ہوے کافر حربی کی اعانت کی سمجھانے پر بھی ایک لاکھ ہُن سمجھاجی کے حوالے کیے گئے اب ان تقصیرات پہ امید لطف و کرم دنیا مین تو کیا عقبی مین بھی ناممکن ہے۔ پس جب تاناشاہ نے یہہ جواب سنا پریشان ہو کر شیخ مہناج اور شرزہ خان و مصطفے خان عرف عبدالرزاق خان مع دیگر نامور سردارون کو مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔

اور حیدرآباد سے دو منزل کے اوپر دونون لشکرونکا آمنا سامنا ہو گیا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اثنا مین غازالدینخان فیروز جنگ کا عریضہ عالمگیر کے نظر سے گذرا کہ بعد تسخیر بیجاپور قلعہ ابراہیم گڑہ پر بھی خاطر خواہ قبضہ ہو گیا ہے اور جان نثار بھی حسب الحکم سلطانی ایلغار پہونچتا ہے۔ چنانچہ یہہ خبر لشکریان تاناشاہی مین مشہور ہوئی تو رہی سہی ہمت پسپا ہو گئی الغرض لڑتے بہڑتے شاہ فتح نصیب نے آگر قلعہ گلکنڈہ کے روبرو دمدمے اور مورچہ قائم کرکے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔

مگر تاناشاہی فوج نے بھی لشکر شاہی سے دلیرانہ مقابلہ کیا اور قلعہ سے بھی برابر آتش برستی رہی اور لشکر شاہی سے بھی پے در پے دلاورانہ حملے ہوتے رہے اس زور و شور سے فوج شاہی کے حملون کو دفع کیا کہ سب کے منہ پھر پھر گئے مگر سیکڑون ہی کا کھیت پڑا اور خواجہ عابد قلیچ خان بہادر نے داد شجاعت دی اور اس جوانمردی سے دلاورانہ حملہ کیا لیکن بتقدیر الٰہی ایک گولہ آلگا تو بازو جدا ہو گیا آخر جام شہادت نوش فرمایا۔ اگرچہ شاہی لشکر اور سلطنت کے سامان کے سامنے ایک صوبہ کی کیا بساط تھی

تاہم نو مہینے کے قریب طول کھنچا - بالآخر تدبیروں کے جال پھیلائے گئے اور خفیہ سازشوں کے
گھر نکلیں لگائیں گئیں اور اکثر سرداران تاناشاہی مثل شیخ منہاج اور شیخ نظام وغیرہ بہت سے
اودھر کے بے وفا ادھر آن ملے اور شاہ مصلحت پناہ نے بھی ان دل شکنوں کے دل بڑھانے
کے لئے کسیکو پنجہزاری اور کسیکو ہفت ہزاری منصبداروں میں شریک فرمایا چنانچہ شیخ نظام
شش ہزاری منصب اور پنجہزار سواروں سے بخطاب مقرب خانی سے سربلند ہوا المختصر ۲۴ ذیقعدہ
سنہ ۹۸ھ پچھلی رات کے وقت شہزادہ محمد اعظم اور کئی سپہ سالار معہ لشکر شاہی قلعہ کے ایک دروازہ
پر گئے جہاں عبداللہ خان پنی سردار کے ماتحت فوج کا مورچہ قایم تھا وہ ملگیا اور چپکے سے
دروازہ کھولدیا. فصیلوں میں بھی معرکہ جنگ کیوجہ سے سوراخیں پڑ گئیں تھیں اودھر سے
بھی روح اللہ خان و مختار خان و رستم خان و جان نثار خان و صف شکن خان وغیرہ سرداران لشکر
شاہی معہ فوج کے سیلاب کیطرح قلعہ میں گھس گئے اور دفعتہ قلعہ میں ایک غل اٹھا اور ہلچل
پڑ گئی - جو جاں نثار تمام دن توپ و تفنگ سے سینہ بسینہ رہے تھے پھر برسر مقابلہ ہوئے
اور باقی رات تلواریں مار مار کر کاٹی کہ وفاداری کے چہرے گلنار اور جان نثاری کے
پھول شاداب ہوگئے مگر مصطفےٰ خان عرف عبدالرزاق کی نمک حلالی و رفاقت کی شہرت ہے
داد جوانمردی دیکر زخم کاری کھاکے بیہوش گر پڑا - غرض جب صبح نے راتکا گریبان چاک کیا
اور تاروں نے آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا کر دامن سحر میں منہ چھپایا تو فتح یابوں نے اور
بھی زور دیا - اور تاناشاہ کو موت سامنے دکھائی دی - ساتھ ہی حرم سرا سے فریاد و زاری
کا غل اٹھا اسوقت دیوان خاص سے اٹھکر گھر میں گیا - اور دلداروں پر عیش و عشرت
کے ادا سے وہ گواری برس رہی تھی ہر طرف حسرت بھری نگاہوں سے آہ سرد بھر کے
دیکھا اور ہر ایک کو سامنے بلاکر تشفی و دلاسا دیا اور ایک ایک کو خلعت بخشوا کر خدمت سے

اور باہر آکر پھر مسند شاہی پر بیٹھ گیا - اتنے مین اس کو خبردارون نے خبر دی کہ حضور چند سرداران شاہی شہزادہ کے دربار سے رخصت ہو کر ادھر آرہے ہین - چونکہ اسکے کھانیکا بھی وقت تھا بکاول کے نام حکم بھیجا - اس عرصہ مین سرداران شاہی ہتیارون مین اڈبچی بنے اور تلوارین علم کئے ہوئے آہی پہونچے اس نے سلام وعلیک مین سبقت کی اور اتنے مین بکاول نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے تاناشاہ نے اجازت لی اور سرداران شاہی بھی شامل ہوگئے ایک سردار نے طعن سے کہا کہ یہ کیا وقت کھانیکا ہے تاناشاہ نے کہا کہ ہان مین اسیوقت کھانا کھایا کرتا ہون اس نے کہا کہ یہ تو مین جانتا ہون - مگر اس حال مین آپ کا جی کھانیکو کیونکر چاہتا ہے کہا البتہ علی العموم تو لوگون کا یہی حال وخیال ہے - مگر انسان کو خدا پر نظر رکھنی چاہیئے جو شاہ وگدا دونون کا خالق ہے باپ دادا اسنے نہایت فارغ البالی سے عمر گذاری مین نے چندروز نہایت فقیری و تنگدستی اٹھائی - پھر خدا کی عنایت ہوئی تو اس ہیچمقدار کو درجہ شاہی پر پہنچادیا کہ جسکا وہم و گمان بھی نہ تھا - الحمدللہ کہ اب کوئی آرزو باقی نہ رہی - لاکھون ہی حاصل کئے اور کروڑون ہی دے ڈالے - عالم سلطنت مین جو ناشایستہ عمل ہوئے اس کی تنبیہ وتادیب کے لئے خداوند عالم نے بادشاہت لے لی - اور اب مین بارگران سلطنت سے سبکدوش ہوا اور امر سلطنت خلیفہ عادل کے سپرد ہوئی -

یہ کہکر بعد فراغ طعام آن بان سے سوار ہو کر چلا - قلعہ کے دروازہ پر شاہزادہ محمد اعظم ایک خیمہ مین کرسی نشین تھا اور دم بدم کی خبرین اسکو پہونچ رہی تھین اس کے پاس لے آئے شاہزادے نے اس کی خاطر جمعی کی اس نے اپنے گلے سے نایاب موتیون کی ایک مالا اتار کر شاہزادہ کو نذر کی - القصہ شاہزادہ نے تاناشاہ کو دربار شاہی مین

لے آیا۔ عالمگیر نے تعظیم و توقیر کی اور شاہی خیام مین نظر بند رکھا اور تہوڑے ہی روز بعد اس کو مع اہل و عیال ہمراہ جانسپار خان بہادر قلعہ دولت آباد مین روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ جو کچھ مبلغ ابو الحسن کے کھانے اور پینے و لباس وغیرہ مین مطلوب ہو بفراغت تمام دیا جائے اور اس کو کسی بات کی تکلیف ہونے نپائی۔ سلطنت قطب شاہیہ کا نقش مٹ گیا اور ملک شاہی تصرف مین آگیا۔

مورخین نے ابو الحسن تانا شاہ کی مدت عمر یون تقسیم کی ہے کہ چودہ سال طفلی مین اور چودہ سال تحصیل علم مین اور چودہ سال سید راجو حسینی رح کے حلقہ مریدین مین اور چودہ سال حکومت مین اور چودہ ہی سال قید مین گذار کر کے آخر اسہال کبدی شب پنجشنبہ بارہوین ربیع الثانی سنہ ۱۱۱۲ ہجریہ مین انتقال ہوا اور حسب وصیت متصل روضہ مقدس حضرت سید راجو قتال حسینی والد ماجد حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہما اورنگ آباد مین مدفون ہوا

رستم دل خان صوبہ دار کا حال

الغرض اورنگزیب عالمگیر بعد فتح دار السلطنت قطب شاہیہ اپنا خطبہ و سکہ بٹھا کر رستم دل خان کو صوبہ داری حیدر آباد پر سرفراز کر کے خود بدولت بڑے دبدبہ و جاہ و حشمت سے فتحیابی کے نقارہ بجاتا ہوا بیدر سے ہوتے ہوئے روانہ ہوگیا اور رستم دل خان تیس سال تک حیدر آباد کا مستقل صوبہ دار رہا۔ اس نے ملک کا عمدہ انتظام کیا اور بے چراغ گانون کو از سر نو بسایا اور مالگذاری کا بندوبست کیا۔ اس عرصہ مین شاہ فتح نصیب عالمگیر اورنگزیب مرہٹون کی گوشمالی مین مصروف ہوا۔ چنانچہ سنہ ۱۱ مین بالکنڈہ والا مقرب خان دکنی کی کوشش سے سنبھاجی مرہٹہ مادۂ فساد گرفتار ہو کر قتل ہوا اور قلعہ ستارہ جو مسکن و ملجا و مرہٹون کا تھا مفتوح ہو گیا۔ مگر پھر بھی مرہٹے ہر طرف لوٹ مار مین مصروف تھے جن سے لشکر شاہی بھی تنگ تھا۔

المختصر شاہ شیخ نصیب اورنگ زیب عالمگیر بعد تسخیر بیجاپور وحیدر آباد دکن سے مراجعت فرمائے احمد نگر ہو کر قیام کیا اور دکن کے ملکون کا انتظام درپیش تھا کہ بڑھاپے کے سبب سے بیمار ہوا اور جب وفات قریب آپہونچا تو ملک کو تین حصوں پر منقسم کر کے شاہزادون کو تقسیم کیا۔ چنانچہ شاہزادہ بہادر شاہ کو ہند اور شاہزادہ اعظم شاہ کو دکن اور شاہزادہ کام بخش کو بیجاپور دیا اور ان تینونکو وصیت نامہ لکھدیا۔ اور آپ ۲۸ ذیقعدہ بروز جمعہ

عالمگیر کی وفات کے بعد شاہزادون کا باہم لڑ جھگڑ کے مرمٹ جانا۔

۱۱۱۸ھ ہجری میں اُس ملک فنا سے پچاس سال، ۲۰ روز بیرا یے ودینداری میں سلطنت کر کے رخصت ہوا۔ بڑا شجاع متقی دیندار و دانا یار روزگار اور معاملات مالی و ملکی و ایمن کار آزمودہ شخص تھا۔ روضۂ شریف خطرہ حضرت شیخ زین الدین چشتی قدس سرہٗ اورنگ آباد مین سپرد خاک ہوا۔ عالمگیر از جہان رفت۔ اس کی تاریخ رحلت ہے اور اسکے وفات کے بعد زیب النسا شاہزادی نے بعجلت تمام شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو بذریعہ قاصد اس حادثے کی اطلاع دی اور لکھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہان پہنچو۔

یہ خبر سُنتے ہی فوراً اعظم شاہ لشکر شاہی سے ملحق ہوا اور بعد ادائے مراسم ماتم داری دہم ذیحجہ بروز عید تخت پر جلوس فرما ہو کر لشکر شاہی اور رعیت کی استمالت وخاطرداری شروع کی اور خزانہ پر قبضہ کر لیا امرا و دولت وارکان سلطنت کو حکم دیا کہ دربار عام مین حاضر ہون۔ ہر ایک کو رُتبے کے موافق سرفراز کیا آصف الدولہ اسد خان کو بدستور عہدۂ وزارت پر بحال اور اُسکے فرزند ذوالفقار خان کو حسب سابق سپہ سالاری پر برقرار رکھا۔ اور بہادر شاہ بڑا فرزند عالمگیر جو صوبہ دار بنگالے پر تھا اس نے جب خبر انتقال شاہ مغفور کی سنی تو یکم ماہ محرم بروز شنبہ ۱۱۱۹ھ ہجری کو اکبر آباد مین جلوس فرما ہوا۔ اور

اور اعظم شاہ کو کہو بھیجا کہ ملک دکن وسیع ہے لہذا تمکو مناسب ہے کہ بموجب وصیت مغفرت پناہ کے اُسپر اکتفا کرو اور ملک ہندکی سلطنت ہمارے سپرد رہے صلح بہتر ہے جنگ سے۔ اتحاد باہمی مین فوائد بیشمار ہین۔ اعظم شاہ نے اوسکے جواب لکہا کہ دو بادشاہ ایک ولایت مین نہین رہ سکتے ہین۔ یہہ سنکر بہادر شاہ سنے اسباب جنگ فراہم کرکے آمادہ جنگ ہوا۔ ادہر اعظم شاہ نے مع سامان جنگ کوچ کیا اور گوالیار پہونچا۔ اور اسد خان کو مع دیگر امرا ساتھ لیا اور دہولپور اکر قیام پذیر ہوا۔ بہادر شاہ یہہ سنکر بنفس نفیس خود اوسطرف چلا اور جاجو کے قریب مقام کرنیکا قصد تھا ہنوز اسکے خیام استادہ ہونے نہین پائے کہ ہیبت بخت شہزادہ اعظم شاہ مع چند امرا نامور مثل ذوالفقار خان وغیرہ کے آپڑا اور دکہنیون نے جو اسکے ہمراہ تھے لوٹ مار شروع کی اور خیمون مین آگ لگادی یہہ سنکر بہادر شاہ نے طرح جنگ کی ڈالی۔ طرفین سے معرکہ جنگ گرم رہا قریب تھا کہ میدان جنگ سے بہادر شاہ کے قدم اکھڑے اتنے مین اسکا بڑا فرزند جہاندار شاہ عین موقع جنگ پر بہر کمک آ پہونچا اعظم شاہ کے دونون فرزند اس معرکہ جنگ مین کام آئے اور اعظم شاہ نے بھی داد شجاعت دی مگر فوج مخالف کے کسی ایک کی گولی اسکے ماتھے پر لگی فوراً ہاتی سے گرکے جان بحق تسلیم کی اور بہادر شاہ اس واقعہ کے بعد خود تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوگیا۔

ادہر بیجاپور مین شاہزادہ کام بخش کو جب خبر رحلت فرمائی عالمگیر شاہ مغفور کی پہونچی تو اس نے ودہی ہفتے کے اندر بیجاپور کے بندوبست سے فراغ حاصل کرکے امرا کو منصب و خطابات سے سرفراز و ممتاز کیا اور بیجاپور مین شاہانہ جلوس کرکے اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا۔

در دکن زد سکہ خورشید و ماہ		بادشاہ کام بخش دین پناہ

اور اسکے بعد کام بخش نے سات آٹھ ہزار سوار فراہم کرکے قلعہ حسن آباد گلبرگہ پر لشکر آ کر قبضہ کیا اور قلعہ واگن گیرا کو مفتوح کرکے حیدرآباد کا رخ لیا اور یہان آکر

حیدرآباد پر کام بخش کی یورش اور اسکا قتل

حیدرآباد پر دفعتہ یورش کی اور رستم دلخان صوبہ دار کو پکڑکے قید اور حیدرآباد پر اپنا قبض و دخل کرلیا۔ یہہ سنکر بہادر شاہ نے سنہ ١١٢٠ھ مین کام بخش کے نام پہلے ایک خط بمضمون کا لکہا کہ اے عزیز من تم اپنے حد سے قدم بڑہایا۔ حیدرآباد پر یلغار یورش کرکے رستم دل خان خیرخواہ سلطنت کو ناحق قید کرلیا ہے یہہ بات اچھی نکی خیر جو کچہہ ہونا تہا سو کیا مگر اب بھی بہتر اور مناسب وقت ہے کہ سکہ اور خطبہ دکن ہمارے نام کا جاری ہے اسکے سوا پیشکش معمولی ہرسال کا ارسال کرتے ہین تو بھی اختیار دو ان صوبونکا مین نے تم کو بخشا اچھی طرح سے ملک کا انتظام اور بند و بست کرکے رعایا کی استمالت کرو اور خوش و خرم آسودہ حال رکہو۔ کام بخش نے اسکا کچہہ جواب ندیا بلکہ رستم دلخان کو سختی سے مارڈالکر اہلی محل مین دفن کروادیا اور معتبر خان ایلچی بہادر شاہ کو خفت کے ساتھ قید کرکے جواب خط خصومت آمیز لکہکر روانہ کیا الغرض جب یہہ خط بہادر شاہ کی نظر سے گذرا۔ اس نے باوجود موسم برشکال دکن کے طرف لشکرکشی کی اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا قصبہ ناندیڑ۔ جو شمال رویہ گوداوری ندی پر واقع ہے وہان پر اواخر شوال سنہ ١١٢١ھ مین آپہونچا۔ اس مقام پر گوبند سنگ نامی سکہون کے گرو کو جو تین سو جمعیت سکہون کے سات ہمرکاب بہادر شاہ آیا ہوا تہا اوسکو کسی پٹہان نے مارڈالا چنانچہ اسکی سمادہ اتبک ناندیڑ مین واقع ہے۔ غرضکہ بہادر شاہ ناندیڑ سے کوچ کرکے اونتیسوین ذیقعدہ سنہ ١١٢١ھ مین حیدرآباد سے تین کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا اسوقت کام بخش کی فوج متفرق اور پراگندہ تھی صرف اسکی رفاقت مین پانچ چہہ سو سوارون کی تعداد تھی وہ بھی برداشتہ خاطر۔ اور بہادر شاہ کے ہمرکاب اسی ہزار جمعیت کی تعداد تھی۔ بہادر شاہ نے پہلے شاہزادہ رفیع الشان جہاندار شاہ کو رنگ ڈہنگ دیکھنے کیلئے روانہ کیا۔ اور اسکے پیچھے خان خانان اور ذوالفقار خان کو دس ہزار سواران جرار دیکر بھیجا۔ کام بخش باوجود تہوڑے سے فوج ہونیکے خود ہی مقابل آراہو گیا۔

اور طرح جنگ کی ڈالی۔ اور بان اندازون کو حکم دیا کہ ایک بارگی لشکر مخالف پر بان چھوڑین ادہر سے بھی ذوالفقار خان نے مقابلہ کا حکم دیا اور خانخانان بھی وسکا شریک حال ہوگیا اور توپخانہ شاہی سے بھی آتش برسانا شروع ہوگئی۔ کام بخش نے پینتیس ہزار سے دلاورانہ مقابلہ کیا مگر اس لڑائی کا نتیجہ اسکے خلاف اور میدان شاہی جنگ آورون کے ہاتھ رہا آخرش شاہزادہ کام بخش مع اپنے دونون فرزند محی السنہ اور فیروز مند کے زخمون مین چور ہوکر گرفتار ہوگیا اور یہ تینون بہادر شاہ پاس لائے گئے لیکن تین چار پہر کے عرصہ مین کام بخش اور فیروز مند کا انہین زخمون سے کام تمام ہوگیا ان دونون کی نعشین دہلی بھیجی گئین اور مقبرہ ہمایون مین سپرد خاک کردئے گئے۔ اس واقعہ کے بعد ذوالفقار خان المخاطب نصرت جنگ کی سفارش سے دلاور خان نے صوبہ داری دکن پر سرفرازی پائی اور بہادر شاہ نے دار الخلافت دہلی کیطرف مراجعت فرمائی مآثر الامرا مین لکھا ہے کہ دلاور خان کے بعد دار السلطنت حیدر آباد کی صوبداری پر ابو المنصور خان مامور ہوا۔ اور اسکے بعد فرخ سیر کے عہد مین نواب آصف جاہ نظام الملک بہادر نور اللہ مرقدہ نے کل دکہن کی صوبداری کی مستقلانہ مرتبہ حاصل کی الحاصل مطلب ان واقعات کے تہوڑے ہی زمانہ بعد محمد شاہ بادشاہ ہندوستان کے عہد سلطنت خاندان مغلیہ کے زوال سے مرہٹون کی ریاست تو خود سر ہو ہی گئی تھی۔ اسکے علاوہ اور کئی صوبہ بھی دار الخلافت دہلی سے الگ ہوکر اون کی ریاستین علیحدہ علیحدہ قایم ہوگئین اور سلطنت دہلی مین ضعف آگیا بادشاہ کی حکومت صرف نام ہی نام کی رہگئی چنانچہ راجپوتانہ اور صوبہ اودہ و صوبہ بنگالہ وغیرہ خود مختار بن بیٹھے ان سب سلطنت حیدر آباد دکن بھی گردش زمین سے سب سے پہلے رئیس نواب نظام الملک آصف جاہ فتح جنگ بہادر غفران مآب نور اللہ مرقدہ گذشتہ صدی کی شروع مین انگریزون کے کاروبار ملکی مین اعانت کرنے کے زمانہ سے پہلے خود مختار ہوگئے گو بمقابلہ راجپوت خاندان کے یہ خاندان کسیقدر بعد عروج کو پہونچا ہے۔ اب زمانہ حال مین بھی ایک سلطنت زبردست اسلامیہ ہندوستان مین ملجا و ماوائے اہل اسلام ہے جسکا حال ہم ناظرین کے روبرو پیش کرتے ہین فقط

دار الخلافت دہلی سے صوبونکا علیحدہ اور خود سر ہو جانا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حال سربراہان دولت آصفیہ دار السلطنت حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن
ذکر خیر نواب نظام الملک آصف جاہ فتح جنگ بہادر مغفرت مآب نور اللہ مرقدہ

آپکا اسم گرامی میر قمر الدین خان ہے، اور آپکے نانا نواب عمدۃ الملک سعد اللہ خان بہادر صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ ہند کے وزیر اعظم تھے اور جد امجد خواجہ عابد خان بہادر اور اون کے پدر بزرگوار عالم تبحر اور سمرقند کے مشائخین اور بزرگوں مین نامور تھے اونتیس سال جلوس شاہجہانی مین سنہ ۱۰۶۵ھ کو خواجہ عابد خان بہادر نے ہندوستان مین آکر شاہی ملازمت اختیار کر لی اور اوسکے بعد زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لیگئے اور بعد مراجعت سفر حرمین شریفین شاہزادہ محمد اورنگزیب کے ملازمان شاہی مین شریک ہوکر بڑے بڑے کارہائے نمایان کے مقتدر رہے اور جب اورنگزیب تخت سلطنت پر بیٹھا تو آپکو محکمہ صدارت کی صدر نشینی سے سرفراز فرمایا اور اوسکے تھوڑے ہی زمانہ بعد (قلیچ خان بہادر) کے خطاب اور پنجہزاری منصب سے ممتاز فرمایا جس زمانہ مین عالمگیر قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ کئے ہوئے سلطان ابو الحسن تاناشاہ خاندان قطب شاہیہ کے بادشاہ سے برسر پیکار تھا ایک گولہ توپ کا عین معرکہ جنگ مین اس رستم دوران قلیچ خان بہادر کے سینہ پر لگا جس ضرب نے اس فرد میدان کی بہادری اور رستمانہ دلیری کے شانہ اس دلاور کے صفحہ ہستی کو بھی الٹ دیا۔ پھر ربیع الاول سنہ ۱۰۹۰ ہجری کی چوتھی تاریخ دولت آصفیہ جد اعلے اس خرابہ ہستی سے فضائے عالم قدس کیطرف رہگزر ہوا۔ آپ کا مقبرہ قلیچ خان کے نام سے نواح قلعہ گولکنڈہ مین موجود ہے اور قلیچ خان کی درگاہ سے بلند آوازہ اس مے نوشین کے خلف الرشید میر شہاب الدین خان اوسی زمانہ مین ملازم شاہی تھے

سنہ ۲۳ جلوس عالمگیری میں باضافہ منصب خطاب خانی و بہادری مع فیل و نقارہ کش میں لاماثل ممتاز ہوئے اور سنہ ۲۴ جلوسی میں جب شاہزادہ محمد اکبر عالمگیر بیدار بیٹے اولوالعزم اور بلند اقبال باد شاہ سے قسمت آزمانا ہوا تو بعد فیصلہ مہم جنگ اس بہادر کے دلاحسبی اور عالی نسبی کے صلہ میں ہفت ہزاری ہزار سوار کے منصب سے ممتاز فرما کر (نواب غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ خطاب گرانمایہ خلعت عزت فرمایا اور بعد فتح مہم بیجاپور فرزند ارجمند بیرورنگ خلا آصدر پہ اور زیادہ کیا گیا۔

جب بہادر شاہ بہادری بخت الک دیہیم و تخت ہوا تو پہلے ہی سال جلوسی میں ملک بالادہ کی صوبہ داری نواب محتشم کی نام نہاد ہوئے مگر چار سالہ حکمرانی کی بعد بفرمان قضا و قدر سنہ ۱۶ جلوسی میں رہگرائے عالم جاودانی ہوئے آپکے متعلقین آپکا جنازہ دارالخلافہ دہلی میں لائے اور متصل اجمیری دروازہ اونہین کے بنائے ہوئے خانقاہ میں سپرد خاک کیا چنانچہ آپ کا مقبرہ اب تک مشہور عام وخاص ہے۔

آپکے خلف ارشد میر قمر الدینخان بہادر آصفجاہ مغفرت مآب میں سنہ ۱۰۸۱ھ میں ملک عدم سے کشور وجود میں تشریف لائے چہرہ انور سے آثار امارت اور ریاست ہویدا تھے تھوڑے ہی زمانہ بعد دربار سلطانی سے چین قلیچ خان بہادر کے خطاب اور چار ہزاری منصب سے سربلند ہوئے اور بعد وفات عالمگیر بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ جب بہادر شاہ تخت نشین ہوے تو آپ کو خان دوران خان بہادر کا خطاب عنایت کیا اور صوبہ داری اودہ اور فوجداری لکھنو پر سرفرازی ہوئی مگر آپنے دارالسلطنت کو چھوڑا اور جب فرخ سیر بمعاونت بخت تاج و تخت کا مالک ہوا تو سنہ ۱۱۲۳ھ یعنے اول سال جلوس میں نظام الملک بہادر فتح نواز جنگ اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور صوبہ داری دکن سے بین الاقران

ممتاز ہوئے صوبہ داری دکن پر تین ہی سال گذرے تھے کہ صوبہ داری دکن سید حسین علیخان امیر الامرا کے سپرد ہوئی اور نواب آصفجاہ بہادر کو بہ سبب برہمی اعیان سلطنت وارکان دولت کے فوجداری سنبل مرادآباد پر بادل ناخواستہ ہو جانا پڑا اور بحکم شاہی زمینداران کوہ شوالک کی تادیب قرار واقعی کی گئی چند روز بھی نہ گذرے تھے کہ سید حسین علیخان حاکم بہار اور اسکا بھائی سید عبداللہ خان حاکم الہ آباد جو اثنا عشری مشرب اور متعصب فی المذہب تھے فرخ سیر کو شطرنج کا بادشاہ بنا رکھا تھا اور تمام ملکی کا عزل ونصب بلکہ تمام امراے ہند کی قسمت انھین دونون بزرگون کے ہاتھ مین تھی چھ برس تک تو فرخ سیر انھین دونون کے اشارے پر چلتا رہا آخر بادشاہی حرکت مین آئے اور آہستہ آہستہ ان دونون انجنون کے زور قوت کو گھٹانا شروع کیا جب ان بزرگون نے اس برائے نام بادشاہ کے یہ دروئی رفتار دیکھی حق نمک اور پاس ملاحظت کو بالائے طاق رکھکر جابرانہ حکومت اور غاصبانہ قوت سے کام لیا اور تاج سلطنت فرخ سیر سے چھین کر رفیع الدرجات کے سر پر رکھدیا مگر یہ تاج مبارک ہوا تین مہینے اسپر بھی نہ گذرے تھے کہ بہادر شاہ کا دوسرا بیٹا رفیع الدولہ تخت سلطنت پر بٹھایا گیا دو مہینے کے بعد اوسکے قسمت نے بھی پلٹا کھایا اور مثل یوسف اسیر چاہ زندان ہوا۔

تیسرا بادشاہ جسکو سیدون نے تخت نشین کیا بہادر شاہ کا پوتا روشن اختر تھا جو محمد شاہ کے لقب سے ملقب ہوا سادات بارہ جو سلطنت کے کلید اور بادشاہ کے نفس ناطقہ تھے نواب آصفجاہ کی دانش اور ہمت اور دلیری زور و جرأت کو ہمیشہ رشک کی نظر سے دیکھتے تھے پایۂ تخت میں رہنا نواب کا مصلحت نہ سمجھا ملک مالوہ کے صوبہ داری پر روانہ کیا سنہ ۱۱۳۲ھ میں جب ارکان سلطنت واعیان دولتین عارضہ رشک و حسد ومرض نفاق سے مادہ فاسد خبیث قابل علاج داخل گیا

اور سادات بارہ نے کارپردازان دولت کے استقبال کی فکر کرنے لگے نواب آصف جاہ بہادر
جو منتخب روزگار اور عقل و دانش مین فرد منتخب تھے ایسی حالت مین کہ آتش فتنہ و فساد ہر طرف بہڑک
رہی تھی اور ہر متنفس اسی آتش بے زینہار مین گرفتار تہا دہلی مین اپنا قیام نیجا و سالہ عزت و آبرو کا کہونا
تھا اور بزرگون کے پیدا کی ہوی عزت کا خاک مین ملانا تھا بادل ناخواستہ عین موسم برشکال مین
براہ ملک لوہ قلعہ آسیر پر قابض ہوسے اور ناصر جنگ اور نصیر جنگ اپنے دونون فرزندون کو مع
متعلقین قلعہ مین چہوڑ کر بذات خاص معہ توپخانہ دار السرور برہان پور کا ارادہ کیا اور لال باغ
مین خیمہ زن ہوئے محمد انور خان بہادر قطب الدولہ ناظم برہان پور نے ملازمت حاصل کی اور آپکے
سایہ عاطفت و ظل دولت مین رہنا قبول کیا۔ اسی اثنا مین خبر آمد آمد سید دلاور خان بخشی فوج کی
باشارہ امیر الامرا سید حسین علیخان نواب آصف جاہ بہادر کے گوش زد ہوی نواب محتشم اوسیوقت
مردان کار سپاہ جنگ آزما کو ہمراہ لیکر دریائے نربدا سے اوسطرف خیمہ زن ہوئے اور آتش جنگ
جدال طرفین سے بہڑک اوٹھی سید دلاور خان عین معرکہ جنگ مین مردانہ مارا گیا اور نواب محتشم
مظفر و منصور برہان پور پر قابض ہوسے امیر الامرا نے جب دار السلطنت مین یہہ خبر دلخراش
سنی اوسیوقت اپنے ہمشیر زادہ سید عالم علیخان مبارز نامور و سید عالی گہر کو تاکیدی فرمان
بہیجا کہ بہادران جرار و نامورانِ آزمودہ کار کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد سے بعزم مجادلہ آصف جاہ کے
مقابل صف آرا ہو ہر چند نواب قمر رکاب نے چاہا کہ سید مرتضوی گہر کے خون سے شمشیر خون
آشام کو رنگین نکرے مگر وہ بہادر کب مانتا تھا زبان تیغ سے جواب دینا چاہا کہ دونون طرف
فوجین حرف مدغم کیطرح مل گئین اور تیغ و سنان نے اپنے جوہر دکھانے شروع کی چونکہ نصرت
و ظفر روز ازل سے نواب برجیس علم کے خانہ زاد تھی اور دولت و اقبال پرستار
تو فوج حریف نے شکست کھائی اور سید عالم علیخان مردانہ شہید ہوا نواب قمر رکاب مظفر و منصور

داخل اورنگ آباد ہوئے اور ملکی انتظام کیطرف مصروف ہوئے مگر جب میر الامرا نے یہ حادثہ جانگزا سنا
بادشاہ کو ساتھ لیکر بارادہ مقابلہ دکن کیطرف روانہ ہوا اگرچہ بادشاہ سیدون کے ہاتھ مین تھا
مگر اون سے بالکل غافل بھی نہ تھا اور اونکی قید حکومت سے آزادی کا خواستگار تھا ادھر سیدون کے
دشمن بھی تاک مین لگے تھے جب عظیم الشان فتح پور سیکری پہونچا اور سید حسین علیخان امیر الامرا
سوار ہوگیا تھا اور ہنوز بادشاہ سوار ہونے نہ پایا تھا کہ باشارہ محمد امین خان بخشی میر حیدر بیگ
کاشغری نے سید حسین علیخان کو پالکی مین بزخم خنجر قتل کرڈالا یہ واقعہ سنہ ۱۱۳۲ھ ۶ ذیحجہ مین ہوا اور عزت خان
امیر الامرا سید حسین علیخان کے بھانجہ نے بادشاہ کے قتل مین کوشش کی مگر ناکام مارا گیا پھر بادشاہ
دار الخلافت دہلی کیطرف متوجہ ہوا۔

قطب الملک سید عبد اللہ خان نے جب اپنے بھائی سید حسین علیخان کے مارے جانیکی خبر سنی تو
اوس نے ایک تیموری شاہزادی کو بادشاہ بنا کر دہلی اور آگرہ کے درمیان شاہ پور کی
لڑائی مین شکست کھائی جب سے ان سیدوں کا بقیہ زور و بل بھی ٹوٹ گیا مورخین ان
دونو سیدون کو جو شیعہ مذہب تھے ہندوستان کا بادشاہ گر کہتے ہین۔

الغرض بادشاہ نے اعتماد الدولہ کو اپنا وزیر کیا یہی اعتماد الدولہ وہی امین خان بخشی تھا
جسکے اشارہ سے میر حیدر کاشغری نے سید حسین علیخان کو قتل کیا تھا سید کے خون ناحق
نے اوسکو بھی وزارت سے متمتع ہونے نہ دیا اجل نے اوس کا کام بھی تمام کیا بادشاہ نے
بعد مرگ اعتماد الدولہ نواب آصف جاہ کو دکن سے طلب کیا پانچوین جمادی الاول سنہ ۱۱۳۴ھ
خلعت وزارت و صدارت کل سے ممتاز بین الاقران و الاماثل ہوے۔

سال پنجم جلوسی مین معز الدولہ حیدر علیخان خراسانی ناظم گجرات کی باغیانہ سرکشی بارگاہ
شاہی مین مسموع ہوئی نواب آصف جاہ بہادر معہ دس لاکھ روپیہ نقد صوبہ داری لوہ

اودہگرات پر بعض وزارت و صوبہ داری ملک دکن حیدر علیخان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے حیدر علیخان راناے اودہپور کی عملداری مین بھاگ گیا نواب آصف جاہ بہادر نے حامد خان اپنے چچا کو پیشگاہ حضور سلطانی سے معزالدولہ صلابت جنگ کے خطاب سے سرفرازی دلواکر صوبہ داری گجرات پر مقرر فرمایا اور نیابت صوبہ داری مالوہ پر عظیم اللہ خان بہادر اپنے چچازاد بھائی کو مقرر کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوے اور بعد باریابی پیشگاہ سلطانی سے خلعت انعام شاہی سے ممتاز ہوئے۔

اگرچہ اودہ صوبہ مین اب بھی فساد باقی تھا مگر جب دربار شاہی نواب آصف جاہ بہادر کے حسن انتظام سے صاف ہوا تو بادشاہ کی رنگین طبیعت نے اپنا اصلی رنگ دکھانا شروع کیا خنیاگران زہرہ جبین کیطرف مائل ہوا نغمہ و سرود کی محفلین دربار عام تھا رعیت بھی انتقون سے عیش و عشرت کی خوگر اور شاہی انعامات سے مالامال بھی گہر گہر لولیان حور پیکر سے دن عید رات شب برات ہو گئی ایسی کس مپرسی کیحالت مین ارباب فضل و کمال کو کون پوچھتا تھا ہزارون آدمی جمع تھے مگر بادشاہ کی طبیعت کو اسطرف مائل دیکھکر سب اوسی رنگ مین رنگے گئے عالم رقص سرود مین کبھی کبھی خود بدولت بھی شعر گوئی کیطرف راغب ہو جاتے فارسی اردو دونون زبان مین طبع آزمائی کرتے چنانچہ دو شعر ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین۔

یارب ز بر صبح بر سر فکر بر جا ہش کنید	ولہ	تما شفقان شب پیر دو زنجیر در پایش کنید
پیری مین نہ کسطرح گردن پیر جہان کی		دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا

نواب مبر خان ایک قدیم الخدمت اور خاندانی امیرزادہ تھا جو دلیرانہ ہمت اور امیرانہ دماغ رکھتا تھا ساتھ اسکے لطیفہ گوئی اور بذلہ سنجی کا یہ عالم تھا کہ ہنگام بذلہ سنجی پھلجھڑی کیطرح منہ سے پھول جھڑتے تھے خلوت اور دربار مین ایسی گل افشانیان کرتا کہ اہل دربار لوٹ لوٹ

جاتے تھے لطیفہ ایکدن بادشاہ نے پوچھا کہ امیر خان یہ جو پوت - سپوت - کپوت
زبان زد خلایق ہے اس کی اصل کیا ہے ؟ عرض کی کہ حضور اسی دربار مین تینون قسم
کے لوگ موجود ہین - بادشاہ نے پوچھا کیونکر ؟ کہا پوت تو یہی ہے جیسے حضور یعنے سلطان
ابن سلطان - اور سپوت محمد امین نام ایک مغل تھا جو ایران سے ایا یہان حضور کے
تصدق سے وہ مرتبہ پایا کہ باپ دادا کا فخر ہو گیا اور کپوت یہ خانہ زاد کہ باپ دادا
حضور کے بزرگون کی جان نثار مین اعلی اعلی عہدون پر ممتاز رہے اور یہ فدوی اسی حال مین
گرفتار ہے - لطیفہ ایک دن امیر خان حضور مین اپنے بزرگون کی جان نثاریان
اور شاہجہان اور عالمگیر کی قدر دانیان بیان کر رہا تھا - میرا باپ کابل مین ناظم تھا اور
اپنی عقل و تدبیر سے اسقدر مورد عنایت تھا کہ کئی مہمین دکن مین فتح ہوئین اور عالمگیر نے
یہ فتوحات اوس بہادر کے نام پر لکھے یہ خاندان اوسی سور بہادر کا نا خلف یادگار اور
باین نکبت گرفتار حضور شاہی مین حاضر ہے -
غرض کہ بازاریون اور رسوتیون کی صحبت ہی تھی اور عیش و عشرت کے جلسے رہتے مہتاب
باغ اور حیات بخش کے باغون کو سجا کر ارم کا جوبن اسر زمین ہند مین بنایا تھا نہر و نمین نواڑے
پڑے رہتے بادشاہ اونمین بیٹھتے ناچ رنگ کے جلسے جمتے اور شراب کے دور چلتے جب
برسات آتی تو ان کے ہان بہار آتی قطب صاحب رح کے جنگل سبزی سے ہرے بھرے
ہو جاتے ہین یہ شہر چھوڑ کر وہان جا رہتے حکم تھا کہ ابر سیاہ ہمارا نقیب ہے جب گرجنے
کی آواز آیا کرے اسیوقت کمر بندی ہو جایا کرے :-
تمام امرا ایک ملک و علاقہ پر متعین تھے - مگر بہار دربار کے لطف اٹھانیکو نائب اپنے
وہان چھوڑتے اور خود دربار مین چلے آتے - ظاہر ہے کہ جہان اہل دربار ایسے ایسے

خیالات مین ہون وہان ملکی انتظام کا کیا ٹھکانا۔ تازہ گل یہہ کھلا کہ وزیر اور سپہ سالار کے توڑنیکے
لئے سب نے تجویز کی چونکہ نواب آصفجاہ بہادر دیرینہ سال اور عالمگیر کے آنکھین دیکھے ہوئے
تھے بادشاہ کو صلاحیت پر لانا چاہا۔ اور آئین شاہی جاری کرنے شروع کئے خلوت اور جلوت
مین بادشاہ کے وقتون کی تقسیم کی اور کاروبار ملکی پیش کرنے لگے رنگین مزاج مصاحبین
گھبرا گئے۔ نواب کے تخت کے فکر مین مصروف ہوئے رنگیلے بادشاہ کو کچھہ تو خود ہی یہہ کام
وبال معلوم ہوتے تھے کچھہ امیرون کے بھکانے سے نواب آصفجاہ کے معروضات پر توجہ نفرمائے
جب نواب معزنے دربار کا یہہ رنگ دیکھا حیدرآباد کی صوبہ داری کو ایسی وزارت پر ترجیح دی
اور بعذر ناسازی آب وہوا مرادآباد جانیکی اجازت لیکر خیام پذیر ہوئے اسی اثنا مین اتفاقاً
سنہ ۱۱۳۶ مین عماد الملک مبارز خان ناظم حیدرآباد مقرر ہوکر روانہ ہوگیا یہہ خبر سُنکر نواب
آصفجاہ بہادر مغفرت مآب پاشنہ کوب مع خدم وحشم اورنگ آباد پہونچے عماد الملک مبارز خان
جنگ آزما ہوا اور بست وسوم محرم سنہ ۱۱۳۷ھ اپنے دونون فرزندون اسعد خان اور مسعود خان
کے معرکہ جنگ مین کام آیا اور خواجہ محمود خان وحامد اللہ خان فرزندان مبارز الدولہ عماد الملک
اسیر ہوئے نواب فلک رکاب بفتح وفیروزی وارد حیدرآباد ہوئے۔

جلال الدین محمود خان صوبہ داری حیدرآباد سے معزول ہوا اور عماد الملک کے بڑے بیٹے
خواجہ احمد خان کے اشک شوئی کے اور منصب شش ہزاری اور چہہ ہزار سوار سے بخطاب
تہامت خان بہادر ممتاز فرمایا اور خواجہ محمود خان فرزند اصغر کو منصب پنجہزاری اور سہ ہزار
سوار وخطاب مبارز خان سے سرفراز کیا اور حامد اللہ خان کو منصب دوہزاری ایک ہزار سوار
مشرف فرماکر امراء دولت آصفیہ مین داخل کیا اسی اثنا مین فرمان شاہی سنہ ۱۱۳۸ مین مع خطاب
آصفجاہ اور منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار براہ دلجوئی آیا سنہ ۱۱۵۰ مین حسب خواہش سلطانی

نواب آصفجاہ بہادر نے اپنے فرزند نواب ناصر جنگ بہادر کو اپنا قایم مقام اور انور اللہ خان کو اون کا مدار المہام کرکے روانہ دار الخلافت ہوئے۔

انھین دنون راجہ جی سنگہ صوبہ دار اکبر آباد اور باجی راو صوبہ دار مالوہ خود سر ہو گئے تھے ان دونون سرکشون کی تادیب کے لیے حضور سلطانی سے نواب آصفجاہ بہادر غفرانمآب مامور ہوے اکبر آباد پہونچکر نجم الدین صاحب اپنی عزیز کو نیابت صوبہ داری اکبر آباد پر چہوڑ کر خود ملک مالوہ کیطرف نہضت کی الغرض دریاے جمن سے اوتر کر اٹاوہ اور مانک پور ہوتے ہوے بندیلکھنڈ مین جا پہونچے وہان کا راجہ چونکہ باطاعت پیش آیا پہر وہان سے کوچ کرکے نواح بہوپال مین پہونچگئے باجی راو وہان پر جو بیشمار لشکر لیے ہوئے پڑا تھا مقابل آرا ہوا۔

چونکہ ایکطرف کی دست برد سے سلطنت کے اعضا متزلزل تھے ادہر سے نادر شاہ جیسا جلاد ہندوستان کے طرف متوجہ تھا اور اسکے کارنمایان اور عجیب فتوحات کے شہرتین عام خاص و عام تھے اسلیے بادشاہ دہلی کے طلب پر آصفجاہ بہادر کو رجعت قہقری کرنی پڑی۔ نادر شاہ اصل مین نام اوس کا نادر قلی امام قلی کا بیٹا تھا ایک کم مایہ شخص تھا جو بحیرۂ خزر کے کنارے پر رہتا تھا اپنی دلیری اور مردانگی سے ایک نامور شخص ہو گیا اور جب مغربی افغانون کے سردار محمود اور اسکے بیٹے سردار اشرف نے ایران پر حملہ کرکے وہان پر اپنا تسلط کر لیا تھا اوسوقت نادر شاہ نے شاہ ایران کیطرف سے افغانون کو شکست پر شکست دی اور ملک ایران کو اونکے پنجے سے چہڑایا مگر پیچہے آپ ہی سلطنت فارس کو دبا بیٹھا اور افغانون کے حملہ کا انتقام لینے مین ہرات اور قندہار کو بھی فتح کر لیا پہر اس لچر حیلے سے کہ ہمارے بعض دشمن سلطنت مغلیہ مین پناہ گزین ہین کابل پر چڑہ آیا یہان لشکری سے لیکر اہل قلم تا سلاطین سے لیکر رئیس تک ایسے خواب خرگوش مین مبتلا تھے کہ ان متوحش خبرون سے بھی کان پر جون نہ رینگی

تو کہ نادر شاہ کے آنیکی خبرین دیتے تو امراے دربار سنکر خفا ہوتے اور یہ کہتے کہ لوگون کے گہر بہت بلند ہین دور سے نادری لشکر دکہائی دیتا ہے اور جب نادر شاہ نے کابل کو آن گیرا تو وہان کے حاکم نے نہایت اضطراب سے عرضی لکہی جسوقت خریطہ پہنچا بادشاہ مہتاب باغ مین عالم آب کا تماشا دیکہہ رہا تہا۔ اور سامنے سیری پیکر چہوکرون کے قطار کہڑی تہی طبلہ پر تہاپ پڑرہی تہی اور جام مے ارغوانی گردش مین تہا اوسے عالم مستی مین مرزبان کابل کی عرضداشت پیش ہوئی بادشاہ کو اوسوقت بدمست تہا عرضی کو لیکر گوشہ اسکا شراب مین ڈبویا اور یہہ مصرعہ پڑہا کہ ع این دفتر بیمعنی غرق مئی ناب اولی۔ چونکہ نواب معتمد تماب آصفجاہ بہادر کی دانائی و تجربہ کاری کو حریف بہی مانے ہوے تہے جب اہل دربار سے کچہہ بن نپڑا تو ناگزیر آپ کو بسبیل استعجال طلب کیا۔

نواب آصفجاہ بہادر نے بمصلحت وقت باجبر راوسے صلح کرکے دار الخلافت مین داخل ہوے۔ ادہر نادر شاہ نے کابل کو فتح کرکے بادشاہ کو نامہ لکہا اور اپنا ایلچی دربار شاہی مین بہیجا یہان دربار شاہی مین یہہ زیر بحث تہا کہ جواب کیا لکہا جاے اور القاب کیا لکہا جاے کیونکہ وہ اصل مین نادر قلی ہے کوئی خاندانی بادشاہ نہین ہے اتنے مین خبر آئی کہ اوسکا لشکر اٹک اتر آیا۔ یہان بہی کچہہ کچہہ تیاریان ہونے لگی اور چلتے چلتے کرنال پہنچے سب نہر کے کنارہ برات کیطرح پڑے تہے برہان الملک کا انتظار ہو رہا تہا کیونکہ اسکی فوج توپخانے کی پشت گرمی سے بہت نامور تہی اتفاقاً جسدن وہ لشکر مین شامل ہوا اوسیدن نادر شاہ بہی قریب آپہنچا تہا اور یہان کسیکو خبر بہی نہ تہی چنانچہ اوسی دن گہسیارے خستہ و نگار بدحواس دوڑتے آے کہ ہم جنگل مین گہاس کہودنے گئے تہے نادری قراولون نے کئی آدمیون کو گرفتار کرلیا۔ امرا نے پہر گفتگو شروع کی اتنے مین خبر آئی کہ چند قزلباش نادری برہان الملک کے ڈیرون

پر ہاتھ صاف کر گئے برہان الملک تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ صاحب آپ کونسی بات باقی ہے جسکا انتظار کیا جائے یہ کہکر اُسی وقت روانہ ہوگیا۔

اور خان دوران نے بھی برہان الملک کا ساتھ دیا اور آدہ کوس کے فاصلے پر برہان الملک کے پہلو مین اپنی فوج جمادی۔

نادر شاہ بھی سُنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور فوج کے تین حصے کر کے ایک کو اپنے پاس رکھا اور دو کو دونون کے مقابلہ مین مقرر کیا قزلباشون نے برابر حملہ پر حملہ کرنا شروع کیا تہوڑی ہی دیر مین عیش پرورده فوجین پریشان ہوگئین بہت سے سردار مارے گئے اور خان دوران زخمی ہوکر میدان سے پلٹا شکست کی خبر اڑتے ہی خان دوران کے خیمے ڈیرے لُٹ گئے۔

اُدہر برہان الملک اور اسکے چند رفیق میدان مین رہ گئے تھے وہ جوانمرد ہاتھی پر بیٹھا تیر مار رہا تھا کہ قزلباشون نے چارون طرف سے گھیر لیا ایک جوان نیشاپوری اس کا ہموطن گھوڑا اڑا کر پہنچا۔ اور آواز دی کہ۔ اے محمد امین دیوانہ شدہ بکہ جنگ میکنی وبچہ اعتماد جنگ میکنی۔ یہ سُنتے ہی برہان الملک نے ہاتھ روک لیا۔ قزلباش نے نیزہ زمین پر گاڑ گھوڑے کی باگ ڈور اُس سے باندہی اور جہپٹ کر رسا پکڑا اور ہودج کے اندر جا بیٹھا۔ برہان الملک ایرانی دستورون سے واقف تہا۔ کمان ہاتھ سے رکھدی اور اپنے تئین پنجۂ تقدیر کے حوالہ کیا قزلباش ہاتھی کو معہ فیل نشین اپنے لشکر مین لیگئے۔ نادر شاہ نے برہان الملک کی خطا معاف کی اور چونکہ شام ہوگئی تھی مع فوج اپنے خیمہ گاہ کیطرف پھرا اور برہان الملک کے دسترخوان پر مصلحت آمیز گفتگو کا سلسلہ چھیڑا۔ یہ خرابی لشکر دیکھکر نواب آصف جاہ بہادر دلیرانہ نادر شاہ کے پاس چلے گئے اور اپنی حسن تدبیر و فلسفانہ تقریر سے دو کروڑ روپیہ

لعل بہا لینے پر نادر شاہ کو مجبور کیا اور بعد عہد و پیمان رخصت ہو کر محمد شاہ سے سارا واقعہ عرض کیا اور اس حسن خدمت کے صلہ میں حضور سلطانی سے خان دوران اور امیر الامرائی کا خطاب بیش بہا عنایت ہوا دوسرے دن چونکہ ملاقات کے لئے ٹھیر تھا اسلئے بادشاہ بتجمل ادہر سے بڑے تزک و احتشام سے روانہ ہوئے اُدہر سے نادر نے اپنے بیٹے کو استقبال کے لئے بھیجا وہ رستہ میں آکر ملا بادشاہ نے تخت رواں کو زمین پر رکھوا کر ملاقات کی اُس نے فرزندانہ طور سے معانقہ کیا۔ اور ہمرکاب ہو کر نادر شاہ کے پاس لیگیا۔ نادر شاہ تا لب فرش استقبال کو آیا اور اپنی مسند پر بہایت تعظیم سے بٹھایا بعد اسکے برادرانہ اور دردمندانہ باتیں شروع کیں بجائے ساغر می جام چاے خطای گردش میں آیا۔ نادر شاہ اسوقت برک کی قبا۔ اسپر قزلقلی یعنے سیاہ پوست برہ کا خفتان۔ اُسپر ایک برکی جبہ پہنے بیٹھا تھا سر پر کلاہ باپاخ تھی۔ ادہر محمد شاہ شبنمی کُرتہ ڈہاکہ کی ململ کا جامہ پہنے تھے اور سر پر جو دستار تھی وہ بھی فرق نازک کو گران تھی گو بادکش مصروف مروحہ رانی تہا مگر محمد شاہی جامہ پسینے سے تر تہا استعجاباً۔ نادر شاہ سے کہا کہ (رخت شما بسیار گرم است۔ بر تن گرانی نمیکند۔ نادر شاہ نے جواب دیا کہ برادر جان من ہمین رخت گرم ست کہ مارا از ایران تا باینجا رسانید۔ لطافت لباس شماست کہ نگذاشت از دہلی تا باینجا حرکت کنید القصہ بادشاہ نے بطیب خاطر یہان سے مراجعت کی۔ برہان الملک نے جب نواب آصف جاہ کے خلعت و خطاب کا حال سُنا تو نہایت کشیدہ خاطر ہوا اور یہ امر اوسکو بہت ناگوار گذرا نادر شاہ سے عرض کیا کہ حضور نے یہ کیا غضب کیا جو ہندستانی قارونی خزانہ چہوڑ کر دو کروڑ روپیہ پر رضامند ہوگئے یہ رقم تو فقط غلام ادا کر سکتا ہے اور شاہی خزانے و امرا و دولتمندون کے گہرانون کے کیا ٹھکانے ہین۔ شہر یہان سے

چالیس کوس ہے حضور وہان تک تکلیف فرمائین۔ نادرشاہ اس فتوح غیبی کا امیدوار ہوکر عہدنامہ کے خلاف دغابازی سے داخل ہوگیا۔

پانچ چار دن کے بعد عید قربان آئی مسجد مین خطبہ نادرشاہ کے نام سے پڑھا گیا چونکہ دو ہادر بادشاہ تہا اسلئے بڑی دہوم کا تزک و احتشام ہوا مگر قربانی اس عید کی عجیب و غریب ہوئی یعنی نماز عصر تک تمامی شہر مین امن و امان سے عیش و عشرت کے جلسے تھے بازاری سے لشکری تک سرگرم نشاط تھے کہ دفعتہ بھنگیر خانے مین بیٹھے بیٹھے ایک بھنگیر بول اٹھا کہ واہ محمد شاہ رنگیلے۔ آخر بادشاہی پیچ کہل ہی گیا۔ دوسرا بولا کیا۔ اُس نے کہا حرم سرا مین موقع تاک کر ایک قلماقنی سے نادر کو مروا ڈالا یہہ ہوا دفعتہ اڑی اور رہوا کیطرح تمام شہر مین گہوم گئی اتفاقاً نادری سپاہی جو ایک ایک دو دو گلی کوچون مین بے تکلف پہر رہے تھے اُن کو قتل کرنا شروع کردیا نادر کو خبر ہوئی تو حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہہ پر قایم رہو اگر تم پر چڑہ آئین تو جواب دو نہین تو خاموش بیٹھے رہو الغرض رات بہر برابر تلوار چلتی رہی۔ صبح تک سات سو اون ولایتیون کا شمار ہوا جو جان شیرین نذر اجل کرچکے تھے نادر حیران ہوا کہ کرنال کے معرکہ مین کل تین سو لاتین مرین اور بیس آدمی زخمی ہون اور شہر مین میرے صدہا سپاہی اسطرح ضایع ہوجائین دنیا اُسکے آنکہون مین تاریک ہوگئی فوراً گہوڑے پر سوار ہوا اور شہر کو دیکہتا جاتا چلا کہ شاید مجھے زندہ و سلامت دیکہکر یہہ طوفان بے تمیزی تہم جائے اس پر بھی پتہر اور بندوقون کی بارش ہوئی ایک مصاحب زخمی ہوا جدہر نظر اوٹھ جاتی ہے قزلباشون کے نعشین سڑک پر نظر آتی ہین یہہ حال دیکہکر آنکہون مین خون اُتر آیا اور قتل عام کا حکم دیکر ترپولے تک آیا اور روشن الدولہ کی مسجد مین پہونچکر قتل عام کی علامت ظاہر کی یعنی تلوار کہینچکر مسجد مین بیٹھگیا۔ گلیون مین خون کے نالے بہ گئے۔ آگ کے شعلے ہر گہر سے اوٹہتے تھے اور گہر کے ساتھ بیٹھتے تھے۔

نادر شاہ کا غصہ تھا یا خدا کا قہر دلی والون پر نازل ہوا تھا ایک بڈھا خواجہ سرا محمد شاہ کے پاس روتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ حضور کے باپ دادا کی تمام رعیت قتل ہو گئی یہ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہوا یہ شعر پڑہنے لگا ؎

دیدۂ عبرت کشا قدرت حق را ببین	شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

دوپہر کے قریب جب شہر مین کہرام مچگیا تب نواب آصفجاہ بہادر کو مجبور کیا کہ ایسی حالتمین ہم لوگون کا یاور کوئی نہین ہے نواب معز تلوار حمائل کیے ہوئے دلیرانہ نادر شاہ کے سامنے پہونچے اور عرض کیا کہ ؎

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی	مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

نادر نے شرما کر سر جھکا لیا اور تلوار نیام مین کر لی اور کہا کہ بریش سفید تو بخشیدم یہ سنتے ہی شہر مین ایرانی نقیب بے چاؤش امان امان کہتے ہوئے دوڑے ایک ساعت مین وہ ہنگامہ محشر فرو ہوا سلطنت کے کاروبار کے ساتھ دونون بادشاہون کی صحبتین پھر بدستور جاری ہو گئیں

لطیفہ ایکدن نادر شاہ کے پیٹ مین گرانی معلوم ہوئی محمد شاہ سے حال بیان کیا سنتے ہی علوی خان حکیم آیا اور نبض دیکھکر دواخانہ کے داروغہ کو اشارہ کیا ایک مرصع کشتی پر زرنگار خوان پوش پڑا ہوا تھا خوان پوش اٹھایا تو ایک مرصع مرتبان مین گلقند۔ الماس چمچہ برابر دھرا گنگا جمنی کا کانٹا تراشے سمیت وزن کے انداز کے لئے ساتھ موجود تھا۔ حکیم سوچتا تھا کہ گلقند اسمین سے نکالے اور وزن کر کے کھانے کو دے نادر شاہ نے خود ہی مرتبان اٹھا لیا اور کھولکر دیکھا اور بعد اسکے دو انگلیان اندر ڈالکر چار نوالون مین مرتبان خالی کر دیا چونکہ اسمین خوشبودار دوا ملی ہوئی تھین اچھا معلوم ہوا اور کہا کہ حلوا ہے خوب ہے دیگر بیار

لطیفہ ایکدن نادر شاہ ہوا کہانے کو سوار ہوا محمد شاہ نے کہا کہ ایران مین ہاتی نہین ہوتا

آگے انہین ہاتی پر سوار کر جب ہودج مین جا کر بیٹھا تو آگے فیلبان کو دیکہا۔ پوچہا۔ این کیست
لوگون نے کہا کہ فیلبان است این را میرانند۔ فیلبان سے کہا کہ۔ عنانش بمن بدہ۔ اُس نے
عرض کیا کہ فیل عنان ندارد و باشارہ سرہا ہیم راہ میرود۔ ناک چڑہا کر بولا۔ نیشانید کہ ذوایم
مرکبی کہ عنانش بدست غیر باشد سواری را نشاید۔

لطیفہ محمد شاہ کے ارباب نشاط مین ایک کنچنی تھی نور بائی اسکا نام تھا اور ناچ گانے
کے علاوہ حاضر جوابی اور لطیفہ گوئی کا یہہ عالم تھا کہ گویا منہ سے پہول جہڑتے تھے ایکدن
نادر شاہ نے بھی اسکا گانا سُنا چنانچہ بہت محظوظ ہوا اور بہت انعام دیکر کہا کہ نور بائی روی
ہندرا سیاہ کن۔ کہا کہ بایرانت بریم۔ یہہ سُنتے ہی بائی جی کا دم بند ہوگیا۔ اور سارے لطیفہ
گوئیان بھول گئین۔ دلمین ڈرین کہ خوش ہوکر ساتھ نہ لیچلے۔ غرض اسیوقت یہہ غزل گائی

من شمع جانگدازم تو صبح دلکشائی	سوزم گرت نبینم میرم چو رخ نمائی
نزدیک این چنینم دور انچنانکہ گفتم	نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

نادر اُس کا مطلب سمجھکر اپنے ارادے سے باز آیا۔

الغرض دو مہینے دلی کا مہمان رہکر اور خاطر خواہ نقد و جنس مع تخت طاؤسی تیس کرور کی
دولت لیکر روانہ ہوا اور ڈیرہ جات کابل اور پنجاب کے ان علاقون کو جن کا روپیہ
کابل کی فوج مین لگتا تھا ہندوستان سے نکال کر ایران کی سلطنت مین داخل کیا۔
محمد شاہ دولہا۔ پھر بزم نشاط مین آبیٹھا اور پھر روز و شب طبلہ پر تھاپ پڑنے لگے نواب
آصف جاہ بہادر سے نہ دیکہا گیا سوچتے تھے کہ اس مجمع سے کسیطرح نکل چلون کہ اسی عرصہ مین
نواب ناصر جنگ بہادر اپنے فرزند ارجمند کی بغاوت کی خبر گوش گذار کی اسیوقت رخصت
حاصل کرکے حیدرآباد کا راستہ لیا۔ بیسوین جمادی الاول ۱۱۵۲ھ کو نواح اورنگ باد

مین آپہونچے ادہر سے نواب ناصر جنگ بہادر عبدالعزیز خان کے بھگانے سے فتحیاب خان
قلعدار کو ہمراہ لیکر مع چار ہزار سواران ہنود متصل عیدگاہ صف آرا ہوئے چونکہ فوج ناصر جنگی
ناتجربہ کار تھی آصفجاہی لشکر سے تاب مقاومت نہ لاسکی آخر میدان جنگ سے قدم اوکہڑ
گئے لیکن نواب ناصر جنگ نے میدان نبرد سے قدم نہ ہٹایا اور قلب لشکر کیطرف متوجہ ہوئے
ادہر سے رستم خان نبی جمعدار ایلچپوری چار سو پیادون سے مقابل آرا ہوا نواب
ناصر جنگ بہادر تیر غران کیطرح اس جماعت مین در آئے کنور جان چند نے عابد خان کو
کہ بجائے فیلبان بیٹھا تھا ضرب بندوق سے مار ڈالا القصہ نواب ناصر جنگ بہادر تیرون
کی بارش برساتے ہوئے زندہ و سلامت حضور پدر مین چلے آئے اور فتنہ برخاست ہوگیا
اس واقعہ کے بعد ۱۱۵۶ھ مین نواب آصفجاہ بہادر نے ملک کرناٹک کے تسخیر کا ارادہ کیا اور
قلعہ ترچناپلی مرار راو گہوڑ پڑی سے خالی کرا لیا اور قوم نوایت سے ملک ارکاٹ نکال لیا۔
اور ۱۱۵۷ھ مین مقرب خان دکہنی کے بھائی نبی منور خان سے قلعہ بالکنڈہ لے لیا۔
غرضکہ نواب محتشم کے اقبال ازل آور سے حیدرآباد نے رونق پائی اور طول و عرض اس کا
بڑے بڑے سلطنتون سے ٹکر کہانے لگا چنانچہ ملک دکن نربدا سے انتہای صوبہ بیجاپور اور
حیدرآباد سے لیکر دریاے شور سیت بندر رامیشور تک آصفجاہیہ عملداری پھیلگئی
اور ۱۱۶۱ھ مین جب احمد خان ابدالی والی کابل نے شاہجہان آباد پر حملہ کیا اور اوسکی
آمد کی خبر مشہور ہوی تو نواب آصفجاہ بہادر مغفرت مآب اورنگ آباد سے کوچ کرکے
برہان پور تک آئے وہان معلوم ہوا کہ شاہ دہلی کو فتح ہوی اور احمد خان ابدالی نے
شکست کہاکر کابل کا راستہ لیا۔ اسی اثنا مین ناسازی مزاج کے سبب سے اورنگ آباد
جانیکا ارادہ کیا مگر بیماری روز بروز بڑہتی گئی اور ضعف و اضمحلال کو روز بروز ترقی

ہوتی گئی ناچار برہانپور مین توقف کیا آخر اوسی عارضہ مین ۷۹ سال کی عمر ۲۹ برس ریاست کرکے چوتھی جمادی الآخرہ ۱۱۶۱ھ عصر کے وقت انتقال کیا آپ کا جنازہ خلدآباد مین لائے شیخ الشیوخ مولانا برہان الدین غریب کے پائین مزار دفن کیا۔

اور اسی سال محمد شاہ فرمانرواے ہندوستان اور اعتماد الدولہ قمر الدینخان وزیر نے بھی انتقال فرمایا۔ مولوی میر غلام علی آزاد حسینی چشتی بلگرامی نے ان کی رحلت کی تاریخ جو لکھی ہے ہدیہ ناظرین ہے۔

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند		فتاد حیف سہ دریگانہ از کف دہر
برای رحلت این ہر سہ یافتم تاریخ		نماند شاہ زمان با وزیر و آصف دہر
گشتن تاریخ چون کشیدہ ام	دلہ	موت شاہ و وزیر و آصف جاہ

نواب مغفرتمآب بڑے تجربہ کار تھے جو باتین تجربون سے اون کو ثابت ہوئین اونکا تذکرہ حصہ اول مین کردیا گیا ہے۔ آپ کی اولاد مین سب سے بڑے فرزند امیرالامرا نواب غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ ہین اور دوسرے نواب نظام الدولہ میر احمد خان ناصر جنگ بہادر اور تیسرے امیرالممالک آصف الدولہ نواب سید محمد خان بہادر صلابت جنگ اور چوتھے نواب آصفجاہ ثانی میر نظام علیخان بہادر اور پانچوین امیرالامرا سید محمد شریف خان شجاع الملک بسالت جنگ اور چھٹے معتقد الدولہ جہین علیخان بہادر ناصر الملک المعروف بمغل علیخان بہادر ہمایونجاہ مگر ان سب مین ناصر جنگ اور فیروز جنگ عینی بھائی تھے مغفرتمآب کی یادگار عمارتو نمین شہر پناہ برہانپور جو سنہ ۱۱۳۱ھ مین تعمیر ہوئی اسکے علاوہ آبادی و مسجد اور کاروانسرائے اور دولتخانہ عالی اور پل نظام آباد جسکو جگنہ کہتے ہین (جو اس زمانہ مین ویران پڑا ہے) اور شہر پناہ دارالسلطنت حیدرآباد

اگرچہ عماد الملک مبارز خان نے اس کی تعمیر شروع کیے تھے جو ناتمام رہگئی اوس کے عہد کی صرف دروازہ چادر گھاٹ اور دبیر پورہ کے جانب جو بلا کنگرہ ہے باقی تمام فصیل بلدہ نواب مغفرتمآب کے عہد مین کنگرہ دار تعمیر ہوی اور رنگ آباد مین عمارت نوکھنڈہ بھی انہین کے یادگار سے ہے۔

ذکر سریر آرائی عالیجناب نواب نظام الدولہ میر احمد خان بہادر ناصر جنگ شہید۔

اب نواب مغفرتمآب کے بعد سریر آرائی دکن ہوئے آپ کی ہیبت و جلالی نے چنگیزی سطوت وصولت کو دبا دیا دربار مین امرا بصورت تصویر کھڑے رہتے تھے۔ تخت نشین ہوتے ہی انتظام مالی اور ملکی اور تقسیم خدمات کے طرف توجہ کی چنانچہ پورن چند دیوان کو معزول کرکے نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان صوبہ دار برار کو اپنا وزیر اور مختار کل مقرر فرمایا اور رمورو پنڈت کو پیشکاری کی خدمت سے سرفرازی بخشی۔

تمام عہدہ داران قدیم خانہ نشین ہوے اور بے نشاط بیٹھہ گئے آپ کو بادشاہ ہندوستان نے دار الخلافہ مین طلب فرمایا تو صمصام الدولہ کو نیابتاً صوبہ داری دکن پر مامور فرماکر خود ستر ہزار سوار اور ایک لاکھ پیدل ہمرکاب لیکر دہلی کے طرف روانہ ہوئے اور دریاے نربدا پر پھونچے تھے کہ دربار شاہی سے مراجعت کا فرمان آپھونچا۔

اسی عرصہ مین مخبرون نے خبر دی کہ ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ ہمشیر زادہ نواب ناصر جنگ بہادر صوبہ دار بیجاپور نے بغاوت پر کمر باندہی ہے۔ اور مظفر جنگ بہادر کی بغاوت کا سبب معتبر مورخین نے اسطرح لکھا ہے کہ نواب مظفر جنگ بہادر صوبہ دار بیجاپور تھے آپ زمینداران چیلدرک کی بغاوت سنکر اوس طرف روانہ ہوے اور

پہونچتے ہی ماہی کنڈہ کا محاصرہ کرلیا اور چونکہ حسین دوست خان رگھوجی بہوسلا کی قید سے نجات پاچکا تھا یہہ بھی اوسکے محصورین میں موجود تھا چونکہ یہہ شخص ملک کرناٹک کے حالات سے بخوبی واقف تھا اس نے موقع پاکر ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ بہادر کے پاس اپنا اعتبار پیدا کرلیا اور اونکی مزاج میں کسیقدر دخیل ہوکر اونکو ترغیب کرکے ملک کرناٹک پر حملہ کرنیکی اشتعالک دی اور اوس کے بہکانے پر مظفر جنگ بہادر بھی مستعد ہوگئے ۔

یہہ وہ زمانہ ہے جو ہند کے فرانسیسی سرداروں میں ڈوپلے بڑا مدبر اور منتظم گذرا ہے جس نے دس سال چندر نگر کی گورنری کے اور پھر سنہ ۱۷۴۱ء میں پانڈیچری کا گورنر اور ہند کے کل فرانسیسی بستیوں کے علاقہ کا گورنر جنرل ہوگیا اور یہہ عہدہ پاتے ہی ہند سے انگریزوں کو نکالنے اور فرانسیسی سلطنت کی بنیاد قایم کرنے کی تدبیر کرنے لگا پھر چند ای روز میں ایک ایسا موقع اسکے ہاتھ آگیا کہ اس نے اس خیال کے پورا کرنے کی کوشش کی غرض ۱۷۴۶ء میں انگریزوں اور فرانسیسوں میں لڑائی شروع ہوگئی اور آٹھ برس تک یہہ جنگ قایم رہی ۔ مگر انگریزوں اور فرانسیسوں میں جو لڑائی سنہ ۱۷[illegible]ء میں چھڑی وہ اکثر ملک کرناٹک ہی میں ہوتی رہی اور جب تک انگریزوں نے سنہ ۱۷۶۱ء میں پانڈیچری پر اپنا خاطرخواہ قبضہ نکرلیا رفع نہ ہوئی ۔

اول اول فرانسیسوں کا پادشاہ خوب زبر رہا کیونکہ اونکے مشہور سردار ڈوپلے اور نامی گرامی جنرل لابورڈنسے نے ملکر سنہ ۱۷۴۶ء میں مدراس پر جو اس علاقہ میں انگریزوں کا صدر مقام تھا مستقر کرلیا ۔

الغرض نواب مظفر جنگ بہادر اور حسین دوست خان نوایت نے ملکر کرناٹک کی طرف بڑھے اور فرانسیسوں کو بھی ہمراہ لے لیا اوسوقت ضلع کرناٹک کی صوبہ داری اور فوجداری

پر نواب شہامت جنگ انورالدینخان نواب ناصر جنگ بہادر کیطرف سے فرمانروا تھا
یہہ سنتے ہی پانچہزار سوارون سے مقابل آرا ہوا اور مقام امبور پر لڑائی ہوئی تو
انورالدینخان اس جنگ مین کام آیا یہہ واقعہ ۱۶ شعبان سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین ہوا اور مظفر جنگ
ارکاٹ کو چلا گیا اس مشہور معرکہ مین فرانسیسی فوج کا جنرل بوسی تھا جو ایک بڑا مشہور افسر گذرا ہے
اب کچھہ عرصے تک مظفر جنگ بہادر صوبہ دار اور چندا صاحب نواب کرناٹک رہے۔

یہہ چندا صاحب پچھلے ستارا مین مرہٹون کا قیدی تھا مگر اس استحقاق سے کہ دوست علی کا
داماد تھا کرناٹک کی نوابی کے دعوی پر بدستور اڑا رہا آخر انکا عروج بہت عرصے تک نرہا
تھوڑے ہی دن بعد محمد علیخان والاجاہ فرزند انورالدینخان شہامت جنگ نے انگریزون
سے اعانت چاہی اور نواب ناصر جنگ بہادر بھی شیر غران کیطرح انکی سرکوبی کے لئے آپہنچے
ایکطرف تو محمد علیخان والاجاہ اور ان کے حامی انگریز اور نواب ناصر جنگ بہادر تھے
اور دوسرے طرف چندا صاحب اور مظفر جنگ تھے جن کے معاون فرانسیس ہوے
ان دونون مین نائرہ جدال مشتعل ہوگیا اور لڑائی طول پکڑتے گئی جس کا انجام نواب
ناصر جنگ بہادر کے حق مین مفید ہوا مظفر جنگ کو قید کر کے محمد علیخان والاجاہ فرزند
شہامت جنگ کو فرمان فرمانروائی عنایت کیا اور خود بندوبست پھلچری کیطرف
عازم ہوے اور فوجکو بسرگردگی محمد علیخان والاجاہ و بخشیان فوج مثل صف شکن خان
مجاہد جنگ میر آتش دکن اور ترک طہماسپ خان و ظفر یار جنگ کو آگے بڑہنے کا حکم دیا۔
متعاقب خود ہی روانہ ہوے اور پھولچری کے میدانمین طرفین صف آرا اور زبردآزما
ہوے آٹھہ مہینے تک یہہ لڑائیان ہوتے رہین اودہر فرانسیسی توپخانہ سے آگ برستی
تہی اودہر ناصر جنگ کی فوج بھی ثابت قدمی سے مستعد بکار تھی ایکدن فرانسیسی شبخونی

۱۷ محرم سنہ ۱۱۶۴ھ عین حالت بارش وطوفان شب تیرہ مین ناصر جنگ کی لشکر پر شبخون مارا نواب ناصر جنگ بہادر نے باتفاق افاغنہ کرناٹک چاہا کہ ان سرکشون کی تادیب کرین بدینغرض قریب صبح صادق فیل خاصہ کو بڑھایا مگر مشیت ایزدی ناصر جنگ کے خلاف حرکتمین تھی جب فیل خاصہ ہمت بہادر خان نمک حرام کے ہاتھی کے پاس پہونچا اور یہ نمک حرام فریق مخالف سے ملا ہوا تھا موقع پاکر ضرب بندوق سے نواب فلک کاب کا کام تمام کیا اس فتح نمایان سے جو خوشی فراسیسون کے گورنر جنرل ڈوپلے اور اوسکے سپہ سالار بوسی کو ہوئی اس کا اندازہ اوس مینار سے ہو سکتا ہے جسکو فراسیسون نے تعمیر کی اور ایک شہر (ڈوپلی فتح آباد) کے نام سے آباد کیا۔ اس لڑائی نے تبلادیا کہ آج کل انگریزونکا ستارہ ہوط مین ہے۔

بہر حال نواب ناصر جنگ شہید کے نعش مبارک اورنگ آباد مین لائے اور نواب مغفر تمآب کے پہلو مین سپرد خاک کیا اس رستم جگر نواب کی مرگ ناگہانی سے خاندان آصفیہ خصوصًا دار السلطنت دہلی پر سخت صدمہ پہونچا چنانچہ میر غلام علی آزاد بلگرامی اوستاد شہید نے (آفت بیا رفت) مین تاریخ شہادت نکالی ہے

آپ کی شہادت کے بعد افغانان کرناٹک نے نواب مظفر جنگ بہادر کے سر پر تاج حکومت رکھا مگر مبارک نہوا انہون نے رام داس پنڈت کو دیانات خطاب دیکر مستقل دیوان کیا اور ایک ہزار سپاہ قوم فراسیس اور بیس ہزار دیسی پلٹن ہمراہ لیکر حیدر آباد کیطرف کوچ کیا اثناے راہ مین متصل ملک کڑپہ قریب مقام راے چوٹی کے اونہین پٹھانون سے چل گئی آخر ۱۷ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری روز یکشنبہ کو طرفین مین لڑائی ہوئی۔ مظفر جنگ نمک حرام ہمت بہادر خان کے تیر سے جانبر نہوا اگر بالک کلک خون بالا بالا

نگیا ہمت بہادر خان بھی مارا گیا اوسی ساعتمین جہنم واصل ہوا۔ اور میر نظام علیخان بہادر نے ہمت بہادر خان کے خواصی نشین رستم خان کو قتل کیا اور ہمت بہادر خان کا سر نیزہ پر چڑہا کر لشکر یو نمین گھوما گیا غرض اس تدبیر سے وہ فتنہ فرو ہوا۔ مظفر جنگ بہادر کی حکومت دو مہینے رہی۔ بعد اس واقعہ کے ارکان دولت کی راے ہوئی کہ نواب میر نظام علیخان بہادر جن کی شجاعت آور رستمانہ جرأت اس معرکہ مین ظاہر ہو چکی ہے۔ سریرآراے دولت آصفیہ ہون مگر تشیر جنگ نواب منیر الملک کے جدا جد ہکے راے ہونے سے آخر فرانسیسون نے سید محمد خان صلابت جنگ فرزند سومی نواب مغفرتمآب کو سنہ ۱۱۶۴ھ مین شہر اورنگ آباد مین تخت نشین کیا اور اون کا سپہ سالار فرانسیسی بوسی ہوا۔

حب نواب ناصر جنگ بہادر کے شہادت کی خبر دار الخلافہ دہلی مین پہونچی امیر الامرا میر محمد پناہ نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر جو سب سے بڑے فرزند نواب مغفرتمآب آصفجاہ کے تہے۔ اور دار الخلافہ مین رہا کرتے تھے دعوید ار سلطنت ہوئی چنانچہ سند صوبہ داری دکن حضور سلطانی سے لیکر حیدر آباد کے طرف متوجہ ہوئی اور اثنار راہ مین ہلکر مرہٹہ کو بھی ہمراہ لے لیا ۳ ذیقعدہ سنہ ۱۱۶۵ھ کو اورنگ آباد کے قصل پہونچکر خیام پذیر ہوے اور دفعتہً عارضہ ہیضہ مین مبتلا ہوے اور انتقال کیا آپ کا جنازہ دوش بدوش دہلی مین لائے اور وہین دفن کیا انہین کے فرزند میر شہاب الدین ہین جو نواب اعتماد الدولہ قمر الدینخان وزیر دار السلطنت دہلی کے نواسے تھے اور کم عمری کے سبب سے نواب صفدر جنگ وزیر دار الخلافہ کی سپردگی مین تھے بچہ لڑکا بڑا ہی زیرک اور فہم و فراست مین یگانہ روزگار تہا

ایک روز نواب صفدر جنگ بہادر کے ہمراہ دربار سلطانی مین چلا گیا بادشاہ اس کی
گفتگو سے بہت محظوظ ہوا آخر محل سلطانی مین بادشاہ نے تربیت فرمائے
رفتہ رفتہ وزیر الممالک عماد الملک نواب غازی الدینخان بہادر کے خطاب سے
ممتاز ہوا جب احمد شاہ ابدالی نے دار الخلافہ دہلی پر سنہ ۱۱۷۰ھ مین حملہ کرکے دہلی مین
لوٹ مار کرنیکے بعد نجیب الدولہ روہیلے افغانون کو وزیر سلطنت مقرر کرکے قندہار
کو واپس چلا گیا تو اسکے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نجیب الدولہ کو غازی الدینخان نے
مرہٹون کی مدد سے نکال دیا انکی فوری ترقی پر صفدر جنگ کو بھی استعجاب ہوا
صفدر جنگ کا یہہ شعر اسیطرف اشارہ کرتا ہے ۔

رفتہ رفتہ اشک چشم در گلو زنجیر شد	طفل و منگیر با آخر گریبان گیر شد

ذکر سریر آرائی امیر الممالک نواب سید محمد خان بہادر آصف الدولہ صلابت جنگ

آپ فرزند سومی نواب مغفرتمآب آصفجاہ بہادر کے ہین جری اور دلاور تھے
شہر خجستہ بنیاد بلدہ اورنگ آباد مین تخت نشین ہوئے رگناتھ داس کو دیوانی سے
سرفراز فرمایا اور فرنگیون سے صلح کرکے چند روز کے بعد بلدہ فرخندہ بنیاد
حیدر آباد کا ارادہ کیا بعد پھر اورنگ آباد کیطرف رجعت قہقری کی ۔ چونکہ
موسم برشکال تھا برسات کے دن وہین ختم کئے مرہٹون سے ہمیشہ جنگ و
جدال کا سامنا در پیش تھا اس لئے بعد اختتام موسم بارش گیارہوین ذیحجہ سنہ ۱۱۶۴
احمد نگر کیطرف رخ کیا اور احمد نگر مین پہونچکر بالاجی باجی راو پیشوا کی تنبیہ کیلئے
پونہ کے جانب روانہ ہوئے یہہ خبر سنکر بالاجی باجی راو پچاس ہزار

سواروں سے سخت جنگ ہوا۔ اس لڑائی کا یہہ باعث تھا کہ پیشوا نے احمدنگر پر قبضہ کرلیا تھا آخر ۱۲ محرم سنہ ۱۱۶۵ھ مین بمقام راجاپور لڑائی شروع ہوئی اس معرکہ مین سپہ سالار لشکر مشہور افسیر بوسی تھا بالآخر لشکر پیشوا کے میدان جنگ سے قدم اوکھڑ گئے اور صلابت جنگی فوج نے اوس کو شکست دی اور بالاجی راو بسواری اسپ بے زین بھاگ گیا اوس کا توپخانہ مسمار کردیا اور میدان کارزار نواب صلابت جنگ بہادر کے ہاتھ رہا اور مظفر و منصور دارالسلطنت بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد کیطرف روانہ ہوئے۔

رگناتھ داس دیوان بجالکی کے نواح مین چند مفسدون کے ہاتھ سے مارا گیا نواب صلابت جنگ بہادر نے اوسکے بعد رکن الدولہ سید لشکر خان کو خدمت مدار المہامی سے سرفراز فرمایا۔

جب نواب غازی الدینخان بہادر امیر الامرا فیروز جنگ دارالخلافتہ دہلی سے بحصول سند صوبہ داری دکن آرہی تھی تو ہلکر مرہٹہ بھی شامل ہو گیا تھا اوس کو انھون نے ملک خاندیس کی حکومت کیلئے سند لکھدی تھی نواب صلابت جنگ بہادر نے بھی بحال رکھا۔

اور سنہ ۱۱۶۷ ہجری کے چودہوین صفر کو صمصام الدولہ شاہ نواز خان نے خدمت دیوانی سے سرفرازی حاصل کی انہین دنون مین نواب میر نظام علیخان بہادر کو بھی صوبہ داری برار پر جانا پڑا اور میر محمد شریف خان بہادر شجاع الملک صلابت جنگ امیر الامرا کو ملک بیجاپور پر مگر شجاع الملک ذی قعدہ کے مہینے مین سنہ صدر کو بیجاپور سے طلب ہو کر خدمت دیوانی پر مقرر کیے گئے

اور صمصام الدولہ قلعہ دولت آباد مین جارہے تھے ان کو بھی نواب میر نظام علیخان بہادر نے بڑارے واپس آکر قلعہ دولت آباد سے طلب کر کے حضور مین پیش کر دیا اسی عرصہ مین بشواش راو فرزند بالاجی راو نے حوالی شہر مین آکر فتنہ اور فساد مچا دیا یہہ خبر سنکر نواب صلابت جنگ بہادر بذات خود اس کی سرکوبی اور رفع شر و فساد کے لیے متوجہ ہوے چنانچہ سندکہیڑ تک روانہ ہوے اور وہان راجہ رگھو چندران سے ملگیا اور بشواش راو صلح کا خواہان ہوا لہذا صلح ہو گئی اسکے بعد موسی بسی ذانسیسی اور حیدر جنگ مرہٹون سے علحدہ ہو کر لشکر نواب صلابت جنگ بہادر مین شامل ہوگئے اور نواب ممدوح الشان مع الخیر بلدہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد کے طرف روانہ ہوے۔

اسکے بعد حیدر جنگ جو بسی فرانسیس کا ایک لاڈلا سردار تھا فرانسیسون کا ستارہ عروج دیکھا تو اس نے اپنے ڈھنگ جمانا چاہا۔ جسکا اصلی منشا یہہ تھا کہ آصفیہ خاندان کی خرابی ہو اور اپنا اصلی مقصود ہاتھ لگے مگر اوسکی بد اندیشی اوسیکے سامنے آئی چنانچہ حیدر جنگ نے اسی ارادہ سے ابراہیم خان کاردی اور دوسرے افسران فوج وسردارون کو ہمراز کیا اور آٹھ لاکھ روپیہ کا خزانہ لیکر اپنا شریک کرلیا سب سے اول صمصام الدولہ شاہ نواز کو قید کرلیا۔ چونکہ نواب میر نظام علیخان بہادر کا کھٹکا لگا ہوا تھا اس لیے ان کو حیدر آباد بھیجنا چاہا تاکہ سمند خیالات اور توسن فکر کے دوڑانے کے لیے اون کو وسیع میدان ہاتھ آئے مگر اوس کی آرزو پوری ہونے پائی۔ آخر یہہ راز طشت ازبام ہو گیا اور اسی خیمہ مین قتل کیا گیا حیدر جنگ کے قتل کی خبر دنیا کسطرح پھیل گئی مخالفین ہر طرف سے بارادہ فساد اوٹھ کھڑے ہوے

نظام علیخان بہادر خود بدولت اوس مجمع کیطرف تشریف لائے کہ شاید فتنہ فرو ہو جائے مگر موسی عیسی فرانسیس نے جو حیدر جنگ کا یار غار تھا پانسو جوانون کو ساتھ دفعتہ بندوقون کی فیر کی چونکہ اقبال یاور تھا اور فتح و ظفر ہمرکاب تھے مظفر و منصور برہان پور مین داخل ہوئے

اس واقعہ کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے قصبہ باسم کے طرف متوجہ ہوئے اور جانوجی فرزند رگھوجی بھوسلا کو ادیبانہ گوشمالی دی اور بعد ختم برشگال صلابت جنگ بہادر امیر الممالک کے جانب نہضت کی ۔

چونکہ بوجہ پستی ہمت و کم حوصلگی نواب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک سلطنت رانی کی قابلیت نہ رکہتے تھے بادل ناخواستہ عنان حکومت مدار المہامی اپنے ہاتھ مین لے لی اور امیر الامرا شجاع الملک بسالت جنگ کو صوبہ بیجاپور کیطرف روانہ کیا ۔

اسی اثنا مین مخبرون نے خبر دی کہ بالاجی راو والی پونہ کے برادر عم زاد سداشیو راو بہادر نے قوی جنگ فرزند ترکتاز خان قلعدار احمد نگر پر بعوض چند مواضعات جاگیر کے اپنا قبضہ کر لیا ہے ۔

اور دوم جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳ھ باتفاق ابراہیم خان گاردی برطرف شدہ سرکار نظام فوجین لیکر پونے سے نواح اودگیر مین آگیا ہے ۔

لہذا یہہ خبر سنتے ہی فوج برجستہ بسر کردگی محمد اسمعیل خان پنی کے روانہ کیگئی جسنے جمعیت مرہٹہ کو تہ تیغ کیا اور مخالف کے گیارہ نشان چہین لیے اس واقعہ کے بعد نواب نظام علیخان بہادر اوسہ کے قلعہ کے جانب سے دہارور کے طرف متوجہ ہوئے اور ۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳ھ مین دشمن نے لشکر نظام کے ہراول پر دفعتہ ہجوم کر کے چہاپا مارا چونکہ غنیم کے مقابلہ مین ان کی تعداد بالکل تہوڑی تہی شکست کہائی اور معین الدولہ

سرداران لشکر مع بعض دلیران فوج مجروح ہوئے کہ لب تشنہ حوض کوثر پر دم لیا۔

اس واقعہ کے بعد نواب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک نے بمصلحت ملک و تقاضاے وقت ساٹھ لاکھ سالانہ کا ملک یکم مرہٹون سے صلح کر لیا اور یہ آتش تیز جو تمام قلمرو مین بھڑک رہی تھی اس طرح فرو ہوئی۔

چند روز کے بعد نواب صلابت جنگ بہادر معہ نواب نظام علیخان بہادر اورنگ آباد کیطرف روانہ ہوے اثنا راہ مین شاہ گڑھ کے قریب مرہٹون سے پھر لڑائی شروع ہوئی مگر لڑتے بھڑتے اورنگ آباد مین داخل ہو گئے۔

دو سال کے بعد ٢٣ ربیع الثانی ۱۱۷۵ھ مین پونہ کے تاخت و تاراج کرنے کا ارادہ ہوا معہ لشکر جرار اوسطرف رخ ہوا راہ مین قصبہ ٹوکہ مع بتکدہ غارت کیا اور پونے پر چڑھائی کی اون دنون مین راجہ رامچندر فرزند چندر سین اور مغل علیخان ہوا خواہان کار دولت آصفیہ سے روگردان ہو کر فوج غنیم سے مل گئے تاہم لشکر نظام نے دشمنان دین و دولت کو سخت مجبور کیا مگر ۸ جمادی الثانی ۱۱۷۵ھ مین ستائیس لاکھ روپیہ کا ملک مقبوضہ صوبہ اورنگ آباد و اوریکہ صوبہ بیدر دست بردار ہونا پڑا۔

بعد اس واقعہ کے پونے کے متصل تعلقہ کیج محلہ متعلقہ خاص رامچندر مین خیمہ زن ہوے اور پچھلگاون کھوردن کے تہایون سے غارت کر دیا گیا چونکہ موسم برسات قریب اپہونچا تھا لہذا بیدر کے جانب متوجہ ہوے اور اوس صوبہ دلکش مین چھاونی ڈالی گئی چونکہ زمانہ بگڑا ہوا تھا اور مرہٹون کی بغاوت فرو نہوی تہی اور ادہر نواب صلابت جنگ امیر الممالک کی کم ہمتی اور پست حوصلگی نواب میر نظام علیخان بہادر کو ثابت ہو چکی تھی لہذا امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر کو زاویہ ناکامی مین بٹھانا پڑا ارکان نے

نواب میر نظام علیخان بہادر کو قلعہ بیدر مین مسند نشین کیا۔
جنکی بدولت ایک مستقل سلطنت کی بنیاد ملک دکن مین قایم ہوگئی نواب صلابت جنگ بہادر نے
گیارہ سال حکمرانی کئے اور قلعہ بیدر مین ایک برس تین مہینے نظر بند رہے اخر ۲۰
ربیع الاول ۱۱۷۷ھ مین انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار محمد آباد بیدر مین واقع ہے۔

ع۔ امیر الممالک بجنت شدہ ۱۱۷۷   آپکے رحلت کی تاریخ ہے۔

ذکر خیر سلطنت نواب میر نظام علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ غفرانمآب

آپ فرزند چہارمی نواب آصفجاہ مغفرتمآب کے ہین غرہ شوال ۱۱۴۲ھ سنہ ولادت ہے اور تاریخی نام حفیظ الدین ۱۱۷۵ھ ہجری مین سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے ان کی تاریخ سلطنت رانی اور وقایع عہد حکومت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اولوالعزم فرمانروا مین جو خوبیان ہونی چاہئے وہ سب اونکی ذات مین مجتمع تہین عزم استقلال حلم اصابت راے متانت تفکر اتقا التزام صوم وصلوۃ اونکی فطرت مین تہا۔

اور جب آپ تخت نشین ہوئے تو راجہ پرتاب ونت کو اپنا دیوان مقرر فرمایا اور شولاپور کے زمینداروں سے پیشکش لیکر حیدرآباد روانہ ہوئے نواب میر نظام علیخان بہادر کا بڑا حصہ مرہٹوں اور حیدر علی اور ٹیپو سلطان سے جنگ و جدال مین گذرا ہے جس زمانے مین یورپ کے دو نہایت زبردست قومین یعنے انگریز اور فرانسیس دکن کی حکومت کے لئے کرناٹک مین باہم خونخوار لڑائیان لڑ رہے تھے جسکا ذکر آیندہ اپنے موقع پر کیا جائیگا

مرہٹون سے لڑائی

تخت نشینی کے دوسرے سال ۱۱۷۶ھ مین دریاے بھیمرا کے اوسطرف عبور عبور فرمایا تو اودہر سے رگناتھ راو مرہٹہ صف آرا ہوکر شکست خوردہ اولٹا پھر گیا لشکریان نظام چلے گئے اوسکا تعاقب کرتے ہوئے بڑار اور قصبہ پٹن تک جا پہونچے۔

ادہر دشمن نے فوج نظام سے میدان خالی پاکر قلعہ حیدرآباد کا رخ کیا اور یہان آکر محاصرہ کرلیا چونکہ اوسوقت حیدرآباد کا نایب ناظم شجاع الدولہ بہادر دلیرخان تھا اس نے فوراً قلعہ کے برجون پر توپین چڑہا دین اور شہر پناہ کی مرمت کرکے مستعد جنگ و پیکار ہوگیا اودہر نواب میر نظام علیخان بہادر نے پونہ پہونچکر اوسکو ایسا لوٹا کہ خانہ مفلس کیطرح بیچراغ ہوگیا الغرض مع متاع قلعہ اوسمین پہونچکر اورنگ آباد کا ارادہ کیا بہ آغاز ۱۱۷۷ھ مین ۲۸ محرم کو مع نصف لشکر اور چند امراء دولت آصفیہ گنگا پار ہوکر اسطرف خیمہ پذیر ہوئے اودہر سے راجہ پرتاب ونت و ٹہل داس دیوان سرکار نظام بھی مع بقیہ لشکر و سرداران آصفیہ ندی کے کنارے آپہونچا چونکہ گنگا طغیانی پر تھی اور اوترنے کی فکر درپیش تھی رگناتھ راو موقع پاکر سیل بلا کیطرح آپہونچا اور سخت حملہ کیا اور راجہ پرتاونت دیوان سرکار اس لڑائی مین کام آیا طرفین کے لوگ اس معرکہ مین مارے گئے آخر نواب میر نظام علیخان بہادر غرہ صفر مین اورنگ آباد تشریف لائے اور رگناتھ راو بھی تعاقب کرتا چلا آیا اور شہر کا محاصرہ کرلیا آخر کار طرفین مین صلح ہوگئی اور رگھوناتھ راو سیر سرنگ پٹن کیطرف چلا گیا۔

اس واقعہ کے بعد رکن الدولہ میر موسی خان بہادر اعتشام جنگ خدمت دیوانی سے سرفراز ہوا نہ خوشگوار ہم رکن الدولہ جو جانب مشرق مائل بجنوب بلدہ حیدرآباد واقع

انہین کا یادگار ہے۔

الغرض نواب میر نظام علیخان بہادر غرہ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۷ھ مراجعت فرمائے بلدہ حیدر آباد ہوکر بہت جلد پیشکش لینے کی غرض سے ارکاٹ کا ارادہ فرمایا اور راستہ مین چند روز امیر الامرا شجاع الملک کے علاقو نمین خیمہ زن رہے شجاع الملک بصلاح رستم خان قلعدار قمر نگر کرنول ۵ صفر سنہ ۱۱۷۸ھ مین اکر شرف اندوز ملازمت ہوا پھر وہان سے معہ لشکر جرار تیرپتی کے جانب باگین اوٹھائین آپ کی خبر آمد سنکر سراج الدولہ والاجاہ ارکاٹ سے چینا پٹن کیطرف بہاگ گیا تہا لہذا امیر الملک شیر جنگ بہادر کو اوسکے پاس روانہ کیا چند روز بعد ارسال زر نقد معہ تحائف والاجاہ خواہان معافی تقصیر ہوا اسکے بعد بہت بجواڑہ لشکر ظفر پیکر نے رخ کیا چونکہ قطب الدولہ حسین علیخان فوجدار سیکاکول و راجبندری خود ہی چلا آرہا تہا راستہ مین شرف اندوز ملازمت ہوکر سعادت حاصل کی لہذا یہین سے نواب میر نظام علیخان بہادر مراجعت فرمائے بلدہ حیدر آباد ہوئے اور بعد انقضائے ایام برشکال نواب میر نظام علیخان بہادر برار کیجانب روانہ ہوئے اور صوبہ برار مین پہونچکر مکاسہ واری جانوجی سے پیشکش وصول کرکے اورنگ آباد کیطرف معاودت فرمائے اور سواد جالنہ پور مین رایات لشکر نظام منصوب ہوئے پہر سنہ ۱۱۷۹ھ مین حیدر آباد پہونچکر انتظام و بندوبست منظمات امور ریاست مین مصروف رہے اسکے بعد سنہ ۱۱۸۰ھ مین نواب میر نظام علیخان بہادر نے سیر رنگ پٹن ملک میسور کیطرف عزیمت فرمائی —

یہ وہ زمانہ ہے جسمین انگریزون کو روپیہ کی اشد ضرورت تھی چنانچہ وارن ہیسٹنگز ہند کا اول گورنر جنرل انڈیا ہے جسکے عہد مین چیت سنگہ راجہ بنارس اور بیگمات اودہ پر جو سختیان کیگئی تھین اوسکی وجہ یہی لکھی جاتی ہے کہ اوسوقت انگریزون کو کئی بڑی لڑائیون کے

سبب روپیہ کی سخت ضرورت تھی یعنے مرہٹیون اور سلطان میسور اور فرانسیسون اور ولندیزون
ایک ساتھ لڑائی کا سامنا تھا اسلئے وارون ہسٹنگز گورنر جنرل نے سخت تدبیرین فراہمی
خزانہ کے لئے عمل مین لایا اور خاصکر چیت سنگہ راجہ بنارس و بیگمات اودہ کے
ساتھ بڑی سختی کی اوس کا مختصر حال یہہ ہے کہ بنارس پہلے نواب وزیر والی اودہ کے
علاقہ مین تھا مگر ۱۷۷۵ء سے کونسل کلکتہ کے اکثر ممبرون نے جو گورنر جنرل کے
مخالف تھے اس کے مرضی کے خلاف بنارس کا علاقہ نواب اودہ سے چھین کر سرکار
انگریزی کی عملداری مین شامل کر لیا تہا اس کے بعد یہہ علاقہ ساڑھے بائیس لاکھ روپیہ
سالانہ خراج پر وہان کے ہندو زمیندار کے سپرد کر کے اسکو سرکار انگریزی کے سایہ حمایت
مین لے لیا اور ایک رئیس باجگذار قرار دیا تہا اب ۱۷۸۰ء مین جو سرکار کو سلطان میسور اور
مرہٹون سے لڑائیان درپیش آئین اور مصارف جنگ کیلئے روپیونکی اشد ضرورت
ہوئی تو گورنر جنرل نے راجہ چیت سنگہ کو لکھا کہ تم کو ساڑھے بائیس لاکھ سے زیادہ خراج
دینا ہوگا اور سرکار کے مدد کے لئے کچھ سپاہی بھیجنے پڑینگے راجہ نے اسکے بجا آوری سے
پہلو تہی کرنی چاہی اسلئے گورنر جنرل اس سے زبردستی اپنے حکم کی تعمیل کرانے کو بنارس
چلا آیا اور آخر اس کو چیت سنگہ کی ناشکری سے ایسا غصہ آیا کہ اس کو گرفتاری
کر نیکا حکم دیا مگر بنارس کے لوگ راجہ چیت سنگہ کی اسقدر عزت و عظمت کرتے تھے
کہ گورنر جنرل کا حکم نہ سنا فوراً ہتھیار باندہ کر اوٹھ کھڑے ہو گئے اور جو سپاہی
راجہ کو گرفتار کرنے آئے تھے ان کو مار ڈالا اور پہر گورنر جنرل کے مکان کو آگہیر لیا
راجہ تو شہر سے نکل بہاگا اور گورنر جنرل نرغہ مین پہنسگیا چونکہ اس کے پاس
اگرچہ اسوقت لڑنے کے قابل سپاہی نہ تھے مگر پہر بھی اوسکے حواس بجا رہے

وہان سے نکل کر جون تون چنار گڑہ جا پہونچا پہر چارون طرف سے فوج سمیٹ کر راجہ کی جمیعت سے چوبیس ہزار آدمی کی بہیڑ بہاڑ تھی خوب جنگ کی اوس کو شکست دیکر قلعہ بجی گڑہ جہین راجہ چہپا تھا فتح کر لیا راجہ یہان سے بہاگ کر گوالیار چلا گیا اور قلعہ مین راجہ کا جسقدر خزانہ تھا وہ سب گورنر جنرل کی فوج نے منگوا لیا غرض گورنر جنرل کے ہاتھہ نہ راجہ آیا اور نہ خزانہ۔ اسکے بعد گورنر جنرل چیت سنگہ کے بہتیجے کو راجہ بنارس مقرر کر کے کلکتہ کو واپس چلا گیا اوس کے ایک برس بعد بیگیات اودہ سے گورنر جنرل کو زر کثیر وصول ہوا اسکی کیفیت یہہ ہے کہ جب نواب وزیر اودہ نے ۱۷۷۵ء مین انتقال کیا تو بیگمات یعنے اسکی بی بی اور والدہ نے یہہ کہا کہ نواب متوفی وصیت کر گیا ہے کہ اودہ کا سارا خزانہ ہمکو دیا جائے اسپر وارن ہیسٹنگز کو تو اس امر کا یقین نہ آیا مگر کونسل کے ممبرون نے اس دعوی کو تسلیم کر کے سارا خزانہ بیگمات کو دلا دیا اور نواب جانشین کو مزاحمت کرنے سے روکا اور نواب کے پاس فوج کی تنخواہ بانٹنے اور کمپنی کا روپیہ ادا کرنے کو کوڑی نہ رہی اس کے بعد نواب نے گورنر جنرل سے کہا کہ کمپنی کا جو روپیہ مجھکو دینا ہے اس کے ادا کرنے کی مجہہ مین استطاعت نہین ہے مگر ہان بیگمات کے پاس جو خزانہ ہے وہ میرے ہاتھہ لگ جائے تو مین ادا کر سکتا ہون بیگمات پر اس وقت یہی الزام لگایا گیا تہا کہ انہون نے مال و سپاہ دونون سے چیت سنگہہ کو مدد دی۔ الحاصل گورنر جنرل نے نواب اودہ کو اجازت دیدی کہ بیگمات سے (۷۶) لاکھ روپیہ چہین کر سرکار کا روپیہ ادا کرے۔ اگرچہ یہہ تحقیق نہین کہ بیگمات نے جو سارا خزانہ اپنے تحت مین کر لیا تھا اس کا ان کو کسقدر حق تھا مگر وارن ہیسٹنگز کا یہہ فعل انصاف پر مبنی نہین خیال کیا جا سکتا۔ المختصر ملک

میسور حیدرعلی اور لڑائی

میسور مین جو جنوبی ہند کے اندر واقع ہے وہان پر اوسوقت حیدرعلی نام ایک بڑا نامور بہادر سردار تھا جس کی لیاقت کے باعث اوس ریاست کو بڑی قدرت و وقعت حاصل ہوگئی تھی حیدرعلی ابتدا مین راجہ میسور کے ہان فوج کا ایک کپتان تہا ١٧٦١ء مین راجہ اور اوس کے وزیر کو اوسکی ریاست سے خارج کرکے آپ میسور کا سلطان بن بیٹھا اس کو دولت آصفیہ سے خطاب بہی ملا تہا اس نے ایک فوج کثیر اور خزانہ خطیر فراہم کرکے قلعہ بیدنور پر جسمین بیشمار خزانہ جمع تہا قبضہ کرلیا یہ خزانہ آیندہ لڑائیون مین اس کے بڑے کام آیا کچہہ عرصہ بعد مادہو راو پیشواے چہارم نے حیدرعلی کے علاقہ پر یورش کی اور اوس کو شکست فاش دی اسوجہ سے حیدرعلی نے وہ سارا ملک جو مرہٹون نے سرحد پر فتح کیا تہا مرہٹون کو واپس دیدیا اور بتیس ٣٢ لاکہہ روپیہ ادا کیا مگر اگلے سال حیدرعلی نے اس نقصان کی کچہہ کسر نکال لی کیونکہ وہ ملیبار کے زرخیز ملک پر جو اوس کی ریاست کی مغرب مین تہا فوج لیکر چڑہہ گیا اور اوس کا اکثر حصہ فتح کرلیا اس موقع پر حیدرعلی سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی جو اوس کے شان کے لایق نہ تہی وہ یہہ ہے کہ اس نے زمورن یعنے راجہ کلی کوٹ پر یورش کی تو اس نے قلعہ سے نکلکر اس کی اطاعت منظور کرلی تہی مگر پہر بہی حیدرعلی نے اس کے شہر پر یکایک قبضہ کرکے اس کو لوٹ لیا اس پر راجہ نے اس اندیشہ سے کہ مبادا حیدرعلی اس سے بڑہکر کوئی اور بدسلوکی کرے اپنے محل مین آگ لگا کر وہین اپنے تئین ہلاک کرڈالا۔ اور گورنمنٹ مدراس و حیدرعلی کے باہم ١٧٦٦ء مین پہلے لڑائی شروع ہوئی اس جنگ مین اول تو مادہو راو پیشوا اور سرکار نواب میر نظام علیخان بہادر انگریزون کے حامی اور مددگار رہے تہے مگر پیچہے حیدرعلی نے ان دونون سے صلح کرلی اور حیدرعلی کا منشا یہہ ہوا کہ سب ملک انگریزون سے لڑین آخر

معرکہ جنگ طرفین سے گرم ہوا اوسوقت انگریزی فوج کا سپہ سالار کرنل سمٹ تھا اسکے پاس فقط سات ہزار آدمی تھے اور حیدرعلی و سرکار نظام کی فوجی تعداد ستر ہزار تھی المختصر محمد علی والاجاہ نے رکن الدولہ مدار المہام سرکار نظام کو اپنے پاس بلوایا اور بعد گفت و شنود سرکار انگریزی و سرکار نظام کے مابین صلح کرادی۔

تاہم حیدرعلی اور انگریزون سے جنوبی ارکاٹ مین دو سال تک برابر لڑائی قایم رہی جسمین نتیجہ جنگ دونون کے حقمین مساوی رہا۔

حیدرعلی ایک ایسی چال کھیلا جو اوس کے حق مین مفید ثابت ہوی یعنے سوارون کا ایک گروہ منتخب کرکے بالا بالا مدراس تک بہیجدیا تھا جس سے کونسل مدراس پر اس قدر ہیبت چھاگئی کونسل انگریزیکو اوس سے صلح کرتے ہی بنی مگر اس مین یہہ شرط قرار پائی کہ لڑائی سے پہلے جو صورت تھی وہی باقی رہی جس سے پہلی لڑائی کا یون خاتمہ ہوگیا۔

اسکے بعد مادھوراؤ پیشوا نے حیدرعلی پر پہر چڑہائی کی اور متواتر شکستون سے قریب تھا کہ حیدرعلی کا کام تمام ہوجائے مگر اس نے اوسوقت مرہٹون کو اپنا سارا شمالی ملک اور بہت سا روپیہ دینا منظور کرکے ان سے اپنا پنڈ چہڑایا مگر مادھوراو کو مرنا تہا کہ مرہٹون مین پہوٹ پڑگئی اس وجہ سے حیدرعلی نے جسقدر ملک و مال دیا تہا اوس سے المضاعف آیندہ چھہ سال کے عرصہ مین حاصل کرلیا۔

حیدرعلی کی دوسری لڑائی

سنہ ۱۷۸۰ع مین پہر بار ثانی صرف حیدرعلی و انگریزون کے مابین لڑائی شروع ہوگئی اس کی مختصر کیفیت یہہ ہے کہ اسوقت انگریز مرہٹون کی اول لڑائی کے مخمصون مین پہنسے ہوے تھے حیدرعلی ایسے موقعہ کا منتظر تھا سرکار نظام اور مرہٹون کو گانٹھ کر انگریزون پر چڑہ آیا اور اول معرکون مین ظفر مند رہا چنانچہ انگریزون کے بہت سے قلعہ فتح کرلیا اور کرنل

نیلی کو مع دو سو جوانون کے قید کر دیا پہر حسب تحریر سپہ سالار مترد کے وارن ہیٹنگز نے کلکتے سے
کمکی لشکر سمندر کی راہ بہیجا اور وہ مدراس مین سپہ سالار کے پاس اوتر آیا اور لڑای کا رنگ بدل گیا
چنانچہ سر آئیر کوٹ نے جو ایک بڑا بہادر کاروان جرنیل تہا پورٹو نووو ۔ پالی پور ۔ اور سولن گڑہ
پر تین مرتبہ میدان داری کی اور حیدر علی کو شکست دی مگر اوسی سال یہہ شخص بیمار ہو کر چلا گیا اور
لڑائی بدستور قایم رہی اس عرصہ مین کبھی انگریز فتحمند ہو جاتے تھے اور کبھی سلطان میسور غالب
ہو جاتا تھا آخر ۱۷۸۲ء مین حیدر علی کا یکایک انتقال ہو گیا اور اسکا فرزند ٹیپو اوسکی جگہہ سلطان
میسور مقرر ہوا اس کو انگریزون سے سخت عداوت تھی اور تیزی طبیعت سے برق کی خاصیت
رکہتا تھا معرکہ آرائی اور نبرد آزمائی مین حیدر علی کا ہمسر تہا مگر علمیت اور فطرتی شجاعت مین
اوس سے کہین بڑہکر تھا غرضکہ یہہ تخت نشین ہو کر انگریزون سے ڈیڑہ سال تک برابر لڑتا رہا
جب فوج انگریزی کرنل فلرٹن کے ہمراہ اسکے پایہ تخت سرنگ پٹن کے طرف بڑہنے
لگی تو ٹیپو سلطان نے گورنر مدراس سے صلح کر لی اس طرح دوسری لڑائی کا خاتمہ ہوا ۔
القصہ نواب میر نظام علیخان بہادر بعد صلح انگریزون کے ہمیشہ حامی اور معین رہے جسکا
ذکر آیندہ ہوگا اور جس سے ثابت ہو جایگا کہ سرکار نظام سے کسیقدر انگریزون کو نفع پہونچا
جسکو آج زمانہ کی آنکھین کس حالت مین دیکہہ رہے ہین ۔ الحاصل ابراہیم بیگ ظفر الدولہ کو جنکی سفارش
والاجاہ نے کی تہی پانسو سوار اور دو ہزار پیدل باضافہ منصب سرفراز فرما کر محالات ولیب گشتہ و پانچ محل
بعدراجلم پر مامور فرما کر خود بدولت و اقبال ۵ ذیحجہ ۱۱۸۹ھ حیدرآباد تشریف لائے چونکہ اس سفر مین لشکر سارا خستہ حال
اور دوسری شعبان ۱۱۹۳ھ مین تادیب سرکشان جنوب رویہ کے تادیب اور تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے
دریا کشنا سے اوتر کر قلعہ گرکنڈہ کو مفتوح کیا اور راجہ رامچندر بجرم بغاوت اسیر کر کے قلعہ کلیان
ضبط کر لیا گیا پہر قلعہ نرمل کو تسخیر کر کے ظفر الدولہ ضابطہ جنگ کے تفویض فرمایا اور خود بدولت

مراجعت فرمائے حیدرآباد ہوئے انہین دنونمین سمعیل خان لینی نائب ناظم برار مقرر کئے گئے اور ۱۱۸۶ھ مین مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی شادی دختر امیرالامرا شجاع الملک بہادر سے قرار پائی اور اوسکا رسم بڑی دہوم دہام سے ہوا اور انہین دنونمین بہت سے امرا و منصبدارونکی عزل ونصب وتبدل وتقرر عمل مین آیا۔

اسی اثنار مین وارہو راو کے مرنے پر نراین راو اوسکا فرزند جانشین ہوا مگر اوس کا چچا رگہوناتھ راو سخت بدخیل ہوگیا تہا گو یا خود راجہ بن بیٹھا اور تمام سیاہ وسفید کا مالک ہوگیا مگر ایسا شخص خالی کب بیٹھ سکتا تہا سرکار نظام کے ملک پر فوج کشی کی یہ سنتے ہی نواب میر نظام علیخان بہادر ۲۳ شعبان ۱۱۸۷ھ کو معہ لشکر اوس کے سرکوبی کے لئے متوجہ ہوئے اور راستہ مین رکن الدولہ اوسکے دوسرے ہی دن جو تصفیہ معاملات برار گئے ہوئے تھے قریب موکلہ لشکر مین آکر شامل ہوگئے وہان سے نواب میر نظام علیخان بہادر قلعہ بیدر مین فروکش ہوئے اور رگہوناتھ راو بھی برسر مقابلہ آپہونچا تہا ایک مہینے تک لڑائی کا بازار گرم رہا آخر طرفین مین صلح ہوگئی دوسرے روز رگہناتھ راو کو نواب میر نظام علیخان بہادر نے باریابی کی عزت بخشی اور وہ اگر شرف اندوز ملازمت ہوا اس لڑائیکا یون خاتمہ ہوگیا اس کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے ہمنا آباد کا ارادہ فرمایا۔

مرہٹون سے لڑائی

اسی عرصہ مین فرمان شاہی وخلعت فاخرہ بادشاہ ہندوستان کے پیشگاہ سے آیا چونکہ شاہی زمانہ انحطاط کے عالم مین تہا وہ اکبری شوکت اور عالمگیری سطوت رخصت ہوچکی تھی صرف برائے نام سلطنت کا نام باقی تہا تاہم نواب میر نظام علیخان بہادر نے فرمان شاہی کی قدر فرمائی اور اوس کا استقبال کیا۔

اسکے بعد ہمن آباد سے نکلکر حسن آباد گلبرگہ کا ارادہ کیا اور حسن آباد گلبرگہ تشریف پہونچکر قلعہ کی سیر فرمائی اور حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز بندہ نواز خلیفہ حضرت مخدوم خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی زیارت سے مشرف ہوکر بارادہ کالا چبوترہ دریار بہیمرا کے متصل قلعہ اودگیر پر نزول اجلال فرمایا اور اوسکے دوسرے ہی روز رایچور کے متصل بہیمرا کے اوس جانب خیام پذیر ہوے اور ناصر الملک جو انمیاز گڈہ ادہونی مین نظر بند تہا بارہ باب ہوکر رایچور کو گیا پہر نواب میر نظام علیخان بہادر بغرض وصول پیشکش موضع کوٹورہ مین رونق افروز ہوئے۔

اسی جگہہ حیدر آباد سے صاحبزادہ بلند اقبال کی پیدا ہونیکی خبر پہونچی نواب میر نظام علیخان بہادر نے میر اکبر علیخان سکندر جاہ کے نام سے موسوم فرمایا۔

اسی عرصہ مین مخبرون نے خبر دی کہ رگناتہہ راو نے نقض عہد کیا اور قلعہ محمد آباد بیدر سے بہت سا روپیہ لوٹ لیا مرہٹون کے معاون و مددگار بہی پریشان حال حاضر ہوئے اور استعانت چاہے۔

نواب میر نظام علیخان بہادر نے بعد شنماع واقعہ ۲۰ ذیحجہ ۱۱۸۰ ہ مین بعد زیارت مخدوم شیخ علاء الدین انصاری رہ دریار بہیمرا سے عبور کر کے رگناتہہ راو کیطرف متوجہ ہوئے اور قلعہ مرغ کے قریب جا پہونچے رگناتہہ راو نواب مستطاب کی آمد سنکر بہاگ کہڑا ہوا پہر آغاز ۱۱۸۱ ہ مین نواب ممدوح الشان مع لشکر قلعہ پرینڈا ہوتے ہوئے اطراف احمد نگر مین جا پہونچے مگر پہر رگناتہہ راو برہان پور کیطرف بہاگ گیا آخر نواب میر نظام علیخان بہادر احمد نگر ہوتے ہوے کہلنا پر جا پہونچے اور یہان سے ظفر الدولہ اور ساباجی کو نظام آباد کے گہاٹ سے اوتر کر بیٹھے جانیکا حکم دیا اور راو سکے تہوڑے

اون بعد خود بدولت تاپتی ندی کے طرف سے آہو باع برہان پور جا اوترے اور رگہناتہ راو دریاء نربدا کے اوس کنارہ پر بہاگ گیا۔

انہین دنون مین نراین راو کی بی بی کو لڑکا پیدا ہوا اور اوسکا نام سوامی نراین راو رکہا گیا چونکہ ایام بارش آگئے تھے لہذا اورنگ آباد پہونچکر قیام پذیر رہے اور بعد ختم برشگال ضابطہ جنگ بہادر کو رگناتہ راو کی تعاقب مین روانہ فرمایا اوسوقت رگناتہ راو ملک خاندیس مین رعایا کو لوٹتا پہر رہا تہا۔ اسکے بعد پہر نواب میر نظام علیخان بہادر سلطان پور و تہانیر ہوتے ہوئے برہان پور جا پہونچے اور ضابطہ جنگ شریک لشکر ہو گیا اسی عرصہ مین خبر ملی کہ فرزندان رگہوجی بہوسلا مین جہگڑا واقع ہوا اور مودہاجی نے سباجی کو مار ڈالا لہذا نواب میر نظام علیخان بہادر آخر ماہ محرم سنہ ۱۱۸۹ مین ناگپور تشریف لائے تو مودہاجی عاجزانہ پیش آیا اسلئے اوسکے معاملات کا تصفیہ فرمایا اسکے واپسی کے وقت لشکر بسمت ایلچپور کوچ کر رہا تہا رکن الدولہ مدار المہام سرکار کو فیضو نامی سپاہی نے قتل کر ڈالا اور اسمعیل خان پنی کو بہی مخالفت کی وجہ سے فوج نے زندہ نہچہوڑا ان واقعات کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر وہین خیمہ زن ہوئے اور صمصام الملک فرزند صمصام الدولہ شاہ نواز خان کو خدمت دیوانی پر اور ظفر الدولہ کو باضافہ منصب و بخطاب مبارز الملک بہادر اور سید عاقل خان بہرام جنگ داروغہ ہرکارگان کو منصب پنجہزاری ذات و تین ہزار سوار و خطاب برہان الدولہ و خدمت نظامت صوبہ برار پر سرفرازی بخشی اور خود بدولت وسط جمادی الاول مین اورنگ آباد داخل ہوئے بعد چندروز رگہوناتہ کے تنبیہ کے لئے مبارز الملک کو معہ جمعیت مرہٹہ کے مالوہ کے جانب روانہ فرمایا اور خود بدولت بغرض وصول پیشکش شولاپور کے جانب متوجہ ہوئے چنانچہ دریاے مالوہ پر خیمہ زن ہوکر بعد ختم ایام عشرہ محرم سنہ ۱۱۹۰ قلعہ کلیان مین فروکش ہوئے وہین مبارز الملک بہی

دولت ملازمت حاصل کی پھر وہان سے شولاپور کیطرف بالکین اوتھا مین راجہ وینکٹپا نایک بحری بہادر قوم بیڈر حاضر حضور اقدس ہوکر شرف اندوز ملازمت ہوا وہان سے حیدر آباد واپس ہوے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی اتالیقی مین صمصام الملک مدار المہام کو مامور کرکے اون کو حسن آباد گلبرگہ کی جانب رخصت دی۔

سنہ ۱۱۹۲ھ ذیحجہ مین حیدر آباد سے کوچ کرکے گنگن پہاڑ ہوتے ہوئے کوملکنڈہ تک سیر فرماکر پھر داخل دارالامارت ہوے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر معہ نواب صمصام الملک دریاے کرشنا کے کنارے چبوترہ تک دورہ فرماکر ۱ رجب مین داخل حیدر آباد ہوے۔

اسکے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر دو سال تک تفریح طبع یعنی سیر و شکار مین مصروف رہے نواب شمس الدولہ تیغ جنگ بہادر کا اہتمام تہا۔ شیر و چیتے و ہرن وغیرہ کا شکار فرمایا۔ چونکہ موسم گرما تہا لہذا نواب تیغ جنگ بہادر نے جابجا آبدار خانہ تیار فرماے جسمین لشکریون کو گلاب جرا ہوا سرد شیرین پانی ملتا تہا اسی زمانہ مین معین الدولہ سہراب جنگ نے عرض کیا کہ نواب مبارز الملک ظفر الدولہ بہادر سخت علیل ہوگئے ہین چنانچہ حضور نے حکیم الممالک مسیح الدولہ حکیم خواجہ محمد باقر خان اور رمادتا نامی جراح کو اون کے معالجہ کیلئے نرمل کو روانہ فرمایا ان کو تیسری منزل پر خبر ملی کہ مبارز الملک کا انتقال ہوگیا لہذا واپس چلے گئے۔

چونکہ قلعہ نرمل کو احتشام جنگ فرزند ظفر الدولہ نے خوب مستحکم اور مضبوط کرایا تھا لہذا نواب میر نظام علیخان بہادر نے سنہ ۱۱۹۶ھ مین اوسطرف کا عزم فرمایا اور کولاس تک رونق افروز ہوے اسی اثنا مین صمصام الملک نے انتقال کیا اور بلحاظ موسم برسات تھوڑا سا پیشکش لیکر مراجعت فرماے بلدہ ہوے۔ انہین ایام مین شجاع الملک کا بھی انتقال ہوا اونکی جگہہ اون کے فرزند وجاہت جنگ داراجاہ بہادر کو تعلقات ادہونی و بیجاپور پر سرفراز فرمایا

۱۱۹۷ھ مین خود بدولت قلعہ نرمل کیطرف عازم ہوئے اور وہان پہونچکر محاصرہ
کرلیا احتشام جنگ عفوہ تقصیر کا خواہان ہوا بجائے قلعہ نرمل نظامت صوبہ برار
پر مامور کیا گیا ۔ اور حفاظت قلعۂ نرمل وجگتیال برہان الدولہ کے ذمہ قرار پائی اور
مبارز الملککا کل مال نقد وجنس داخل سرکار کرلیا گیا بعد اس تصفیہ کے مراجعت فرمائے
بلدہ ہوئے اور صمصام الملک کے خدمت دیوانی پر غلام سید خان بہادر سہراب جنگ
معین الدولہ شبیر الملک کو سرفراز فرمایا ۔
اسکے بعد چہ برس تک بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین بدولت اقبال قیام پذیر رہے
اور تمام ہمت اصلاح ملک و فلاح رعایا مین صرف فرمائے اور انہین دنونمین میر ابو القاسم
میر عالم بہادر کی روانگی بجانب کلکتہ عمل مین آئی چنانچہ معہ عاقل الدولہ و میر عباس علیخان
نظام یار جنگ و میر عبد العزیز خان بہادر اور غلام نبی خان بہادر و مرزا ابو تراب خان بہادر
مع سات زنجیر فیل سواری و ستر مہار شتر و ساٹھ سواران سلحداری براہ جگناتہ کلکتہ تشریف
لے گئے اوسوقت لارڈ کارنوالس گورنر جنرل تہا اوس سے پانچ ملاقاتین بڑی گرم
جوشی سے ہوئین اسیطرح گورنر جنرل بہادر ان کے مستقر پر ملاقات کے لئے آئے
اسکے بعد میر عالم بہادر کے سواہم آئین منصبداران سرکار نظام کو تحایف زر و جواہر سے
گورنر جنرل بہادر نے ممنون فرماکر روانہ فرمایا الغرض میر عالم بہادر وہان سے رخصت ہوکر
بعد طے منازل حیدرآباد پہونچکر تحایف مرسلہ گورنر جنرل بہادر حضور مین پیش کئے
جسکے صلہ مین خلعت فاخرہ وخطاب میر عالم بہادر حاصل کیا اوسوقت سے سرکار نظام و
سرکار کمپنی مین مستحکم سلسلہ محبت و اتحاد قایم ہوگیا ۔
اس عرصہ مین ٹیپو سلطان کی حکومت اور دولت بہت بڑھ گئی تھی اس بیجہ سے

اندر اوس نے ایک بار قلعہ اوہونی پر حملہ کیا مگر مہابت جنگ داراجاہ بہادر
فرزند شجاع الملک کے حسن تدبیر سے محفوظ رہا اودہر مہابت جنگ بہادر نے اس
واقعہ کے حالت سرکار نظام کو بذریعہ عرضداشت مفصل تحریر کیا اودہر پنڈت پردہان
نے ٹیپو سلطانکے ظالمانہ کارروائیون کے شکایت کے ایکطرف صاحبان انگریز اوسکے
دشمن ہوگئے اسوجہ سے کہ اوس نے کانڑاکورگ اور ملیبار کے ضلع فتح کرلئے
تھے اور آخرمین اوس نے تراونکور پر جو ہند کے انتہائے جنوب مین واقع ہی حملہ کیا
اور جب وہ تراونکور کی سرحدی دیوار پر جو راجہ نے اپنی ملک کی حفاظت کیلئے
کہینچ لی تہی حملہ آور ہوا تو راجہ کے فوج نے اسکو ہٹادیا ٹیپو سلطان اوسکو مغلوب
کرنیکی فکرمین تہا مگر راجہ تراونکور انگریزونکا دوست تہا اس لئے۔ لارڈ کارنوالس
گورنر جنرل نے اسکو ٹیپو سلطان کے ہاتہہ سے بچانیکا مصمم عزم کرلیا اور نواب
میر نظام علیخان بہادر بہی ادہر سے اوسکے حامی ہوگئے۔ القصہ حضور نواب
میر نظام علیخان بہادر نے اول تو ٹیپو سلطان کو بخیال حیدرعلی نایک کے اوسکو
دوستانہ نصیحت فرمائی مگر جب کچھہ نتیجہ نہ نکلا تو آخر ۱۲۰۴ ہجری مین معہ لشکر
جرار قلعہ پانگل کے طرف ارادہ فرمایا اور وہان سے مرشدزادہ بلند اقبال نواب سکندر
جاہ بہادر کو اور اونکی ہمراہی مین نواب مشیرالملک اور چند سرداران لشکر کو معہ فوج
جرار سرینگپٹن پر حملہ کرنیکا حکم دیا اور خود بدولت اوسی قلعہ مین تین سال تک قیام فرما
رہے۔ غرضکہ لشکر نظام بسپہسالاری نواب سکندرجاہ بہادر سرینگپٹن کے طرف بڑہی
اور راو پنڈت پردہان وہری پنڈت پہڑکیہ بہی دیر مین آکر شریک لشکر سرکار ہوئی
ہوگیا۔ اور لارڈ کارنوالس فوج کی سپہ سالاری کیلئے خودہی کلکتہ سے مدراس

آپہنچا المختصر بنگلور جو ٹیپو سلطان کی عملداری مین دوسرے درجہ کا مضبوط اور بڑا شہر ۱۷۹۱ء مین مفتوح ہوا پہر دو مہینے بعد ٹیپو سلطان اور اسکی ساری فوج کو مقام اری کیرا پر کامل شکست ہوی اور اس واقعہ کے بعد میسور کے پائے تخت سری رنگ پٹن کا فتح ہونا کچھہ دشوار نہ تہا - کیونکہ اسکی بیرونی فصیل تک قبضہ کرلیا گیا تہا لیکن ٹیپو سلطان اور گورنر جنرل کے مابین صلح ہوگئی انگریزون کو تین کروڑ روپیہ نقد اور اسکے مقبوضہ ملک سے وندیگل - بڑا محال اور ملیبار کے اضلاع انگریزون کے ہاتہہ آئے اور سرکار نظام کو صرف ایک کرور روپیہ نقد اور ایک کروڑ کا ملک کڑپہ و سدہوٹ و گنجی کوٹہ ہات لگا اور کورگ کا علاقہ گورنر جنرل بہادر نے اوسکے راجہ کو دیدیا اسطرح میسور کی اس تیسری لڑائیکا ۱۷۹۲ء مین خاتمہ ہوگیا اور نواب سکندر جاہ بہادر مع نواب مشیر الملک و فوج ہمراہی نصرت و فیروزی کے ساتہہ دار السلطنت حیدرآباد کے طرف مراجعت فرما ہوے ـ ـ

اور اوس طرف سے نواب میر نظام علیخان بہادر بہ عجلت تمام دار السلطنت حیدرآباد مین آپہونچے - چونکہ مزاج نواب میر نظام علیخان بہادر کا ناساز ہوگیا تہا لہذا ایک سال تک اصلاح طبیعت مین مصروف رہے اور سفر مغرب کے طرف توجہ نہ فرمائی -

قحط سالی کا حال

اور سنہ ۱۲۰۶ھ کو ملک دکن مین خشک سالی نمودار ہوی اور قحط پڑا یہانتک کہ سنہ ۱۲۰۷ھ مین ایک سیر جوار ایکروپیہ کو ملنے کی نوبت پہونچی بلکہ تین روز تک بازار بندرہا ایک ایک دانہ گوہر شبتاب بنگیا تہا لاکہون آدمی مرگئے ہزارون ہی جانین ضایع ہوئین ہزارون محتاج دار خدائی گروہ کا کہانتک

بندوبست کیا جاتا، حضوری دیوڑہی پر فراہم ہوگئے مجبوراً دروازہ بند کردیا گیا لیکن بلوائیون نے دروازہ کو آگ لگادی اور اندر گہس پڑے بہزار دقت بلوہ منتشر کیا گیا اور اوسی روز نظامت شہر ہمت یار خان بہادر سے نکالکر بدیع اللہ خان بہادر ناظم جنگ کے سپرد ہوئی اور مہاجنون کو حکم دیا گیا کہ غلہ کا ایسا بندوبست کیا جائے کہ بندگان خدا کو تکلیف نہو اور بنی نوع الشان اسطرح ضایع نہونے پائین۔

انہین ایام مین سیف الملک مالی میان فرزند مشیر الملک نے عارضہ اسہال سے انتقال کیا چونکہ اونکے گہر کا یہی ایک چراغ باقی رہ گیا تہا اس صدمہ سے اونکو بہی بٹہادیا۔

اسعرصہ مین نواب میر نظام علیخان بہادر کو خبرداروں نے خبر دی کہ مہاجی سندھیا حسب قرارداد صلحنامہ ہر معرکہ جنگ مین شریک لشکر نظام رہنے کے لئے مع فوج آرہا ہے لہذا خود بدولت و اقبال محمد آباد بیدر کیطرف متوجہ ہوئے اور وہان پہونچکر بانتظار آمد سندھیا سیر و شکار مین مصروف رہے ایک ہفتہ نہ گذرا تہا کہ مخبرون سے مسموع ہوا کہ مہاجی سندھیا مرگیا اور دولت راو اوسکا بیٹا اوسکی لشکر پر قابض ہوا۔ اور نانا پہڑنویس اوسکا وزیر اعظم اور نفس ناطقہ ہوگیا ہے چونکہ اسکے رگ و پے مین فتنہ و فساد کا زہر ملا اثر سرایت کرگیا تہا دولت راو کو صلحنامہ کی تعمیل کیطرف کب متوجہ ہونے دیتا چنانچہ دولت راو سندھیا کو اِس نے برانگیختہ کرکے آخر سرکار نظام سے جنگ پر مستعد اور آمادہ کردیا۔

اور اوس زمانہ مین سر جان شور گورنر جنرل ہند موافق ہدایت کمپنی کے ایسی

لڑائیون مین قدم نہ ڈالتا تہا مگر ان لڑائیون مین اپنا مطلب نکال لیتا تہا لیکن اس عدم مداخلت کے طریق سے مرہٹون کو اپنے دلکی ہوس نکالنے کی جرأت پیدا ہوی وہ موقع یہہ ہوا کہ مرہٹون کو سرکار نظام سے جنگ کرنیکی دلیری پیدا ہوگئی

کہڑلہ کی لڑائی کا حال

چنانچہ قلعہ کہڑلہ کے متصل ایک میدان مین نواب میر نظام علیخان بہادر تیرہوین شعبان ۱۲۰۹ ہجری کو تشریف لائے ہوے تہے مرہٹون نے لڑائی شروع کردی اور میدان کارزار پارسیونکا آتشکدہ بن گیا اسوقت سرکار نظام کی فوجی تعداد ایک لاکہہ تہی ۔ پہلے ہی مقابلہ مین میدان جنگ سرکار نظام کے ہاتہہ رہا مگر دوسرے حملہ مین مشیر الملک کی سوزتدبیرون سے نتیجہ جنگ سرکار نظام کے حق مین خبر مفید ہوا لشکریون کے قدم اوکہڑ گئے اور نا اور سرکار نظام کو بادل ناخواستہ قلعہ مین پناہ گزین ہونا پڑا - اور ایک طرف سے پنڈارے جو ایک لٹیری قوم اور اونکی بڑی بڑی جمعیتین مدت سے مرہٹون کی فوج کے پیچہے پیچہے مثل گیدڑون کی طرح رہا کرتے تہے انکو موقع ملا دل کہولکر لشکر کو لوٹا اور امید سے زیادہ مال و دولت سے بے نیاز ہوگئے ۔

المختصر بائیس دن تک اہل قلعہ اور مرہٹون سے جنگ ہوتی رہی آخر کار پنڈت پردہان کے ذریعہ سے طرفین مین بدین شرط صلح ہوئی کہ مشیر الملک بانی فساد انکا قیدی رہے ۔

الغرض نواب میر نظام علیخان بہادر بعد اس واقعہ کے بارہوین رمضان کو دار السلطنت حیدرآباد کے جانب کوچ فرمایا اور راستہ ہی مین میر عالم بہادر جو بعض امور ضروری کے لئے پونہ گئے تہے مع راجہ شیام راج اور راجہ رگہوتم راو شرف اندوز ملازمت

اور مشیر الملک کے غایب مین نیابتاً راجہ شیام راج مقدمات مالی و ملکی فیصل کرتے تھی انہون نے رگہوتم راو کے کہنے سننے سے فوج مین تخفیف کی اور انگریزی فوج جو دار السلطنت مین رہا کرتی تھی وہ بہی بمشورہ میر عالم بہادر روانہ کر دی گئی تھی تخفیف شدہ فوج نے میدان خالی پا کر مرشد زادہ عالیجاہ بہادر کو بغاوت پر برانگیختہ کرکے اونکی ملازمت اختیار کر لی ۔

مرشد زادہ عالیجاہ بہادر کی باغیانہ حرکت ۔

چنانچہ ۵ ذیحجہ ۱۲۰۹ھ کو مع غالب جنگ و سیف جنگ وغیرہ قلعہ محمد آباد بیدر پر جا کر قابض ہو گئے ۔ اور ادہر سے سدی عبد اللہ خان حبشی مع اپنی فوج کے مرشد زادہ بہادر کے تادیب کے لئے پیچھے پیچھے روانہ ہوا لیکن اسپر ایک روز بحالت غفلت سداشیو ریڈی دفعتاً ایسا ٹوٹ کر گرا جس سے یہ سخت مجروح ہوا اور اسکی جمعیت منتشر ہوگئی اور اسکی اہل و عیال سداشیو ریڈی کے ہاتہہ پڑ گئے ۔

یہہ خبر سنتے ہی نواب میر نظام علیخان بہادر نے بیٹے کو شفقت پدری کے لحاظ سے ایک عنایت نامہ عالیجاہ بہادر کے پاس بہیجا لیکن مفتریون نے اونکی تعمیل کیطرف اونکو رجوع ہونے نہین دیا ۔ پہر ناگزیر فوج انگریزی بسرکردگی میر عالم بہادر اور جمعیت موسی ریمو فرانسیس و افسران پایگاہ مثل سردار الملک بہاشی میان وغیرہ مرشد زادہ عالیجاہ بہادر کو لے آنیکے لئے مامور کئے گئے ۔ اور سید محمد باقر خان تیغ جنگ بہادر و محمد اعظم خان و لسین خان وغیرہ جمعداران پایگاہ بہی اونکے شریک ہو گئے اور جب یہہ فوج متصل قلعہ محمد آباد بیدر کے قریب جا پہنچی تو باغیون نے انکا دلیرانہ مقابلہ کیا ۔

آخر چارون طرف سے لشکر نظام نے باغیونکو ایسا گہیرا کہ سب منتشر و متفرق ہو گئے

ہوگئے اور مرشدزادۂ عالیجاہ بہادر نے قلعۂ بیدر مین پناہ لی اور سدا شیوردی جو
اصل بانی اس ہنگامہ کا تہا قلعہ محمد نگر مین قید کردیا گیا اور سکو رعد جنگ فرزند سیدی
عبداللہ خان حبشی نے قتل کرڈالا اور سیف جنگ و غالب جنگ عفو قصور کے
طالب ہوے جو ایک معقول وظیفہ پر خانہ نشین کردیگئے مگر بدیع اللہ خان
کا پتہ نملا کہ وہ کدہر بہاگ گیا مرشدزادۂ عالیجاہ بہادر اورنگ آباد کے طرف چلے
گئے تھے وہان سے اونکو لیکر آرہے تھے کہ کہیٹر کی منزل مین دریائے گنگا پر
باتفاق تقدیر سخت بخار آگیا آخر اوسی عارضہ سے قضا کر گئے بعض کا قول
ہے کہ مارے شرم کے زہر کہا گئے اوسی زہر سے انکا کام تمام ہوا با لآخر انکی نعش
میر عالم بہادر و موسٰی ریمو بکمال حسرت و افسوس دار السلطنت حیدرآباد مین لے
آئے اور درگاہ سید حسن برہنہ صاحب رح مین مدفون ہوئے۔

نواب میر نظام علیخان بہادر کو سخت رنج و غم ہوا اور اسکے دوسرے ہی سال خود بدولت
بالائے بام آتش بازی کا تماشہ ماہ شعبان مین ملاحظہ کررہے تھے باتفاق تقدیر
دفعتاً لقوہ اور فالج عاید حال ہوگیا حکیم حمایت اللہ خان و حکیم عبدالجلیل خان
معالج رہے اور مشیر الملک بہادر بہی پونہ سے آگئے معالجہ مین کوشش کی
آخرکار ۱۲۱۲ھ ہجری مین مزاج اصلاح پذیر ہوگیا۔

اور اسکے تہوڑے ہی زمانہ بعد ٹیپو سلطان سے جنگ کا سامنا ہو۔

میسور کی چوتھی لڑائی کا حال۔

اوسکا مختصر واقعہ یہہ ہے کہ زمان شاہ درانی جو کابل اور پنجاب کا پادشاہ اور ہندوستان کے دشمن احمد شاہ ابدالی کا
کا پوتا تہا اس سے ٹیپو سلطان کی حمایت کیلئے شمالی ہند پر یورش کرنیکا قصد کیا

اور فرانس کا بڑا نامی گرامی سپہ سالار نپولین بونا پارٹ اس وقت مصر پر جنگ آرا تہا اور ٹیپو سلطان نے انگریزون کو سر زمین ہند سے نکال دینکے لئے برملا اس سے مدد مانگی تھی بلکہ یہہ کہا تہا کہ مین فرانس کی جمہوری سلطنت کا جان و دل سے شریک اور متفق ہون۔

الغرض یہہ خبر سنکر لارڈ ولزلی گورنر جنرل بہادر نے سب سے پہلے سرکار نواب میر نظام علیخان بہادر سے استعانت چاہی اور نواب محتشم کو معین و حامی بناکر سب سیڈی ارِی قاعدہ پر عہدنامہ مرتب کر لیا۔

یعنے سرکار انگریزی اور ہندوستانی ریاستون کے باہم ایک رابطہ قایم ہے جو سب سیڈی اری سسٹم (امدادی انتظام) کے نام سے مشہور ہے اس موقع پر اس کی کچھہ صراحت کرنا مناسب معلوم ہوا۔

اول تو یہ ڈہنگ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل نے نواب اودہ کے ساتھہ برتا تہا پہر لارڈ ولزلی نے کُل ہندوستانی ریاستون کے ساتھہ اسی قاعدہ پر رابطہ قایم کیا اس قاعدہ کو جب کوئی ریاست عہدنامے کی رُو سے منظور کرتی تہی وہ سرکار انگریزی کی حکومت کو ہند مین سارے حکومتون پر غالب مانتے تہی

اور سرکار انگریزی اسکی حفاظت اور سلامتی کی ذمہ دار ہوجاتی تہی پہر اس ریاست کی طرف سے یہہ بہی اقرار ہوا کرتا تہا کہ ہم سرکار انگریزی کی منظوری بغیر نہ کسی سے جنگ کرینگے اور نہ صلح اور اپنے ہان کنٹینجنٹ فوج رکہینگے اور اُس سے ضرورت کیوقت سرکار انگریزی کی مدد کرینگے۔ اس انتظام کی یہ بڑی شرطین تہین مگر جیسا موقع و محل ہوتا تہا۔ اسکے موافق تغیر و تبدل بہی ہوجاتا تہا

لارڈ کاوالس اور سر جان شور کے عہد مین سرکار انگریزی کا ہندوستانی ریاستون کے ساتھہ جسطرح کا رابطہ تہا اسکی علت غائی یہہ تہی کہ ہندوستانی ریاستون کی قوت آپسمین تُلی رہے کہ ایک دوسرے سے بہت کم یا زیادہ نہو جائے۔ مگر یہ نیا قاعدہ اس سے عمدہ تہا اور اب جابجا اسی کے مطابق عملدرآمد ہے۔

الحاصل نواب میر نظام علیخان بہادر نے ۱۲۱۳ھ ہجری مین ایک جنگی برجستہ فوج بسرکردگی نواب میر عالم بہادر۔ ٹیپو سلطان کی استیصال کے غرض سے سرنگپٹن دار السلطنت میسور کے طرف روانہ فرمائی جسکا حاکم کرنل ولزلی برادر گورنر جنرل مقرر ہوا اور اسکے بعد گورنر جنرل بہادر ہی اسکے اہتمام کیلئے بذات خود مدراس چلا آیا۔ الغرض ایک فوج بنام زد کرناٹک کمپو جسکا سپہ سالار جنرل ہیرس تہا اور دوسرا کمپو بنام زد احاطہ بمبئی جسکا سپہ سالار جرنیل سٹوارٹ تہا پہلی فوج مدراس کے طرف سے اوتری اور دوسری ساحل ملیبار کی جانب سے اوترائی ان لشکریون نے ٹیپو سلطان کی خوب ہی خبر لی اور پے درپے شکست دی اور سداسیر و ملاولی پر ان دونون میدانون مین ٹیپو سلطان نے شکست کہائی اور یہہ دونون کمپو بڑہتے بڑہتے میسور کے تخت گاہ سرینگپٹن پر جا پہونچے اور اوس کا محاصرہ کرلیا۔

جسوقت لشکر متفقہ نے قلعہ سرینگپٹن پر حملہ کیا اوسوقت ملازمان ٹیپو سلطان نے انگریزون سے سازش کرکے قلعہ مین داخل کرلیا اوسوقت ٹیپو سلطان علی الصباح حسب عادت قلعہ کی شمالی فصیل کیطرف کہ جہان سے لشکر انگریزی

اور لشکر سلطانی کی جنگ وجدل بخوبی نظر آتی تہی چلے گئے اور اس مقام پر دوپہر تک ٹہر کر کہانا کہایا اسوقت تک یہہ گمان ہی نتہا کہ لشکر انگریزی اسقدر جلد حملہ آور ہوگا۔ جب ہرکارے نے خبر دی کہ تمام دمدمے اور کونچوںمیں انگریزی فوج اگئی ہے اسوقت بہی اسکے چہرے سے کوئی ہراس ظاہر نہوا مگر اخباری کو یہ حکم دیا کہ سید غفار او فوج متعینہ سرنگ کو ہوشیار اور خبردار کر دے تہوڑے ہی عرصہ کے بعد ٹیپو سلطان کو اطلاع پہونچی کہ توپ کے گولے کی ضرب سے سید غفار نے جان بحق تسلیم کی یہہ خبر وحشت اثر گوش زد ہوتے ہی ٹیپو سلطان اپنے استقلال کو قایم نرکہہ سکا پریشان ہوا اور خاص حضوری فوج کو حکم دیا کہ فوراً مسلح بجنگ ہوجائے اور اپنے خاص نوکرون کو یہہ ہدایت کی کہ وہ قرابین جو سلطان کے استعمال کیلیے نزدیک رکہی گئی تہی بار کرین الحاصل ٹیپو سلطان ایک جماعت منتخب اور مخصوص سردارون کو لیکر بعجلت تمام فصیل کے طرف جہان نقب لگائی گئی تہی آپہونچا اور وہان اپنی فوج کے ایک حصہ کو لشکر انگریزی کے ہراول کے سامنے مفرور پایا اور دیکہا کہ ہراول مذکور فصیلون پر چڑہ کر قابض ومتصرف ہوگئے۔

اسوقت ٹیپو سلطان نے مفرور حصہ کو فراہم کیا اور اپنی خاص جماعت مین شریک کرکے اونکے دلونکو اسطرح بڑہایا کہ اے بہادر سپاہیو وقت حملہ آوری کا ہے اور میدان کارزار گرم اور دشمن برسر مقابلہ ہے۔

اور یہہ کہکر ٹیپو سلطان بہادرانہ بذات خاص معرکہ آرا ہوگیا اور کئی ایک یورپین جو بیرون نقب تھے انکو گولی سے مار گرا دیا۔ جب فوج انگریزی ٹیپو سلطان کی قیام گاہ تک پہونچ گئی اوسوقت سلطان کے پاس سے اکثر بیوفا لوگ

بہاگ نکلے اور ٹیپو سلطان فصیل شمالی کیطرف متوجہ ہوا اور چند شجیع و جوانمرد بہادران دلاور سردارونکو ساتھہ لیکر ایک فصیل پر سے جوانمردانہ مقابلہ کیا اور کئی بار لشکر انگریزی کے ہراول کو جو آگے بڑھ رہا تہا روک ہی دیا۔ مگر اوسوقت تہوڑی انگریزی فوج خندق عبور کرکے آگے نہین آئی ہوتی تو سلطانی جوانمردون نے بہت ہی بڑا کشت و خون کیا ہوتا۔

الغرض چارون طرف سے انگریزی لشکر کی آمد شروع ہوگئی۔ اور گولیونکا مینہہ برسنے لگا اور سلطان بہت سے زخم کہاکر گر پڑے اور اونکے قریب کئی باوفا سپاہی بہی حق نمک سے سبکدوش مقتول ہوگئے۔ اسکے بعد اون کے نوکردن نے سلطان کو بسواری میانہ لیجانیکا قصد کیا اتنے مین ایک سوالجر نے اونکی تلوار کی حمایل کو جو بہت قیمتی تہی نکالنا چاہا تو سلطان نے اوسکو زخمی کیا۔ سوالجر نے ضرب بندوق سے اوسیوقت ٹیپو سلطان کو شہید کیا۔ انگریزون نے اون کو لال باغ کے اندر ایک عمدہ مقبرے مین فوجی رسوم و شاہی تعظیم کے ساتہہ دفن کرادیا۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۲۱۴ ہجری مین ہوا۔

ایک شاعر نے ٹیپو سلطان کی تاریخ شہادت یہہ لکہی ہے۔

شاہ ما چون بملک بر تر شد	داخل مجلس پیمبر شد
روح قدسی بعرش گفت کہ آہ	نسل حیدر شہید اکبر شد

۱۲۱۴ھ

القصہ جب اس جنگ چہارم کا یون خاتمہ ہوگیا تو ملک مفتوحہ مین وہ ضلع جو دار السلطنت حیدرآباد کے قریب تہے وہ سرکار نظام کے حصہ رسد آئے اور اضلاع کانڑا۔ کواہم۔ شیمور۔ اودنیار۔ انگریزی عملداری

مین شامل کرلئے گئے - اور ریاست میسور کی حکومت کیلئے یہہ تجویز قرار پائی کہ وہ
کے قدیم راجہ کی اولاد مین سے ایک لڑکے کو جو گدّی کا وارث تہا مسند نشین
کر دیا جائے - جسکا راج اب تک اوس خاندان مین چلا آتا ہے - اور ملک میسور
کا انتظام جنرل ولزلی برادر گورنر جنرل کے سپرد کیا گیا -

حقیقت یہہ ہے کہ سرکار نظام کی حمایت و وفاداری اور سلطنت میسور کی
فتحیابی سے انگریزون کی حکومت صرف دکن ہی مین نہین بلکہ تمام قلمرو ہند
مین غالب مان لی گئی جسکو زمانہ کی آنکہین آج اس سر سبزی و شادابی
پر دیکہہ رہی ہین -

اور نواب میر عالم بہادر بعد اس کارروائی کے معہ فوج انگریزی ملازم
سرکار نظام کنٹنجنٹ داخل دار السلطنت حیدرآباد ہوے اور حضور اقدس
و اعلیٰ نواب میر نظام علیخان بہادر مین عزت باریابی کی حاصل کی اور جمعیت
انگریزی مامورہ سرکار نظام کیلئے حسین ساگر کے اوس طرف چہاونی ڈالی
گئی جو اسوقت الوال کے نام سے شہرت پذیر ہے اور اوسکی تنخواہ مین ملک
مفتوحہ ٹیپو سلطان سے جو حصہ ملا تہا مقرر کیا گیا -

نواب سکندر جاہ بہادر کے شادی کا حال -

اور اسی ۱۲۱۴ ہجری مین نواب سکندر جاہ بہادر کے ساتہہ
جہان پرور بیگم دختر مالی میان سیف الملک فرزند مشیر الملک
ارسطو جاہ بہادر کا عقد ہوا جسمین لاکہون ہی روپیہ صرف کیا گیا -

میر عالم بہادر کے قید کا ذکر -

اور بعد ختم ان جشنون کے میر عالم بہادر ملک مفتوحہ کڑپہ
و کنجی کوٹہ و قلعہ سدہوٹ کے انتظام کیلئے گئے اسی اثنا

مین بوجہ انقلاب زمانہ ارسطوجاہ بہادر نے ایک چال ایسی کہیل گئے کہ میر عالم بہادر کو وکالت سرکار انگریزی کی خدمت سے موقوف کرواکر قلعہ درور مین قیدہی کروادیا اور خدمت وکالت مدار المہامی کا ضمیمہ ہوگی۔

میر عالم بہادر بظاہر اس سزاء کا مستحق نہ تہا شاید۔ ٹیپو سلطان کے اسلامی حکومت برباد کرنے کے جرم مخفی مین یہہ سزا نصیب ہوی ہو تو عجب نہین۔

وفات حسرت آیات نواب میر نظام علیخان بہادر

اسکے چوتھے برس مرشدزادہ کیوانجاہ بہادر کا جشن تسمیہ خوانی منعقد ہوا تہا کہ عین جشن مین نواب میر نظام علیخان بہادر کا مزاج ناساز ہوگیا ہرچند علاج کیا گیا مگر کوئی سودمند نہوا آخر ۱۲۱۸ھ ہجری ہفدہم ربیع الثانی کو ستر سال کی عمر پائے چوالیس سال حکمرانی کرکے انتقال فرمایا بعد نماز جنازہ اپنی والدہ عمدہ بیگم کے پہلو مین دفن کئے گئے۔

تاریخ رحلت

بر روح پاک میر نظام علی مدام خوانند یا وضو ہمہ اشخاص فاتحہ	زین مصرع عجیب بہ دو تاریخ رانجوان مستوجب بہشت و باخلاص فاتحہ ۱۲۱۸ھ ۱۲۱۸ھ

نواب غفرانمآب کے بھائیونکا حال۔

چونکہ نواب غفرانمآب کے بھائیون ایک امیر الامرا شجاع الملک بسالت جنگ بہادر تھے اور دوسرے معتقد الدولہ حسین قلیچ خان ناصر الملک ہمایون جاہ مغل علیخان بہادر تہے جنکی مختصر کیفیت یہہ ہی کہ شجاع الملک بہادر فرزند پنجمی نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر بعہد امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر بیجاپور کی صوبہ دار تہی فیروزگڈہ ادہونی ورائچور آپ کی جاگیر تہی ۱۱۹۶ھ ہجری مین انتقال کرگئے انکے بعد اون کے فرزند مہابت جنگ داراجاہ

بہادر بعہد نواب غفرانمآب اوسی جگہ پر ممتاز رہے چنانچہ اونہون نے سنہ ۱۲۰۸ھ مین ٹیپو سلطان سے میدان کارزار گرم کیا ان کے انتقال کے بعد انکی اولاد مین قابلیت حکمرانی نرہی لہذا تمام جاگیر خالصہ مین شامل کر نیگئی۔

اور نواب ناصر الملک ہمایونجاہ مغل علیخان بہادر فرزند ششمی نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر قلعہ محمد آباد بیدر مین نظربند تھے جس وقت عالیجاہ بہادر باغی ہوکر بیدر گئے تھے اون کو قوت دی مگر آخر مین سمجھا یا مگر جب اون کے پند ونصیحت نے کچھ اثر نہ کیا تو نواب غفرانمآب نے انکو بعزت تمام دار السلطنت مین طلب فرمایا چنانچہ ابتک اونکی اولاد عزت کے ساتھ بسر کرتے ہین۔

غفرانمآب کی اولاد مین سب سے بڑے عالیجاہ بہادر تھے جنکی بغاوت کا پہلے تذکرہ ہوچکا ہے دوسرے نواب میر اکبر علیخان بہادر سکندرجاہ بہادر جنکا ذکر خیر آیندہ ہونے والا ہے۔ اور فرزند سومین نواب فریدونجاہ میر سبحانعلیخان بہادر انکا انتقال سنہ ۱۲۳۰ھ مین ہوگیا۔

اور فرزند چہارمین نواب جہاندارجاہ میر ذوالفقار علیخان بہادر جو نیک مزاج اور حلیم الطبیعت تھے اونہون نے سنہ ۱۲۴۲ھ مین ملک بقا کا راستہ لیا۔

اور نواب میر جمشید علیخان جمشیدجاہ بہادر فرزند پنجمی غفرانمآب کا پندرہ برس کی عمر مین انتقال ہوگیا تھا۔

اور ششمی فرزند نواب میر تیمور علیخان اکبرجاہ بہادر وہفتمی نواب میر جہانگیر علیخان سلیمانجاہ بہادر اور ہشتمی فرزند غفرانمآب کے نواب کیوانجاہ بہادر تھے جو بذل وسخاوت مین شہرۂ آفاق تھے انکا سنہ ۱۲۴۳ھ مین انتقال ہوا

الغرض بعد وفات نواب غفرانمآب کے فرزندونمین سے نواب فلک رکاب میر اکبر علیخان بہادر

سکندرجاہ آصف جاہ ثالث نے مسند حکومت کو رونق دی جنکا حال سلطنت ہدیہ ناظرین ہے

ذکر خیر سلطنت نواب میر اکبر علیخان بہادر سکندرجاہ آصفجاہ ثالث

آپ ۱۲۱۸ ہجری مین تخت نشین ہوئے۔ شجاعت سخاوت آپ کے فطرت مین ہتی سپاہ اور رعایا کو بہت دوست رکھتے تھے ہر معرکہ جنگ مین اپنے بھائیون سے نمایان طور پر جرنیلی قابلیت اور شاہی لیاقت کا ثبوت پیش کیا۔ چنانچہ نواب غفرانمآب کے روبرو قابل قدر فتح حاصل کی اور بعد وفات نواب غفرانمآب اعیان دولت وارکین سلطنت نے بصلاح نواب مشیرالملک ارسطوجاہ مدارالمہام سرکار عالی در دولت پر حاضر ہوئے اور تخت نشینی کے لیے عرض کیا آپ نے اس بارگران سے بمصلحت انکار کرنا چاہا مگر کارپردازان سلطنت نے سمجھا بجھا کر بٹھاہی دیا آپکی جلوسی سواری شاہی خدم وحشم کے ساتھ شاہی محل مین داخل ہوئی اوس وقت آپکی خواصی مین رگھوتم راؤ پیشکار رہتا۔

بیسوین ربیع الآخر ۱۲۱۸ھ مین تخت نشین ہوگئے اور اون معاہدون کا جو فیما بین سرکار نظام و سرکار انگلشیہ کے قرارداد ہوئے تھے اونکو بلاکم وکاست بحال رکھا۔

فریدونجاہ بہادر کو تین ہزار روپیہ ماہانہ کے عوض چار ہزار روپیہ ماہانہ اور دوسرے بھائیون کو جو تین تین ہزار روپیہ ماہانہ پاتے تھے چھ چھ ہزار روپیہ کی ماہوار مقرر فرمائی۔

چند روز کے بعد مشیرالملک ارسطوجاہ بہادر نے سرورنگر مین ایک مینا بازار قائم کیا جسمین بتقریب ضیافت نواب سکندرجاہ بہادر بہی رونق افروز ہوئے چنانچہ بازار مذکور مین لکھو کہا روپیہ تجارتی مال سوداگرون سے خرید کیا گیا اور اوسی زمانہ مین جشن تسمیہ خوانی کیوانجاہ بہادر کا جو بوجہ رحلت فرمائی نواب غفرانمآب کے ناتمام رہگیا تھا ترتیب دیا گیا اور منجانب حضور پرنور دس ہزار روپیہ کی نقد مبلغ بھیجی گئی تھی اسی پر اور سامان جشن کا تکلف خیال کرنا چاہیے

۲۸ محرم ۱۲۱۹ھ مین نواب مشیر الملک ارسطو جاہ بہادر بخار مین مبتلا ہو کر آٹھہ ہی روز کے عرصہ مین
انتقال کیا رحلت کے بعد راجہ رگھوتم راؤ پیشکار مدار المہامی کا کام دو مہینے تک انجام دیتے رہے
انہین دنون مین سفیر انگریزی نے بہی امور سلطنت مین دخل دینا شروع کر دیا۔

میر عالم کی وزارت کا حال

آخر جمادی الاول ۱۲۱۹ھ مین میر عالم بہادر جو قید کئے گئے تھے نواب
سکندر جاہ بہادر نے انکو طلب فرما کر خلعت مدار المہامی سے سرفراز کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سفیر نے
پھر کبھی معاملات سلطنت مین دخل نہ دیا۔

۱۲۲۰ھ مین میر عالم بہادر نے جشن سالگرہ مبارک نواب سکندر جاہ بہادر ترتیب دیا جسمین بہت
بڑا تکلف کیا تھا چنانچہ اوسی جشن سالگرہ مین میر جعفر علیخان بہادر و میر حسن علیخان بہادر کو جعفر یار جنگ
و اسد نواز جنگ اور تین تین ہزاری منصب و رسالہ سواران حرف خاص اور نظام یار جنگ بہادر
کو حسام الملک و محمد قمر الدینخان خوشنویس اوستاد حضور کو اکبر یار جنگ اور منصب سہ ہزاری و
رسالہ حرف خاص اور منیر الدینخان قاضی دار السلطنت کو سکندر جنگ و منصب سہ ہزاری و رسالہ
سواران و خطابات معزز سے سرفراز فرمایا۔

انہین دنون مین راجہ مہیت رام جو بہ سرد گی چالیس ہزار فوج بعہد نواب عفرانماب انسداد
شورش پنڈارون کے لیے روانہ ہوا تھا حسب الطلب نواب سکندر جاہ بہادر دار السلطنت مین
واپس آیا چونکہ ان دنون مین خود غرضون کے خلاف واقعہ مخبری سے حضور کا مزاج معلی مین
میر عالم بہادر کیطرف سے مکدر تھا اس نے موقع پا کر بطمع خدمت مدار المہامی اور بہی بر انگیختہ کردیا
بالآخر سر جم صاحب وکیل انگریزی نے عزت باریابی حاصل کر کے میر عالم بہادر کی سفارش کی جسکا
نتیجہ یہ ہوا کہ وہ راز سربستہ کھل گیا اور راجہ مہیت رام شہر بدر قلعہ سگر شاہ پور کے جانب روانہ
کیا گیا اس نے وہان پر فوج جمع کر کے سرکار سے مقابلہ کیا ادہر سے فوج انگریزی ملازم سرکار نظام

پہی اوسکی سرتابی کے لیے فوراً روانہ کیگئی آخر بعد جنگ و پیکار وقتل مسٹر گارڈن بھاگ نکلا اور ملہار راؤ ہلکر سکے لشکر مین جا گھسا اور راجہ ہیبت رام کی جگہ گوبند بخش برادر راجہ چندولعل سرداری لشکر پر سرفرازی پائی۔ اسی زمانہ مین سیندھیا اور والی برار سے انگریزون کی لڑائی کے بعد ہلکر اور راجہ بھرت پور سے لڑائی درپیش تھی جس سے مرہٹوں کا زور بل ٹوٹ گیا۔

انہین دنون مین میر عالم بہادر نے راجہ چندولعل کے لیے خدمت پیشکاری کے لیے تجویز کی مگر راجہ سورج پرتاب معروف راجہ شیر دل جو مختار دفتر مال و پیشدست میر عالم بہادر تھا اوس نے اس تجویز سے باز رکھا آخر میر عالم بہادر نے اپنے اور حضور کے درمیان مین چندولال کو سفیر مقرر کیا۔ اور جب راجہ سورج پرتاب مرگیا تو ۲۲ صفر ۱۲۲۱ھ بروز چہارشنبہ خدمت پیشکاری سے سرفرازی پائی۔

اور ۲۱ شوال ۱۲۲۳ھ مین میر عالم بہادر نے انتقال کیا یہ شخص نہایت نیک نیت تھا خلق خدا کو بڑا صدمہ ہوا آخر اوکی نعش میر مومن کے دائرہ مین دفن کی گئی۔

میر عالم بہادر نے اپنی وزارت مین مسافرون کے آرام کے لیے شہر چیناپٹن مدراس سے لیکر اورنگ آباد و پونہ و بمبئی تک کے رستہ مین سرائین بنوائین اور دارالسلطنت حیدرآباد مین تالاب میر عالم جسمین تین لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا اب تک موجود ہے اور باغ بارہ دری کنار رود موسی اور منڈی میر عالم کی اب تک یادگار ہے اور بعد وفات میر عالم بہادر کے خدمت

سرفرازی خدمت دیوانی منیر الملک بہادر

دیوانی براون سکے داماد منیر الملک بہادر نے سرفرازی پائی

اور ۲ رمضان ۱۲۲۶ھ مین دمدار ستارہ گوشہ شمال و مغرب مین شام سے پہر رات تک ایسا ایک مہینے تک طلوع ہوتا رہا اور اسی سال مین جسونت ہلکر بھی مرگیا اور پونے مین مناقشہ شروع ہوا

پنڈارون کا قلع قمع — اور ۱۲۲۹؁ میں پنڈارون نے تمام ممالک محروسہ سرکار عالی مین فتنہ و فساد اور لوٹ مار کا ہاتھ دراز کیا راستہ بند اور ہزارون گانون بے چراغ ہو گئے پنڈارے ایک لٹیری قوم تھی اور انکی بڑی جمعیتین مدت سے سیندھیا اور ہلکر وغیرہ مرہٹون کی فوج کے پیچھے پیچھے مثل گیدڑون کے رہا کرتی تھین اور ان غارتگرون نے دریائے نربدا کے متصل کچھہ زمین بھی پیدا کر لی تھی۔ یہ لوگ کئی سال سے وسط ہند کے لیے اور خاص کر ملک سرکار نظام کے لیے بوجہ اونکی طرفداری انگریزون کے گویا ایک وبائے عالمگیر بن رہے تھے چنانچہ باجی راؤ پیشوا جو پونے مین رہتا تھا مرہٹون کی اس سازش کا سرغنہ اور اپا صاحب راجہ ناگپور بھی اسمین شریک ہو گیا تھا۔

آخر لشکر نظام اور مسٹر مالکم صاحب مع فوج انگریزی انسداد پنڈارون کے لیے متوجہ ہوئے انجام یہ ہوا کہ سیندھیا نے سرکار انگریزی کی اطاعت قبول کر لی جسکی وجہ سے اسکی اولاد آجتک گوالیار مین راج کرتی ہے۔ اور امیر خان جو پنڈارون کا سردار تھا اوس نے بھی ہتیار ڈال دیا اسی سبب سے اونکی اولاد ابتک ٹونک مین مسند نوابی پر حکمران ہے مگر باجی راؤ برسر مقابلہ ہوا اور پونے مین رزیڈنسی کوٹھی پر حملہ کر کے اسکو لوٹ لیا لیکن کچھہ بہت دم خم نہ رکھتا تھا اس لیے تھوڑے ہی عرصہ مین میدان جنگ سے بھاگ نکلا اور ہرچند کئی مقامون پر مقابلہ کیا مگر اس سے کچھہ نہ ہو سکا آخر گدی سے اوتارا گیا اور اوسکی ریاست سرکار انگریزی کی عملداری مین شامل ہو گئی صرف ستارہ کے آس پاس کا تھوڑا سا ملک راجہ ستارا کو جو سیواجی کی نسل مین تھا دیدیا گیا۔

باجی راؤ کے مغلوب ہونیکے تھوڑے ہی روز بعد اپا صاحب نے ناگپور مین جو انگریز تھے اون پر حملہ کیا مگر فوراً شکست کھا کر قید ہو گیا پھر چند روز بعد قید سے نکل پنجاب کیطرف بھاگ گیا اور

سکھو نمین کچھ مدت تک بحالت گمنامی رہ کر مر گیا -

جب امیر خان نے انگریزون کی اطاعت قبول کر لی تو پھر اور پنڈارے سردار بھی ایک ایک کر کے مغلوب و مطیع ہو گئے ان سردارون مین چیتو سب سے آخر مغلوب ہوا تھا اس نے ایک بار ہلکر کی فوج مین پناہ لی اور اس فوج نے راجہ نابالغ کی سرپرست رانی تلسی بائی کو اس شک پر کہ وہ انگریزون کی طرفدار ہے قتل کر کے انگریزون کے مقابلہ کا ارادہ کیا چنانچہ اسوجہ سے ۱۸۱۸ء مین مہدپور کے میدان پر ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی اسمین فوج انگریزی فتحمند رہی اور ہلکر کی فوج کے مرہٹون و پنڈارون نے کامل شکست کھائی اسکے بعد ملہار راؤ ہلکر نے تو انگریزون سے سب سیڈی ایری قاعدے پر عہد نامہ کر لیا اور چیتو بھاگ کر آوارہ پھرتا رہا اور اسکا جتھا ٹوٹتا گیا انجام یہ ہوا کہ ملک خاندیس مین اسیر گڑھ کے پاس جنگل مین اسکو ایک شیر نے ہلاک کر ڈالا اس لڑائی کے بعد مرہٹون کے سارے ملک بلکہ سارے وسط ہند مین سرکار انگریزی کا تسلط ہو گیا اور لٹیرون سے امن و چین ہو گیا -

مبارز الدولہ و سپاہیان انگریز سے لڑائی

اور سنہ ۱۲۳۰ھ سترھوین رمضان کو فیما بین مردمان ہمراہی نواب مبارز الدولہ بہادر اور سپاہیان فوج انگریزی کے ایک خیاط پر مناقشہ ہو کر یہ نوبت پہونچی کہ جمعیت انگریزی نے مبارز الدولہ کی حویلی پر چڑھائی کی اور لڑائی شروع ہو گئی چونکہ نواب مبارز الدولہ بہادر ایک مرد دلاور و جری تھے انھون نے بھی انکا جواب دیا اور برابر ثابت قدمی سے لڑتے رہے اس اثنا مین ایک حبشی افسر پلٹن پر حملہ کیا اور اوسکا کام تمام کر کے توپ کو اولٹ دیا یہ خبر سنتے ہی نواب سکندر جاہ بہادر نے معرفت راجہ چندولال لشکر انگریزی کے افسر کو کہلا بھیجا کہ جلد یہان سے فوج چلی جائے اور نواب سکندر جاہ بہادر نے مبارز الدولہ بہادر کو اپنے پاس طلب فرما لیا اور اونکو مصلحت وقت کے لحاظ سے قلعہ گولکنڈہ

مین نظر بند کیا تہوڑی مدت کے بعد پہر قلعہ سے بُلوالیا اور حویلی عالیجاہ کی اون کے لیے مرحمت ہُوئی۔

اُنہین دنون مین راجہ چندو لال بخطاب مہاراجگی و علم و نقارہ اور منصب شش ہزاری چہ ہزار سوار سے اپنی کارگذاری کے صلہ مین سرفراز ہوے۔

ملاحظہ فوج جعفر یار جنگ بہادر اور ۱۲۳۲ھ مین یازدہم ذیحجہ کو نواب سکندرجاہ بہادر رباغ قدسیہ مین رونق افروز ہوئے تو نواب جعفر یار جنگ بہادر نے اپنی جمعیت و توپخانہ کو ملاحظہ اقدس واعلیٰ سے گذرانا چنانچہ بعد ملاحظہ جمعیت کے حضور نے خوشی ظاہر فرمائی۔

بدہوائی مین جھگڑے کا حال ۱۲۳۳ھ مین امساک باران سے گرمی کی زیادہ شدت ہوئی اور وبا کا زور ہُوا اس ہیضہ کے زور و شور مین ایک روز ہندو سوانگ بنائے ہوئے پُوجا کرنیکے لیے دیول کو جارہے تھے اور اون کے ساتھ سامان پوجا پاٹ بکری و مرغ وغیرہ تہا یہ لیکر بڑی دہوم دہام و بہیڑ بہاڑ سے گاتے بجاتے مکہ مسجد کے سامنے سے گذرے مکہ مسجد کے شہدون نے انکا سب سامان پوجا لوٹ لیا اور ایک جہنڈا مکہ مسجد مین کہڑا کردیا ہندو اور مسلمانون مین یہ فساد شروع ہوا اور تین دیولین توڑ ڈالی گئین قریب تہا کہ تیغ و خنجر سے کام لیا جائے مگر راجہ چندو لال کی فہمایش سے وہ فتنہ فرو ہوگیا۔

مہدیون کی لڑائی کا حال پہلے خنجل گوڑہ پر مہدیون سے وصول زر قرضہ پر لڑائی ہوئی حضرات مہدوی بعہد نواب غفرانمآب خنجل گوڑہ مین آباد ہوئے نواب شمس الامرا تیغ جنگ بہادر کے علاقہ پائیگاہ مین دس ہزار سوار بحکم اعلیحضرت غفرانمآب مامور کئے گئے اور اون مین دلدار خان مہدوی جمعدار معہ دوسو سواران مہدویہ کے مامور ہوکر خنجل گوڑہ مین قیام پذیر ہُوا دلدار خان حضور رس بہی تہا اور رسالہ نواب مشیر الملک بہادر مین بہی رفتہ رفتہ چارہزار جمعداری

افغان نوکر ہو گئے اور چنچل گوڑہ ان کے تاجروں اور نوکر پیشہ سے خوب آباد ہو گیا اور داد وستد کا سلسلہ بھی جاری ہوا انہیں لوگوں میں سے ایک پیرزادہ سلطان میاں نامی ارسطو جاہ کی سفارش سے دو ہزار سوار پیادوں کا سردار بنا اور محلات لنگر گری دلنگاوی اوسکو سرکار سے عنایت ہوئی اور بعہد مدار المہامی ارسطو جاہ بہادر میر عالم بہادر انکا ستارہ چمک رہا تھا بعد انتقال دلدار خان افغانان مہدویہ نے اپنا قرضہ سختی سے وصول کرنا شروع کیا چنانچہ سلطان میاں پیرزادے بھی قرضدار تھے ان سے اوسطرح معاملہ کیا گیا اور بری طرح سے پیش آئے آخر ۲۸ رمضان ۱۲۳۰ھ بوقت شب سات شخص قوم سلیمان زی کے سلطان میاں پیرزادہ کے مکان پر آئے اور اون سے لڑنا شروع کردیا پیرزادہ صاحب نے بھی اونپر حملہ کیا اور طرفین سے چند جانیں ضائع ہوئیں۔ اس واقعہ کے بعد ۱۲۳۸ھ میں یسین خان فرزند دلدار خان جمعدار نے ایک روز مشیر آباد میں ایک معلم سے کہا کہ ہمارا دین کیوں نہیں قبول کرتے ہو

مولوی عبدالکریم صاحب کی شہادت کا حال

اسپر یہ دونوں مذہبی تکرار کرتے مولوی عبدالکریم صاحب پاس مسجد جلو خانہ میر عالم بہادر میں جسکو اب منڈی میر عالم کہتے ہیں آئے اور یسین خان جمعدار مہدویہ نے مولوی صاحب سے سوال کیا کہ فضائل مہدی بیان فرمائیں مولوی صاحب نے فرمایا کہ کس مہدی کے کیونکہ بقول تمہارے ایک مہدی ہیں جنکی مہدویت ہمارے نزدیک ثبوت کو نہیں پہونچتی ہے اور دوسرے مہدی وہ ہیں جنکا ظہور ہونے والا ہے یہ بات سنکر یسین خان کو مذہبی حرارت سے غصہ چڑھ آیا اور بحالت غضب کہنے لگا کہ ہمارے مہدی سچے ہیں جو انکا قائل نہیں وہ برگشتہ مطلق ہے جب مولوی صاحب نے یسین خان کو آمادہ فساد دیکھا تو مسجد سے باہر چلے جانے کے لیے کہا اور لوگوں نے اوسکو باہر کردیا مگر اس کشاکشی میں اوسکے کہیں پیشانی پر کھرونچا آگیا اور ایک دو قطرے خون کے بھی ٹپک پڑے

وہ حوض جلوخانہ پر بیٹھ گیا اتنے مین ایک مہدوی زادے کی نظر اوسپر پڑی اور اوسنے دیکھکر اپنے ہم قوم مین خبر دی قریب شام بلاتعداد مہدوی لوگ جلوخانہ مین بھر گئے اور ہنگامہ مچادیا چونکہ سلخ ذیحجہ ۱۲۳۴ھ تھی اور منیر الملک بہادر چہتہ مین علم استاد کرنے چلے آئے تھے جب یہ سُنا تو مہدویون کو منع کیا چنانچہ حکیم خواجہ احمد خان نے ان لوگون کو سمجھایا مگر کب باز آتے تھے اتنے مین دائم خان بہادر اور حسن خان بہادر جمعداران مندوزی اہل تشّن بھی آگئے اور مولوی صاحب سے عرض کیا کہ اس موقع پر یہان سے اوٹھ چلئے مولوی صاحب نے کہا کہ جب مین مدینہ طیبہ مین مقیم تھا جناب سُلطان الانبیا صلعم نے خواب مین ارشاد فرمایا کہ اے عبدالکریم تو حیدرآباد جا وہان تیری آرزوے شہادت برآئیگی لہذا مین یہان سے اب اور کہین نہین جاسکتا اور نہ اس مسجد کو چھوڑ سکتا۔ القصہ عنایت خان پروزری ہاتی پر سوار ہتا مسجد مین گھُسنے کا ارادہ کیا دائم خان اور حسن خان بہادرون نے روک دیا اور کہا کہ بہائی عنایت خان تمکو یہ مناسب نہین ہے کہ مسجد مین فساد برپا کرو اگر فساد کروگے تو یاد رکھو کہ قیامت تک فریقین مین تلوار چلتی رہے گی مولویصاحب پر اس قدر ظلم کرنا قرین مصلحت نہین اور نہ یہ فعل جوانمردی مین داخل ہے لیکن عنایت خان نے نہ مانا آخر نیامون سے تلوارین نکل پڑین عنایت خان مارا گیا اور دائم خان نے بھی جام شہادت نوش کیا حسن خان نے بھی سخت حملہ کیا اور خود بھی زخمی ہوا چودہ مہدوی زادے قتل کئے گئے آخر بہت سے مہدوی لوگ اندر گھُس آئے اور بندوقون کا فیر کیا تاج محمد خان اور ایک عرب نے عین نماز سنت مغرب مین شہادت پائی اور یسین خان اور مہدوی زادے مولوی صاحب کی تلاش مین تھے اتنے مین مولویصاحب نے

نہایت استقلال سے آواز دی کہ ادہر آؤ مہربان مین یہان منتظر وقت ہون یہ سنتے ہی
یسین خان مولوی صاحب کے سینۂ بے کینہ پر چڑہ بیٹھا اور خنجر سے اونکو شہید کر ڈالا
اور اپنے چودہ مقتولونکی لاشے اوٹھا لیگئے۔ اور سید نصرت مہدی زادہ
داروغہ ہرکارگان نے بہت جلد حضور مین جا کر اِس واقعہ کو ظاہر کرکے عرض کیا
کہ مولوی صاحب خود ہی اپنی جہالت سے مارے گئے۔

دوسری محرم بروز چہارشنبہ سید نور الاولیا صاحب نے علمار دار السلطنت کو اطلاع دی
کہ ایک رکن رکین مذہب سنت وجماعت کا ناحق خون ہو گیا جسکا انسداد فی الوقت
نہو سکا اِس لیئے جائز ہو سکتا ہے کہ اِس واقعہ کا بالاتفاق تدارک کیا جائے چونکہ
ایک ایسا عالم جید اسطرح شہادت پا چکا ہے تو ایسا ہی دوسرے کی بہی نوبت
آنے والی ہے یہ سنتے ہی ذو الفقار خان بہادر شریعت پناہ بلدہ وقاضی شیخ
حیات اللہ و مولوی حافظ میر شجاع الدین صاحب اور مولوی غلامی صاحب مکہ مسجد
مین جمع ہو گئے اور بروز جمعہ جہاد کا وعظ پکار دیا یہ سنتے ہی راجہ چندو لال نے
غوث خان جمعدار کی زبانی کہلا بھیجا کہ گو آپ صاحبون کا جمع ہونا درست ہے
مگر مکہ مسجد شاہی محلات کے قریب ہے اِس سے بہتر ہوگا کہ جامع مسجد مین فراہمی کی
صورت ہو اور ہم بہی آپ کے ہمراہ ہین الغرض ایک لاکھ آدمیون کا ہجوم ہو گیا
اور ایک نشان محمدی بہی استادہ کیا گیا اب ہجوم عام وبلوۂ عظیم مین کون کسکی
سنتا تہا اودہر مہدوی زادے بہی تیغ وبندوق وساز وسامان جنگ سے جہادانہ مستعد
ہو گئے اور ادہر سے نیاز مند خان بہادر اور منصور خان بہادر وصالح محمد خان
وعبد الرحیم خان ومیر احمد خان ومحمد خان نگلیانی وغیرہ جمعدار بہی اونکی کمک پر تہے

اور دروازہ یاقوت پورہ سے نکل چنچل گوڑہ جا پہونچے اوسوقت فریقین سے گفتگو
یہ ہوئی کہ مہدوی زادے یسین خان کے دینے پر رضامند ہوگئے مگر اوس سے قصاص
مین روشن میان طلب کئے گئے چونکہ نواب میر نظام علیخان بہادر غفران مآب کے عہد مین
یہ لوگ ہمیشہ جنگ مین رہے تھے اب انکو ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھا رہنا کب
گوارا تھا قصہ کوتاہ لڑائی چھڑ گئی پہلے نیاز بہادر خان اور شمشیر خان مہدوی سے
لڑائی ہوئی نیاز بہادر خان نے شمشیر خان کا کام تمام کر دیا اور خود بھی زخم اوٹھا کر
شہید ہوا پھر سبزہ میان بھانجہ منصور خان نے مہدویون پر سخت حملہ کیا اور بعد قتل کئی
ایک مہدویون کے خود بھی شہید ہو گیا منصور خان نے بھی بہت سے مہدوی زادون
کو قتل کر کے شربت شہادت نوش کیا اور مرزا نصیر بیگ ولایتی نے بھی مہدوی زادون
کو تہ تیغ کر کے خود بھی شریک شہدا ہوا محمد خان گگیانی اور غلام جیلانی خان فرزند
گنو میان جمعدار و شیخ حیات اللہ اصل بانی قصہ نے سیکڑون لاشین میدان جنگ مین
گرادین اور خود زندہ رہا اس عرصہ مین جمعیت عرب بھی آپہونچی اور اونہون نے بھی
مہدویون کو نشانہ بندوق بنا لیا بیچارے اکثر مہدوی زادے میدان لڑائی سے
نکل اپنے اپنے گھرون مین جا کر پناہ لی اور رات بھی ہو گئی تھی لیکن اتنے مین اس واقعہ
کی خبر نواب سکندر جاہ بہادر کے گوش زد ہوئی دفعتاً غضب سلطانی جوش زن ہوا آدھی رات
گذری تھی کہ بنام راجہ چندولال حکم صادر ہوا کہ مع جمعیت انگریزی مقیم لال کوٹھی حکم
دیا جائے کہ وہ فی الفور آکر چنچل گوڑہ کو صبح تک خاک مین ملادین چونکہ راجہ چندولال
بھی مہدوی زادون سے داغ کھائے ہوا تھا فوراً حکم کی تعمیل کیگئی چار ہزار فوج مع توپخانہ
انگریزی و ارتھ صاحب و مادسن صاحب کپتل سرکاری و سدرلین صاحب بہ تعجیل تمام آکر چنچل گوڑہ

کو گھیر لیا اور حکم کے منتظر رہے کہ صبح کو باغیوں نے ہتیار ڈالدیئے بالآخر راجہ چندو لال کی شفارش پر اونکی جان بخشی ہوئی مگر حکم دیا گیا کہ آج سے تیسرے دن تک کل قوم مہدوی شہر سے چلے جایئں چنانچہ کچھہ تو بجانب کرنول اور کچھہ ہندوستان کیطرف اور بعض غربا دیہاتون مین جا بسے اور جب چنچل گوڑہ مہدوی زادون سے بالکل خالی ہو گیا اور اونکا خاطر خواہ اخراج ہو چکا تو شاہ یار الملک بہادر کو معہ پلٹن کے چنچل گوڑہ مین رہنے کے لیے حکم دیا گیا صرف سلطان میان کے فرزند محمد صاحب میان اور کرار نواز خان بہادر جو تعلقات گنگاوتی و ملدرگ مین تھے یہ دونون سردار قوم شریک بغاوت نہ تھے باقی رہ گئے

شہادت عزت یار خان صدر الصدور کا حال

اور ۱۲۴۰ھ مین عزت یار خان بہادر صدر الصدور اور مصاحب و معتمد سرکار و طبیب تھے اثنائے راہ چار کمان مین چار مہدویون نے بغض دکھانے کے بہانے سے قریب جا کر اونکو جمدہڑ سے شہید کیا ایک اونمین سے نکل گیا اور باقی تین راستے مین بھاگ رہے تھے اور جب مبارز الدولہ صاحبزادے کے دروازہ پر سے گذرے ان تینون کا کام تمام کر دیا گیا۔ یہ خبر سنکر نواب سکندر جاہ بہادر نے طالب الدولہ حسن علیخان بہادر کوتوال شہر کو حکم دیا کہ گھر گھر تلاشی ہو جہان کہین مہدوی پائے جایئں گرفتار کیئے جایئں اور آیندہ کے لیے بندوبست کر دیا جائے کہ آنے نہین پائیں۔

لطیفہ

راجہ چندو لعل کو اکثر شعر و سخن کا زیادہ شوق تھا ایک روز چندا نامی کنچنی جو بہت بڑی مالدار اور صاحب طبل و علم تھی ماہ لقا بائی خطاب تہا حاضر جوابی مین لاجواب تھی اور موزونیت طبع اوسکی زبانزد خاص و عام تھی اس کے روبرو راجہ چندو لال نے یہ مطلع پڑھا

ہو چین کہان جب سے مری آنکھ لڑی ہے	ملنے کی بخومی تو بتا کون گھڑی ہے

چنداسنے فی البدیہہ جواب دیا۔

پہلے ہی سے چلا کے مری دل کو ستا مت	اے مرغِ سحر چپ ہو ابھی رات بڑی ہے

وفات حسرت آیات نواب سکندر جاہ بہادر

المختصر ان واقعات کے دو سال بعد نواب سکندر جاہ بہادر کی ایک صاحبزادیکا انتقال ہوگیا جس سے آپکو محبت زیادہ تہی اور اوسی اشتداد غم مین آپکا مزاج جادۂ اعتدال سے منحرف ہوگیا آخر ایسے رعایا پرور رحمدل رئیس کو بیماری نے آگھیرا ہر چند علاج کیا گیا مگر کچھہ سودمند نہ ہوا ۴۶ سال کی عمر ۲۶ سال حکمران رہکر ۱۰ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ بروز جمعہ انتقال ہوا خلق خدا مین ایکشور عظیم گریہ وبکا کا تہا آخر صحن مکہ مسجد مین دفن کئے گئے آپکا مزار پُرانوار آپ کے جدہ ماجدہ کے پہلو مین ہے۔

تاریخ رحلت

چون سکندر جاہ از آفاق رفت	ہر مکان شد از غمش بیت الحزن
برکشیدم آہ گفتم سال او	راہی فردوس شد شاہِ دکن
کرد شاہِ دکن ز دہر کنار	در ہزار و دو صد و چہل و چہار

آپ کے صاحبزادگان بلند اقبال سے سب مین بڑے نواب میر فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ آصف جاہ رابع اور دوسرے نواب بشیر الدین علیخان بہادر صمصام الدولہ اور تیسرے نواب میر گوہر علیخان بہادر مبارز الدولہ اور چوتھے میر تفضل علیخان بہادر میر بادشاہ پانچوین نواب میر تہور علیخان بہادر منور الدولہ اور چھٹے نواب میر ذو الفقار الدولہ بہادر اور ساتوین نواب میر محمود علیخان بہادر اور آٹھوین نواب میر داور علیخان بہادر قمر الدولہ نوین نواب میر فتح علیخان بہادر مظفر الدولہ تھے اور آٹھہ ہی صاحبزادیان تھین

ان سب مین سے بعد انتقال نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل کے نواب فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ جو سب سے بڑے دیندار عالم و متقی تھے سریر آرائی دولت آصفیہ ہوے جنکا ذکر خیر و حال سلطنت ہدیہ ناظرین ہے -

ذکر خیر سریر آرائی سلطنت آصفیہ نواب میر فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ آصفجاہ رابع خلد اللہ ملکہ و دولتہ

آپ ۱۲۰۹ھ مین پیدا ہوئے اور بعد انتقال نواب مغفرت منزل کے اوسیوقت راجہ چندو لال نے آپ کے نام سے منادی کروادی اور بعد زیارت خود بدولت سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے اور اپنے جلوس میمنت مانوس سے رونق تازہ دی ارکان دولت و اعیان سلطنت و سفیر سرکار انگلشیہ حاضر دربار شاہی ہوئے نواب منیر الملک بہادر اور نواب شمس الامرا بہادر و راجہ چندو لال اور مارٹن صاحب بہادر رزیڈنٹ سرکار انگریزیہ نے نذرین پیش کین اور ایک جدید عہد نامہ حسب عہد نامۂ سابقہ مابین سرکار عظمت مدار و سرکار دولت مدار مرتب ہوا -

انہین دنون مملکت دکن مین خشک سالی نے اپنا زور دکھلایا دو سال تک قحط رہا منجانب حضور سلطانی حکم صادر ہوا کہ بنی نوع انسان کی حفاظت کیجائے اور غلہ کے بہم پہونچانے اور مہیا رکھنے کے لیئے بند و بست کامل کیا جائے -

اور خود بدولت بغرض سیر و شکار سرورنگر و نظام نگر و قلعہ محمد نگر کیطرف معہ محلات شاہی و خدم و حشم متوجہ ہوئے -

۱۲۴۶ھ مین بروز عید الفطر دربار آراستہ ہوا اور ارکان دولت و اعیان سلطنت نے نذرین پیش کین و خلعت و جایزہ سے سرفراز ہوئے -

اور بعد برخاست دربار شاہی چند سپاہی ہمراہیان محمد صاحب میان خلف نواب سلطان الملک صف شکن جنگ دیوان عام مین آکر اپنی تنخواہ کے لیے محمد صاحب میان کو روکا اور بقیہ تنخواہ کے خواستگار ہوئے بعد گفتگو طویل نوبت جنگ کی پہونچی اور خود معہ دو سپاہیون کے حق نمک شاہی سے سبکدوش ہوئے۔

اور ۱۲۴۶ھ مین پل چادر گھاٹ بحکم نواب ناصر الدولہ بہادر تیار ہوا۔ تخمیناً پچاس ہزار کا صرفہ ہوا

تاریخ بنائے پل

ناصر الدولہ شاہ آصف جاہ	کہ عدیلش سپہر ندید نگاہ
شد چو حکمش براجہ چندولعل	زود سازند پل بہ شام و پگاہ
باسر عقل ہمسر استوارٹ	پل بنا کرد مثل مہر و ماہ ۱۲۴۶ھ

مبارز الدولہ کی شورش

انہین دنون مین نواب مبارز الدولہ بہادر نے چند روز پیشتر روہیلون کی جمعیت نوکر رکھی تھی باتفاق زمانہ کئی مہینے کی تنخواہ دستیاب نہوئی مرشدزادہ بہادر نے چاہا کہ کار پردازان سرکار کو توجہ دلا کر متنبہ کردین چنانچہ اسی بنا پر کچھ شورش مچائی اہلکاران سلطنت نے انکو جمعیت انگریزی کے ساتھ قلعہ محمد نگر مین روانہ کردیا پھر دو سال کے بعد اپنے مسکن و مقام پر بحصول اجازت سلطانی واپس آگئے۔

۱۲۴۷ھ مین موسی ندی کو طغیانی ہوئی اور فصیل بازوے پل قدیم شکست ہوگئی بازار گھانسی و حوض چار محل و بازار سدی عنبر وغیرہ بہہ گیا۔ اسی سال جشن سالگرہ مبارک قرار پایا اور بتقریب جشن سالگرہ راجہ چندولال کو راجایان راجہ خطاب ہوا اور شش ہزاری پنجہزار سوار و جاگیر منصب سے سرفرازی ہوئی۔ علی ہذا اور امراء دولت بھی آصفیہ خطابات و مناصب سے مفتخر ہوئے۔

سکھہ اور عربون کی لڑائی کا حال

۱۲۴۷ھ مین مابین سپاہیان جمعیت عروب اور سکھون کے خونریزہ لڑائی ہوئی اسکا قصہ یون ہے کہ عبداللہ بن علی مدبر جنگ اور شیخ احمد عبادی بربار جنگ بہادر جمعداران عرب کے علاقہ مین اور دو ہزار جوانان عرب تازہ وارد کی بھرتی ہوئی یہ امر جمعیت سکھون کو ناگوار گذرا چونکہ اونکو اپنی سپہ گری پر گھمنڈ تھا ہر ایک کی قوت کو اپنے سامنے ہیچ جانتے تھے عربون سے چھیڑ چھاڑ شروع کی ایک روز اپنے خود مین آکر جلوخانہ راجہ چندو لال مین عربون سے باتیغ و خنجر مقابلہ کیا عرب تو ایک بلا کے پتلے اور دانشمند ہین ایکبار کچھہ تھوڑے ہی سے سکھون کے قتل پر اکتفا کرکے خاموش ہو رہے مگر سکھون نے جب پھر شرارت شروع کی تو بار ثانی شجاعان عرب نے سکھونکی خوب ہی خبر لی کم و بیش دو سو جوانان سکھہ کا سر کاٹ اور بال پکڑ کے شہر مین تشہیر کرکے انکا ساز و سامان لوٹ لیا مہاراجہ چندو لعل نے انکی بزدلی دیکھہ کر موقوفی کا حکم دیا حضور سلطانی سے بھی سکھون پر عتاب نازل ہوا اور حکم دیا گیا کہ یہ لوگ شہر بدر کردئیے جائین چنانچہ سکھون نے اپنی بود و باش اننت گری مین اختیار کر لی اور ابتک بھی چند سکھون کے مکان اننت گری مین موجود ہین۔

اس واقعہ کے بعد عربون کا زور و شور شروع ہو گیا ان لوگون نے سلسلۂ ملازمت کے علاوہ داد و ستد کا طریقہ جاری کردیا اور زر قرض کے وصول کرنے مین سختیان شروع کین جنکی سختی کا کوئی متحمل نہین ہو سکتا تہا سیکڑہون روپیہ کے مالک اور لاکہون روپیہ کی جاگیر و مقطعہ جات پر قابض ہوگئے اور بعد سود سے نفع اوٹھایا اور ایک ایک جوان عرب دو دو تین تین جگہہ پر مامور ہو کر تنخواہ پانے لگا۔

۱۲۵۱ھ مین مہاراجہ چندو لال بہادر نے اپنے نواسہ راجہ نریندر بہادر فرزند راجہ دہراج کی

شادی کا جشن ترتیب دیا اور اس تقریب مین حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر بھی ضیا فشار رونق افروز ہو کر بانیان جلسہ کو معزز اور ممتاز فرمایا۔

جوانانِ لین و روہیلون و عربونکا مناقشہ

انہین دنون مین جوانانِ لین و روہیلون کے درمیان ہنگامہ برپا ہوا اصل اسکی یہ ہوئی کہ ایک روہیلہ کارروان مین ایک دوکان پر غلہ لے رہا تھا اتنے مین کہین ایک جوان لین کا بھی غلہ خریدنے آنکلا ان دونون سپاہیون مین تکرار ہو گئی اور دونون زخمی ہوئے یہ حال دیکھکر دونون طرف کے لوگ جمع ہو گئے اور لڑائی چھڑ گئی ادہر غلام حسین کمیدان لین زخم کھا کر گھر آیا اور پچاس جوانان لین اوس کے مارے گئے اوس نے بیس ہزار جوانان پلٹن فراہم کر کے معہ توپخانہ دروازۂ پل قدیم کے باہر مسعود پورہ اور کاروان تک فوج کو جما دیا۔ ادہر روہیلہ بھی کم سے کم چار ہزار جمعیت روہیلون سے جمع ہو کر شاہ شبلی صاحب کی درگاہ اور پہاڑیون مین مورچے قائم کر کے مستعد بجنگ ہو گئے قریب تھا کہ معرکۂ جنگ گرم ہو یہ سنتے ہی راجہ چندو لال نے سرداران عرب مثل عبداللہ بن علی مدبر جنگ اور شیخ احمد علی عبادی ببر یار جنگ کو مقام معرکہ پر روانہ کر دیا اوران دونون سردارونے فریقین مین صلح کرا دی اوس قصہ کا یون خاتمہ ہو گیا اس کے ایک سال بعد ۱۲۵۲ھ مین روہیلون اور عربون کے درمیان صورت فتنہ واقع ہو کر ہر دو فریق باہم لڑ مرے تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ایک روز حسین یاور جنگ کے مکان پر ایک عرب اور ایک روہیلہ اپنا قرض مانگنے آئے ان دونون مین تکرار سے تلوار کی نوبت پہونچی اور طرفین کے چار جوان باہم لڑ کر قتل ہوئے اس کے ساتھ ہی شہر مین ہنگامہ مچگیا اور بہت سے عرب روہیلون کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے بالآخر سرداران عرب نے راجہ چندو لال کو ایک معقول رقم تذرانہ

دیگر روہیلون کو شہر بدر کرواد یا چنانچہ یہ لوگ دیہاتون مین جاکر زمینداروں کی نوکری اختیار کرلی اور بعض اپنے وطن چلے گئے۔ اب تو کوئی روہیلہ آتے ہی نہین پاتا ہے اگر کوئی بھولا بھٹکا آبھی گیا تو فوراً بذریعۂ پیڈ روانہ کردیا جاتا ہے۔

اہل حدیث دکن مین آنیکا حال ۱۲۵۵ھ مین مملکت دکن مین اہل حدیث آگئے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مولوی سید احمد صاحب جو طریقۂ نبویہ کے زندہ کرنیوالے تھے جب شیر سنگھ والی پنجاب سے لڑکر شہید ہوگئے تو انہین کے خلفا ملک ہندوستان مین منتشر ہوکر اپنے سچے دین اسلام کو جو رخنہ اندازون کی وجہ سے افراط و تفریط ہوئی تھی اوسکو بتاتے اور تاریکیون سے نکالتے پھرتے تھے جنکا اصلی منشا یہ تھا کہ حکومت اسلام اور اس پاک مقدس دین مین جو دُنیا پرستون کی بدولت نوایجاد خرابیان واقع ہوگئین ہون رفع کیجائے اور اسلامی قوت اور اسلامی عزت کو ترقی ہو اور وہی صاف چشمہ جسکی نہر سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک سے نکلی تھی مومنین کے دل وجگر مین جوش مارے۔

چنانچہ انہین کے خلفاؤن مین سے دو شخص ایک مولوی ولایت علیصاحب اور دوسرے مولوی سلیم صاحب دارالسلطنت حیدرآباد مین آئے اور احادیث کے ترجمے ورسالہ کے ذریعہ سے اپنا اصلی مطلب نکالنا شروع کردیا اسپر کسی نے شرک کا الزام قائم کیا کسی نے کافر کا خطاب دیا۔ آخر مولوی عنایت علی صاحب تو اور کہین چلے گئے مگر مولوی سلیم صاحب نے مرشدزادہ نواب مبارز الدولہ بہادر تک اپنی رسائی پیدا کرلی اور اونکی طبیعت کو مکروہات اور دنیوی خیالون سے پھیر دیا مرشدزادہ بہادر بھی علم دوست تھے اس لیے اونکے پورے مطیع ہوگئے ادہر مولوی سلیم صاحب نے یہ موقع غنیمت جانکر خفیہ بذریعۂ خطوط اپنے ہم خیالون کو جو دہلی پشاور ۔ لاہور ۔ مدراس ۔ بمبئی ۔ سورت مین اس طریقہ کے پیرو لوگ کم سے کم دو لاکھ آدمیونکی

تعداد کا اندازہ تہا اونکو خط لکہہ بہیجا کہ ایک خاص تاریخ مین تمامی قلمرو ہندوستان مین ایکبارگی آتش فتنہ مشتعل کردین اور ہر جگہ تیغ و خنجر سے کام لین چنانچہ نواب غلام رسول خان والی قمرنگر کرنول نے بہی گیارہ سو ضرب توپ تیار کرلی اور ایک لاکہ روپیہ کا گولہ باروت فراہم کرلیا مگر یہ تدبیر پیشرفت نہوئی راز کہل گیا اور مولوی سلیم صاحب کی دستاویز مُہری دستیاب ہوگئی اور صاحبانِ انگریز بمبئی سے حسین ساگر مین آگئے فوراً میجر اسٹوارٹ صاحب بہادر رزیڈنٹ سرکار انگریزی نے دربار شاہی مین حاضر ہوکر اسکا مفصل حال عرض کیا یہ سُنکر نواب ناصرالدولہ بہادر کو سخت حیرت اور استعجاب ہُوا نواب ممدوح الشان کے حکم سے جمعیت سرکار عالی نے مبارز الدولہ بہادر کو قلعہ گولکنڈہ مین نظربند کیا اور مولوی سلیم صاحب معہ اپنے گروہ کے قید کئے گئے۔

قلع قمع قلعہ قمرنگر کرنول

اس انتظام کے بعد دفعتًا کڑپہ سے انگریزی پلٹن کرنول پر جا پہنچی اور نواب غلام رسول خان سے قلعہ کے ملاحظہ کا حیلہ کیا نوابنے قلعہ خالی کرکے قریب آٹھ سو جوانان عرب و روہیلہ کی جمعیت لیکے زہرہ پیٹہ مین جا بیٹھے فوج انگریزی نے اوپر توپون کے گولے اوتارے سخت لڑائی ہُوئی اور طرفین کے لوگ قتل ہوئے بالآخر نواب کرنول کو گرفتار کرلیا اور بسواری میانہ چناپٹن لیجارہے تھے کہ راستہ مین مذہبی گفتگو پر نوابنے گالی دی اسپر اونکو وہین جدہر سے قتل کرڈالا اور انکا تمام مال و اسباب سرکار انگریز نے ضبط اور اٹھارہ لاکہ روپیہ محاصلات کا ملک داخل دولت انگلشیہ کرلیا اور اون کے پس ماندون کے لیے کسیقدر روزینہ مقرر کردیا۔

اس ذراسی ناقابلیت اندیشی سے ایسا ملک جو چہوٹی سی سلطنت اسلامیہ کا نمونہ تہا اِس طرح بیچ صاحبانِ انگریز کے تسلط مین چلا گیا اور نواب کے فرزند باُمید سرفرازی ریاست وظیفہ لینے پر

رضامند نہ ہوئے۔ نواب کے خاندان کے تین صاحبزادیونکی شادی ۱۲۵۴ھ مین بڑی دہوم دہام سے ہوئین۔

انتقال نواب منیر الملک بہادر

اور اسی سال مین نواب منیر الملک بہادر مدار المہام سرکار عالی نے پچیس لاکھ روپیہ کا قرضہ چہوڑ کر انتقال کیا جسکا قرضہ سرکار عالی نے ادا فرمایا مگر اونکی جائداد سے تالاب میر عالم اور کل جائداد بعنوان کفالت داخل سرکار کرلیگئی اور کسیقدر جاگیر پرورش خاندان کے لیئے چہوڑدی گئی چونکہ اوس زمانہ مین اون کے خاندان کے سردار سراج الملک فرزند نواب منیر الملک بہادر صغر السن تھے اس لیے ۱۲۶۳ھ مین نواب ناصر الدولہ بہادر نے کل جائداد نواب سراج الملک بہادر کے تفویض فرمایا۔

سرفرازی وزارت براجہ چندولال

بعد وفات منیر الملک بہادر کے راجہ چندولال بہادر خدمت مدار المہامی سے سرفراز ہوئے اور باستقلال تمام اقتدارات مدار المہامی عمل مین لائے راجہ چندولال کی خیرات ابتک زبانزد خلائق ہے ہر روز دو ہزار روپیہ اور ہر منگل کے دن زر شاہی دس ہزار روپیہ سے کم خیرات نہین دیا جاتا تہا اور گوکل اشٹمی کے تہوار مین ایک لاکہہ روپیہ صرف کیا جاتا تہا علاوہ برین جو کوئی کم سے کم بارہ سو روپیہ نذرانہ گذرانتا اوسکی سو روپیہ سے کم ماہوار نہین ہوتی تہی چنانچہ انہین کارروائیون سے بہت لوگون نے سلسلۂ ملازمت پیدا کرلیا مگر ساتہہ ہی اسکے یہ بہی ہوتا تہا کہ اونکی تنخواہین ماہ بماہ نہین ملتی تہین اور ملک کا انتظام گتہ داری پر محول تہا۔ القصہ ان کے عہد وزارت مین داد ودہش کا بازار گرم تہا اور انتظام مملکت وصرفہ خزانہ شاہی انہین کے اختیار سے رہا کرتا تہا چنانچہ انہین اسباب سے چندولال کا حیدرآباد مشہور ہو گیا اور جب محلات شاہی اور منصبداران دولت کی ماہوارین نملین تو نواب ناصر الدولہ بہادر نے راجہ چندولال کو معزول کردیا۔ اور راجہ چندولال نے

سنہ ۱۲۶۱ میں اس جہان فانی سے کوچ کیا کسی نے مادہ تاریخ یہ کہا ہے

	سخی داتا گیا دنیا سے اب ہائے	

اور سراج الملک کو مدار المہام کیا پھر نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر اور اون کے بعد راجہ رام بخش پھر دوبارہ سراج الملک کو دیوانی سے سرفرازی بخشی۔

سنہ ۱۲۶۸ بائیسوین ذی قعدہ کو ایک اشتہار اس مضمون کا جاری کیا گیا کہ دسہرہ ایام عشرۂ محرم مین واقع ہوا ہے اگر اہل ہنود رسوم دسہرہ اور استادگی جھنڈہ وغیرہ عاشورہ مین کرینگے تو احتمال فتنہ و فساد کا درمیان اہل اسلام اور ہنود کے ضرور ہے اس سبب سے تمامی ہنود کو بذریعہ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ وہ لوگ ایام عشرہ مین جھنڈے وغیرہ کھڑا کرنا موقوف رکھین اور بعد گذرنے ایام عشرہ ۱۵ محرم سنہ ۱۲۶۹ کو رسوم دسہرہ عمل مین لائین۔ اگر کوئی اقوام ہنود سے باوجود جاری ہونے اشتہار ہذا کے خلاف کریگا تو وہ لائق سزا ہے پس اس باب مین تاکید مزید جانکر بموجب اس حکم کے عمل کرین۔

شیعہ و سُنی کی لڑائی کا حال و معزولی کوتوال

اور طالب الدولہ حسن علیخان کے عہد کوتوالی اور نواب سراج الملک بہادر کی وزارت مین شیعہ و سُنی مین مذہبی امورات پر تکرار واقع ہوئی تو فریقین مین سخت لڑائی ہوئی یہانتک کہ مرزا عباس شالی بنڈے برادر کالے نواب پسر صلابت علی کے مکان مین جو چادر گھاٹ کے پل کے قریب تھے مارے گئے اور اون کے مکانون کو آگ لگا دی گئی اور بہت سا مال و اسباب لوٹا گیا اس کے سوا اور بہت سے شیعہ مارے گئے بالآخر نواب ناصر الدولہ بہادر نے حسن علیخان کو کوتوال شہر کو معزول فرما محمد وزیر کو کوتوال شہر مامور کرکے حکم دیا کہ جلد تر اس ہنگامے کا بندوبست کردیا جائے تا امنیت خلق اللہ مین خلل واقع نہو۔ اور نواب سراج الملک کی عہد وزارت مین بسبب باقی

ملک برار دیئے جانے کا حال

رہجانے تنخواہ افواج کنٹنجنٹ کی حسب مطالبہ لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل بہادر باوجود عدم رضامندی مجبوراً سالانہ پچاس لاکہہ روپیہ محاصل کا ملک برار زرخیز بطور امانی اس شرط پر سرکار انگریزی کے تفویض کیا گیا کہ بعد وضع اخراجات کے باقی رقم سرکار نظام کے خزانۂ عامرہ مین داخل ہوا کرے۔

اس کے تہوڑے ہی زمانہ بعد آخر ۱۲۶۹ھ مین نواب سراج الملک بہادر نے بہی اس جہان فانی کو چہوڑ کر ملک عقبی کا راستہ لیا۔

سرفرازی وزارت بہ نواب مختار الملک

اور ان کے انتقال کے بعد نواب ناصر الدولہ بہادر نے اون کے بھتیجے میر تراب علیخان بہادر سالار جنگ مختار الملک کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اس وزیر ارسطو تدبیر نے آغاز سال وزارت مین سب سے پہلے عربون کا زور توڑنا شروع کیا اور جنکے قبضہ مین ملک کی بڑی آمدنی ہتی اوس کے نکالنے کی تدبیر کی چنانچہ تیرہ لاکہہ روپیہ کا علاقہ عمر بن عوض سے مسترد کر لیا گیا اور عربون کا قرضہ ادا کر کے پندرہ لاکہہ روپیہ کا ملک واپس کر لیا پہلے ہی سال وزارت مین چالیس لاکہہ روپیہ کی مالگذاری کا ملک مرہونہ چہڑا لیا گیا اور دو ہزار نفر جمعیت عرب و روہیلون مین سے تخفیف کر دیئے گئے۔

اسی سال فوج کنٹنجنٹ سرکار نظام و ہیلونگی سرکشی کے دفع کرنے کو اور ایکہزار فوج معہ توپ خانہ کوٹا کی سرکوبی کے لیے مامور ہوی۔

۱۲۷۱ھ مین قحط پڑا اور بنی نوع انسان کی حفاظت کے لیے بندوبست کیا گیا اور اسی سال طریقہ گتہ داری کا عمل موقوف کیا گیا اور تشخیص مالگذاری کے لیے امانت و دیانت دار اہلکار مقرر کئے گئے۔

۱۲۷۲ھ مین ملک کی رونق شادابی پر نظر آنے لگی اور سلطنت کا اعتبار بہی زیادہ بڑہ گیا

اسی سالمین بردہ فروشی کا طریقہ بند کر دیا گیا -

المختصر نواب ناصر الدولہ بہادر ایک روز بطور سیر ماہ شعبان مین تشریف فرمائے سرورنگر ہوئے دفعتاً ۲۲ ماہ مذکور کو بعارضہ اسہال علیل ہوگئے اور روز بروز بیماری زیادہ ہوتی گئی آخر ۲۸ ماہ مذکور کو سرورنگر سے بلدہ کا ارادہ فرمایا چونکہ مزاج مین بدرجہ کمال ضعف تھا اثنار راہ مین میانہ سواری لحہ لحہ اوتارتے ہوئے داخل محلسرائے شاہی ہوئے بیماری کا وہی حال رہا ۱۹ روز تک بیمار رہے آخر ۲۲ رمضان ۱۲۷۳ھ چار گہڑی رات گذری تہی کہ اس جہان فانی سے رحلت فرمائی ۴۶ سال چندماہ کی عمر پائی ۲۰ سال دس ماہ پانچ روز حکمران ریاست رہے یہ رئیس بڑے دیندار خداپرست پرہیزگار متقی عالم وعادل تھے آپ نے اپنی ساری عمر مین انگریزی کپڑا کسی قسم کا نہین پہنا - اور جب بزرگان دین کی زیارت کے لیے سواری جایا کرتی تہی بعد نذر نیاز کے مراجعت کے وقت کسی کو روپیہ کسی کو اشرفی خیرات کرتے ہوئے آتے تھے جنکی وفات کا صدمہ عظیم رعایا و اہل ملک کو ہوا چنانچہ شہر مین کہرام مچگیا آخر بعد ادائے نماز جنازہ صحن مکہ مسجد دارالسلطنت حیدرآباد مین دفن کیا گیا - چنانچہ مولوی حافظ محمد شمس الدین فیض عارف کامل و شاعر حق گفتار نے جو تاریخ وفات نواب ناصر الدولہ غفران منزل کہی ہے وہ ہدیہ ناظرین ہے -

قطعہ تاریخ وفات

درین دیر خراب آباد بے بنیاد عالم گشت	قضا گر دید روزے بار باب ناصر الدولہ
جہانی گشت محزون زانتقال آنجہان پرور	اجل شد طرقوگو در رکاب ناصر الدولہ
چو بر باب آنجہان آمدسنش ای فیض خوان گفت	بخلد لم یزل آمد جناب ناصر الدولہ

اور آنجناب کی اولاد مین سے اول نواب میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ بہادر ہین جنکا ذکر

خیر آیندہ ہونے والا ہے۔ اور دوم نواب میر جہانگیر علیخان بہادر روشن الدولہ تھے۔

ذکر خیر سریر آرائے نواب میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ آصف جاہِ خامس خلد اللہ ملکہ و دولتہ

نواب افضل الدولہ بہادر سلخ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ بروز دوشنبہ پیدا ہوئے اور ۲۱ رمضان ۱۲۷۳ھ بروز سہ شنبہ سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے اور دربار منعقد ہوا ارکانِ دولت واعیان سلطنت وامرائے عظام وراجہ مہاراجہ وڈیوڈسن صاحب رزیڈنٹ دولتِ انگلشیہ معہ چند نامور انگریزی عہدہ دار حاضر دربار شاہی ہوئے۔

نواب سر سالار جنگ مدار المہام سرکارِ عالی وراجہ راجایان مہاراجہ نریندر پرشاد بنیرہ راجہ چندو لال اور امرائے دولت وارکانِ سلطنت ورزیڈنٹ صاحب بہادر کی نذرین گذرین اور ہر ایک موردِ الطاف خسروانہ ہو کر دربار برخاست ہوا۔

نواب افضل الدولہ بہادر نے تخت نشینی کے بعد تین سو حافظ قرآن شریف اور پچھتر اشخاص بخاری شریف اور مشکوۃ شریف وحصن حصین کے پڑھنے والے اور گیارہ جماعتین مولود خوانون کی اور پانچہزار جوانان علی غول کے جدید مامور فرمائے۔

اور ہمیشہ بعد نماز صبح کے وہ لوگ جو حافظ قرآن مقرر کئے گئے تھے ختم کرتے تھے اور بعد ختم شیرنی تقسیم ہوتی تھی اور خود بدولت بھی کبھی کبھی ختم قرآن مین تشریف لا کر شریک رہا کرتے تھے اور کسیکو تعظیم کے لیے اوٹھنے کا حکم نہ تھا۔ غرضکہ نواب افضل الدولہ بہادر بڑے جید عالم اور خدا پرست دیندار پکے موحد خدا ترس درویش دوست اور علماء وفضلاء دوران وحفاظ کی بڑی توقیر وقدر کرتے تھے درویشون اور حاجتمندون کے ساتھ ایسا سلوک فرمایا کہ ہر ایک کو امیر وغنی بنا دیا جاگیرین عنایت کین اور جہاز تیار کروا کے حاجیون کے

لیے دقت فرمایا سخی رحیم اور فیاضی کا یہ حال تھا کہ جو سائل سامنے آیا اوسکا دامن زر و جواہر سے بھر دیا جاتا تھا۔

اور لہو و لعب سے بالکل پرہیز تھا چنانچہ حکم دیا کہ تمامی کلالی خانہ شہر بدر کر دیے جائیں اور کوئی خرید و فروخت سیندھی و شراب شہر میں کرنے نپائے جسکا رواج آجتک چلا آرہا ہے اور ترمیم چار کمان کیلیے حکم ہوا اور مکہ مسجد کا صحن جو چونے کا تھا سنگ بست کر دیا گیا اور محل مبارک میں عمدہ عمدہ مکانات خوشوضع بنائے گئے اور ایک چوحلہ جسکے چاروں طرف چار مکان مسمی بہ آفتاب محل و مہتاب محل و تہنیت محل و افضل محل بہت ہی خوشنما طیار ہوئے جنمیں لاکھوں روپیہ کے شیشہ آلات و جھاڑ کانچ وغیرہ سے آراستہ ہوے اور ہر عشرہ شریف میں تین لاکھ روپیہ خیرات میں صرف کیا جاتا تھا اور ہر دوازدہم شریف و یازدہم شریف و ماہ صیام میں بریانی کی دیگیں باورچی خانہ شاہی سے مسجدوں و درگاہوں میں روانہ کیجاتین ہیں چنانچہ آجتک یہی معمول جاری ہے۔ نواب افضل الدولہ بہادر کے جود و سخا اور عدل و کرم و خصائل پسندیدہ کا تذکرہ حصہ اول کتاب ہذا میں پہلے ہی ہدیہ ناظرین کر دیا گیا ہے۔

مفسدی کے اسباب اور اسکا خاتمہ اور سرکار نظام کی وفاداری دولت انگلشیہ کے ساتھ

نواب افضل الدولہ بہادر کی اوائل تخت نشینی کا وہ زمانہ تھا جسمیں بوجہ غدر ہندوستان انگریزوں کے اوپر چاروں طرف سے آفت برپا تھی اقلیم ہندوستان کی فوجیں بدل گئیں جہاں تہاں امن و امان کا نشان تک نہ تھا تار ٹوٹ گیا ڈاک و ریل لٹ گئی جسکی لاٹھی اوسکی بھینس کا معاملہ تھا قتل و غارت ہو رہا تھا دنیا عالم تاریکی میں پھنسی ہوئی تھی کلکتہ صدر مقام سے لیکر دور دراز دہلی تک بغاوت بشدت تمام پھیلی ہوئی تھی لکھنؤ اور دہلی باغیوں کے بھاری مرکز تھے۔

خلاصہ اس بغاوت کا یہ ہے کہ سب سے پہلے ایک خبر بے بنیاد ظلمت انجام ہو کر پھیل گئی کہ دولت انگلشیہ نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ سارے راجاؤں اور نوابوں کو بیدخل کر کے ہندوستان کو اپنی عملداری مین شامل کر لے۔

اور دوسرے یہ عندیہ ہے کہ کیا ہندو اور کیا مسلمان سب کے مذہب کو بگاڑ دے۔

باتفاق زمانہ ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ کے شروع مین ہندوستانی فوج کے لیے نئی قسم کی رفل بندوقین بہم پہنچین ان کے کارتوسوں کو بندوقوں مین بہرنے سے پیشتر چربی وغیرہ سے چکنا ضرور ہوتا تہا مفسدہ پردازون نے اس امر کو ایک بڑی حجت گروان کر یہ ظاہر کیا کہ ان کارتوسون مین سور اور گائے کی چربی لگی ہے۔ جس سے ہندو اور مسلمان دونون کا ایمان جاتا رہے گا۔

غرضکہ اول اول میرٹھ کی چہاؤنی مین ایک نہایت خوفناک مفسدہ برپا ہوا اور پہر آناً فاناً سارے ہندوستان اور آس پاس کے صوبون مین پہیل گیا اس فساد کے بڑے واقعات یہ ہین۔

پہلے میرٹھ دہلی کانپور اور اور مقامات مین بماہ مئی و جون جولائی ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ مین غدر مچنا اور ہندوستانی سپاہیون کے ہاتھ سے فرنگیون کے زن و بچے تک کا قتل ہونا

دوم ماہ جون سے دہلی کا محاصرہ شروع ہونا اور آخرکار ستمبر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۴ھ مین فوج انگریزی کا شہر دہلی کے حصن حصین پر ہلا کر کے اوسکو فتح کرنا۔

سوم لکہنو مین جو انگریز تہے انکا اپنی پناہ گاہ کو بچائے رکہنا۔

اور پہر جنرل ہیولاک اور اوٹرم کے ماتحت ستمبر ۱۸۵۷ء مین فوج انگریزی کا اون کی مدد کو پہونچنا۔

چہارم سرکالن کمپبل جنکو پیچھے لارڈ کلیڈ خطاب ملا اُس کے ماتحت فوج انگریزی کا دوسرے مرتبہ لکھنو کے انگریزونکی مدد کے لیے جانا اور آخر ۱۸۵۸ء مطابق ۱۲۷۳ھ مین اوردہ اور اوس کے آس پاس کے اضلاع مین بغاوت کا بالکل مٹ جانا۔

پنجم ۱۸۵۸ء کے شروع مین سرہیوروز کے معرکہ آرائیون سے وسط ہند کا باغیون سے پاک ہوجانا مفسدی کے وقت جو انگریز اس ملک مین متفرق موجود تھے وہ باغیونکی تعداد کے مقابلہ مین بہت ہی تھوڑے تھے لیکن اون کے تذکرے مُفسدی کی تاریخ کو بڑی زینت حاصل آئی ہے اور انہین ایام مین گورنر بمبئی نے رزیڈنٹ حیدرآباد کو لکھا کہ دہلی باغیون نے فتح کرلی اور سیکڑون انگریز قتل و برباد ہوگئے اور اس وقت مصیبت مین اگر سرکار نظام کیطرف سے اُمید وفاداری نہوئی تو ہم لوگون کا کچھہ ٹھکانا ہی نہین ہے۔

گورمنٹ ہند اور رزیڈنٹ حیدرآباد کرنل ڈیوڈسن نے اس امر کو پورے طور سے تسلیم کرلیا تھا کہ اگر حضور نظام نے ذرا بھی حرکت کی یعنے ایسے وقت مین انگریزون سے مخالفت کی تو پھر انگریزی قبضہ بالکل جاتا رہیگا چنانچہ اوسوقت مراسلات جو درمیان رزیڈنٹ اور گورنمنٹ ہند کے ہوئے شاہد حال ہین۔

الغرض یہ سنتے ہی نواب افضل الدولہ بہادر نے انگریزونکی طرفداری مین قدم بڑہایا اور اونکی جان و مال و آبرو کی حفاظت و حمایت دولت انگریزیہ کے لیے لشکر سرکار نظام مامور ہوا چنانچہ کنٹنجنٹ فوج نظام سرزمین ہند و گوالیار اور قلعہ کالپی وغیرہ ملک مالوہ پر پہونچی اور چند منحرف راجگان ہند کی سرتابی کرکے اپنی فتحمندی کا نقارہ بجایا اور بڑی خیرخواہی و ثابت قدمی سے جنگ و پیکار کرکے شعلہ فتنہ و فساد کو سرد کردیا۔

اور اسی زمانہ غدر و خوف خطر کے موقع پر اپنے ملک اور ہم وطنون کی خیرخواہی و سرکار انگریزی

کی وفاداری و ثابت قدمی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا گیا اگرچہ دار السلطنت حیدرآباد

مین بہی چند مفسد بد اندیش کوٹہی رزیڈنسی پر حملہ کرنے پہنچے مگر تاب آتشکاری نہ لاکر بہاگ کہڑے

ہوئے چنانچہ طرہ باز خان اور علاء الدین گرفتار کر لیے گئے طرہ باز خان نے تو ادسی زمانہ مین

قید حیات سے نجات پائی اور علاء الدین نے دریا رشور کی سزا پائی۔

زمانہ بغاوت ہندوستان کے حال مین جہان ایسے ایسے عمدہ دلچسپ تذکرون کے سننے سے

دلکو تسکین ہوسکتی ہے اسیطرح باغیونکی کمال غداری کے واقعات سننے سے بڑا رنج ہوتا ہی

باغیون نے اکثر موقعون پر نہ صرف انگریزون کے قتل پر اکتفا کیا بلکہ اون کے بہت سی بیکس

عورتون اور بچون کو بہی وحشیانہ حرکت سے ہلاک کیا۔

مگر حق تو یہ ہے کہ ان قاتلون کو اسکی پاداشس مین جو سزا ملی ہے اوسمین انگریزون کیطرف سے

بہی سخت ترین انتقام اور محض فضول بیرحمی عمل مین آئی۔

سراج الدین محمد بہادر شاہ ابو ظفر اس اتہام پر کہ وہ باغیون کے سردار بنے پکڑے گئے

اور اونکا ایک پوتا اور دو بیٹے بعد فتح دہلی گولی سے ناحق مار دیے گئے اور اکثر سرداران ناکردہ گناہ

پہانسی پر لٹکا دیے گئے اور بادشاہ دہلی اخیر تجویز مقدمہ کے بعد رنگون بہیجدیے گئے

انہون نے ۱۹ سال تعلق سلطنت اور ۵ سال قید جملہ ۲۵ سال ۱۰ ماہ ۲۰ روز سال جلوس سے بروز

سہ شنبہ ۱۸ جمادی الاول ۱۲۷۹ مین قید حیات سے نجات پائی۔

لیکن سپاہیونکی بغاوت سے جو خرابیان اور دقتین پیش آئین اون سے یہ بہی نتیجہ پیدا

ہوا کہ انگلستانی پارلیمنٹ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ آیندہ حکومت ہند کمپنی سے متعلق نہ رہے

بلکہ خاص ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند کے قبضہ اختیار مین آجائے اور ملکہ ممدوحہ کیطرف سے

ایک وائسرای یعنی نائب السلطنت ہند مین اور ایک وزیر انگلستان مین مملکت ہند کا انتظام کرے

چنانچہ اس تجویز کے بموجب لارڈ کیننگ بہادر ہند کے سلطنت انگریزیہ کا اول ویسرے مقرر ہوا اور اوس وقت سے ابتک ہر گورنر جنرل اس خطاب سے ممتاز ہوتا ہی۔

الحاصل ۱۸۵۸ء مین بغاوت کا مفسدہ آہستہ آہستہ سب جگہ سے رفع ہو گیا اور باغیون کے دو چار گروہ جو باقی رہ گئے تھے اونکو بھی تعاقب کرتے کرتے تباہ و برباد کر دیا۔

اوس وقت گورنر جنرل بہادر نے نواب افضل الدولہ بہادر سرکار نظام مین لکھا کہ ایسے نازک وقت مین حقِ وفاداری و ثابت قدمی جو آپ کی طرف سے عمل مین آئی گورنمنٹ آف انڈیا اس سے نہایت شکر گذار ہے اور وعدہ کرتی ہے کہ آئندہ ان وفاداری کے نسبت اور طریقہ سے بھی خوشنودی ظاہر کی جائے گی۔

اور لارڈ کیننگ بہادر ولایت جانیکے قبل اور جو بڑے بڑے سرکاری کام اخیر زمانے مین انجام دیے اونمین سے ایک یہ بھی تھا کہ سرکار انگریزی کے باجگذار فرمان روایان ہند جو زمانہ بغاوت مین سرکار کی وفاداری و خیر خواہی مین سرگرم رہے تھے اونکو سندین بھی عطا کین جن سے وہ دولتِ انگلشیہ کے رؤسا ماتحت قرار پائے اور اونکی یہ خاطر جمع ہوگئی کہ جو قول و قرار اونہون نے سرکار انگریزی کے ساتھ کئے ہین۔ اگر وہ ان سب کو وفاداری سے پورا کرینگے اور ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند کی اطاعت مین ثابت قدم رہین گے تو اونکی امن و آسایش و ریاست و حکومت عزت و عظمت مین کچھ خلل نہ آئے گا اور فرزند نرینہ کے نہ موجود ہونے کی حالت مین اور کسیکو متبنی کر کے وارث ریاست مقرر کرنے کا بھی اختیار ہو گا۔

نواب مختار الملک بہادر وزیر سرکار نظام اور رزیڈنٹ صاحب بہادر پر قاتلانہ حملہ

۱۲۷۵ھ مین نواب مختار الملک بہادر وزیر دولت آصفیہ سرکار نظام اور کرنل ڈیوڈسن صاحب بہادر رزیڈنٹ دربار سلطانی سے واپسی کے وقت ملاقاتی کمرے کے نزدیک پہونچتے ہی جہانگیر خان نامی ایک شخص نے ان دونون پر

قرابین کا فیر کیا یہ دونون سردار تو بچ گئے اور جہانگیر خان تلوارون کے سایہ مین کرلیا گیا اور وہ ایک مہینے تک زندہ رہکر قید حیات سے نجات پائی۔ مگر یہ راز نہ کھلا کہ اوسنے ایسی حرکت کیون کی۔ نواب افضل الدولہ بہادر کو اس واقعہ سے سخت حیرت ہوئی چنانچہ نواب ممدوح الشان نے رزیڈنٹ کو فوجی حلقہ مین بحفاظت تمام تا بکوٹھی رزیڈنسی پہونچا دیا۔

اسی سال بادشاہ دہلی کا قدیم سکہ جو یہان مروج تہا حسب ایما گورنر جنرل لارڈ کیننگ صاحب بہادر تبدیل ہوکر ایک طرف نظام الملک آصفجاہ دوسری جانب ضرب حیدرآباد قرار پایا اور سرسالارجنگ کو انہین دنون مین دربار دولت آصفیہ مین مختار الملک وزیر اعظم کا خطاب ملا اور اسی برس ۸ صفر سنہ [illegible] مین دمدار ستارہ نمایان ہوا۔ انہین ایام مین عبور و مرور خلق اللہ کے لیے بنا پل دروازہ افضلگنج کی رکہی گئی اور ۱۲۷۶ھ مین پل تیار ہوا۔

تاریخ تیاری پل

بعہد افضل الدولہ بہادر	نظام الملک آصف جاہ دوران
الٰہی تا بود تابان مہ و خور	بود خورشید اقبالش درخشان
بکیہ دیوان او مختار الملک است	کہ نیکی ہا بود ہر حال خواہان
بود کرنیل ڈیوڈسن بہادر	سفیر نیک دل ذی شوکت و شان
زحسن رائے سہ این پل	بناشد ہمچو طاق ہفت ایوان
صراط مستقیم رود موسے	زمغنی مصرع تاریخ برخوان
۱۲۷۶	

اور آبادی افضل گنج نہایت عجلت کے ساتہہ شروع ہوئی اور ایک بہت بڑی مسجد تعمیر ہوئی اوسکے پہلو مین ایک بہت بڑا دارالشفا ۱۲۷۶ھ مین کہولا گیا۔ علاج کے لیے پہلے حکیم میر وزیر علیخان بہادر سلطان الحکما اور اوسکے بعد مرزا علیخان بہادر حکیم الملک مقرر کیے گئے ان کے بعد ڈاکٹر و منٹ رزیڈنسی

سرجن وہان کا مہتمم ہُوا۔ اور اوس کے ماتحت حکیم تراب خانصاحب اور دو عیسائی عورتین متعین ہوئین اور اس شفاخانہ مین بیماران مرجوعہ کے لیے سرکار سے دوا و غذا اور اونکی آرام و آسایش کا کل سامان مہیا رکہا گیا ممالک محروسہ مین جابجا تعلقات و صدمقام پر دواخانجات کہولے گئے۔ عدل و انصاف کے لیے عدالتین قایم ہوئین۔ اور تعلیم کے لیے مدارس قایم کئے گئے خاص دارالسلطنت مین مدرسہ دارالعلوم و مدرسہ اعزہ و مدرسہ عالیہ و مدرسہ طبابت۔ علی ہذا تمامی ممالک محروسہ سرکار نظام مین مدارس کہولے گئے۔

اور ۳۱ دسمبر ۱۸۶۰ء مطابق ۱۲۷۷ ہجری مین سرکار انگریزی سے ایک جدید عہدنامہ کے رو سے ملک شوراپور جو وہان کے راجہ کی بغاوت و سرکشی سے ضبط ہوا تہا سرکار نظام کو دیا گیا۔ اوس کے سوا رائچور دوابہ اور دہاراسیون ذیلدرگ بہی مسترد کیا گیا اور پچاس لاکھ روپیہ قرضہ سرکاری کے مطالبہ سے سرکار برٹش انڈیا دست بردار ہوئی اور ۲۲ صفر ۱۲۷۸ مین نواب افضل الدولہ بہادر کو (نایٹ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) خطاب اور ملکہ معظمہ کیطرف سے جواہرات و طرہ و بیش بہا سرپیچ۔ جیغہ کلغی اور دو تلوارین و ایک پیش قبض اور ایک سپر جواہر نگار و دوشالہ زربفت تحایف ۲۴ ماہ مذکور کو پیش ہوئے۔

اور نواب مختار الملک بہادر و نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے لیے بہی گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے بتیس ہزار کے قیمتی تحائف آئے۔ اسی سال ۲۴ ذیحجہ کو بار ثانی ایک اور دمدار ستارہ طلوع ہوا۔

۱۲۷۹ء مین بارش نہونے کی وجہ سے قحط واقع ہوا ایک روپیہ کو ایک سیر چانول بکتے تھے نواب افضل الدولہ بہادر نے حفاظت بنی نوع انسان کے لیے پانچ لاکھ روپیہ کا غلہ خرید کرواکے غریبون کی جانین بچائین۔

سنہ ۱۲۸۰ھ مین ایک مجلس مالگذاری دار السلطنت مین قائم کی گئی مگر چند ہی سال بعد اوسکا شکست ہوا اور صدر المہام مالگذاری و صدر المہام عدالت و صدر المہام کوتوالی و صدر المہام متفرقات مامور ہوے بار ثانی سنہ ۱۲۸۲ھ مین قحط سالی نے زور دکھلایا اوسکے انتظام و حفاظت مخلوق الٰہی کے لیے پانچ لاکھ روپیہ صرف کیا گیا اور جمعیت و لشکریونکی تنخواہین بہی بڑہا دی گئین۔

تقسیم ملک اور اوسکا انتظام

سنہ ۱۲۸۳ھ مین ممالک محروسہ سرکار نظام پانچ صوبہ اور سترہ ضلع پر تقسیم کیا گیا ہر صوبہ پر ایک صدر تعلقہ دار یعنی کمشنر اور ہر ضلع پر ایک اول تعلقدار یعنی کلکٹر معہ دو دو تین تین ماتحت تعلقداروں کے مقرر ہوئے اور ہر ایک تعلقہ پر ایک تحصیلدار مامور کیا گیا۔ اور اسی زمانہ مین صیغہ جوڈیشل اور صیغہ تعمیرات و صیغہ طبابت و محکمہ صفائی اور محکمہ تعلیمات قائم کئے گئے پنجم ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۳ ہجری اعلیحضرت قدر قدرت ظل سبحانی حضرت بندگانعالی متعالی حضور پر نور نواب میر محبوب علیخان بہادر مدظلہ العالی نے ولادت پائی اور اسی سال چوہتی جمادی الاول بعد از مغرب پورا چاند گہن ہوا۔

سنہ ۱۲۸۵ھ ۲۸ ربیع الثانی بروز سہ شنبہ ہر دن سے سورج گہن شروع ہوا۔ اور اوسکا عمل دو پہر تک ہا چونکہ تمام قرص کا گہن تہا اندہیرا ہوگیا تہا تارے صاف نظر آنے لگے تہے یہ حالت کوئی دس پل رہی ہوگی کہا جاتا ہے کہ ایسا گہن دو سو برس پہلے ہوا تہا اور اسی سال ابتداے ذی قعدہ مین نواب افضل الدولہ بہادر کا مزاج ناسناز ہو گیا حکیم شفائی خان اور حکیم نادر علی معالج تہے۔ اخیر مین حکیم محمد اشرف اور فیض اللہ خان بہی شریک معالجہ ہوگئے تہے۔ لیکن کچہہ فائدہ نہ ہوا آخر ایسا حاتم دل رئیس ۱۳ تیرہ ذی قعدہ بروز جمعہ سنہ ۱۲۸۵ھ مین دنیا و اہل دنیا کو اپنی ماتمداری مین مبتلا کرکے رحلت فرمائی دروازے محلسرا اور شہر پناہ کے بند ہوگئے اور طیاری تجہیز و تکفین کی شروع ہوئی اور بعد اداے نماز جنازہ مکہ مسجد مین دفن کئے گئے

کل بارہ سال ایک ماہ بیس روز حکمران ریاست رہے اور ۴۲ سال کی عمر پائی ۔ اس مدت سلطنت مین ایسے ایسے کار خیر و برکت کے ہوئے جسکا ظہور آجتک رعایا و اہل ملک کو ہر روز نظر آرہا ہے گراہی اون کے عہد کے خیر و ثواب رعایا و اہل ملک کے نزدیک باقی ہی۔ حق تو یہ ہے کہ یہ اپنے خاندان کا چشم و چراغ تہا۔ بہت سے اہل ہنر اونکی کمال پروری سے دارالسلطنت حیدرآباد مین کہینچ آئے ۔ اور شہر حیدرآباد علم و ہنر کا معدن بنگیا رعایا اون کے عہد سلطنت کو عیش اور امن کا گہوارا سمجہتی تہی۔

تاریخ رحلت نواب افضل الدولہ مغفرت مکان

ربی المالک ماح الجنة	ولمد وحی فاح الجنة
قلت تاریخ وفات لمرحوم	افضل الدولہ لراح الجنة

بعد رحلت فرمائی نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کے بعد از مغرب ۸۵ھ نامی گرامی اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پرنور بندگان عالیمتعالی حضرت ظل سبحانی نواب میر محبوبعلیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ سے منادی ہوئی اور آپ دو سال سات مہینے سات دن کے عمر مین جلوہ جلوہ افروز تخت سلطنت آصفیہ ہوئے۔

ذکر خیر سریرارای خاقان زمان اعلیحضرت قدر قدرت ظل سبحانی گردون قباب حضور پرنور بندگانعالی حضرت نواب میر محبوبعلیخان بہادر فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کی زیارت کے روز ارکان دولت و اعیان سلطنت بالاتفاق بموجب مشورہ نواب مختار الملک بہادر وزیر اعظم دولت سرکار نظام ۵ ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ دوپہر کے وقت اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پرنور بندگان عالیمتعالی نواب

میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و دولتہ کو سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے۔ سانڈرس صاحب رزیڈنٹ معہ دو افسرون کے حاضر ہوکر رسم ماتم پرسی ادا کی وار کان دولت نے تعزیت کی نذرین گذرانین۔ اور جلوس میمنت مانوس اعلیحضرت کا ۱۶ تاریخ بروز دوشنبہ منعقد ہوا۔ جب ارکان دولت واعیان سلطنت اور رزیڈنٹ صاحب مع مسٹر فریزر صاحب اور ڈاکٹر بالفور صاحب اور ڈاکٹر ونڈ و صاحب کے علاوہ ۳۰ جلیل القدر سردار بھی حاضر دربار ہوے اور نذرین مبارکباد کی گذرین۔

نواب مختار الملک امور سلطنت کے لیے کفیل اور نواب امیر کبیر شمس الامرا آسمان شعور نائب حضور قرار پائے۔

سنہ ۱۲ ہجری مین جشن رسم تسمیہ خوانی اعلیحضرت اقدس و اعلی پر تکلف سے ترتیب دیا گیا چنانچہ اس تقریب مین شب کو جلسہ مین علماء فضلا دوران وارکان دولت واعیان سلطنت حاضر دولت خانہ شاہی تھے ہر ایک نے بحسب مراتب جوڑے و خلعت و انعام و اکرام سے سرفرازی پائی اور اسی شب نے کثرت روشنی سے شب ماہ کا مقابلہ کیا خصوصاً محلات شاہی اور عموماً تمامی شہر مین بلکہ روشنی چار منیار کرۂ آتشین تھی علی ہذا افضل گنج سے تا بہ کوٹھی رزیڈنٹ صاحب بہادر شادیانہ خوشی کے بجتے تھے گویا دن عید اور رات شب برات تھی اور کل دفاتر سرکار عالیمین دو روز تعطیل رہی۔

اور مولانا افضل العلما مولوی محمد زمان خان صاحب ایکہزار روپیہ ماہانہ پر اور اونکی تحت مین مولوی حافظ حاجی محمد انوار اللہ صاحب اور مولوی محمد مصیح الدین صاحب اور نواب آغا مرزا سرور جنگ بہادر و حافظ انوار الدین خان بہادر محبوب نواز جنگ و محمد مظفر الدین خان بہادر خوشنویس اور مرزا نصر اللہ خان بہادر دولت یار جنگ اصفہانی۔ اور تحصیل علم انگریزی کے لئے بھی کلارک صاحب بہادر اور

کرون صاحب بہادر و ہاڈسن صاحب اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کے تعلیم کے لئے مامور ہوے ۔

اعلیحضرت کے مصاحبوں کا حال ۔

اور سب سے پہلے مصاحبت مین امراء عظام سے نواب محتشم الدولہ بہادر ۔ اور نواب عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر محمد مظہر الدینخان بہادر بشیر الدولہ اور نواب امیر کبیر شمس الامرا سرخورشید جاہ بہادر اور نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا بہادر اور نواب ظفر جنگ بہادر وغیرہ ۔

اور مقربان بارگاہی و اتالیقی کے لئے نواب معزز یار جنگ و نواب فیروز یار جنگ اور نواب فرخندہ یار جنگ بہادر اور نواب اقبال یار جنگ اور نواب شہسوار جنگ اور نواب صدر الدینخان شرف یاب جنگ بہادر اور نواب مستحکم جنگ محبوب یار الدولہ اور نواب اکرام جنگ بہادر ۔ اور نواب مرزا محمد علیبیگ خان بہادر افسر جنگ افسر الدولہ اور نواب محبوب یار جنگ ناظم الدولہ وغیرہ

مختار الملک کا پہلا دورہ

اور نواب مختار الملک کا پہلا دورہ ۱۲۸۷ھ مین معہ رزیڈنٹ صاحب بہادر اورنگ آباد کیطرف ہوا اور بعد معائنہ ملک بندر بمبئی تک گئے اور وہان پر گورنر بمبئی کے مہمان رہے اور پھر اورنگ آباد آکر کان گانو کی طرف گئے اور وہان پر لارڈ میو صاحب بہادر گورنر جنرل سے ملاقات کی اور پھر کچھہ روز بعد کلکتہ جاکر ویسراے بہادر کے مہمان رہے اسی سال حسن آباد گلبرگہ شریف سے حیدر آباد تک ریل کی بنیاد شروع ہوئی اور اسی سال مین نواب مختار الملک وزیر اعظم سرکار دولت آصفیہ مدار المہام اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ و دولتہ کو حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند سے (نائٹ گرانٹ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) کا تمغہ ملا ۔

پہر سنہ ۱۲۹۲ھ مین نواب مختار الملک بجانب اعلیحضرت بادشاہی لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر گورنر جنرل ہند کے دربار مین شریک ہونیکے لیے بمبئی گئے اور اسی سال شہزادہ جارج رونق افروز ہندوستان ہوئے -

جلوسی سواری اعلیحضرت اقدس اعلیٰ کا حال

اور سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین اعلیحضرت کی سواری جلوسی بڑی شان وتجمل شاہانہ سے خاص محل مبارک سے آصف نگر کے باغ مین رونق افروز ہوئی - چنانچہ سب سے پہلے ایک نشان ہاتی پر علم اژدہا پیکر - پیچھے اسکے ہاتیون پر ہندوستانی ماہی مراتب اپنی ولایت کے طوغ وعلم - برنجی اور فولادی نقارے اور دمامے اور شادیانے بجتے ہوئے بعد ان کے اور ہاتی ہودج سے سجے ہوئے سونڈون مین فولادی زنجیرین لیے گلے مین ہیکلین پیشانیان شام وشفق کیطرح رنگین - اوپر سنہری رُپہلی ڈہالین - زربفت کی جھولین پاؤن تک لٹکتی کسی پر ہودج کسی پر عماری - ریشمی اور کلابتونی رسون سے کسی گردنون پر مہاوت لباس زربفتی سے ملبوس کمر مین کٹار ایک ہاتھ مین گجباگ دوسرے مین انکس جہومتے جہامتے چلے جاتے - انکے آگے پیچھے چرکٹے سانٹہے مار جہانجے بردار برچھیت باندار قفیلے سلگائے بہاگے جاتے تہے -

پہر سوارون کے پرے - سر سے پاؤن تک لوہے مین ڈوبے بہادر نوجوان ترک بچے - افغان - حبشی - راٹہور - دو دو تلوارین حمائل کئے ہوئے - بعضون کے فولادی خود سرون پر دہرے - کمر مین قرولی اور کٹار - پشت پر گینڈے کی ڈہال - چار آئینہ کہنیون تک دستانے چڑہے ہاتھون مین برچہا لگا ہون سے خون ٹپکتا موچہون کو تاؤ دیتے گہوڑے اڑاتے چلے جاتے تہے -

پہر سانڈہنیان خوش رفتار - اونپر شتر سوار زرد وردیان پہنے ہوئے ہتیار لگائے دہارین

اوٹھاے ہوئے اون کے بعد ارکان دولت کی ہمراہی پیادون کے غول اور سوارون کے رسالے رنگارنگ کے نشان جدا جدا پھریرے اُڑاتے چلے جاتے تھے۔

پھر شجاعان عرب کی جمعیت کا جگمگھٹا اور اون کے غول ضامنی کستے ہوئے اُچھلتے کودتے نقیلے بندوقون کے سنگے ہوئے کمرین بکتین و جنبیہ لگائے ہوئے گذر گئے تو سواری کے خاص خاصے نظر آئے۔ عربی۔ ترکی۔ عراقی۔ یمنی۔ کاٹھیاواڑ کے دکنی چاندی سونے کے بھاری بھاری ساز۔ کسی پر جڑاو زین دھرا۔ کسی پر چارجامہ کسا قجریان۔ اور پاکھرین پٹھون پر پڑین۔ جنین تاقم دمور کی جھالر کلابتون کے پھندنے گلے مین سراگائے کی چوریان لٹکتی۔ سر پر کلگیان طلائی اور نقرئی۔ ریشمی باگ ڈورین سائیسون کے ہاتھ مین کاؤل کرتے ہوئے معہ محمد میو خان بہادر شہسوار کے جاتے تھے۔ ان کے بعد عربی۔ رومی۔ تاتاری۔ فرنگی۔ ہندی۔ باجے نقیبون اور چوبدارون کے آوازے دمامے کے چوٹ کے ساتھ وہ سماں بندھا ہوا تھا کہ بزدلون کے دلون مین لہو جوش مارتا تھا اون کے بعد خاص بردارون کا غول سرون پر کشمیری شالین بندھی کمخواب کے انگرکھے زربفتی نیم آستین پہنے اصفہانی تلوارین مرصع قبضے ہاتھ مین سنہری رپہلی میان کمر مین اور قدرتی باران نزول رحمت کی وجہ چھڑکاؤ سے سرزمین تر و تازہ تھی۔ پھر خدامان اور خواجہ سرا انگیٹھیان اور عود سوز لیے خوشبوئیون سے دماغ معطر کرتے چلے گئے پھر ارکان دربار شاہی کے جگمگھٹ بیچون بیچ مین عماری سواری اعلیحضرت کی روپیہ اشرفیان غربا کو خیرات دیتے ہوئے زرد عماری مین بڑی تزک و طمطراق شاہی کے ساتھ رونق افروز ہوئے جس وقت سواری مبارک گوشہ محل کے قریب آئی تمامی فوجین باقاعدہ سلامی کے لیے دورویہ استادہ تھین میر عسکر سلطانی نے آئین فوجی کے ساتھ سلامی ادا کی اکیس ۲۱ ضرب

و بجانۂ شاہی سے سلامی کے سر ہوئین اوس روز جو لوگ بہ تمنائے لقائے مبارک بیٹھے تھے اونکی کثرت اور اونکی تعداد بیان سے باہر ہو مگر سب کے دلون سے ازدیاد عمر و دولت و اقبال کی دُعائین تھین - پھر بعد زیارت درگاہ حضرت شاہ شرف الدین و شاہ یوسف الدین قدس اللہ سرہم کے مراجعت فرمائے بلدہ ہوے -

اور ۱۳۰۶ء مین بجناب اعلیحضرت نواب مختار الملک مدار المہام سرکار عالی استقبال شاہزادۂ پرنس آف ویلز بہادر کے لیے بمبئی گئے شاہزادہ ممدوح الصدر نے بہت سے تحفہ و تحائف اعلیحضرت کے لیے بھیجے اور بجناب اعلیحضرت کئی لاکھ روپیہ کے تحائف شاہزادہ بہادر کو دیے گئے - اسی سال ۷ ذیقعدہ مین بتقریب دربار شاہزادہ کلکتہ تک مدار المہام سرکار عالی کو جانا پڑا -

شہادت افضل العلما مولوی محمد زمانخان مرحوم کا حال -

اور اسی سال کے اخیر خاص دار السلطنت حیدرآباد مین ایک بہت بڑا واقعہ شہادت افضل العلما مولوی محمد زمانخان صاحب کا ظہور مین آیا -

خلاصہ اس واقعہ کا یہ ہو کہ مولوی صاحب نے حسب خواہش و درخواست عالم میان مہدوی پیرزادے کے کتاب ہدیہ مہدویہ لاجواب مذہب مہدویہ مین تصنیف فرمائی تھی اسپر مہدوی زادے سب مولوی صاحب کے دُشمن جانی ہوگئے اور تاکو جو تھے -

اور مولوی صاحب نے بھی تین مرتبہ خواب مین بشارت شہادت پائی - اول شب عید الفطر کو عالم خواب مین ایک مکان عالیشان کے در پر آپ پہونچے اور معلوم ہوا کہ یہ مکان اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ہے اور اہل بیت رضی پر پارچہ و ملبوس کی تکلیف ہو مولوی صاحب نے فوراً بازار جاکر دس روپیہ کا پارچہ لاکر مکان کے اندر روانہ کیا پارچہ مذکور پسند جناب

اہلبیت رضہ ہوا مولوی صاحب کو خیال ہوا کہ شاید انگریزی کپڑے ہونیکی وجہ سے نا پسند ہوا بجز داوس کے ایک پارچہ سرخ رنگ جناب اہل بیت رضہ سے مولوی صاحب کو عطا ہوا مولوی صاحب نے بسر وچشم بوسہ دیکر سر پر رکھ لیا اور بیدار ہوئے اوسی روز سے آپنے خواب وخور کم کر کے تنہائی اختیار کی اور اکثر اشخاص سے فرمایا کرتے تھے کہ ایہ موجب شہادت ہی ہین معلوم کون مجھکو جام شہادت پلائیگا ۔

اِس کے چند روز بعد **دوسرا** خواب دیکھا کہ جناب سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مولوی صاحب کو یاد فرمایا مولوی صاحب بسر وچشم در اطہر پر حاضر ہوئے دربانون نے اندر جانے سے منع کیا کہ یہ جائے شہدا رکی ہے اندر سے آواز آئی کہ آنے دو یہ بھی شہید ہے آپنے اندر جاکر دیکھا کہ جناب شہید کربلا کے دست پاک مین تھوڑا سا شربت ہے فرماتے ہین کہ یہ شربت کسکو دیوین پھر مولوی صاحب کو پلا دیا اور مولوی صاحب بیدار ہو گئے ۔

اور بعد اس کے **تیسرا** خواب یہ نظر آیا کہ مجلس اور جناب ختم المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین مین آپ حاضر ہوئے ارشاد ہوا کہ سب لوگ کنارے ہو جاؤ محمد زمان آتا ہے لوگ سب کنارے ہو گئے جب مولوی صاحب روبرو سلطان الانبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بیٹھے جناب سردار عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لبستہ پارچہ کا کھولکر رنگین کپڑے ہر قسم کے جدا کئے اور ایک پارچہ سرخ رنگ کے مولوی صاحب کو مرحمت فرمایا آپنے بصد تعظیم وتکریم اوسکو لیکر تمام جسم پر ملا اور سر پر رکھ لیا کہ بیدار ہو گئے ۔

الغرض چھٹی ذیحجہ ۱۲۹۲ھ بروز سہ شنبہ شام کو جناب مولوی صاحب حسب معمول اپنے دو خدمتگارون کے مسجد مین تشریف لائے اور بعد نماز مغرب دوزانو بیٹھکر تلاوت قرآن مین مصروف ہوئے اور خدمتگار بھی رفع حاجت کیلئے باہر گیا بیرحم سید محمد مہدی نے آدہ

موقع پاکر مسجد مین آیا اور ستون کی آڑ مین جاکر پس پشت مولوی صاحب کے ایک ضرب کٹار
ایسا مارا کہ سینہ بے کینہ کے پار ہوگیا اور بار ثانی اور ایک کٹار سر پر اور دو شہرگ پر ماری
مولانا ممدوح نے کلام اقدس پر سر رکھکر شربت شہادت نوش فرمایا خون شہید سے آیۂ فَانظُرْ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ رنگین ہوگئی اور روح پاک مولوی صاحب کی
اوسیوقت راہی خلد برین ہوئی اور قاتل اوسیوقت بدست اہلکاران کوتوالی گرفتار ہوگیا
اور اہل اسلام اس حادثہ سے آگاہ ہوکر لاش مبارک مکان پر لائے اور بروز چہار شنبہ
نماز جنازہ مکہ مسجد مین ہوئی بیس ہزار نمازیون کا ہجوم ہوا اوس پر بھی ہزارون کو نماز نملی
تب تادفن چودہ جماعتین نماز کی ہوکر اپنے مدرسہ محبوبیہ کے صحن مین دفن ہوئے
اعلیحضرت تاجدار دکن کو اس حادثہ جانگزا سے سخت صدمہ ہوا اور تمامی اہل اسلام نے
فرقۂ مہدویہ کا قلع قمع کرنا چاہا چونکہ یہ قوم اکثر مقام چنچل گوڑہ اور بیگم بازار مین بیرون
شہر کے رہتی ہے بلوۂ عام کا طور تھا اسکے فرو کرنے مین محمد رستم علیخان صاحب ناظر صدر
مہتمم کوتوالی بیرون بلدہ نے بہت ہی کچھ تدبیر کے ساتھ عالم میان دنا میان دکھنی صاحب
میان وغیرہ پیرزادگان مہدویان بانی فساد کو ساتھ ہی نظر بند کر رکھا۔

اور بروز زیارت مولوی صاحب شہید کے چونکہ عرفہ تھا اور اوس روز حسب عادت بیرقین
بھی اوٹھائی گئی تھین اوسروز بھی ایک ہنگامۂ عظیم کا طور تھا اور میر سبحان خانصاحب
مہتمم پولیس بھی اس کے بندوبست مین شریک تھے نگران کے ہمراہی سکھون نے بیگناہ بہادر
افضل بیگ عرف ڈھینگ فرزند اول فرید بیگ کو جو بیرقین پہونچا کر آرہے تھے ناحق ضرب بندوق سے
صرف گمان بلوائیون کے قریب مسجد مردہ منور کے شہید کر ڈالا۔

الغرض اس واقعہ کی وجہ سے شہر مین بڑا جوش و خروش تہا قریب تھا کہ ہنگامۂ عظیم ہوکر

ہزاروں کا کشت و خون ہو جائے مگر اس اثنا مین نواب مختار الملک شملہ سے حیدر آباد واپس تشریف لائے اور دریافت مقدمہ کے لیے ایک خاص مجلس علما دیوانخانہ شریعت پناہ دار السلطنت محمد میر دلاور علی صاحب شریعت پناہ مین منعقد ہوئی جسمین مولوی نیاز محمد صاحب اور مولوی علی عباس صاحب و مولوی محمد حسن صاحب اور مولوی محمد نور الحسین صاحب اور مولوی محمد اکبر علی صاحب اور مولوی محمود ابو الفضل شریک تھے۔ القصہ بعد ختم دریافت اور تجویز فتوی کے سید محمد قاتل قصاصاً قتل کیا گیا اور عالم میان و معنا میان ماوام الحیات قلعہ جگتیال مین قید کر دیگئے اور بھنے صاحب میان کو ہزار ڈیڑہ سال اور باوا صاحب میان ایکسال باسشقت و زنجیر کی سزا بھگت کر خارج البلد ہوے اور سید نصرت و سید زین العابدین و سید لناخی میان عالیہم معہ اور دو سو چھیالیس ۲۴۶ پیرزادگان مہدوی زادگان کا اخراج کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ کوئی اخراجی پہر آنے نپاوے۔ اور اسی سال مولوی سید ابراہیم صاحب حکیم دولت آصفیہ کا انتقال ہوا ع حکیم حاذق از دنیا شد اے وائے۔

اور اسی سال لارڈ ناتھ برک کی جگہ پر لارڈ لٹن گورنر جنرل ہند مقرر ہو کر آئے۔ ۱۲۹۲

مختار الملک کے سفر لندن کا حال

چنانچہ بجانب سرکار نظام نواب مختار الملک، ربیع الاول ۱۲۹۳ باراوۂ سفر لندن جہت ملاقات ملکہ وکٹوریہ قیصر ہند استقبالاً تا بہ بندر بمبئی گئے اور وہان سے اوس کے دوسرے ہی روز بسواری جہاز لندن روانہ ہوئے پچیس ۲۵ روز کے بعد ملک اطالیہ مین جا پہونچے اور شہنشاہ اٹلی و پوپ صاحب سے ملاقات ہوئی اور شاہزادہ ہمبرٹ سے بہی ملاقات ہوئی فی الحال یہی شاہزادہ سلطنت اطالیہ کا شہنشاہ کہلاتا ہے پہر وہان سے چلکر چار روز بعد پیرس دار السلطنت فرانس مین پہونچے۔

اور اسی روز شام کے وقت مختار الملک بہادر کا پاؤن ایک ہوٹل کی سیڑھی پر سے پھسل گیا

اور ران کی ہڈی ٹوٹ گئی کم سے کم بیس روز پیرس مین مقیم رہے پہر بسواری جہاز لندن کیطرف روانہ ہوئے اور ہتوڑے ہی عرصہ مین لندن جا پہونچے اور بیس روز بعد شاہزادہ پرنس آف ویلز بہادر نے دعوت کی جسمین اور بڑے بڑے جلیل القدر لندن کے باشندے شریک تھے اس کے دوسرے روز اکسفورڈ یونیورسٹی سے - ڈی - سی - ایل کا اعزازی خطاب نواب مختار الملک کو ملا - اور اس کے بارہ روز بعد نواب صاحب نے بذریعہ لارڈ سالسبری حضور ملکۂ معظمہ قیصر ہند سے ملاقات کر کے نذر پیش کی اور اسی شب دسترخوان ملکۂ معظمہ قیصر ہند پر دعوتی کہانا کہایا - اس کے تیسرے روز مارکوئیس آف سالسبری کے یہان دعوت ہوئی اور اس کے دوسرے روز منجانب نواب مختار الملک بہادر پرنس آف ویلز بہادر کی دعوت کیگئی - پہر اسکاٹ لینڈ گئے اور پندرہ روز بعد واپس آکر لارڈ نارتھ بروک کے یہان دعوت کہائی الغرض دو مہینے لندن مین رہے پہر پیرس آکر دو روز قیام کیا اور وہان سے بسواری جہاز چند روز بعد برنڈزی مین پہونچے اور وہان سے سولہ روز بعد بمبئی آئے اور دوسرے روز دار السلطنت حیدرآباد مین آ گئے -

اسی سال چوک چارمینار و گلزار حوض کی ترمیم ہوئی اور اکثر مکانات روبرو چار کمان چارمینار و بازارات شہر کے بہت عمدہ خوش وضع بنوائے گئے اور کشادگی سڑکون کے لیے بہی حکم ہوا

دو سالہ قحط سالی اور اوسکے انتظام کا حال اور بارش نہونے کی وجہ سے ۱۵ رمضان ۱۲۹۳ھ سے گرانی شروع ہوئی رفتہ رفتہ روپیہ کو پانچ سیر چاول پر نوبت پہونچی وہ بہی بدقت تمام اسیطرح دو برس تک یہ آفت آسمانی رہی - اس زمانۂ قحط سالی مین اسقدر بندوبست چستی کے ساتھ کیا گیا اور اتنی بڑی رقم صرف ہوئی کہ دار السلطنت حیدرآباد مین اموات کی تعداد بمبئی اور مدراس کے متصل اضلاع کے مردونکی تعداد سے بہت کم ہوئی اگرچہ تکلیف کی سختی بہت ہی تھی

لیکن اوس کے دور اور کم کرنیکی کوشش مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا گیا۔ شروع سال قحط ہی سے ملک کی حالت کیطرف توجہ کیگئی اور ایک باقاعدہ طرز کارروائی کا اختیار کیا گیا۔ چنانچہ مختلف اقسام کے کارہاے امدادی اور ذرائع پرورشی اور بنی نوع انسان کے جان کی حفاظت جو ناموری اور قابل تعریف دار السلطنت خیال کیجاتی ہے اس کے جاری کرنیکی تجویز پیش ہوئی چنانچہ سرکار دولت آصفیہ سے ایک خاص مجلس انتظام قحط کی قائم ہوئی اور اسپشل کمشنر اضلاع قحط زدہ کو روانہ کیے گئے جبکہ گورنمنٹ آف انڈیا کیطرف سے فیمن ڈیلیگیٹ سر جرڈ ٹمپل ۱۱۔ جنوری ۱۸۷۷ء کو دار السلطنت حیدرآباد آئے ہوئے تھے اونہون نے ان تجاویز کو جو عمل مین لائی گئی تھین کافی خیال کیا اور یہ رپورٹ کی کہ انتظامات جو آینوالی مصیبت کو دور کرنیکے لیے کیٔ گئے ہین اوس کے نسبت سرکار دولت نظام کی عاقلانہ دور اندیشی قابل تعریف ہے۔

اضلاع ممالک محروسہ سرکار دولت آصفیہ نظام مین جسقدر اندیشہ شروع مین تھا اوس کے مقابلہ مین مصیبت کم ہوگی اور توقع کیجاتی ہے کہ ان تجاویز کی وجہ سے سرحدی اضلاع سرکار عظمت مدار مین بھی قحط سالی کی مصیبت کا دباؤ اور زور زیادہ ہونے پاویگا۔

المختصر قحط کا خرچ کارہائے امدادی مین آٹھ لاکھ اڑتیس ہزار اکیو بائیس اور محتاج خانون کے متعلق دو لاکھ چوالیس ہزار چھ سو اڑتالیس اور معافی جمع کے بابتہ بتیس لاکھ انسٹھ ہزار اکیو اُنہتر جملہ ترتالیس لاکھ اکتالیس ہزار چھ سو اڑتیس کا خرچ اس قحط مین ہُوا۔

اور ۱۲۹۳ھ سنہ ۶ شوال بروز سہ شنبہ بارہ بجے رات مین زمین کو زلزلہ ہوا اور اسی سال ۱۹ ذیقعدہ کو اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت ظل سبحانی تاجدار ملک دکن حضور پرنور بندگانعالی متعالی نواب میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ بتقریب جشن دربار و خطاب

قیصر ہند کوئن وکٹوریہ ملکہ معظمہ نہضت فرماے دہلی ہوئے ہمرکاب اعلیحضرت مختار الملک وزیراعظم اور امرار دولت تھے الغرض ۴ر ذیحجہ سنہ ۹۳ھ مین سواری حضور پُرنور اعلیحضرت کی دہلی مین پہوپنچتے ہی توپخانۂ شاہی سے سلامی سر ہُوئی -

اور اوس کے دوسرے ہی روز گورنر جنرل بہادر کشور ہند بہی آئے جنکے ہمراہ دس ہزار سپاہ کے قریب تھے ۸ ذیحجہ کو حضور پُرنور بندگان عالی اعلیحضرت معہ مختار الملک بہادر و اُمرا دولت سرکار نظام بغرض ملاقات گورنر جنرل بہادر کے یہان رونق افروز ہوتے ہی ۲۱ ضرب توپخانۂ شاہی سے اعلیحضرت کی سلامی ہُوئی اعلیحضرت نے ایک گھوڑا مع ساز و سامان تحفہ دیا - پھر ۱۳ ماہ مذکور کو نواب گورنر جنرل بہادر ویسراے کشور ہند بغرض ملاقات بازدید اعلیحضرت کے قیام گاہ پر آئے اور توپخانۂ شاہی سے سلامی سر کی گئی -

اس کے بعد ۱۴ ذیحجہ کو راجہ بنارس - راجہ ریوان و راجہ جے پور - و راجہ ہلکر والی اندور شرف اندوز ملاقات اعلیحضرت کے ہوئے - اور پندرھوین ذیحجہ کو دربار قیصری منعقد ہُوا تمامی راجے مہاراجے و روساے ہند زینت دہ دربار قیصریہ تھے - اعلیحضرت کی کرسی گورنری کے محاذی تھی اور حضور پُرنور کے یمین و یسار اُمراے دولت سرکار نظام بعد اِن کے تمامی نوابان و راجگان و روساے ہندوستان تھے کم سے کم اس جلسہ مین تین لاکھ آدمیون کا مجمع تھا - غرضکہ اسپیچ پڑھی گئی جسکا ماحصل یہ تھا کہ حضور ملکہ معظمہ نے قیصر ہند کا خطاب قبول فرمایا اور بعد ختم کلام کے توپخانۂ شاہی سے سلامی سر ہُوئی اور جلسہ برخاست ہو گیا -

اور ۱۹ ذیحجہ کو بیگم صاحبہ والی ریاست بہوپال نے اعلیحضرت سے ملاقات فرمائی - اور جس روز دہلی مین دربار منعقد ہُوا تھا اوسی شب کو کوٹھی رزیڈنسی دارالسلطنت حیدرآباد مین بہی جابجا روشنی لگی گئی اور تمامی دفترون مین بھی پانچ روز کی تعطیل رہی -

المختصر ۲۲ ذیحجہ کو اعلحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ مراجعت فرمائے دار السلطنت حیدرآباد ہوئے اور ۲۷ ذیحجہ کو داخل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوگئے اوس روز تمامی رعایا برِ ملک نے خوشی ظاہر کی اور تمامی شہر مین روشنی کیگئی۔

ملک برار کی واپسی کا تذکرہ اور لارڈ لٹن کی ناراضی

اور انہین دنون مین نواب مختار الملک بہادر وزیر دولت سرکار نظام نے حسب اجازت صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ ہندوستان کے واگذاشت ملک امانی برار کی نسبت قبل از انعقاد دربار قیصر ہند کے بذریعہ صاحب رزیڈنٹ بہادر دار السلطنۃ حیدرآباد دکن دفتر گورنر جنرل بہادر کشور ہند پر تحریک کیگئی ہتی چنانچہ اسکی نسبت لارڈ لٹن صاحب بہادر سے اسی بنا پر دربار دہلی مین نواب گورنر جنرل بہادر نے نواب سر سالار جنگ مختار الملک بہادر وزیر سرکار دولت نظام سے اپنی رضامندی ظاہر نکی بلکہ گورنر جنرل بہادر کو ناگوار گذرا اور نواب مختار الملک کو بہی اس سے سخت رنج ہوا چنانچہ جب تک لارڈ لٹن گورنر جنرل بہادر خدمت گورنری پر رہے نواب ممدوح الصدر اور رزیڈنٹ صاحب بہادر کے درمیانی تعلقات خراب ہی رہے مگر احکم الحاکمین نے بہت جلد اپنا کرم کیا کہ ۱۲۹۸ھ کے شروع ہی مین سر اسٹورٹ بیلی صاحب رزیڈنٹ دار السلطنت حیدرآباد مقرر ہوگئے اور ادہر ایک رحمدل سردار مارکوئس آف رپن وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند نے گورنری کا جایزہ لیا اور فوراً وہ بدترین پالسی دور ہوگئی۔ یہ مبارک زمانہ لارڈ رپن بہادر کا اقلیم ہندوستان کے لیے گذرا۔ چنانچہ اوسی زمانہ مین گورنمنٹ ہند کیطرف سے نواب مختار الملک بہادر کے نام مراسلہ پہونچا جسمین گورنمنٹ ہند نے اپنی بے انتہا عنایت و اعتبار اور وفاداری و دیانت داری ظاہر کی چنانچہ اس کے پہونچنے سے نواب مختار الملک بہادر نے مسرت فرمائی۔

مگر ملک امانی برار کی واپسی کے واسطے سرکار ملکہ معظمہ قیصر ہند کے فیضانہ دربار سے کیا تجویز درپیش ہے

اسکا حال نہین کہلا۔

تقرر سررشتہ دار انفصالی

۱۲۹۴ھ مین بنظر امن و آسایش خلق اللہ کے لیے معمولی کاغذ مہمو معاملہ خفیفہ کی دریافت کے لیے ہر ہر محلہ مین سررشتہ دار انفصالی قرار پایا اور اوس کے لیے ایک جداگانہ دستور العمل ۱۲۹۵ھ ف مین مرتب ہوا مگر اس کے تھوڑے ہی زمانہ بعد سررشتہ دار انفصال برخاست ہو گئے۔

اور ۱۲۹۸ھ مین جنوبی اضلاع پر قحط سالی کی مصیبت آئی تھی مگر سرکار دولت آصفیہ کی طرف سے بڑی تیزی سے انتظام ہوا اور بنی نوع انسان کی حفاظت مین کوشش ہوئی

حضرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کا دورہ اور ملاحظہ ملک کا حال

اور پندرہوین سال جلوسی مین اعلیحضرت اقدس و اعلے نے بذات خاص امورات سلطنت کیطرف توجہ فرمائی باوجود کم سنی کے خود ذہن عالی کی صفائی اور عقل خداداد کی رسائی سے معاملات سیاست و ملکداری کے رموز کی جانچ ہونے لگی چنانچہ آغاز ۱۳۰۰ھ مین ملاحظہ ملک و دریافت حالات کے لیے دو صوبون کا دورہ فرمایا پہلے ۲۶ صفر کو سواری مبارک حسن آباد گلبرگہ شریف مین پہونچی اور ۲۷ کو قلعہ کے ملاحظہ کے بعد بندوبست کا کام ملاحظہ فرمایا جسکی تفصیلی کارروائی مولوی سید مہدی علیخان محسن الملک بہادر معتمد مدار المہام سرکار عالی نے عرض کئے اور آلات اور اونکے طریقہ عمل و بندوبست کے تاریخی حالات کو دلچسپی سے بیان کیا اور مختلف قسم کے نقشہ جات مرتبہ سررشتہ بندوبست ملاحظہ اعلیحضرت اقدس و اعلے سے بھی گذرے اور شام کو زیارت حضرت خواجہ سید محمد گیسوہ دراز سے مشرف ہو کر وہان سے مراجعت فرما کر بسواری فیل خاصہ جلوسی شہر اور محبوب گلشن کی روشنی اور آتشبازی کا ملاحظہ ہوا اور ۲۸ کو بسواری اسپ صبح کے وقت بہومگہ کے تالاب کو ملاحظہ فرمایا یہ تالاب قیام گاہ

اعلیحضرت اقدس واعلیٰ سے سات میل کے فاصلہ پر ہی پیرو ہان سے مراجعت فرما کر گلبرگہ شریف
کے صدر محبس کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹ کو تعلقدار ضلع و عدالت ضلع کے دفتر اور خزانہ ضلع اور
وہانکی پہرہ بندی و خزانہ کے طریق حفاظت کا ملاحظہ فرماتے ہوئے نواب یار جنگ اکرام الخاقان
صدر تعلقدار کے دفتر اور اسکے بعد صدر عدالت سمت کے دفتر کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹۔ کو آخری چہارشنبہ
کا دن تھا لہذا محبوب گلشن کو اپنی رونق افروزی سے زینت دی اور چڑیا خانہ و مکان کلب
کا ملاحظہ ہوا اعلیحضرت کے شہر حسن آباد گلبرگہ شریف مین خیر مقدم مین کئی ایک اشعار نصب تھے
از انجملہ ایک قطعہ ہدیہ ناظرین ہے۔

شہ جمشید میر محبوب علیخان	چو آمد سوئے گلبرگہ بصد جاہ
شنیدم منتظم سالش ز ہاتف	ندا میکرد خیر مقدم شاہ ۱۳۰۰

المختصر بعد ملاحظہ گلبرگہ شریف کے بجانب صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد نہضت فرما ہوئے
اور وہان پر رونق افروز ہو کر بعد ملاحظہ ملک اور شرف اندوز زیارت بزرگان دین کے
مع الخیر معہ خدم و حشم مراجعت فرمائے دار السلطنت فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوئے۔

وفات حضرت آیات مختار الملک بہادر
وذکر مدار المہامی مفوضانہ پیشکار بہادر

اسی سال ڈیوک آف سیکلرک داخل حیدرآباد ہوا
اور نواب مختار الملک بہادر نے اونکی دعوت کا اہتمام
کیا ایک روز تالاب میر عالم پر دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا کہ دفعتًا اوسی شب آدھی رات کو
مختار الملک کی طبیعت بگڑ گئی اور مبتلا ہیضہ ہو کر ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ھ بروز پنجشنبہ ساڑھے
سات بجے شام کو ۵۶ برس کی عمر مین آخر وزارت کے جاہ و جلال کو چھوڑ کر عالم آخرت کا
رستہ لیا اور بروز جمعہ دس بجے میر کے دایرہ مین مدفون ہوئے اور اون کے وفات کے بعد
راجایان مہاراجہ راجہ نرندر پرشاد پیشکار نے خدمت مدار المہامی کو مفوضانہ انجام دیا۔

عظیم الشان نمایشگاہ کلکتہ مین اعلیحضرت بندگانعالی کا بنفس نفیس شریک ہونا

۱۶ - صفر کو اعلیحضرت اقدس و اعلی عزیمت فرمائے کلکتہ ہوئے اور ہمرکاب سعادت انتساب مہاراجہ پیشکار بہادر اور نواب شمس الامرا و نواب وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر و نواب ظفر جنگ بہادر و نواب میر لائق علیخان شجاع الدولہ و نواب میر سعادت علیخان منیر الملک و نواب میر سرفراز حسین خان بہادر فخر الملک و نواب اکرام جنگ بہادر و نواب قدیر جنگ بہادر معتمد فوج و نواب آغا مرزا سرور جنگ بہادر و نواب مرزا محمد علی بیگ خان بہادر افسر جنگ و راجہ مرلی منوہر بہادر و راجہ گردہاری پرشاد بہادر و نواب میر حشمت علی صاحبزادہ و نواب میر منور علی صاحبزادہ و محمد وزیر علی صاحب و ڈاکٹر صفدر علی و سی کلارک صاحب بہادر و دلکش صاحب بہادر معتمد صیغہ تعمیرات عامہ و ڈاکٹر لیس صاحب بہادر وغیرہ غرضکہ آگے پیچھے قبل ارتحال عساکر ظفر پیکر معہ خدم و حشم سواری مبارک باعظمت و شان و شوکت و جاہ جلال سے روانہ ہوئی اور دار السلطنت کلکتہ رونق افروز ہوتے ہی توپخانہ شاہی سے ۲۱ ضرب توپونکی سلامی ہوئی۔

لارڈ رپن گورنر جنرل کشور ہند بہی اعزاز و اکرام سے پیش آئے اور ملاقات کی - اور بعد ختم کلام امورات ریاست کے اعلیحضرت اقدس و اعلی کی طبیعت مبارک کو معاملات ریاست کے ساتھہ خاص قسم کی دلچسپی اور توجہ دیکہکر کہا کہ اب آپ بالا ستقلال حکمرانی کے لائق ہین اللہ مبارک کرے اور آخر ربیع الثانی مین جلسہ تخت نشینی مرتب ہوا اسپر اعلیحضرت نے گورنر جنرل بہادر کو دار السلطنت حیدرآباد مین شرکت جلسہ تخت نشینی کی دعوت دی جسے گورنر جنرل بہادر نے بطیب خاطر قبول فرمایا اور دربار برخاست ہوا۔

اور بعد اس کے ۲۹ - صفر سنہ صدر کو محمد رحیم الدین اور نصیر الدین حیدر از خاندان میسوریہ اور جہانقدر مرزا محمد واحد علی (از خاندان اودہ) و نواب عبد اللطیف خان بہادر سی آئی ای

نائبان صدر کمیٹی انتظامی ہمہ ایک جماعت کثیر اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ ایوان دربار اعلیحضرت اقدس اعلی مین بوساطت ڈابس صاحب بہادر باریاب ہوکر تہنیت نامہ پڑھا گیا جسکا خلاصہ مضمون یہی تھا کہ ہم عقیدت قرین اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ ان صوبون کے اہالی اسلام کی جماعت کی طرف سے کہ جسکی نیابت میابی امور مفید عام مین عام موقعون پر ہم سالہا سال سے کرتے آئے ہین کہ اس تہنیت نامہ عجز ختامہ کے ساتھہ بتقریب رونق افروزی حضرت رفیع المنزلت ہمایونی اس شہر نزہت بہر مین کہ جو گورنمنٹ عالیہ بنگالہ کا مستقر الریاست اور مملکت قاہرہ ہندیہ کا دار السلطنت بھی ہے حاضر بارگاہ رفعت پایگاہ ہون۔

حضرت رفیع المنزلت ہمایونی چونکہ اقلیم ہندوستانی کے اعظم ترین ریاستہاے اسلامیہ کے مالک ہین لہذا ذات والاصفات ہمایونی لامحالہ سائر طبقات اہل اسلام سرزمین ہندوستان کی تعظیم و عقیدت کا مرجع ہے۔

وسعت اشاعت تعلیم و تعلم اور ازدیاد تسہیلات وسایل و ذرایع آمد و رفت و روابط مخلصانہ جو فیمابین دایار السلطنت پرشوکت حیدرآباد اور سلطنت ہندوستان کے کہ جسکے زیر فرمان معدلت توامان جم غفیر و معدلت کثیر اہل اسلام امنیت شاملہ و رفاہیت کاملہ کے ساتھہ بسر کرتے ہین قایم ہین یہہ ساری باتین ان کیفیات قلبیہ کے مزید جوش کا باعث ہین اور حضرت رفیع منزلت ہمایونی کی اس شہر نزہت بہر مین رونق افروز ہونے پر ہمارا دلی بہجت و شادمانی کا اظہار کرنا مجرد اپنے تمام ہم مذہب لوگون کے خیالات کو منصۂ اعلان پر جلوہ گر کرنا ہے۔

چونکہ اعلیحضرت رفیع منزلت ہمایونی اپنے خاندان رفیع المکان کے اول رکن رکین ہین کہ جنہون نے اس شہر لطافت ہنر کو تشریف قدوم ابہت لزوم سے مشرف فرمایا ہے لہذا رونق افروزی بندگان عالیمتعالی کی عظمت و خصوصیت کل رعایا ہندوستان کی نگاہون مین بہت بڑھی ہوئی ہے۔

اسکے سوا ہم اسباب کو اسوقت اعظم ترین اثار امید خیز خیال کرتے ہین کہ حضرت رفیع منزلت
ہمایونی نے اتنی زحمتین اس شہر مینو چہر مین رونق افروز ہونے مین اسلیے اختیار فرمائی ہین کہ اوس
دلکش اور دانش آموز نمایش کو ملاحظہ فرمائین گے جو ممالک غیر اور خود اس ملک کے باشندون کے
اہتمام سے زیر سایہ حمایت لفٹنٹ گورنر بہادر بنگالہ عالم ظہور مین آئے۔ ہم امید کرتے ہین کہ یہہ
رونق افروزی نہ صرف واسطے ذات اقدس واعلی بندگان عالی متعالی کے ذریعہ تفریح وازدیاد
معلومات ہوگی بلکہ یہہ ایسے نتائج بھی پیدا کریگی جو علی الدوام حق مین اس رعایا اور ریاست کے
فائدہ مند ہون گے جسکی عنان صلاح وفلاح خداوند برحق نے تفویض ید قدرت قاہرہ ہمایونی
فرما رکھی ہے۔ اور اعلیحضرت اقدس واعلی رفیع منزلت ہمایونی جو عنقریب عنان نظم ونسق ریاست
فرخ بنیاد حیدرآباد بدست خاص میمنت اختصاص لینے والے ہین ہم اس خیال مسرت
مالامال سے کمال شادان فرحان ہین اور ہم بسرگرمی تمام امید کرتے ہین کہ بعد جلوس میمنت
مانوس حضرت اقدس واعلی رفیع منزلت ہمایونی تخت حکومت پر اپنے اسلاف ذوی الاحتشام
اور آباد اجداد کرام کے انتظام ملکی ساتھہ اون ترقیات وعروجہائے روزافزون کے جو مبنی ہین
اجتماع معقول پر کل امور کے جو فنون حکمرانی مین ممالک شرق وغرب کے محمود ومسعود سمجھے جاتے
ہین جلوہ گاہ امنیت وراحت کا ایک دائمی مرفع بنا رہ کر ذریعہ افتخار ومباہات وابتہاج و
مسرت کافہ طبقات سلطین براعظم ہندوستان ہوگا۔

اخیر مین ہم بندگان اطاعت قرین عجز آگین درگاہ ایزدی مین بخضوع وخشوع تمام دست بدعا ہین کہ
حضرت ظل الٰہی رفیع منزلت ہمایونی کے وقت مراجعت مبارک بطرف وطن مالوف سائگاً وغائباً
سیاحت سراپا نزہت دعافیت شامل حال ہو اور خداوند کریم بندگان عالی متعالی کو عمر دراز عطا
فرمائے اور رعایائے مرفہ الحال وسعادت اشتمار پر تمام عدل وداد کمال کامیابی وفیروزمندی کے درگا

ظل گستر با لطف و مکرمت رکھے۔ آمین

اور ایک قصیدہ بھی منجانب مالک و مہتمم گلدستہ نتیجہ سخن وربن پریس کلکتہ کے گذرا جو ذیل مین ہدیہ ناظرین ہے۔

قصیدہ تہنیت رونق افروزی حضور پر نور بندگانعالی متعالی نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

جلوہ انگن یہان ہوا ہے کونسا عالیجناب	سرزمین اس شہر کی ہے چرخ چارم کا جواب
نقش پا کے نور سے پرنور ہے ہر ایک راہ	ہر جگہہ پر ہے قران آفتاب و ماہتاب
ہالہ خورشید کا انداز بھی کانٹی پہ ہے	بنگیا ہے ماہ نو خم ہوکے توسن کی رکاب
عکس عارض سے جہان کیا مطلع انوار ہے	ہے زمین پر چار جانب چاندنی کی آب تاب
قالب ہر ذرہ مین در آئی انجم کی چمک	آجکل اس شہر کا گویا ہے ایک عہد شباب
ہے عیان فیض قدم سے جسکے سامان عیش کا	اوسکی مدحت مین رقم کرتا ہون مطلع انتخاب

مطلع ثانی

کون ہے دنیا مین تجھسا ذی حشم گردون قباب	آسمان جاہ و مکنت کا تو ہی ہے آفتاب
میر محبوب علیخان والی ملک دکن	رستم دوران نظام الملک فرخندہ خطاب
غیظ سے پیشانی انور پہ گر آئے شکن	قالب رستم کو ہو کنج لحد مین اضطراب
بہتے دریا پر پہونچ جائے اگر دشمن ترا	موج جو پانی سے اوٹھے وہ بنے موج سراب
آستان پر تیرے جھکتے ہین جہان کے سب امیر	اب زمانے مین نہین تجھسا کوئی عالیجناب
سرکشان دہر تیرے رعب سے قالب تہی	ہے بھلا غیظ و غضب کی ترے کسکے دلکو تاب
تری ہیبت سے بوقت رزم ہو جاتے فرار	رستم و زال و پشن اسفندیار افراسیاب

تجھسا روشن دل زمانے مین کہان ہی دوسرا
صاف ظاہر تجھپہ ہے ہر ایک کا عیب و صواب

اسقدر نور و ضیا کیونکر اسے حاصل ہوئی
صفحۂ خورشید پر لکہا ہے کیا تیرا خطاب

طبع اقدس پر ترے انجام بینی ختم ہے
کام مین تیرے نہین ہی دخل تاخیر و شتاب

کہتے ہین دُر بار جسکو وہ ترا دربار ہے
ابر نیسان سے فزون ہے تیری بخشش کا سحاب

سو مین اک کیا لاکہہ مین بھی ایک لکہہ سکتا نہین
وصف تیرے فیض کا لکہون جو تا روز حساب

تیرے گلگون صبا رفتار کی لکہون جو مدح
صفحۂ کاغذ روان ہو جیسے گردون پر سحاب

کبک اور طاوس شرمندہ خرامِ ناز سے
تیز رفتاری سے اسکی قاف مین پنہان عقاب

تیری گاڑی کے لیے ہے اشہبِ خامہ کا قول
ہے زمانہ مین یہی تخت سکندر کا جواب

کوہ پیکر فیل ایسے ہین تری سرکار مین
چراخ نیلی کو ہمیشہ جسکی عظمت سے حجاب

وصف اب تیرے سراپا کا مجھے منظور ہے
صنعت بہزاد و مانی ہوگی مجھکو دستیاب

اے رب فرق ہمایون امیر لاجواب
دن کو صدقے آفتاب اور شبکو قربان ماہتاب

لکہنے کو تعریف گیسو کی مجھے منظور ہے
عنبر سارا کا خامہ اور مدادا مشک ناب

نکہتِ زلف سمن بو جسے پہیلی ہر طرف
رشک سے سنبل کو بھی گلزار مین ہے پیچ و تاب

کھل گئے چہرۂ گلرنگ کی تشبیہہ کے
مدح عارض لکہہ کے خامہ بنگیا شاخ گلاب

دونون رخسارونکی ضو سے روز روشن ہر ساگ
تیری بینی کا الف بے شبہہ تاج آفتاب

ہے دہن سے تیرے ہر غنچہ مین رنگِ تازگی
رشک دندان سے سدا گوہر عدن مین آب آب

لعل لب کے فیض سے لعل بدخشان مین چمک
اور ہے چاہ ذقن سے چاہ کنعان کو حجاب

دیکہکر شمع گلو پروانہ ہین سارے حسین
بزم ہستی مین اسی کا نور ہے بے انقلاب

یوسف مصری یہان اگر دکھائے اپنا منھ
سینۂ پر نور مین ہے آئینہ کی آب و تاب

پنجۂ قدرت نے بخشا بازوئے مین ایسا زور
تذکرہ رستم کی قوت کا ہو جسکے آگے خواب

زر فشان و در فشان از بسکہ ہے لیل و نہار
اہل حاجت ان سے رہتے ہین ہمیشہ کامیاب

بسکہ مردم کو ادب ہر کار ہے فرض مین
وہ بستہ مثل مژگان صف بصف شیخ و شباب

تیری بخشش سے سدا حاتم کی بخشش ہی خجل
رشحۂ دست کرم سے ابر نیسان آب آب

قدردان اہل ہنر کا تو ہی ہے آفاق مین
حاضر دربار عالی ہون نہ کیونکر شیخ و شاب

سیر گلشن کو اگر تشریف لیجائین حضور
مثل شبنم گل بھی ہو جائین حیا سے آب آب

دیکھکر ایوان عالیشان مین کہتا ہے ہلال
دیکھ لو برج قمر مین جلوہ گر ہے آفتاب

شرم سے بہزاد و مانی آج تک روپوش ہین
ہو گیا سکتا کھینچے ذرہ نہ تصویر جناب

جلوہ فرما رخش پر جب آپ ہون باعز و جاہ
پنجۂ خورشید سے پیر فلک تھامے رکاب

دست بوسی کی تمنا مین ہین دونون روز و شب
گنجفہ مین شب کو ہے مہتاب دن کو آفتاب

مطلع انوار ہے فیض قدم سے صحن باغ
نقش پا ہین یا کہ روشن ہین ہزارون آفتاب

اس قصیدے کو دعا پر ختم کرتا ہے وزیر
یا الٰہی فضل سے اپنے تو کرنا مستجاب

جاہ و دولت ہو زیادہ عمر و دولت ہو فزون
جب تلک روشن فلک پر ہین یہ ماہ آفتاب

حکم تیرا فیض تیرا خلق مین جاری رہے
جب تلک بحر روان مین ہے روانی بہر آب

شمع دولت بزم ہستی مین سدا روشن رہے
مثل پروانہ جلین سب حاسد خانہ خراب

غرضکہ اس تہنیت نامہ کے اختتام پر اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگون کے اڈریس دینے کا مین نہایت مشکور ہوا۔ چنانچہ اس ارشاد کے ساتھ ہی منجانب

بندگان عالی متعالی حضور پر نور خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کے نواب آغا مرزا سرور جنگ بہادر
نے کہا کہ بندگان عالی متعالی اعلیحضرت اقدس و اعلی ارشاد فرماتے ہین کہ مجکو اچھی طرح
معلوم ہوا ہے کہ اس مملکت کے باشندے ہنود اور اہل اسلام دونون فریق حصول علم و
اکتساب ہنر مین ہمہ تن سرگرم ہین اور اگلے وقتون مین بھی یہہ ملک تمدن اور شایستگی
مین دیگر ممالک سے کچھہ کم نہ تھا پس جب ایسا ایک گروہ کہ جسکی موجودہ حالت قابل تقلید
و گذشتہ کیفیت لایق تعریف ہو ما بدولت کی نسبت ایسا اخلاص عقیدت آمیز ظاہر
کرین تو یہہ امر بڑا سرمایہ شادمانی اور ہمیشہ اظہار اخلاص قابل قدر ہے۔

اس سفر مین سرکار نظام کو بہت بڑی خوشی اس بات سے حاصل ہوئی کہ اپنے ہم مذہب
لوگون کو فی الحال سرکار عظمت مدار ہندوستان کے ظل حمایت مین کہ جسمین اور سرکار
نظام مین روابط مستحکم و محبت قلبی سلف سے قایم ہے مرفع حال و خرم و شاد پایا۔

اور اعلیحضرت اقدس و اعلی ارشاد فرماتے ہین کہ مجکو سیر و سیاحت کا کمال درجہ شوق ہے اور جسقدر
اس ملک کی تعریف اور اہل ملک کی توصیف سنا کرتا تھا اوس قدر شوق یہان آنے کا
زیادہ ہوتا جاتا تھا۔

دار السلطنت دکن بنگالہ سے بہت دور واقع ہے اور چونکہ اگلے زمانہ مین اس قدر دور و دراز کا سفر
تکلیف دہ دشوار گذار و خطرناک تھا بایں وجہ میرے ملکی لوگ آسودہ حالی کے قطع نظر ادہر بہت
کم آتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ اس ملک کے مسلمانون مین و اہل دکن کے باشندون مین کسی
قسم کی شناسائی نہونے پائی۔ اب سرکار ہند کے فیض عام و حسن انتظام کے باعث نکوئی صعوبت
راہ نہ کسی قسم کا خطر باقی رہا اور اگرچہ اپنے خاندان مین ہی پہلی پہل اس ملک مین قدم رکھا
ہون مگر مجکو امید کامل ہے کہ اس ملک کے لایق و قابل باشندون مین اور میرے ملک کے

لوگون مین بھی سلسلۂ آمد و رفت قایم ہو جائیگا۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ میرے اس سفر کا نتیجہ میری رعایا کے واسطے بھی مفید ہو گا یعنی جس قدر تجربہ اور علم مجکو اس سفر مین حاصل ہوا ہے اسے اچھی طرح اپنی ریاست کے انتظام اور رعایا کی فلاح مین صرف کرون گا اور یہی بہت بڑا مقصود اس سفر سے تھا اگرچہ جو وجہ آپنے میرے اس سفر کی بیان کی ہے وہ بھی درست ہے اور آپ لوگون کا یہ بھی خیال ٹھیک ہے کہ جلسہ تخت نشینی و حصول اختیارات و عنان نظم و نسق سلطنت جو عنقریب ظہور مین آنیوالا ہے مین ہمہ تن اپنی رعایا اور سلطنت کی بہبودی اور راحت و ترقی علوم و فنون مین بدل و جان کوشش کرتا رہون گا اور نیز اس بات کا بڑا لحاظ رکھا جائیگا کہ تہذیب مشرقی گم نہ ہو جاے اور تقلید محمود مغربی ہاتھہ سے نجانے پائے۔

ختم کلام پر مین بہت بڑی خوشی اپنی ظاہر کر کے کہتا ہون کہ آپ سب صاحب ایک ایسی مشہور اور نامی مجلس کے ارکان ہین کہ سالہاے دراز سے بظل حمایت سرکار عظمت مدار اکتساب علوم و فنون مین بدرجہ غایت کوشش کر رہے ہین اور زیادہ تر مسرت اسبات کی ہے کہ آپ اپنی کوشش بلیغ کے نتائج پر کامیاب بھی ہوے اور مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ مین آپکی جستجو اور حکیمانہ کوشش کی سرپرستی اور حمایت کیواسطے ہر وقت بدل موجود ہون اور جو عمدہ نتائج آپکی کوششون کی نسبت بہ تعلیم و ترتیب مسلمانان بنگالہ وقتاً فوقتاً حاصل ہوتے رہین اون کے سننے کا ہمیشہ مشتاق رہون گا اور اب مین بہت خوشی سے آپکی اڈریس قبول کرتا ہون اور اس دعا کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ جو آپ صاحبون نے میری اور میری سلطنت کی نسبت اڈریس مین مندرج کی ہے بعد اسکے جماعت مذکور رخصت ہوئی۔

المختصر اعلیحضرت اقدس واعلی ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ہجری کو سفر کلکتہ سے مع الخیر معہ خدم و حشم داخل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد ہوے۔

جس روز کہ سواری مبارک داخل بلدہ ہوئی اسٹیشن ریلوے خوب ہی آراستہ کیا گیا تھا اور ہزارہا جھنڈیاں سرخ و سبز دورویہ سڑک و اسٹیشن پر لگائی گئی تھیں اور خاص افضلگنج شفاخانہ کے روبرو ایک شامیانہ پرتکلف تانا گیا تھا اور اہلکاران صفائی کی طرف سے بھی کمانیں خوش وضع بنائی گئی تھیں افضلگنج سے تا محلسرا دورویہ روشنی اور قندیلیں روشن و تمامی سکنائے شہر نے بھی اپنی اپنی مقدور کے موافق روشنی کی اور اظہار مسرت و شادمانی کا کیا۔

حسب قرارداد سابق ۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ ہجری کو لارڈ رپن ویسرائے گورنر جنرل بہادر معہ اپنی لیڈی صاحبہ کے کلکتہ سے بسواری جہاز دوسری ربیع الآخر کو مدراس ہوتے ہوئے وہاں سے تیسری ماہ مذکور کو بارہ بجے بذریعہ اسپشل ٹرین راہی حیدرآباد ہوئے اور اِدھر دارالسلطنت حیدرآباد سے راجایان راجہ مہاراجہ نرندر پرشاد پیشکار اور نواب سالار جنگ لائق علیخان بہادر استقبالاً رائچور تک گئے اور چوتھی ماہ مذکور کو گورنر جنرل بہادر اسٹیشن حیدرآباد پر اوترتے ہی اسی ۳۱ ضرب توپوں کی سلامی سر ہوئی پانچ منٹ پیشتر سے سواری مبارک اعلیٰحضرت اقدس و اعلیٰ معہ ارکان سلطنت و امرایان دولت پہونچ گئی تھی اسٹیشن کو اہلکاران اسٹیشن نے آراستہ کرکے گلزار بنا دیا تھا عام طور پر کسیکو اجازت نہ تھی اور بیرقیں رنگارنگ کی آویزان تھیں اور خلائق کا ازدحام اور اہلکاران کوتوالی کا عمدہ انتظام تھا جوں ہی گورنر جنرل بہادر اپنی گاڑی پر سے اوترے تعظیمی گارڈ نے اپنا سلام ادا کیا اور بیانڈ باجا بجنا شروع ہوا۔ اعلیٰحضرت اقدس و اعلیٰ سے ہاتھ ملایا پھر ویسرائے بہادر نے تمامی امرا دولت سے ہاتھ ملایا اور بسواری بگی چہار اسپی گورنر جنرل بہادر معہ اپنے بدرقہ یوروپین سواروں کے الوال روانہ ہوئے۔

دربار اعلیٰحضرت اقدس و اعلیٰ | ۵ ربیع الآخر سنہ مذکور کو گورنر جنرل بہادر معزز یوروپین کے ساتھ

چار بجے کے بعد محلسرائے شاہی مین ملاقات اعلیحضرت اقدس و اعلی کیلیے آئے۔ الوال سے ایوان
شاہی تک جو سڑک آئی ہوئی ہے اسپر کمال اہتمام اور انتظام کیا گیا تھا۔ کوئی شخص سڑک پر سے گذرنے نہین
پاتا تھا۔ اور ہر دو طرف پولس سرکار نظام و جوانان لین و سواران باقاعدہ آئین فوجی کے ساتھ با ادب انتظار
استادہ تھے و افسران پولیس زیر حکمرانی محمد عنایت حسین خان بہادر کوتوال شہر اور محمد رستم علیخان ناظم و صدر
مہتمم کوتوالی بیرونجات بلدہ و افسران فوجی سرگرمی کے ساتھ اہتمام و انتظام مین مشغول تھے جسوقت
لارڈ گورنر جنرل بہادر ایوان شاہی مین داخل ہوے حسب دستور توپخانہ سرکار نظام سے اسم ضرب توپون
کی سلامی سر ہوئی اور بعد ملاقات اعلیحضرت اقدس و اعلی گورنر جنرل بہادر اپنی قیام گاہ کیطرف واپس
ہوے۔ اور اسکے دوسرے ہی روز سہ شنبہ کو اعلیحضرت اقدس و اعلی کا دربار منعقد ہوا۔ چنانچہ صبح
سے تمام شہر مین سات بجے سے لشکر قاہرہ باقاعدہ اور رسالہ جات وغیرہ کا فراہم ہونا شروع ہوا۔ اور
اہلکاران کوتوالی نے ہر طرف ناکہ بندی اسقدر کی کہ سواری بگھی میانہ و اسپ وغیرہ کا تو کیا پیدل بھی ہر طرف
سے رک گئے تھے۔ ہر طرف تماشائیونکا ہجوم اور سڑکون کے دونون طرف باقاعدہ سوارونکا انتظام ہوا۔ تمام راستے
پانی سے چھڑکے گئے تھے۔ امرا و اعزا و سرداران اہل سیف و قلم بجز دکھلانے پاس کے شاہی محل مین داخل نہین
ہو سکتے تھے۔ اور دار الامارہ پر ایکطرف حبشیونکا رسالہ اور دوسری طرف خاص جمعیت علاقہ میرم نظام
محبوب متعلقہ عوض باللیل جان نثار جنگ بہادر دو طرفہ صف بستہ استادہ تھے اور دو سو جوانان باقاعدہ مع بینڈ بطرز
جدید بیرونی گیٹ کے روبرو سلامی کیلیے استادہ تھے غرضکہ دربار آراستہ ہوا اقبال کا رعب داب بلکہ عظمت خداداد ایسا دکھائی دیتی تھی چنانچہ
جس جگہ دربار ہوا تھا وہ چو محلہ محلات شاہی مین سب سے زیادہ سجا ہوا کار طلائی و خوش منظر جسمین کئی حوض اور بڑے بڑے
پانچ دالان ہین اور ہر دالان مین سات سات دروازے ہین یہان سے وہانتک روپہ کرسیان بچھی ہوئی تھین اور خلوت شاہی مین ایک
شامیانہ زربفت جسکی جھالر سے دریائے نور کی طرح لہراتا تھا سونے روپے کی چوبون پر استادہ تھا گرد اسکے کرسیان اور چوکیان
انہی انداز و مرتبہ سے بچھی ہوئی تھین اور تخت پر مکلل زر د مسند شاہی آراستہ اور یمین و یسار امرا یا نامداران کا دولت و اعیان

سلطنت و راجہ مہاراجہ اور ملک ملک کے حاکم امیر اور وزیر اپنی اپنی عہدہ پر مگر تمام فرمان بردار دونگی انکھین تین اور گوشہ دل
اپنے فرمانروا کے حکم پر لگے تھے اور باہر کے دالان مین اور عہدہ دار و منصبداران شاہی حکم کے منتظر حاضر تھے اوس سے
آگے کے درونمین تین تین حبشی وردیان پہنے ہتیار و نمین ڈوبے اور ننگی تلوارین علم کیے ہوے قایم تھے پھر انکی برابر بہادر
سپاہی خاص بادشاہی داہنے بائین عرب و افغان اپنی وردیان پہنے جمے تھے پھر وہان سے دروازے تک سوار دو نکے پرے
دو رستہ یا بستہ آراستہ تھے جو درباری لوگ آتے تھے پہرے پر ٹکٹ بتاتے اور چلے جاتے تھے مگر دبدبہ و دہشت کا یہ عالم تھا
کہ ہوش و حواس کے قدم تھرّاتے تھے القصہ سب سے پہلے رزیڈنٹ دولت انگلشیہ کی گاڑی اسکے بعد سپہ سالار ہند کی بگھی جو اسپ
معہ شان خاص سر ابر دہن بجے آئی اور سپہ سالار مدراس معہ لیڈی صاحبہ انکے بعد اس گورنر صاحب مدراس معہ لیڈی صاحبہ شان چار اسپی بگھی پر
وارد ہوا اسکے چند لحظے بعد لارڈ رپن گورنر جنرل بہادر کشور ہندوستان چار گھوڑونکی بگھی پر سوار پیش و پس اون کے دو سو سوار یورپین اور
عقب مین شاہی توپخانے کی چھ توپین اور ہر ایک مین چھ چھ گھوڑی لگے ہوے جب ولی الامارہ پر آئے امراء عظام و اعلیحضرت اقدس اعلے دتابہ بگھی استقبال
کیلئے آکے ملاقی ہوے اور انکو اپنی ساتھ لیکر معہ اون کے مصاحبین کے محل شاہی مین آئے اور حاضرین دربار تمام کھڑے ہوے توپخانہ سرکار دولت
آصفیہ سے اسم ضرب سلامی کی سر ہوئین اعلیحضرت اقدس اعلے و گورنر جنرل بہادر مطلا کرسیو پر رونق افروز ہوے اور ارکان دولت و دوا عیان سلطنت و
اہل دربار چپ و راست و پس پشت علی قدر مراتب کرسی نشین تھے بعد ازان گورنر جنرل بہادر پانچ منٹ بھی نہین گذری تھے کھڑے ہو گئے نواب
سالار جنگ مرحوم کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ افسوس یہ جلسہ ایسے شخص سے خالی ہے جو اسکی تمنا ہی مین گیا۔ اور سرکار انگریزی کا محسن اور
سرکار نظام کا خیرخواہ تھا پھر فرمایا کہ رعایا کو بادشاہ کی اطاعت مین ہروقت آمادہ رہنا چاہیے اور بادشاہ کو رعایا پر ایسی شفقت رکھنی چاہیے کہ جیسے والدین اپنی اولاد کے
ساتھ مگر انصاف اس شفقت کا جزو اعظم ہے جب گورنر جنرل بہادر اپنی تمام اسپیچ پڑھکر اپنی کرسی پر بیٹھے تو ایک یوروپین افسر نے کھڑے ہوکر زبان فارسی
مین اسپیچ کا ترجمہ حضار دربار کو سنایا اس طور سے کہ کوئی ایرانی گفتگو کر رہا ہے۔

ترجمہ اسپیچ لارڈ رپن بہادر

آپ یقین جانئے کہ مین نہایت شکرگذار ہون کہ مجھکو قیصر ہند کیطرف سے آپکی تخت نشینی کی جلسے مین شریک ہونیکا موقع ملا تاکہ آپ کو
اختیارات سپرد کرنیکے فرض سے ادا ہوؤن چند ہفتے پیشتر مجھے معلوم ہوا کہ آپ اس موقع پر میرا شریک ہو چاہتے مین اوسیوقت

سے میرے دل مین ارزو پیدا ہوئی کہ آپکی اوس خوشی کو پورا کرون جس سے آپکا اتحاد اور
سرکار انگریزی سے دوستی کا استحکام مجھپر ثابت ہوا۔ مین یقین کرتا ہون کہ مین پہلا ویسرائے
ہون جو دار السلطنت حیدرآباد مین آیا اور میرا یہان ہونا ثابت کرتا ہے کہ آپکا اور قیصر ہند کا سلسلہ
الفت کسقدر مضبوط ہے بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قیصر ہند کو آپکی صغر سنی مین جو ایک زمانہ دراز تھا آپکی
صحت و عافیت کا کسقدر خیال رہا ہے آپنے اور آپکی رعایا نے ایسے شخص کے منتظم ہونے سے بہت فائدہ
اوٹھایا ہے جو ہندوستان کے سب دانشوران ملکی مین سرفراز تھا ایسا شخص جو اپنی لیاقت و دانائی اور وفاداری اور
خیر خواہی کے باعث ہر وقت کی مشکلوں پر جو ایک رئیس کے کم سن ہونے پر واقع ہوتی ہین غالب رہا اور امورات ریاست کو کامیابی
کے ساتھہ انجام دیا۔ ان خوبیون کے سبب سے وہ نیک شخص اس قابل تھا کہ دونون سرکارین یعنی قیصر ہند اور آپ اوسکو
نیکی اور شکرگذاری کے ساتھہ یاد کرین۔ سر سالار جنگ نے آپکے ایام صغر سنی مین ریاست کے بہت سے فرقون مین
اصلاح کی ہی۔ مثلاً مالگذاری کا ڑہانا رعایا کے جان و مال کو محفوظ رکہنا اور وقت مرگ تک ایک بڑی ترقی کی فکر مین تہا
مجکو امید تہی کہ جب آپ سن بلوغت کو پہونچین تو وہ اپنے عمر بہر کے تجربون اور شوق کی بہری ہوئی کوششون سے آپکو
ہر وقت مدد دینے کو مستعد رہیگا۔ مگر اللہ پاک کی مرضی یونہین تہی کہ ٹہیک ایسے وقت مین جبکہ آپکو ایسے شخص کی امداد
و معاونت درکار ہو اوسکو اوٹھا لے ایسی شادی افزا مسرت زا رسم جلوس کے ادا ہونیکے روز جبکی ہر شخص کو خوشی تہی
اوسکے موجود نہ ہونیسے رونق پر اندہیرا چھایا جاتا ہے، مگر اوسکی کارگذاری آپکے پاس باقی ہے اور مجھے بھروسا ہے
کہ آپکے اہلکار اپنے لیے اوسکی کارگذاری کو دستور العمل سمجھینگے اور طریق انتظام ریاست مین ہر قدم پر اوس سے
ہدایت حاصل کرینگے۔ اب مین چند باتین کہتا ہون جو مجکو تجربون کے بعد حاصل ہوئی ہین۔ آپ یہان کی
مالگذاری کو ملاحظہ فرمادین کہ خزانے کی ابتری اور ریاست کی بربادی کا باعث ہوتی ہے۔ ہر جگہہ عموماً اور
ہندوستان مین خصوصاً غفلت اور فضول خرچی کے سبب پہلے بہاری محصول لگانا پڑتا ہے۔ پہر خلقت ضعیف اور
محتاج ہوتی جاتی ہے۔ بعد ازان بیحد سود پر قرض کشی کی نوبت آتی ہے۔ اور آخر کو دوالہ نکل جاتا ہے کفایت شعاری

اور کم محصول سے روز بروز ترقی ہوتی ہے۔ اور خلقت آسودہ رہتی ہے۔ مالگذاری کا انتظام اچھا ہونا ہندوستان مین اچھی حکومت کی بنیاد ڈالتا ہے۔ اگر یہہ نہو تو بادشاہ کو آفت اور رعیت کو مصیبت نصیب ہوتی ہے۔ پھر مین کامل توقع رکھتا ہون کہ آپ ایمان اور انصاف پر خوب نگاہ رکھینگے یعنی حکام عدالت کا بے لوث ہونا اور ایسا مضبوط اور مستقل ہونا کہ کسی خوف یا لالچ سے جادۂ انصاف کے باہر قدم نرکھین تاکہ رعیت بادشاہ کی ممنون رہے اور گرد و نواح کے رئیسون اور باشندون کو اوسکا مداح و ثنا خوان بنانا ہی انصاف عمدہ ترین زیور سلطنت کا ہی جو تاج شاہی کو آراستہ کر سکتا ہے۔ آپکو ایک بڑی بھاری مہم طے کرنی ہی آپ تقریبًا ایک کرور آدمیون کے مالک مین اونکی بہبودی آپکی دانشمندی اور استقلال پر منحصر ہی مین التجا کرتا ہون کہ آپ اپنی ظاہری قوت مال و دولت و جاہ و حشمت اور لوگون کی خوشامدانہ اطاعت دیکھکر آپ ہرگز مطمئن نہون گے۔ آپ کی ریاست وسیع اور ملک زرخیز اور آبادی بیشمار ہے مگر اون مین سے آپ کسی چیز پر فخر نہ کرین گے۔ آپ ابھی کم سن ہین اور طرح طرح کی رغبتین آپ کے دل مین جیسا کہ عالم شباب مین قاعدہ ہے پیدا ہوتی ہین۔ مگر آپ کسی کو اپنے اوپر قادر نہ ہونے دین گے۔ آپ کو بڑے بڑے کام کرتے ہین اور عمدہ راہ چلنی ہے۔ اگر آپ روے سارے ہندوستان مین اپنی ناموری چاہتے ہین تو اوسکی شہرت پذیر ہونیکا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ معدلت جسکو سب لوگ معدلت کہین اور خلقت کی بہبودی جسکو سب محمود سمجھین آپکے لوگونکی یعنی امراء و ارکان دولت کی وفاداری اور آپکے خاندان سے محبت رکھنا ظاہری ریا کی حاجت نہین رکھتا۔ لیکن اوسکا قایم رکھنا خود بدولت پر موقوف ہی۔ اور آپکی عمدہ حکمرانی اسباب کا پیدا کرنا ہی کہ جسقدر زمانہ گذرتا جاے اوسیقدر رعایا کو سچی محبت ہوتی جاے۔

اللہ پاک نے خلقت کو آپکے سپرد اسلیے نہین کیا ہے کہ آپ اون کو اپنی خوشی اور مخنر کا آلہ بنائین بلکہ اسلیے کہ آپ اون پر اس طرح حکمرانی کرین اور اس طرح اونکو ہدایت کرین

کہ وہ آسودہ رہین اور احکام الٰہی و خداوند عالم کو نہ بھولین اون کی بہبودی مین آپکی بہی خوشی ہے اور اون کے اطمینان مین آپ کی عافیت مضمر ہے۔

اس سے کم آپکا مدعا اور اس سے کم آپکا مقصود نہ ہو کہ جب آپ اپنے بزرگون کے حالات پڑہین اور اپنے خاندان کو یاد کرین تو آپکے دل مین شوق پیدا ہو کہ آپکے بعد لوگ کہین۔

(کاش اسکے سائے مین ہم ہمیشہ زندہ رہتے)

اور اس سخت مہم مین جس مین مشکلین اور دقتین اکثر مواقع پر واقع ہونگی مین وعدہ کرتا ہون کہ ضرور سرکار قیصر ہند ہمیشہ آپکو مدد دیگی۔

سرکار انگریزی کا منشا نسبت دار السلطنت حیدر آباد اور دوسری ریاستون کے یہ ہے کہ وہ آسودہ رہین اور انپر ظالمانہ برتاؤ نہ کیا جاے۔ جہانتک ہماری مدد آپکو اس کام کے انجام دینے مین درکار ہو ہمکو اوسکے دینے مین مستعد تصور فرماوین۔ آجکل انگریزی پالسی کا مین مقصود ہندوستانی ریاستون کا قایم و برقرار رکھنا ہے۔ اور میری دانست مین اوسکے لیے ہندوستانی ریاستون کا قایم رہنا بہت ہی مفید ہے۔ آپکی حکومت کا استحکام اور درستی انتظام خزانے کا عمدہ انصرام محاصل پر ہوگا۔ اعتدال آپکے امرا کی وفاداری آپکی رعیت کا اطمینان۔ مین سچ کہتا ہون اوس ملکہ معظمہ قیصر ہند کی دلی خواہش ہے جسکی طرف سے مین آج یہان وکالتہً موجود ہون اور اون کا خیال ہمیشہ آپکی کارروائی کی طرف متوجہ رہیگا ایسا نہ ہو کہ آپ اون کی امیدون کو غارت کردین۔ اور اب اے میرے مہربان جسکی منفعت کا مین دل سے خیال رکہتا ہون میرے واسطے یہ خیال باقی ہے کہ آپ کو تخت سلطنت پر بٹھاؤن اور دعا دیون کہ خداے تعالیٰ آپکو ایسی برکت اور توفیق عطا فرماے کہ آپکا زمانہ حکمرانی بہبودی و انصاف و عزت سے رونق پاے تاکہ آپکا عہد غلطنہ ہو اور آپکی رعایا کی اولاد

آجکے دن کو دکن کی تاریخ مین عمدہ زمانے کا شروع روز لکہین - یہ کہکر ویسرائے بہادر اعلیحضرت اقدس و اعلی کو مسند کی جانب لے گئے اور پہر کہا کہ ملکہ قیصر ہند کی طرف سے مین کہتا ہون کہ آپ کو اپنی سلطنت کے پورے اختیار حاصل ہوے -

اعلیحضرت بندگان عالی متعالی حضور نظام نے جواباً فرمایا کہ مین بہت بہت خوش ہون کہ مجھے دار السلطنت حیدر آباد مین آپکے خیر مقدم کہنے کا موقع ملا - اگر آپ میری رسم مسند نشینی مین شریک نہوتے تو مجھے اور میری رعایا کو بہت افسوس ہوتا - بیشک یہ شرف ہمکو اس سبب سے حاصل ہوا کہ آپکو اس دار السلطنت کی بہبودی کا بہت خیال اور مجھہ سے آپکو ذاتی محبت ہے یہ امر خوب ثابت ہوگیا اور مین کبہی نہ بہولون گا -

آپ دونون صاحب (گورنر جنرل بہادر اور مسٹر گرانٹ ڈف صاحب بہادر گورنر مدراس) یقین جانین کہ دونون کے احسان کو مین خوب سمجہتا ہون اور توقع رکہتا ہون کہ آپ میری اس دلی شکرگذاری کو کہ آپنے میرے لیے اتنے سفر دور و دراز کی زحمت اوٹہائی - اور یہان تک قدم رنجہ فرماکر میری مسند نشینی کی رسم مین شریک ہوکر مجھے شرف اندوز کیا قبول فرماینگے - میری حکمرانی مین آیندہ کے لیے یہ اچہا شگون ہوا اور مین خوشی سے تسلیم کرتا ہون کہ وہ اتحاد جو مابین سرکار انگریزی اور میرے بزرگون کے چلا آتا ہے اس موقع پر تازہ ہوگیا - اور جو نصیحتین آپنے مشفقانہ مجھے کی ہین مین بڑی خوشی کے ساتہہ قبول کرتا ہون - اور ہمیشہ کوشش کرونگا کہ اون معاملات مین جنکو اس ملک کی بہبودی و ترقی سے تعلق ہو آپ سے اور سرکار انگریزی سے جسکے آپ ایک معزز سردار ہین صلاح لیا کرونگا - اور مین یقین کرتا ہون کہ ان باتون کے خیال رکہنے مین میرا اور میری رعایا دونون کا فائدہ متصور ہے - مین امید کرتا ہون کہ آپ جہان تک ممکن ہو جلدی میرے اتحاد اور وفاداری کی خبر قیصر ہند کو پہونچاینگے -

بعد اسکے گورنر جنرل بہادر اور تمام معزز یورپین نے مع لیڈیون کے درجہ بدرجہ اعلحضرت اقدس و اعلی کے نزدیک اکر مبارکباد دی اور پہول و عطر سے مالا مال ہو کر رخصت ہوے اور اِن کی برخاست کے بعد بوقت دو بجے امراے عظام و ارکان دولت اور راجاؤن کی نذرین گذرنی شروع ہوئین اور ہر ایک کو خطاب و ترقی و منصب کے احکام سنائے گئے۔

چنانچہ نواب میر لایق علیخان بہادر کو سالار جنگ منیر الدولہ خطاب اور خلعت خاصہ و خدمت وزارت اور ہفت رقم جواہر اور نواب میر سعادت علیخان بہادر غیور جنگ شجاع الدولہ خلعت مع جواہرات سے سرفراز و ممتاز ہوے۔ اور راجہ راجایان راجہ نرندر بہادر کو خطاب مہاراجہ اور اصل اضافہ منصب ہفت ہزاری و پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جہالردار اور نواب ظفر جنگ بہادر کو شمس الدولہ خطاب و اصل اضافہ منصب چہار ہزاری و نہ ہزار سوار و علم و نقارہ اور نواب امام جنگ بہادر کو خورشید الدولہ خطاب و از اصل و اضافہ منصب چہار ہزاری و نہ ہزار سوار و علم و نقارہ و میر جہاندار علی کو خطاب خانی و بہادری یکہزار پانصدی منصب و پانصد سوار و آغا مرزا بیگ کو خانی و بہادری و سرور جنگ خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم و ہری کشن کو راجہ و بہادری خطاب دو ہزار پانصدی منصب و یکہزار سوار و علم و مولوی حافظ محمد انور کو خانی و بہادری محبوب نواز جنگ خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار سوار۔ و علم۔ و میر ریاضت علی کو خانی و بہادری خطاب و یکہزاری منصب اور مولوی محمد انور اللہ کو خانی و بہادری خطاب و یکہزاری منصب اور گردہاری پرشاد کو راجہ و بہادری خطاب و یکہزار و پانصدی منصب و پانصد سوار۔ اور میر حشمت علی کو خانی و بہادری خطاب دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم و حکیم وزیر علی کو خانی و بہادری خطاب یکہزاری منصب اور مرزا نصر اللہ کو خانی و بہادری دولت یار جنگ خطاب دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم اور مرزا محمد علی بیگ کو خانی و بہادری خطاب یکہزاری منصب اور نواب حید منور خان کو خانی و بہادری

خطاب منصب یکہزاری دمیر غضنفر علی عوضبیگی کو خانی وبہادری اور قوی جنگ خطاب دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم اور میر منور علی کو خانی وبہادری خطاب دوہزاری منصب یکہزار سوار دنے سرفراز و ممتاز ہوے

جشن مہتابی

اور رات کو جشن مہتابی ہوا کہ تمام دیوان عام ایک بقعۂ نور نظر آنے لگا فرش مین سفید مخملین سفیدہی قالین در دیوارون پر براق اطلسین زربفت وکمخواب کے پردے مگر وہ بھی روپیلی آرائش کے سامان اور روشنی کے سب لوازمات موجود مگر تمام بلور دشیشے سفید سامنے چمن اور درختون کے پھول تمام سفید یہان تک کہ انگوٹھی پر الماس سفید غرضکہ زمین سے آسمان تک نور کا عالم تھا گویا دریاے مہتاب لہراتا نظر آتا تھا۔

اور عموماً تمام شہر مین پل افضل گنج سے لیکر لوال تک پانچ کوس کا فصل ہے برابر اس راستے مین ایسی روشنی تھی کہ دن رات مین تمیز نہ تھا چار مینار پر چارون طرف دو دو برقی قندیلین اور گلزار حوض مین جو فوارے چھوٹتے تھے اہل نظر اوس سے لطافت وجد کا مزہ لوٹتے تھے اوسی شب باورچیخانہ شاہی خاص وعام کھلا ہوا تھا اور گورنر جنرل بہادر و گورنر جنرل مدراس اور کمانڈر انچیف بہادر ہند و مدراس دبمبئ وغیرہم معزز یوروپین اور بہت سے امراء دولت بھی مدعو تھے اور قریب دس بجے کے ڈنر سے فراغت حاصل ہوئی۔ پھر آتشبازی شروع ہوئی انواع واقسام کی آتشبازی ہزارہا روپے کی چھوڑی گئی بعد اس کے اعلیحضرت اقدس واعلی نے ویسراے بہادر کو پھولون کا ہار پہنا کر عطر وغیرہ کی تواضع فرمائی اور قریب بارہ بجے دعوتی جلسہ برخاست ہوا چنانچہ اسی موقع پر میرے ایک دوست منشی امداد حسین صاحب عماد نے جو اس اجمال مین نظم کیا ہے ہدیہ ناظرین ہے۔

للہ الحمد بہار آئی ہے کس دھوم سے یہان
گر خزان کا رہا نام کو بھی نام و نشان
سبزہ یون سبز ہے ہر کوہ وبیابان جس طرح
سبزۂ عارض نورستۂ حوران جنان

جوشش گل کثرت بلبل سے چمن کا ہے یہ حال
قالب خاکی مین جس طرح سے آجاتی ہے جان

حمد باری ہے زبان پر تو کبھی گل کی ثنا
بلبلین پھرتی ہین ہر شاخ پہ یون نغمہ کنان

ہین تر و تازہ چمن سبز ہین کوہ و ہامون
مخملی سبزہ کا ہر سمت پہ ہوتا ہے گمان

نہ تو لیلی کی شکایت ہے نہ غمخواری قیس
نہ کہین دامن صد چاک زلیخا کا بیان

نہ کسیکا کوئی عاشق نہ کسی کا مفتون
نہ کسیکا کوئی مظلوم نہ وہ جور بتان

پیچ سنبل مین نہ لا لے کے جگر مین کوئی داغ
چپ ہے سوسن بھی مگر کہنے کو رکھتی ہے زبان

سر جھکاتا ہے فلک عجز سے خود سوے زمین
اب وہ چکر ہے کدھر اور وہ گردش ہے کہان

ہے کہین جشن طرب اور کہین بزم نشاط
عیش و عشرت کا سمان بنگیا ہر ایک مکان

شادیانے کہین بجتے ہین تو نقارے کہین
دہل و بوق سے عشرت کی صدائین ہین عیان

شہر کا حال کہون کیا کہ عجب ہے شادی
دیکھئے جسکو وہ ہے خرم و شادان شادان

ہر گلی کوچہ مین یہ روشنی کا عالم ہے
سوئی رستہ مین پڑی ہووے تو ہو جاے عیان

اور ہر راہ مین روشن ہین چراغان ایسے
کہ زمین پر بھی افلاک کا ہوتا ہے گمان

روشنی ہے کہین برقی کہین مہتابی کی
اوس سمے مین پھرتے نظر آتے ہین حسینان جہان

دور تک ایسی تھی یہ روشنی عالم مین محیط
صاف آتا تھا نظر چشمۂ آب حیوان

کونسی جاے تھی یہان وہ چراغون کا ہجوم
آنکھ کی پتلی مین بھی شمع کا ہوتا تھا گمان

جھنڈیان نصب تھین اوڑتے تھے پھریرے ہر سو
عیش و عشرت کا اگر پوچھو تو یہ ہی ہے نشان

چو طرف دھوم مبارک کی سلامت کی صدا
خوب جب پاے گئے مجھکو یہ عشرت کے نشان

دل تو پھولون نہ سمایا مرا یہ دیکھ کے حال
پر کھلا صاف نہ مجھپر کہ ہے راز پنہان

ہاتف غیب سے اتنے مین صدا یہ آئی
تجھپہ اب تک نہ کھلا راز نہان اے نادان

جلسۂ تخت نشینی حضور پر نور
منعقد آج ہی کے دن تو ہوا ہے وہ یہان

نام نامی گرامی ہے جہان مین مشہور
میر محبوب علیخان فلک قدر وجوان

دُرِ دریاے عطا بحر کرم ابر سخا
پوچھتے اور ہو کیا مجھ سے بھلا نام ونشان

لکھون برجستہ مین ایک اور بھی مطلع ایسا
جس کو سن سن کے کرین وجد سخندان جہان

مطلع ثانی

ستم وجور کا عالم سے مٹا نام ونشان
کوئی آزار کسیکو دے یہ جرارت ہی کہان

کوئی مظلوم ستم دیدہ نہ دیکھا ہم نے
ہے ترے عہد مین اسطرح کا اب امن امان

عدل وانصاف سے تیرے ہے زمانہ خرم
کوئی کہتا بھی زبان سے نہین اب نوشروان

اب سخاوت مین نہین کوئی تیرا مثل ونظیر
اس ترے عہد مین حاتم کا مٹا نام ونشان

کیون نہ ہو جائین زمانے کے گدا مالا مال
آجکل دست کرم تیرا ہے گوہر افشان

جم وکیخسرو پرویز کو نسبت تجھ سے
کیونکہ ہو قیصر وفغفور ہین تیرے دربان

جام جمشید کی کیا قدر ترے دور مین ہو
ٹھیکرون مین ترے میخانہ کے ہو ویگا نہان

جم وکئے کی ابھی کھل جاتی ہین آنکھین ایکبار
خواب مین بھی جو ترا دیکھین وہ بخت جوان

محفل جشن مین تیری نہین پرویز کو بار
جشن جمشید ہے یا رشکدۂ خلد وجنان

پہلوانان جہان جمع ہین لشکر مین ترے
غیرت رستم وسہراب ہے ہر ایک جوان

تیری تحریر مین مضمر ہین ہزارون معنی
اور تقریر جو سنئے تو ہے رشک سحبان

اس زمانے مین نہ ہوتا ہے کسوف اور خسوف
عہد مین تیرے ہوا شمس وقمر سے یہ عیان

جانتا ہے کہ ہوا تخت نشین عدل شعار
کر سکے ظلم وجفا کیونکہ یہ چرخ دوران

ڈر سے مریخ فلک منہ نہ دکھاے تجھکو
لے سکے تیر کو اگر نکلے تو سوے میدان

اشہب برق جہندہ کی اگر باگ اوٹھائے
باد صرصر کی نظر سے بھی ہو ایکدم مین نہان

تو جو اسوار ہو دین بوسے رکابون کو تری
دیکھین تجھکو اگر شاہ و سواران جہان

کیا مین تحریر کرون حال سبک گامی کا
جس زمین پر وہ قدم رکھے نہ مطلق ہو نشان

وقت رفتار جو ہو تیز روی مد نظر
صورت برق نظر سے ابھی ہو جاے نہان

خبر آفاق کی اس طرح وہ لائے سو بار
دل سے جس طرح کہ بات آے کوئی تا بزبان

قبر مین ہول سے رستم کا جگر پھٹ جاے
یک بیک آئے جو مستی مین ترا ابیل دمان

دعائیہ

ختم کر ختم قصیدے کو دعا پر عازم
اوس کا مدح بنے تجھہ مین یہ طاقت ہے کہان

نظر آتی رہے جبتک کہ فلک مین گردش
سطح خاک کا پانی پہ ہے جبتک کہ نشان

نالہ عاشق صادق سے ہو ظاہر جبتک
غمزہ و نازو ادا ہاے حسینان جہان

در سے مشرق کے نکلتا رہے مہر انور
اور جب تک کہ ستارونکا فلک پر ہو نشان

جسطرح پانی کو دریا مین روانی ہے مدام
یون رہے حکم جہان مین ترا ہر روز روان

نظر مہر ہو احباب و مصاحب پہ تری
اور دشمن ہون ترے قابل شمشیر و سنان

خیر خواہان ریاست جو ہین آباد رہین
ترے بدخواہ جو ہین اونپہ ہو قہر یزدان

خضر سے بڑھ کے خدا ایزدی کرے عمر دراز
آشکارا ہیتی ہے اس جملہ سے ہر وقت زبان

جلسہ تخت نشینی ہو مبارک تجھکو
دل سے آتا ہے یہی حرف میرے تا بہ زبان

انعقاد کونسل آف اسٹیٹ اسی سال سلخ ربیع الثانی بروز پنجشنبہ کونسل آف اسٹیٹ کا جلسہ منعقد ہوا جسکے میر مجلس اعلیحضرت اقدس و اعلی اور ارکان مین نواب سالار جنگ منیر الدولہ بہادر اور راجہ راجایان مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر پیشکار اور نواب عمدۃ الملک اعظم الامراء امیر اکبر

بشیر الدولہ بہادر اور نواب شمس الامرا امیر کبیر سر خورشید جاہ بہادر اور نواب وقار الامرا
اقبال الدولہ بہادر اور نواب شمشیر جنگ بہادر و نواب شہاب جنگ بہادر اور نواب میر سرفراز حسین خان
بہادر اور معتمد مجلس مولوی سید حسین موتمن جنگ بہادر اعلیحضرت اقدس و اعلی نے اجلاس فرماکر
ارکان مجلس کے روبرو ارشاد فرمایا کہ آج شاید دار السلطنت حیدرآباد کی تاریخ مین یہ اول
روز ہے کہ یہان کے امرا مدلت بالاتفاق رئیس وقت کے سامنے سرکاری کامون مین مدد
دینے کے واسطے جمع ہوے ہین۔ ہندوستان مین ایسی تجویزون کا بہت کم رواج ہے مگر اب
سرکار انگلشیہ کا طریقہ حکومت دیکھکر ہندی ریاستون مین بھی کچھہ کچھہ شروع ہو چلا ہے۔ میری
بڑی خوشی تھی کہ یہ کونسل مقرر ہو مجھے امید ہے کہ جن امرا کو مین نے انتخاب کیا ہے اون سے
مجکو اور ملک کو بہت مدد ملیگی اور مین یہہ بھی امید رکھتا ہون کہ آپ لوگ اپنی ذاتی اغراض کو سرکاری
امور مین راہ نہ دیکر اور سب ملکر بالاتفاق کام کرین گے آپ لوگ اگر چاہین تو اپنے ملک کی
بہت بھلائی کر سکتے ہین اور ملک کی بھلائی میری بھلائی اور عین آپکی اپنی اسواسطے مین ہرگز
پسند نہ کرونگا کہ کوئی رکن اپنی راے کے خلاف میری راے کی تقلید کرے بلکہ مجھے
یہ امید ہے کہ آپ لوگ ہر مقدمہ مین نیک نیتی اور خیر خواہی کے ساتھہ آزادانہ راے دینگے
البتہ جو امر کہ ایک مرتبہ بالاتفاق طے ہو گیا ہو پھر اوس مین خلاف کرنا جائز نہوگا خواہ راے
کسی رکن کی اوسکے مخالف ہو یا موافق۔ آپ لوگ یقین جانو کہ مجھے ہر فرقہ و ہر گروہ کی رعایت
مدنظر ہے مین نہین چاہتا ہون کہ کسیکے واجبی حقوق تلف ہون مین سرکار اور رعایا دونون کے
حقوق کی یکسان رعایت کرونگا اور امرا کی بھی اوسیقدر رعایت کرونگا جس قدر غربا کی
اور مین امید کرتا ہون کہ کونسل بھی اسی طریقہ کو پسند کریگی اور بہ صلح و احتیاط و اتفاق اپنی خدمت
ادا کریگی۔ کونسل کے واسطے جو قواعد قرار پائے ہین اون کو مین جلد آپ لوگون کے پاس بھیجدونگا

کونسل کی کارروائی بلاکم وکاست قواعد مذکورہ کے موافق چلے گی اور مہینے میں دوبار پنجشنبہ کے روز کونسل منعقد ہوا کریگی چونکہ آجکا جلسہ ابتدائی ہے اسواسطے کوئی کام کونسل کے سامنے پیش نہیں ہوسکتا آیندہ جلسے سے کام شروع ہوگا۔

پھر نواب شمشیر جنگ بہادر نے اعلیحضرت اقدس واعلی سے اجازت چاہی کہ دو چار کلمے عرض کردوں بعد حصول اجازت نواب شمشیر جنگ بہادر نے عرض کیا۔

آج بڑا مبارک دن ہے آج وہ دن ہے کہ ہمارے قدردان جوہر شناس خداوندنعمت اعلیحضرت اقدس واعلی کو اللہ پاک نے ہمارا حاکم اور سردار کرکے ہمارے سرپر اوسکا سایہ ڈالا ہے اب ہمارے جوہر کھلینگے اور ہماری قدردانی ہوگی۔

اوراس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

جشن نوروز وسرفرازی خطابات ومنصب کاذکر

اور اسکے تئیس روز بعد ۲۳ جمادی الاول روز شنبہ کو جشن نوروزہ کا ترتیب پایا اور دربار اعلیحضرت اقدس واعلی بآئین شایستہ منعقد ہوا۔ ارکان دولت واعیان سلطنت حاضر دربار شاہی ہوے اور ترقی ومنصب کے احکام سنائے گئے ہرایک نے خلعت فاخرہ واضافہ منصب سے سرفرازی پائی چنانچہ میروزیر علیصاحب صاحبزادہ کو نہ ہزاری منصب ہشت ہزار سوار ازانجملہ چار ہزار یک اسپہ وچار ہزار دواسپہ علم ونقارہ وپالکی جھالردار بہ خطاب خانی وبہادری برقرار جنگ وآصف یارالدولہ آصف یارالملک اور منیرالدولہ بہادر کو نہ ہزاری منصب پنجہزار سوار وعلم ونقارہ وپالکی جھالردار اور خطاب مختارالملک عمادالسلطنۃ۔ اور شجاع الدولہ بہادر کو منیرالملک خطاب وہفت ہزاری منصب و چار ہزار سوار علم ونقارہ وپالکی جھالردار۔ اور سعیدالدولہ کو سعیدالملک خطاب سہ ہزار وپانصدی منصب دوہزار پانصد سوار علم ونقارہ وپالکی جھالردار۔ اور نواب میراکبرعلیخان بہادر کو اکبرجنگ

خطاب اور دو ہزاری منصب و ایک ہزار سوار عطا ہوے اور دار السلطنت حیدر آباد کی خدمت کوتوالی پر ۳ جمادی الثانی کو سرفرازی پائی۔ اور محمد علی منہم تقسیم منصبداران کو خانی و بہادری کا خطاب اور ایکہزار منصب۔ اور صارم جنگ بہادر بخشی کو عزیز الدولہ خطاب اور سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار علم و نقارہ اور مستحکم جنگ بہادر کو محبوب یار الدولہ خطاب سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ۔ اور اکرام جنگ بہادر کو بدر الدولہ خطاب و سہ ہزاری منصب و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ۔ نواب امتیاز الدولہ بہادر کو قیام الملک خطاب چار ہزاری منصب و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار۔ اور میر تہور علی کو خانی و بہادری اور مختار یار جنگ خطاب و دو ہزار منصب یکہزار سوار و علم۔ اور میر ریاست علیخان بہادر کو محبوب یار جنگ خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم۔ اور سردار دلیر جنگ کو سردار دلیر الدولہ خطاب سہ ہزاری منصب و پانصد سوار و علم۔ و مرزا محمد علی کو خانی و بہادری و شجاعت شعار جنگ خطاب دو ہزاری منصب و پانصد سوار و علم و مرزا علی محمد کو خانی و بہادری معتمد جنگ خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم۔ اور میر محمد علی کو خانی و بہادری خطاب اور ایکہزاری منصب اور اکرام اللہ خان کو خانی و بہادری نواب یار جنگ خطاب دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم و مولوی سید حسین کو علی یار خان بہادر موتمن جنگ خطاب اور دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم اور مولوی مہدی علیخان کو خانی و بہادری منیر نواز جنگ خطاب اور دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم اور سید کلیم اللہ خان بہادر کو قادر جنگ خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم۔ اور حکیم فیض اللہ خان کو خانی و بہادری افضل الحکما خطاب ایکہزار پانصدی منصب اور مولوی محمد صدیق کو خانی و بہادری خطاب ایکہزاری منصب اور مرزا محمد علیبیگ خان بہادر کو افسر جنگ خطاب اور دو ہزاری منصب سوار و علم۔ اور حکیم وزیر علیخان بہادر کو سلطان الحکما خطاب یکہزار پانصدی

منصب۔ و حکیم مرزا علی کو خانی و بہادری و حکیم الممالک خطاب یکہزار و پانصدی منصب اور گجانن پرشاد کو راجہ بہادر خطاب دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم و الیسری پرشاد کو راجہ بہادر خطاب یکہزاری منصب پانصد سوار و علم اور سوامی راو کو راجہ بہادر خطاب سہ و یکہزاری منصب عطا ہوا۔

اعلیحضرت اقدس و اعلی کے شکار کا ذکر اور دادرسی فریادیون کی شکارگاہ پر

اسی سال حضرت خداوند نعمت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے شیر کے شکار کا ارادہ فرمایا چنانچہ شکار گاہ موضع میلواڑہ بہ قرار پایا اور سواری مبارک اعلی حضرت اقدس و اعلی ۹ شعبان بروز شنبہ بجانب شکارگاہ روانہ ہوئی اور ہمرکاب سعادت انتساب رزیڈنٹ صاحب بہادر اور نواب میر لایق علیخان عماد السلطنت مختار الملک مدار المہام سرکار عالی اور نواب افسر جنگ بہادر و نواب محبوب یار جنگ بہادر معہ خدم و حشم ساڑھے گیارہ بجے رات کو نہضت فرمائے شکارگاہ ہوے اور صبح کے ۵ بجے اسٹیشن ناوندگی پر سواری مبارک پہونچی پھر وہان سے بسواری اسپ خاصہ موضع میلواڑہ خیمہ گاہ پر رونق افروز ہوئی اور اعلیحضرت اقدس و اعلی نے شکارگاہ کا رخ لیا اور ایک شیر کو بندوق سے مار ڈالا۔ اوس روز راستہ مین ایک مقام پر رعایا نے استغاثہ پیش کیا اونکی درخواستین اعلیحضرت اقدس و اعلی نے لین اور اوسپر مدار المہام کو مخاطب فرمایا اور شام کو صاحب عالیشان بہادر بارگاہ سلطانی مین باریاب ہو کر جام سلامتی اعلیحضرت اقدس و اعلی کا نوش کیا۔ اور کھڑے ہو کر مبارکباد دیکر عرض کیا کہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اعلیحضرت اقدس و اعلی نہ صرف شکار کے لیے ہی دار السلطنت سے باہر رونق افروز ہوے ہین بلکہ شکار کے ساتھ ہی اپنے ملک کی رفاہ کی طرف بھی توجہ فرماتے ہین اور مجھے امید ہے کہ جب سواری مبارک شکارگاہ پر رونق افروز ہوا کریگی اور جس قدر شیرون کا شکار فرمائینگے اسیطرح اور شکارگاہین

دخرابیان بھی ملک کی دور ہو جائین گی۔ اور مین زیادہ تر سنسگر گذار ہون کہ شکار مین شریک

رہا اور مہانداری بھی آرام سے ہوئی۔ اعلیحضرت اقدس و اعلی نے سر اولیور سنٹ جان

رزیڈنٹ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین بھی مشکور ہون کہ آپنے میری صحت کا پیالہ

نوش فرمایا اور مبارکباد دی اور شکارگاہ ہی پر ۱۸ شعبان کو بالمشافہہ مدار المہام سرکار عالی

کے دریافت مستغثین آغاز ہوئی چنانچہ کوڈالی کے مستغیثون کی شکایتون کے مقدمات سردار

دلیر الدولہ بہادر نے صبح ہی مرتب کر لیے اور اوسکے ملاحظہ پر ظہور الدین امین سیٹرم اور یوسف علی

جمعدار اور محمد علی دفعدار معطل کر دیے گئے۔ اور مولوی چراغ علی نے صیغہ مالگذاری کے متعلق

شکایتون کو قلم بند کیا اور سرسری تحقیقات کر گے مقامی عہدہ دارون کے پاس مزید تحقیقات

اور رپورٹ کے لیے کاغذات بہجد یے اور اوسی روز ساڑھے دس بجے صبح کو اور ایک

شیر کا شکار ہوا۔ الغرض اعلیحضرت اقدس و اعلی سات بجے شام کے بسواری اسپ عزیمت

فرماے دار السلطنت حیدرآباد ہوے۔ چونکہ شب تاریکی خرامان خرامان سواری مبارک

اعلیحضرت اقدس و اعلی اسٹیشن ناندیر پر آئی اور وہان سے بعد تناول خاصہ بسواری

اسپشل ٹرین روانہ حیدرآباد ہوے اور پانچ بجے صبح کے داخل محلسرا ہوے۔

اور اسکے تیسرے ہی مہینے مین پندرہ ذی قعدہ ۱۳۰۱ھ ہجری نواب میر لایق علیخان بہادر

مختار الملک مدار المہام سرکار عالی کا سفر بجانب کلکتہ پیش آیا اور وہان پہونچکر گورنر جنرل بہادر

سے ملاقات فرمائی اور چندہی روز بعد وہان سے روانہ ہو کر بروز چہارشنبہ دوسری محرم ۱۳۰۲ھ

کو داخل بلدہ ہو گئے اور انہین ایام مین بذریعہ لارڈ رپن گورنر جنرل بہادر ویسراے ہند منجانب

ملکہ معظمہ قیصر ہند کے اعلیحضرت اقدس و اعلی کے لیے نائٹ گرینڈ کمانڈر استار آف انڈیا

خطاب اور بارگاہ عالیہ مین خریطہ پیش ہوا۔

اور ۱۹ صفر ۱۳۰۲ہجری کو لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند مقرر ہوکر ولایت سے بمبی داخل ہوئے اور ۲۴ صفر کلکتہ پہونچے۔ لارڈ رپن صاحب بہادر نے اپنے جانشین کا استقبال کر کے ایوان خاص مین داخل کیا اور خود غرہ ربیع الاول شام کے وقت بمبی سے بسواری جہاز ولایت کی طرف روانہ ہوے۔

لارڈ رپن بوجہ بعض قوانین و تنسیخ کے جو بالخصوص اہل ہند کے لیے مفید ثابت ہوے رعایاے ملک ہند کی نظروں مین ہر دلعزیز تھے۔

اور اسی سال بسبب پیشقدمی زار روس لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند نے بمقام راولپنڈی ایک عظیم الشان دربار منعقد کر کے امیر عبد الرحمن خان بہادر امیر کابل کو راولپنڈی مین دعوت دی اور سرکار نظام کی طرف سے بھی منیر الملک مع چند افسران گئے اور بہت سے راجہ لوگ بھی آئے ہوے تھے سرکار انگریزی کا دربار راولپنڈی مین علاوہ تحائف وغیرہ کے اڑتالیس لاکھ بائیس ہزار چھ سو روپیہ نقد خرچ ہوگیا جس مین سے فقط چار لاکھ روپیہ نقد امیر کابل کو اکیس ہزار روپیہ یومیہ کے حساب سے دیے گئے باقی ماندہ فوج وغیرہ اور دیگر سامان کی فراہمی و درستی مین خرچ ہوا۔

بندگانعالی متعالی کے سفر بجانب نیلگری کا حال

اور اسی سال ۲۲ رجب ۱۳۰۲ہجری بروز جمعہ اعلحضرت اقدس و اعلی بطور ہوا خوری کے نیلگری کی طرف عزیمت فرما ہوے اور ہمرکاب سعادت انتساب مدار المہام سرکار عالی و عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر کبیر نواب بشیر الدولہ آسمانجاہ بہادر و نواب عماد نواز جنگ بہادر و منیر نواز جنگ بہادر و موتمن جنگ بہادر و محبوب یار الدولہ بہادر و افسر جنگ بہادر و حکیم الممالک بہادر و مولوی مہدی حسن فتحنواز جنگ بہادر و آغا شوشتری صاحب و راجہ مرلی منوہر بہادر وغیرہ رونق افروز ہوے اور وہان پر

مدار المہام سرکار عالی نے اعلیحضرت اقدس واعلی کی ضیافت کی جس مین انواع واقسام
کے مشروبات لذیذ ولطیف موجود تھے اور ۱۳ رمضان ۱۳۰۲ھ ہجری کو اعلیحضرت
کی طرف سے دعوت ہوئی اور تا بہ رونق افروزی اعلیحضرت اقدس واعلی کا دست کرم
کھلا ہوا ہزارہا غربا و معذورین کو روپیہ تقسیم ہوتے رہے۔ اور ۱۶ رمضان ۱۳۰۲ھ ہجری بروز
شنبہ قریب دس بجے دن کو اعلیحضرت اقدس واعلی کی خاص ٹرین معہ ہمراہین و خدم
وحشم داخل بلدہ ہوے اور مسٹر کارڈری صاحب بہادر رزیڈنٹ معہ اسٹاف اور امراء
دولت وارکان سلطنت وافسران اسٹیشن کے پلاٹ فارم پر حاضر تھے۔ اعلیحضرت اقدس
اعلی کی سواری مبارک اوترتے ہی سلامی بیاٹری سے ۲۱ توپین سر ہوئین اور والنٹیر
سوارون نے جو باڈریس فاخرہ جمے ہوے تھے حسب قاعدہ شاہی سلامی ادا کی راستون
کا انتظام اور پولیس کا بندوبست زیر نگرانی نواب اکبر جنگ بہادر کوتوال دار السلطنت نہایت
عمدہ تہا۔

تقرر مجلس بسبب واقع ہونے دسہرہ عشرہ شریف مین بلحاظ عدم وقوع فساد

۱۳۰۳ھ مین دسہرہ ایام عشرہ شریف مین واقع ہوا لہذا
باحتمال وقوع قصہ و فساد مابین ہنود واہل اسلام
منجانب سرکار نظام مولوی محمد صدیق خان بہادر عماد جنگ معتمد مدار المہام سرکار عالی نے ایک
مجلس منعقد ہوگی جسکے ارکان راجہ شیوراج بہادر دہرم ونت اور راجہ گردہاری پرشاد بہادر
اور رگہناتہ راو علاقہ دار راجہ راے رایان بہادر اور نواب رسول یار خان بہادر محی الدولہ تھے
الغرض باتفاق راے مجلس منظوری سرکار عالی ۴ ذیحجہ ۱۳۰۳ھ مین اس مضمون کا اشتہار
جاری کیا گیا۔

اول تمام ہندو بلدہ واضلاع کے اپنے اپنے گہرون مین بلا کسی باجے کے رسم پوجا ادا کرین

دوم جو لوگ سنگن کے واسطے باغون مین جانا چاہین وہ بلا کسی باجے اور سامان خوشی کے باغون مین جاکر پوجا ادا کر سکتے ہین۔

سوم تکما باہر لیکر نہ نکلین۔ اور ہندو لوگ اپنے اپنے گھرون کے چھوٹے چھوٹے دیولون مین بھی باجا نہ بجائین۔

چہارم بڑے بڑے خاص دیولون مین جو محاط ہون وہان دیولون کے احاطے کے اندر ہندو سیوا و پوجا معمولی باجے کے کر سکتے ہین۔ لیکن ہرگز دیولون کے باہر نہ نکلین اور مسلمان مندرون کے اندر سیوا اور پوجا مین کسی قسم کی مزاحمت نہ کرین۔ ہندوون کے گھر کی چھوٹی چھوٹی دیولین اس حکم سے بالکل مستثنیٰ ہین۔ اور جھنڈے ۱۵ محرم کو نصب کیے جائین۔ اور جو رسوم کہ جھنڈون کے نصب سے متعلق ہین مثل ذبح گوسفند وغیرہ وہ بھی اوسی روز ادا کیے جائین۔

اگر کوئی شخص خواہ ہندو یا مسلمان اس حکم کے برخلاف کریگا مجرم متصور ہوگا اور اوسکی نسبت حسب ضابطہ کارروائی ہوگی۔

انعقاد مجلس انتظام صرف خاص کا ذکر

اور غرہ محرم ۱۳۰۳ھ مین ایک مجلس بنام مجلس انتظام صرف خاص منعقد ہوئی جسکے میر مجلس سی کلارک صاحب بہادر اور نائب میر مجلس بدر الدولہ بہادر اور نواب قدیر جنگ بہادر۔ اور معتمد مجلس مولوی سید یوسف الدین صاحب اس مجلس سے انتظام مخارج و مداخل تعلقات صرفخاص متعلق تھا۔ مگر اسکے تھوڑے ہی زمانہ بعد مجلس برخاست ہوگی اور نواب سید عبد الرزاق آصف نواز الملک بہادر نے خدمت معتمدی سے سرفرازی پائی۔

سفر اعلیحضرت اقدس و اعلی بجانب مدراس

اور ۲۴ جمادی الاول ۱۳۰۳ ہجری صبح کے آٹھ بجے

اعلیحضرت اقدس و اعلی عازم مدراس ہوے ہمرکاب سعادت انتساب مدار المہام سرکار عالی
مو رزیڈنٹ کارڈی صاحب بہادر اور نواب موتمن جنگ بہادر اور نواب افسر جنگ بہادر
اور نواب محبوب یار جنگ بہادر و نواب مختار یار جنگ بہادر اور نواب منیر نواز جنگ بہادر
اور مولوی مہدی حسن صاحب اور مرزا علی خان بہادر حکیم الممالک اور مولوی میر محمود صاحب
اور مسٹر فریدون جی کے شہر مدراس کو خاص ریل پر روانہ ہوے۔

اور اسی تاریخ لارڈ ڈفرن صاحب بہادر گورنر جنرل کا دخانی جہاز کلایو نامی بھی ساحل
مدراس پر گیارہ بجے ۳۰ منٹ کو لنگر انداز ہوا۔

شہر مدراس تمام آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا اور شاہراہ پر جابجا بیرقین رنگارنگ اور کمانین
خوشنما وضع لگائی گئی تھین وائسرائے کے جہاز پر سے اوترتے ہی ۱۳ شلک توپین سلامی کی
سر ہوئین اور گورنر جنرل بہادر ساڑھے پانچ بجے گورنمنٹ ہوس مین جا اوترے اور اوسی
شب نو بجے ۲۰ منٹ پر گورنر جنرل بہادر کا دربار ہوا۔

سواری مبارک اعلیحضرت کے دیکھنے کے لیے اوس راستے پر سے جو ریلوے اسٹیشن سے
عمدہ باغ کو جاتا ہے ہزار ہا خلوق خدا کا اژدحام تھا اور اعلیحضرت اقدس و اعلی کی تعظیم کے
واسطے پندرہوین مدراس پلٹن کے سو جوان کا ایک تعظیمی گارڈ معہ بیانڈ و نشان استادہ
کیا گیا تھا اعلیحضرت اقدس و اعلی کی ٹرین وقت مقررہ پر داخل مدراس ہوتے ہی فصیل
قلعہ مدراس سے ۲۱ ضرب توپون کی شلک سلامی ہوئی اور اعلیحضرت اقدس و اعلی بسواری
بگھی جو گورنمنٹ ہوس سے آئی ہوئی تھی مع بدرقہ سواران باڈیگارڈ گورنری مونٹ روڈ پر
سے ہوتی ہوئی داخل عمدہ باغ ہوئی یہ باغ خاص خیر النسا بیگم صاحبہ کا ہے جو نواب کرناٹک
مرحوم کی بیگم ہین۔ دوسرے روز ساڑھے گیارہ بجے گورنمنٹ ہوس مین اعلیحضرت اقدس و اعلی

گورنمنٹ ہوس مین رونق افروز ہوے اور گورنر مدراس سے ملاقات فرمائی اسکے تھوڑے ہی دیر بعد
مراجعت فرمائے عمدہ باغ ہوے اوسی روز شام کے ۶ بجے ۳۰ منٹ پر گورنر صاحب بہادر مدراس
بھی عمدہ باغ مین قیام گاہ اعلیحضرت اقدس اعلی پر اکراماً بازدید ادا فرمائے

الغرض سرکار انگریزی و اہل اسلام مدراس اور ہنود نے اعلیحضرت بندگانعالی کے خیر مقدم مین کوئی
دقیقہ اوٹھا نہین رکھا اور انجمن اسلامیہ اہل ہنود مدراس نے جو تہنیت نامے بارگاہ اعلیحضرت اقدس اعلے
مین گذرانے اوسکے جواب مین اعلیحضرت اقدس و اعلی نے ارشاد فرمایا کہ مین بہت مسرور اور خوش ہوا
کہ اہل مدراس نے میرے آنے سے ایسی خوشدلی اور اس قدر حسن عقیدت ظاہر کی ہے۔ اور
اپنے اپنے نیک ارادے اور مہربان خواہشین جو میری جانب ظاہر کی ہین مین اون کا شکریہ ادا
کرتا ہون اور یہ امر بھی یقینی ہے کہ یہان کی قلیل اقامت کی بہت خوشنما یادگارین اپنے ہمراہ واپس
لیجاؤنگا۔ اور اعلیحضرت اقدس و اعلی نے پانچہزار روپیہ کی خیرات بذریعہ کمشنر پولس غربا کو تقسیم فرمائی
اور اوسی شب عمدہ باغ مین کثرت سے روشنی ہوئی اور آتشبازی کی بھی کثرت رہی۔ اور خیر النسا بیگم صاحبہ
کی طرف سے اعلیحضرت اقدس و اعلی کی ضیافت عمدہ طور سے ادا ہوئی۔

اور گورنر جنرل بہادر تین روز تک شہر مدراس مین رہکر ۲ جمادی الاول ۱۳۰۷ھ کو دس بجے ۳۰ منٹ
رات کو کلکتہ جانے کے لیے کلیو نامی جہاز پر سوار ہوے اور صبح کو جہاز لنگر انداز ہوکر سمت کلکتہ راہی ہوا
اور انہین ایام مین فیمابین اعلیحضرت بندگان عالی و نواب سر سالار جنگ لائق علیخان بہادر
عماد السلطنۃ ناچاقی ہوگئی۔ اوس ناچاقی کو طرفین کے حاشیہ نشین حضرات نے اس حد تک بڑھا
دیا کہ مصالحت ناممکن ہوگئی بلکہ کشش اور تلخی مین روز افزون ترقی ہونی گئی بعد ازان اعلیحضرت بندگان عالی نے
سلخ جمادی الاول بروز یکشنبہ آٹھ بجے دن کو معہ خدم و حشم دار السلطنت حیدرآباد کا
ارادہ فرمایا اور غرہ جمادی الثانی بروز دوشنبہ دار الخلافۃ حیدرآباد مین رونق افروز ہوئے

۲۱ ضرب توپخانہ شاہی سے سلامی کی سر ہوئین اور فوج باقاعدہ نے سلامی ادا کی۔ اور اہلکاران وافسران پولیس متعلقہ نواب اکبر جنگ بہادر کوتوال دار السلطنت حیدرآباد سواری مبارک کے انتظام اور اہتمام مین مصروف تھے۔

اور امیر وزیر کی باہمی مصالحت کے لیے سلطنت کے بعض دوراندیشون کے سوا گورنمنٹ انگریزی نے بوجہ ذاتی تعلق نواب مختار الملک سالار جنگ اول کے بہت کوشش کی چنانچہ بیلی صاحب سابق رزیڈنٹ حیدرآباد منجانب گورنمنٹ ہند بغرض مصلحت بھیجے گئے مگر کوئی مفید اثر مترتب نہوا بالآخر خود لارڈ ڈفرن نے فیصلہ کے لیے تشریف فرمائے بلدہ ہوئے انہون نے بھی بجز اسکے اور کچھہ نہ کیا کہ کرنل مارشل کو اعلیحضرت کا پرایویٹ سکرٹری مقرر کر کے مدار المہام کے تعلقات کو بہت کم دیا گویا پرایویٹ سکرٹری مدار المہام تھے یہی پرایویٹ سکرٹری نے آئندہ کے نقصانات کا سخت خوف دلاکر نواب عماد السلطنة سے استعفا دلادیا اور اسطرح یہ سلسلہ وزارت غلو لنے شکست ہوا۔

معزولی نواب میر لایق علیخان بہادر مختار الملک خدمت وزارت سے اور سرفرازی خلعت وزارت سر آسمان جاہ بہادر کا ذکر۔

چنانچہ ۱۳۰۴ ہجری مین نواب میر لایق علیخان بہادر سر سالار جنگ نے وزارت سے استعفا پیش کردیا چند روز تک اعلیحضرت اقدس اعلی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ نے بذات خاص عنان وزارت بھی اپنے دست قدرت مین لیکر انصرام کار فرمایا اور پیشی مین اعلی حضرت اقدس واعلی کے امورات مدار المہامی کے لیے کرنل مارشل صاحب بہادر کارگذار رہے مگر اسکے چند ہی روز بعد آخیر ۱۳۰۴ ہجری مین نواب رفعت جنگ بشیر الدولہ عمدة الملک اعظم الامرا امیر اکبر محمد مظفر الدین خان سر آسمان جاہ بہادر نے خلعت وزارت سے سرفرازی پائی اور عنان حکومت وزارت سبنہالی چنانچہ تاریخ وزارت جو نواب مرزا خان بہادر داغ دہلوی نے لکھی ہے ہدیہ ناظرین ہے

تاریخ وزارت

پیشِ سلطان این سلطان خسرو ملک دکن — پھر بشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر
قابل مدح و دعا ہین لایق وصف و ثنا — بادشاہت بے بدل ہے تو وزارت بے نظیر
یہہ دلاور ہے سکندر وہ بہادر تہمتن — شاہ عالمگیر دستور معظم شیر گیر
حبذا خاقان دوران مرحبا نواب عہد — اوس سے جان آرام مین ہے اس سے دل راحت پذیر
یہہ اگر ابر کرم ہے وہ ہے دریائے نوال — کیون رہے ملک دکن مین نام کو بھی اب فقیر

داغ تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکھہ
مہر و ماہِ آسمانِ نور ہین شاہ و وزیر
۱۳۰۵ھ

ایضاً

ملا آج نواب کو خاص خلعت — ہوئی دہوم سے دہوم ماہی سے تا ماہ
کہی داغ نے خوب تاریخ اسکی — وزیر شہنشاہ سر آسمان جاہ
۱۳۰۵ھ

انتظام ملکی کی اصلاحین اور اسکا انتظام وتقسیم ملک قلمرو سرکار نظام کا حال

اب مین ختم کرتا ہون اسکو انتظام ملکی کی اصلاحون اور تقسیم ملک قلمرو سرکار نظام پر۔ واضح ہو کہ ملک سرکار عالی کی ضلع بندی سنہ ۱۲۵۰ف کی گئی اوسوقت پہلے تو ہر ایک ضلع مین ایک عدالت قایم ہوئی تہی اور عدالت ماتحت سے عدالتہائے صدر مین مرافعہ دایر ہوتے تھے اور ان کا مرافعہ خود وزیر اعظم مدار المہام دار السلطنت سرکار نظام پاس ہوتا تہا۔ پہر سنہ ۱۲۸۱ء ایک مجلس عالیہ عدالت خاص دار السلطنت حیدر آباد مین قایم ہوئی جسمین عدالتہائے اضلاع قلمرو کے مرافعہ سنے جانے لگے اور اسمین ایک میر مجلس اور چار ارکان مقرر کیے گئے اور کچھہ سیدہی سادہی قاعدے باندہ دیے گئے تھے جب اعلیحضرت اقدس و اعلی تخت نشین ہوے تو اسکے انتظام و درستی کی طرف توجہ فرمائی سب سے پہلے صوبہ اورنگ آباد مین دیوانی کے کامون کو علحدہ کر کے عدالتہائے منصفی قایم کی گئین اور چار ضلعون پر ایک ناظم عدالت

اور سمت مین ایک ناظم صوبہ کا تقرر ہوا جسکے فیصلہ کا آخری مرافعہ دار السلطنت حیدرآباد کی مجلس عالیہ عدالت ہائی کورٹ مین ہوتا ہے اور اسکیلیے ایک ضابطہ کارروائی مقرر کیا گیا اور اسیطرح عدالتہائے دیوانی اور فوجداری کا ایک مجموعہ قوانین تیار ہوا اور قانونی کارروائی کا رواج پایا اور سب سے بڑھکر یہہ انتظام ہوا کہ عہدہ دار اور افسرون کی تنخواہین بڑھادی گئین جس خدمت زمانہ سابق مین چھہ سو روپیہ ماہوار تھی دو دو ہزار روپیہ ماہانہ پر اضافہ اور ترقی کی گئی جس سے منشاء سرکار یہی ہے کہ عہدہ دار اپنی ذاتی غرضون کو راہ نہ دین اور دادرسی کے پردہ مین انصاف کو نچھوڑین اور طریق ناجائز سے روپیہ کمانے کے لیے کچھہ عذر باقی نرہے۔ پھر اس خیر اندیشی کے ساتھہ یہہ بھی قاعدہ جاری کیا گیا کہ جہان کسی افسر نے کوئی خطا کی وہین بیدھڑک اسکو قرار واقعی سزا دیجائے۔ اور انہین دنون مین دار السلطنت حیدرآباد مین بنظر آسایش خلق اللہ بذریعہ نلون کے آبرسانی کی گئی اور انہین ایام مین محکمہ رجسٹری بھی قایم ہوا اور دار السلطنت کے انتظام کے لیے چار وزرا کا تقرر ہوا چنانچہ وزارت صیغہ فوج پر راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر اور وزارت صیغہ عدالتہائے سرکار عالی و امور عامہ پر نواب سرفراز حسین خان صفدر جنگ مشیر الدولہ فخر الملک بہادر۔ اور وزارت صیغہ مالگزاری سرکار عالی نواب فضل الدین خان بہادر سکندر جنگ اقتدار الملک اقبال الدولہ وقار الامرا بہادر کے تفویض ہوئی اور صیغہ وزارت کوتوالی ہائے سرکار عالی و تعمیرات عامہ پر نواب شہاب جنگ افتخار الدولہ افتخار الملک بہادر قرار پائے اور ان کے اقتدارات کے لیے جداگانہ قواعد منضبط ہوئے نگران چارون وزراؤن پر وزیر اعظم کی نگرانی رکھی گئی اور جوابدہ امورات سلطنت کیے گئے۔

اور تقسیم ملک بلحاظ انتظام گورنمنٹ کل ملک قلمرو سرکار نظام چار صوبون اور پندرہ ضلعون پر منقسم کیا گیا اور ہر ایک صوبہ مین ایک صوبہ دار کی اور ایک ضلع تعلقدار کی حکومت رکھی گئی جنکے اسما ذیل مین بہ ناظرین ہین۔—

صوبۂ ورنگل

صوبۂ ورنگل سمت شرقی مین واقع ہے اور اسکے حدود اربعہ۔ یہ مین۔ حد شمالی ضلع ایلگندل۔ حد جنوبی

دریاے کرشنا۔ حد شرقی دریاے گوداوری۔ حد غربی ضلع لنگسگور و رائچور ہین۔ اوراس صوبہ کی مردم شماری اکیس لاکہ باون ہزار تین سو بچانوے اور آمدنی تینتالیس لاکہ ترپن ہزار تین سو روپیہ ہے۔ رقبہ (۷۰۰۴۰۲) میل مربع اوراس صوبہ مین تین ضلع اور ایک ضلع اطراف بلدہ صرف خاص کے تعلقات واقع ہین۔

ضلع اطراف بلدہ متعلقہ صرف خاص کا تذکرہ

اور ضلع اطراف بلدہ دار السلطنۃ حیدرآباد کے آس پاس ہے اسکی حد شمالی ضلع بیدر میدک ایلگندل جنوب مین ضلع محبوب نگر اور مغرب مین ضلع گلبرگہ اور مشرق مین ضلع نلگنڈہ و محبوب نگر ہے رقبہ (۳۳۶۳) میل مربع اور مردم شماری (۴۱۵۰۳۹) کل آمدنی اسکی اکتالیس لاکہ سے کچہ زاید ہے اور کل دیہات اسمین (۳۴۴۱) واقع ہین اور یہہ ضلع چار سمتون پر منقسم کیا گیا ہے اور ایک تعلقہ ٹپلور ہے۔ سمت غربی اور سمت جنوبی وسمت شرقی وسمت شمالی علاوہ اسکے تمام علاقہ دیوانی مین تعلقات اور دیہات صرف خاص کے واقع ہین۔

ضلع ورنگل کے حدود اور اسکے تعلقات کا ذکر

ورنگل کی حد شمالی ضلع یلگندل۔ حد جنوبی دریاے کرشنا اور مشرق مین دریاے گوداوری و ضلع مچھلی بندر متعلقہ سرکار انگریزی اور مغرب مین ضلع نلگنڈہ و یلگندل۔ رقبہ (۹۷۷۹) میل مربع اور مردم شماری (۸۵۳۱۲۹) اور آمدنی اس ضلع کی سالانہ سترہ لاکہ ترپن ہزار نو سو روپیہ اور اس مین کہمم اور مدیرہ و پالونچہ اور پاکہال اور کنڈیکنڈہ اور وردنا پیٹہ اور ورنگل و پرکال اور چریال ایسے نو تعلقات ہین اور ہر ایک تعلقہ مین ایک ایک تحصیلدار اور ایک امین پولیس اور دو دو مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

ضلع نلگنڈہ کے اربعہ حدود اور تعلقات کا تذکرہ

اور ضلع نلگنڈہ کے حدود شمال مین ضلع

ورنگل جنوب مین دریاے کشنا۔ مشرق مین ضلع محبوب نگر اور ضلع اطراف بلدہ رقبہ (۴۱۳۱) میل مربع اور مردم شماری (۶۲۴۴۶۱۷) آمدنی سالانہ بارہ لاکھ بتیس ہزار چار سو روپیہ۔ اور اس ضلع مین پانچ تعلقہ منقسم ہین۔ نلگنڈہ۔ دیول پلی۔ دیورکنڈہ۔ سُریا پیٹھ۔ اور ہر تعلقہ مین ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک امین کوتوالی ہے اور مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

ضلع محبوب نگر کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع محبوب نگر کے حدود یہ ہین۔ شمال مین اطراف بلدہ جنوب مین دریاے کشنا۔ اور مشرق مین ضلع نلگنڈہ اور مغرب مین گلبرگہ شوراپور و رایچور۔ رقبہ (۵۵۴۹) میل مربع اور مردم شماری (۶۷۴۶۴۹) اور یہ ضلع آٹھ تعلقون پر منقسم کیا گیا ہے۔ ناگر کرنول۔ کولکنڈہ۔ ناراین پیٹھ۔ مکتھل۔ کلواکرتی۔ جڑچرلہ دیورکدرہ۔ ابراہیم پٹن۔ اور امراباد و پرگی کی دو پٹیان۔ جس مین نایب تحصیلدار ہین اور باقی آٹھون تعلقون پر ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک امین پولیس اور دو دو مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

صوبہ محمد آباد بیدر

صوبہ محمد آباد بیدر سمت شمالی مین واقع ہے۔ اور اس صوبہ کی حد شمالی مان گنگا اور دریاے وردہا۔ برار اور ممالک متوسط۔ جنوب مین اطراف بلدہ اور ضلع ورنگل مشرق مین گوداوری اور وردہا۔ مغرب مین پربہنی و ناندیڑ و دریاے مانجرا رقبہ (۲۱۶۱۴) میل مربع آبادی کل صوبہ کی (۳۰۰۹۱۸) اور یہ صوبہ چار ضلعون پر منقسم کیا گیا ہے۔

ضلع میدک کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

ضلع میدک جسکو گلشن آباد بھی کہتے ہین اسکے شمال مین ضلع اندور جنوب مین اطراف بلدہ مشرق مین ضلع ایلگندل۔ مغرب مین ضلع بیدر ہے اور آمدنی اس ضلع کی سترہ لاکھ بہتر ہزار روپیہ ہے اور مردم شماری

(۳۶۷۳۵) اور یہ ضلع پانچ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے اور ہر تعلقہ مین ایک تحصیلدار اور ایک امین پولیس اور دو دو مدرسہ تعلیم کے لیے کل تعلقون کے نام یہ ہین۔ میدک۔ لمگال۔ اندول۔ رایم پیٹھ۔

ضلع اندور اور اسکے تعلقات و حدود ارضی کا تذکرہ و قسمت تعلقات

اور ضلع اندور کے شمال مین علداری سرپور تاندور جنوب مین ضلع میدک مشرق مین ضلع یلگندل۔ اور مغرب مین مانجرا اور گوداوری ندی۔ و اضلاع ناندیڑ پربہنی جسکا رقبہ (۴۷۰۴) میل مربع اور سالانہ محاصل اکیس لاکھ چھ ہزار تین سو روپیہ اور مردم شماری (۶۳۹۵۹۸) ہے اور یہ ضلع نو تعلقون مین قسمت کیا گیا۔ اندور۔ بودہن۔ ارمور۔ نرمل۔ اودسہ۔ نرساپور۔ یلاڑدی ڈپٹہ۔ بلولی۔ ادلور۔ بانسواڑہ۔

ضلع یلگندل کے حدود اربعہ اور اسکے تعلقات کا تذکرہ

اور ضلع یلگندل کی حد شمالی سرپور تاندور ہے جنوب مین اطراف بلدہ اور ضلع ورنگل مشرق مین حد دریاے وردھا ممالک متوسط ہند اور مغرب مین حد ضلع میدک اور اندور کے ضلع ہین کل رقبہ (۴۸۱۰) میل مربع اور آبادی (۱۰۹۴۶۰) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکھ بیس ہزار ہے اسمین آٹھ تعلقہ ہین اور ہر تعلقہ مین دو دو مدرسہ اور ایک ایک تحصیلدار و امین کوتوالی ہے جسکے نام یہ ہین۔ کریم نگر۔ ملنگور۔ پلاس۔ لتپور۔ گجویل۔ چنور۔ مہادیوپور۔ حسن آباد۔

ضلع بیدر اور اسکے حدود اربعہ و تعلقات کا ذکر۔

اور ضلع بیدر کی حد شمالی جاگیر راجہ راے رایان و ضلع ناندیڑ اور جنوب مین تعلقہ بھالکی و دہار اسیون اور شرق مین ضلع اندور و میدک اور مغرب مین ضلع بیڑ رقبہ (۲۶۳۱) میل مربع اور مردم شماری (۹۰۱۹۸۴) آمدنی سالانہ نو لاکھ چوہتر ہزار تین سو روپیہ اور یہ ضلع پانچ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے۔ بیدر

او دگیر۔ انگول۔ راجورہ۔ وردول۔ مانگا۔ اور اسکے سوا دو تعلقہ صرف خاص کے ہین۔

عملداری سرپور تانڈور کے حدود و تعلقات کا ذکر

اور عملداری سرپور تانڈور کے حدود شمالی دریاے وردہا۔ اور مان گنگا۔ اور جنوب مین ضلع یلگندل اور اندور و مشرق مین دریاے وردہا اور مغرب مین دریاے مان گنگا جسکا رقبہ (۵۰۲۲) میل مربع اور آمدنی سالانہ تین لاکھ چار ہزار ایک سو روپیہ۔ مردم شماری (۲۳۱۷۵۴) اور یہہ عملداری سرپور ایدلاباد راجورہ مانک گڈہ تین تعلقون مین منقسم کی گئی ہے اور اسکے علاوہ تین تعلقات صرف خاص کے بھی اسمین داقع ہین۔

صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد

یہہ صوبہ سمت غربی مین واقع ہے اور اس صوبہ کے حدود شمالی مین ناسک اور اضلاع مفوضہ برار اور جنوب مین نلدرگ اور بیدر اور مشرق مین سرپور تانڈور اور مغرب مین خاندیس اور احمدنگر ہے۔ اور رقبہ کل صوبہ تخمیناً (۱۵۴۴۷) اور مردم شماری (۲۹،۵۶۱) آمدنی سالانہ ترسٹھہ لاکھہ پینتیس ہزار ایک سو انتالیس روپیہ اور اس صوبہ مین چار ضلع واقع ہین۔ اورنگ آباد۔ بیڑ۔ پربہنی۔ ناندیڑ۔

ضلع اورنگ آباد کے تعلقات کا ذکر۔

ضلع اورنگ آباد کی حد شمالی و غربی احمدنگر۔ ناسک۔ خاندیس اور مشرق مین اضلاع مفوضہ برار۔ و پربہنی اور جنوب مین گوداوری و ضلع پربہنی و بیڑ و احمدنگر۔ علاقہ سرکار عظمت مدار اس ضلع کا رقبہ (۶۹۸۶) میل مربع اور مردم شماری (۷۲۸۹۷۵) اور سالانہ محاصل تخمیناً بیس لاکھہ ساٹھہ ہزار انتالیس روپیہ اور یہہ ضلع آٹھہ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اورنگ آباد۔ امبڑ۔ بیضاپور۔ پٹن۔ جالنہ پور۔ کنھڑ کانڈاپور۔ بہوکردن۔ اسکے علاوہ اسمین دو تعلقہ صرف کے بھی واقع ہین۔

ضلع بڑ کے حدود اربعہ اور تقسیم تعلقات کا ذکر

اور ضلع بڑ کی حد شمالی مین دریاے گوداوری اور جنوب مین دریاے مانجرا اور شرق مین تعلقات راجورہ و پالم متعلقہ صرف خاص اور مغرب مین دریاے سینا اور پہاڑیان لکمہ ڈونگر کل رقبہ اس ضلع کا (۳۸۹۵) میل مربع اور مردم شماری (۴۴۳۷۴۲) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکھ اٹھانوے ہزار تین سو روپیہ ہے اور یہہ ضلع چھہ تعلقون پر قسمت پذیر ہے۔ بڑ۔ انبہ جوگائی۔ پاترو۔ کیج۔ کیوراٸی اشٹی اور اسمین ایک تعلقہ صرف خاص بھی واقع ہے۔

ضلع پربہنی کے حدود اربعہ کا ذکر

اور ضلع پربہنی کے شمال مین مان گنگا اور اضلاع مفوضہ برار۔ جنوب مین دریاے گوداوری۔ مشرق مین ضلع ناندیڑ۔ مغرب مین ضلع اورنگ آباد۔ کل رقبہ اسکا (۴۳۳۵) میل مربع۔ اور سالانہ آمدنی تیرہ لاکھ ستاسی ہزار نوسو روپیہ۔ اور مردم شماری (۸۰۵۳۳۵) یہہ ضلع چھہ تعلقون پر منقسم ہے۔ پربہنی۔ پاتھری۔ حدگاون۔ اونڈا۔ جلنتور۔ نرسی۔

ضلع ناندیڑ کے حدود کا ذکر

اور ضلع ناندیڑ کے شمال مین ضلع پربہنی جنوب مین ضلع بیدر مشرق مین دریاے مانجرا گوداوری و ضلع اندور۔ مغرب مین ضلع بڑ۔ کل رقبہ (۴۱۲۳) میل مربع سالانہ آمدنی پندرہ لاکھ اکہاسی ہزار ایک سو روپیہ اور مردم شماری (۶۳۳۵۲۹) ہے اسمین آٹھ تعلقہ واقع ہین۔ ناندیڑ۔ دگلور۔ مدہول۔ قندہار۔ ساڈباڑ (لاٹ) بستہ نگر۔ اردہاپور۔ بہینسہ۔ اور دو تعلقات صرف خاص کے بھی واقع ہین۔

صوبہ حسن آباد گلبرگہ شریف

یہہ صوبہ سمت جنوب مین واقع ہے اسکی حد شمالی جاگیر پائیگاہ۔ حد جنوبی دریاے تنگبھدرہ ضلع کرنول۔ و ضلع بلہاری۔ حد شرقی ضلع محبوب نگر جاگیر گدوال۔ مغرب مین

حدود ضلع ہی رقبہ (۱۲۶۳۲) میل مربع. اور سالانہ آمدنی پینتالیس لاکھ بارہ ہزار نوسو تین روپیہ ہے. اور مردم شماری (۲۴۳۰۹۹۹) اور یہ صوبہ چار ضلعون پر منقسم ہے گلبرگہ شریف. رایچور. لنگسگور. نلدرگ.

جبتک کہ گلبرگہ اس سرزمین پر قایم رہیگا نواب یار جنگ بہادر سابق صوبہ دار گلبرگہ کا نام یادرہیگا. جنھون نے نہایت عالیشان محلات اور باغات و بازار وغیرہ بناکر گلبرگہ کو بہت ہی قابل وقعت شہر بنادیا ہے.

ضلع گلبرگہ شریف کے تعلقات کا ذکر.

اور گلبرگہ شریف کی حد شمالی ضلع بیدر. حد جنوبی دریاے بہیمرا اور حد غربی کلاڈگی شولاپور. حد شرقی ضلع محبوب نگر دارالسلطنت حیدرآباد ہے. رقبہ اس ضلع کا (۳۸۰۰) میل مربع اور آمدنی سالانہ گیارہ لاکھ باسٹھ ہزار دوسو تین روپیہ اور مردم شماری (۶۴۹۲۵۸) اور سات تعلقون پر یہ ضلع تقسیم پذیر ہے. گلبرگہ. کوڑنگل. سیڑم. گورمکال. چھاگالو. چنچولی. جیور گی.

ضلع رایچور کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع رایچور کے شمال مین دریاے کرشنا جنوب مین تنگبھدرہ علاقہ مدراس. مشرق مین دریاے کرشنا ضلع محبوب نگر مغرب مین ضلع لنگسگور ہے اور کل رقبہ (۹۰۰۰) میل مربع سالانہ آمدنی تیرہ لاکھ ترانوے ہزار دوسو روپیہ. اور مردم شماری (۵۱۲۴۵۵) اس ضلع مین رایچور. مانوی دیودرگ. الپور. برگیرہ. اسکا نام بدل دیا گیا ہے. یادگیر. ایسے چھہ تعلقہ ہین.

ضلع لنگسگور کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع لنگسگور مین چھہ تعلقات ہین. لنگسگور اور گنگاوتی. کشتگی. سندھنور. شوراپور. اور ضلع ہذا کی حد شمالی تعلقات اندولہ اور یادگیر. جنوب مین دریاے تنگبھدرہ. مشرق مین ضلع رایچور. مغرب مین ضلع

دہارواڑ علاقہ احاطہ بمبئی کل رقبہ اسکا (۹۰۰۰) میل مربع۔ اور مردم شماری (۱۴۱۰۰۰۶۲)۔ اور سالانہ آمدنی چودہ لاکھ چھیانوے ہزار پانسو روپیہ ہے۔

ضلع نلدرگ کے تعلقہ کا ذکر

اور نلدرگ کی حد شمالی دریاے مانجرا ضلع بیڑ۔ حد جنوبی ضلع بیڑ جاگیر پائیگاہ اور علاقہ بندر بمبئی سرکار عظمت مدار مشرق مین تعلقہ بھالکی جاگیر پائیگاہ تعلقہ دہار اسیون ضلع بیدر مغرب مین دریاے سینا اور احمد نگر علاقہ سرکار عظمت مدار تعلقہ بندر بمبئی کل رقبہ (۱۷۳۲) میل مربع اور سالانہ آمدنی چار لاکھ پچھتر ہزار روپیہ۔ اور مردم شماری (۲۷۳ ۲۶۵۹) اور اس ضلع مین صرف تین تعلقات۔ نلدرگ۔ تلجاپور۔ اوسہ۔ اور چار تعلقہ یعنی قسلم اور دہار اسیون۔ واسی۔ پرینڈا صرفخاص کے ہین۔

اضلاع مفوضہ برار

یہہ ملک شمار جو دار السلطنت حیدرآباد کا شمالی حصہ ہے فوج کنٹنجنٹ کے خرچ کے لیے سرکار انگریزی کو عہدنامہ کی رو سے براے چندے تفویض کیا گیا ہے اور فوج وغیرہ جملہ اخراجات ملک سے جو کچھ بچتا ہے وہ رقم داخل خزانہ عامرہ سرکار عالی ہوتی ہے اسکے حدود اربعہ یہہ ہین۔ شمال و مشرق مین ممالک متوسط ہند۔ جنوب مین صوبہ غربی و شمالی سرکار عالی اور مغرب مین احاطہ بندر بمبئی اسکا رقبہ (۱۷۷۱۱) میل مربع اور مردم شماری تخمیناً (۲۶۷۲۶۷۳) اور یہہ ملک چھ ضلعون پر تقسیم ہے امراوتی۔ ایلچپور۔ بلڈانہ۔ اکولہ۔ وُن۔ باسم

خراج گذار راجاؤن کا تذکرہ

سرکار عالی کے قلمرو مین راجہ گدوال جسکی آمدنی چار لاکھ روپیہ سالانہ ہے اور راجہ گرکنڈہ اور رانا اناگندی و راجہ سگرو راجہ ونپرتی و راجہ عٹپول۔ و رانی گوپال پیٹھ۔ دیسمکہ نرکھوڑا۔ راجہ امرچنتا۔ راجہ بالسواڑہ راجہ دودم کنڈہ۔ راجہ چلواد راجہ چنچولی وغیرہ ہین۔

جاگیرات کے اقسام اور قلمرو دارالسلطنت حیدرآباد مین جاگیرات بھی پانچ قسمون پر منقسم ہین۔ اول صرف خاص اعلحضرت اقدس واعلی کی خانگی آمدنی کا بہت بڑا حصہ تعلقات صرف خاص سے وصول ہوتا ہے اور یہہ تعلقات اس ریاست کے مختلف اضلاع مین واقع ہین اور اسکی جملہ آمدنی اسی نود لاکھہ سے کم نہین ہے۔ ان تعلقات کے معاملات کا تصفیہ اعلی حضرت اقدس واعلی کے حکم سے بذریعہ نواب آصف نوازالملک بہادر معتمد صرف خاص ہوتا ہے اور اس کام مین بڑا حصہ اعلی حضرت اقدس واعلی کے وقت کا صرف ہوتا ہے۔

دوم جاگیر پائیگاہ ہے جسکی کل آمدنی تخمیناً نود لاکھہ روپیہ کے قریب ہے اور ان کے تعلقات الند۔ ناراین کیہر۔ کوٹ کر۔ گندل واڑی۔ ولندی۔ ہتنورا۔ حب گوا۔ یلغرپ سندبوکی۔ ہنچولی۔ گلبرجاگیرات صرف خاص وغیرہ جسکی تفصیلی کیفیت ظاہر نہین ہوسکتی ہے۔

قطعۂ تاریخ اختتام کتاب محبوب السلاطین از

رہنماے سالکان طریق سخندانی وپیشواے رہروان

مراحل نکتہ دانی افضل دوران اکمل زمان عالیجناب

مولانا مولوی علی احمد صاحب فاروقی الصفوی المتخلص بہ خرم سندیلہ

سررشته دار محکمه کوتوالی دارالسلطنت فرخنده بنیاد حیدرآباد

سپهر معانی محمد حسین — که داند همه رازهای نهان
به خلق و وفا همچو باد بهار — بصدق و صفا همچو آب روان
کتاب گرانمایه تالیف کرد — در احوال شاهان گیتی ستان
همه نسخه را بخش بر پنج کرد — بیاراست هر بخش را داستان
همه واقعات سلاطین ملک — همه حادثات زمین و زمان
کتابیست یا نقش تسخیر دل — جهانیست یا گلشن بی‌خزان

ز دل سال تالیف خرسند جست
بگفتا نشاط دل خسروان
سنه ۱۳۱۱ھ

قطعه تاریخ طبع از مولف

طبع گردیده است باطرز نکو — مرحبا این نسخه دانش فزا
چون بجستم سال تاریخش حسین — گفت هاتف ارمغان بی‌بها
۱۳۱۲ھ

قطعه تاریخ طبع از طبع وقاد مصنفه اهل کمال افتخار شعرائے نازک خیال جناب شاه کریم الله چشتی النظامی المتخلص به عاشق اعظم ترین خلفائے نامدار شیخ العالم و عالمیان حضرت محمود میان صاحب

احمد آبادی گجراتی قدس اللہ سرہ و تلمیذ میر الشعرا جناب میر احمد علی خان بہادر شہید دہلوے

ہین جو محبوب السلاطین کے مولف نامور	سعدی و جامی و عرفی زمانہ خوش عمل
نکتہ سنج و نکتہ دان و عاقل و دانائے عصر	ہمسر سحبان وایل افصح روز ازل
منتخب فرد فرید و کامل و ممتاز خلق	یار درویش و امیر و مونس اہل دول
کہتے ہین اپنی زبان سے بڑہکر اسکو اہل فن	اوسکی باتین ہین نبات و مصرے و قند و عسل
بحر مواج فنون گوہر درج علوم	آشنائے بیمثال خالق عز و جل
نسخہ تاریخ جو تالیف اونسے ہو گیا	ہین جداگانہ تمامی اسکے حصہ بر محل

لکہدیا عاشق نے سال طبع اس تاریخ کا
خوب مجموعہ محبوب السلاطین ہے کتاب بے بدل
سنہ ۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ طبع کتاب از سورج بہان میکش تہانوی

سلاطین دوران کے کہینچے ہین نقشے	زمانہ مین اب جان تاریخ ہے یہ
ابھی اسکی تاریخ میکش یہ لکہدو	یہ تاریخ کیا کان تاریخ ہے یہ

۱۲ ۱۳ھ

تقریظ

عالیجناب جلالت انتساب ندیم السلطان مقرب الخاقان نواب
داور جنگ داور الدولہ داور الملک بہادر دام شوکتہ۔

حق تو یہ ہی کہ مینے آجتک کوئی کتاب ایسی سودمند اور فائدہ بخش نہین دیکھی میرے
خیال مین یہ تاریخ اخلاق کا سرچشمہ اور نصیحتون کا معدن ہی عوام کے لئے
عامۃً اور خواص بلکہ سلاطین جو اخص الخواص ہین اونکے لئے نہایت فائدہ
بخش ہی حکام کے لئے میری رائے مین یہ کتاب رہنماے شفیق ہی اور اکابر
قوم کے لئے رفیق مجھے امید ہی کہ گورنمنٹ عادل اس گرانمایہ تاریخ کو قدر اور
عزت کی نگاہ سے دیکھی گئی اور مولف کی قدر افزائی مین کوتاہی نکریگی۔

داور الملک

تقریظ

عالیجناب مستطاب نواب اسد یار جنگ اسد یار الدولہ بہادر ایڈیکانگ
عالیحضرت بندگانعالی دام دولتہ شاگرد رشید ابوالقاسم مولوی فضل صاحب عرشی
مین بھی اپنے محترم اور معظم جناب والد صاحب قبلہ و کعبہ کی رائے سے
اتفاق کرتا ہون۔ سلاطین اور حکام کے لئے اس سے بڑہکر مشیر اور ندیم تنہائی
نہین ملسکتا اس تاریخ کے دیکھنے والے کو جو کچہ فائدہ حاصل ہوسکتا ہے
اوسکا بیان دیکھنے والون کی زبان سے پوچھنا چاہیے خداوند تعالی قوم کو
اس کتاب کے دیکھنے اور پڑہنے سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق دی اگر مدارس
مین یہ کتاب شریک کیجاے تو میری رائے مین نہایت سودبخش ثابت ہوگی۔

اسد یار الدولہ

تقریظ

عالیجناب جلالت شیم سخنور یگانہ عالیجناب نواب مظفر جنگ بہادر خلف عالیجناب والامناقب نواب رفیع الدولہ بہادر حیدر الملک زاد اجلالہ تلمیذ مولوی ابوالقاسم فضل رب صاحب عرشی - این نگارین نوردنامہ فراوان نشود بخش را ازین سر تا آن سر خواندم نگویم چہ مایہ گران آرزدار جمند یافتم ہم برائے ملک وہم برائے ملک ہم برائے قوم اسلام خاصۃ وہم برائے عامیان عامۃ - خدا کند کہ این گرامی نامہ بدیدۂ حق بین گورنمنٹ گزرد و براہ قدر افزائگریستہ شود اگر عالیجناب ناظم تعلیمات نواب عماد الملک دامت اجلالہ این کارنامہ خرد را در مدارس و تعلیمات پذیرا کنند ہم خرد افزا ثابت شود وہم دماغ از وقائع گرانمایہ روشن گردد -

مظفر جنگ

صحت نامہ کتاب محبوب السلاطین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱	اور کس کس ہین	اور کس کس مین	۶۳	۱۶	چڑداتے تھے	چڑہواتے تھے
۵	۱۳	اسمین شک نہین کہ مولف نے	پہر تقدیر مولف نے	۶۵	۶	ظلم	طلسم
۶	۱۲	ازین خانہ بردار گنجینہ ہا	ازین کمیسہ بردار گنجینہ ہا	؍؍	۱۶	ماردیا	مارڈالا
۱۰	۶	دوستری	دوسری	۶۸	۱۷	تعقب	تعاقب
۱۰	۱۳	اورصطلاح	اوراصطلاح	۷۰	۱	فضیل بن ربیع	فضل بن ربیع
۲۵	۷	گورکے	گورخرکے	۷۰	۱۲	کیا	کی
۲۵	۸	بہرام گورخر	بہرام گور	؍؍	۱۳	آوین	رہین
۲۹	۱۴	مت کر	مت کرو	؍؍	۱۷	اتالیق	اتالیقی
۳۱	۱۷	گہوریکی پاگ	گہوڑیکی باگ	۷۶	۶	سیدار ہین	سردار ہین
۳۳	۱	بیان کرین	بیان کرو	؍؍	۱۲	مظلومونکی ہی	مظلومونکی
۳۵	۲	بہادر ہوئے	بہادر ہو	۷۷	۴	حکم موافق	موافق حکم
۳۵	۱۷	سوبرسکی عمر رسیدہ	سوبرسکی عمر کا	۷۸	۱۸	جو سزا چاہین دیجیے	جو سزا چاہیے دیجیے
۴۰	۱۲	خزنے تھے	خزانے تھے	۸۱	۱	خلیفہ چاہتا تھا	خلیفہ چاہتا
۴۱	۹	کیا جا تھا	کیا جاتا تھا	۸۲	۴	دہکنے لگا	دہکنے لگا
۴۵	۶	براہ ظلم دخیر جو کچہ کیا ہی	براہ ظلم وجبر جو کچہ لیا ہی	؍؍	۱۴	پہر دہ لونڈی کو	پہر اوس لونڈیکو
۴۵	۱۰	اونسے	اوس سے	۸۵	۱۹	ہنسا	ہنسنا
۵۷	۱۷	غماض	غمازی	۸۷	۱۹	شان شوکت کے	شان شوکت کے سلسلے تھے
۵۷	۱۹	کرنا چاہتے	کرلی چاہیے	۸۸	۱۰	خلعتین وانعامات سے سرفراز	خلعتین اور انعامات سے سرفراز
۵۷	۱۸	نکرنا چاہیے	نکرنی چاہیے	۹۵	۱۷	محاصل خلافت شرع	محاصل خلاف شرع
۵۸	۶	مجلس ہین	مجلس مین	۱۰۹	۱۱	ورنہ رغم	ورنہ غم کہا میگا
۵۹	۹	منصور نے	منصور	۱۰۹	۱۷	باس	یاس
۶۰	۶	کب سیر چشم ہوگا	کب سیر ہو سکتا ہی	۱۱۱	۱۰	ہاتی پیشانی	ہاتہی کی پیشانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۱	۱۴	مندر کاخ کیا	مندر کارخ کیا	۱۸۸	۵	سنہ ۴۰ھ	سنہ ۴۱ھ
۱۱۲	۱	محمود کوہ غور	محمود نے کوہ غور	۱۹۱	۱۴	تخطیہ	تخطیہ
//	۲	محمود غرجستان	محمود نے غرجستان	۲۰۰	۱	دردا	دروہ
۱۱۵	۲	فتح نصب غازیان ہوا	نصیب غازیان ہوا	۲۰۱	۵	خطر	خط
۱۱۶	۹	دہ دینار ونکی	اون دینار ونکی	۲۰۴	۱۰	اماحسن	امام حسن
//	۱۷	قضاعت سے	قضاات سے	//	۱۲	تم ہونے ہوئے	تمہاری ہوتے ہوئے
۱۲۰	۷	قطع الطرلق	قطاع الطریق	//	۱۹	رضی اور عنہ	رضی اللہ عنہ
//	۸	مزاہم	مزاحم	۲۱۰	۸	خاریہ	خارجیہ
۱۲۱	//	خونبرد نکے	خونریزیون کے	۲۱۱	//	مارنے	مارنے کے لئے
۱۲۶	۱۷	عدل والضاف سے نہو	عدل والنصاف شیوہ	۲۱۲	۷	گوچیے	گونجے
۱۲۷	۱	ڈرتے ہین	ڈرتے نہین	۲۱۹	۱۶	مو	ہوا
۱۲۹	۴	مرض پر رکہا	مرضی پر رکہا	۲۵۲	۹	غلہ لوبکر	غلہ بوکر
۱۲۹	۱۴	خضر	حضرت	۲۸۰	۱۳	ابتک تباو	ابتک بنیاد
۱۳۰	۳	عملا	عُلما	۲۹۱	۳	گدہے	گدی
۱۳۵	۷	کنجواب	کمخواب	۲۹۲	۳	شکر	لشکر
//	۱۳	یاقوت گل رنگ	یاقوت سے گل رنگ	۲۹۲	۶	بادشاہ وہین	بادشاہ نے وہین
۱۳۶	۵	فرما بردار	فرمان بردار	۲۹۳	۳	باگر	باگہر
//	۷	کہندون	کندہون	//	۱۷	گرین	گرد
//	۱۹	سینون	سینونمین	۲۹۷	۱	شکر	لشکر
۱۳۷	۱۸	لاہی	لاتا ہے۔	۳۱۶	۱۲	بوالت	طوالت
۱۳۸	۸	کاروان	کاروایان	۳۱۷	۷	دینے	دفینے
۱۷۳	۱	بہرتی	بہرتی ہے	۳۴۱	۵	طرفہ تر	طرفہ
۱۷۴	۹	والمنتظمون	اور منتظمون	//	۱۱	قتل وا	قتل ہوا
۱۷۷	۱۳	داوی	داؤدی	۳۴۴	۸	لورس	پورشش

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۲	۱۸	بیٹا	بھتیجا	۴۸۴	۱۲	گورنر جنرل مدراس	گورنر مدراس
۳۶۱	۱۲	اگر	آگر	۴۸۷	۷	مع	مداح
۳۷۲	۱	سادات بارر	سادات بارہہ	۴۹۴	۱۴	منعقد ہوگی	مجلس منعقد کی
رر	۱۸	کو بمقا	کو مقابلہ	۴۹۷	۳	قیام گا	قیام گاہ
رر	۱۹	پہونچایا	پہونچا	۴۹۸	۱۱	وزارت سکونسے	وزارت اونسے
۳۸۴	۱۴	شور نسیت	شورسمت	۵۰۰	۱۳	افتخار الدولہ	مختار الدولہ
۳۸۷	۱۹	میرے	بڑے				
۳۹۲	۴	اودگھر	اودگھڑ				
۳۹۴	۱۸	لعین لدد	معین الدولہ				
۴۰۴	۳	ہوا	ہوئی				
۴۰۷	۱۳	معالج	معالجہ				
۴۰۸	۱۲	گورنرل	گورنر جنرل				
۴۲۰	۱۳	بہائی ہین	بہائیو ہمین				
۴۲۱	۶	مگر آخر مین	لیکن آخر مین				
۴۲۲	۳	تخت نشین ہوئے	پیدا ہوئے				
۴۳۵	۵	پچاس ہزار	پچاسی ہزار				
رر	۸	پل بنا کر	پل بنا کر د				
۴۴۸	۲	حملہ کئے تھے	حملہ آور ہوئے تھے				
۴۵۵	۱۳	وہان پر گور	وہان پر گورنر				
۴۵۶	۱۷	داستانے	دستانے				
۴۵۷	۹	شہوار کے	اور شہوارون کے				
۴۷۳	۱۸	ارشاد فرما	ارشاد فرمایا				
۴۸۰	۱۸	اسلئے نہین سمر	اسلئے نہین کیا ہو				
۴۸۱	رر	دعا دیون	دعادون				

خاتمة الطبع

سرسبزی گلستان سخن حمد حدیقہ آرای کن فکان ہی اور شادابی و نضارت بوستان کلام نعت سرور انس و جان ہی من بعد گلچینان گلزار سیر کو مژدہ ہو کہ ان ایام تازگی انجام مین بہارین چمنستان سیر و سرمایہ خبرت سلاطین دوران یہ **صحیفہ انیقہ** موسوم بہ احکم التاریخ المعروف بہ **محبوب السلاطین** بعہد دولت مہد بادشاہ اسلام اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پر نور رستم دوران **میر محبوب علیخان بہادر** دام اللہ دولتہ و سلطنتہ جسکی تاریخ (افسانۂ عجیب خسروان زمان) کی عبارت بالکل صادق آرہی ہی بلکہ (فسانہ خرد آموز سلاطین زمن) کہی جائے زیبا ہی ۱۳۱۱ اور تاریخ اختتام طبع کتاب (گلدستہ لطیف قابل تاجداران) ۱۳۱۲ کا مضمون خبر دے رہا ہی کہ یہ مجموعہ علم و حکمت و بلاغت ہی نہین بلکہ جامع حالات سلاطین متقدمین و متاخرین اور شاہان گذشتہ و سلاطین موجودہ کا بیش بہا کارنامہ و گنجینہ اقوال و آداب و پند و نصائح کا خزانہ ہی جسکو سخنور بلند خیال سخن آفرین یا ہنر پرور منشی محمد حسین خان صاحب نے زیور تالیف سے آراستہ اور اخلاقی حالات کا فوٹو کھینچا کر بایاب تاریخ سلاطین عمدہ پیرایہ مین بیان فرمایا ہی۔

بیتاب کنندۂ دل اہل بصر	بحریست کہ موج آن چو زلف حوراست
یا سنبل تر ز بوستان توحید	ترطیب دہ دماغ اہل تفسیر

اطلاع حق تصنیف محفوظ ہی کوئی صاحب بلا اجازت مصنف و مہتمم مطبع قصد طبع کا نہ فرمائین بجائے نفع نقصان نہ اوٹھاوین۔

قیمت فی جلد سے رحالی

ص ۱۳۵ ۔ چادر گھاٹ کا پل ۱۲۴۶ھ میں بنا ۔ مجاور الدولہ کی

شورش ۔ موسی ندی کی طغیانی ۔ جس میں بازار کھائی میدان

سڑک عنبر کا بہہ جانا ۔ ص ۱۳۶ ۔ سکھوں اور عربوں کی لڑائی

۱۲۴۷ھ میں ۔ اور سکھوں کا خارج البلد ہونا ۔ ص ۱۳۷ ۔ حوالی

کلبرگہ اور رائچور کے [illegible] ۔ اور عربوں کا بیج بچاؤ کر دینا ۔ اور

خود عربوں اور روہیلوں کی [illegible] ۱۲[illegible] میں ۔ اور عربوں کا روہیلوں کو

خارج البلد کر دینا ۔ ص [illegible] ۱۲۵۵ھ میں [illegible] کا معاملات ملکی و

مسلم [illegible] ۔ اور ان کا [illegible] ۔ جس میں

[illegible] ۔

ص ۱۳۹ ۔ [illegible] اور ان کا مارا جانا ۔

[illegible] ۱۲۵[illegible] میں [illegible]

۱۲۱۱ [illegible] ۔ چندو لال کا عہدہ

ص ۱۴۰ ۱۲۴۹ھ [illegible] ۔

[illegible] کی [illegible] ۔ [illegible] کی علیحدگی ۔

سراج الملک کا ۱۲۴۹ھ میں انتقال ۔ ص ۱۴۲ ۔ مختار الملک کی

وزارت ۔ عربوں کا زور توڑنا (عرب عوض) اور ان کی تعجب ۔

ص ۱۴۳ ۔ ناصر الدولہ بہادر نے تمام عمر کسی قسم کا انگریزی کا عہد نہیں لیا ۔

سنہ ۱۲۴۴ھ ۔ افضل الدولہ تخت نشیں ہوئے ای تیس کو حفاظ کا اور (۷۵)

بخاری ہمہ وسکون شریف وہی حصین کے پڑھنے والوں کا اور گیارہ سو بیاست

برائے حفاظ اور (۵۰۰۰) ہزار جو دیا علی محل کو ماہوار فرمایا ۔ حفاظ کے

رہنے فود (؟)، اور خود بھی کبھی کبھی محل حفاظ میں شریک ہو کر انہیں تعلیم سے

منع فرماتے ۔ ۔ سنہ ۱۲۴۵ھ ۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بادشاہ کا

[illegible] (۱۲۴۷) [illegible]

[illegible]

[illegible] (۱۲۷۴) [illegible]

(۱۲۷۶) میں ۔ [illegible]

۱۲۸۰

اور [illegible] (۱۲۷۷) میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]